آئین پاکستان
1973ء

بمعہ

جدید ترامیم

اختر علی قریشی
ایم۔اے (پولیٹیکل سائنس) ایل۔ایل۔بی
اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

ندیم بک ہاؤس
7۔ ٹرنر روڈ ہائی کورٹ لاہور
فون نمبر 7358175-7220799-7357262

آئین پاکستان

1973ء

اختر علی قریشی

ایم۔اے (پولیٹکل سائنس) ایل۔ایل۔بی

اسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل پنجاب

ندیم بک ہاؤس

7- ٹرنر روڈ ہائی کورٹ لاہور

قیمت : -/350 روپے

کمپوزنگ: رضوان کمپیوٹر اکیڈمی
پرنٹنگ: : بابر صابر پرنٹنگ پریس لاہور۔

آئین پاکستان 1973ء

فہرست

باب دوم
حکمتِ عملی کے اصول

حصہ سوئم

باب اول

وفاقِ پاکستان

باب دوئم

مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ)

ترتیب معیاد اور اجلاس

وفاقی حکومت

حصہ (چہارم)

باب اول

صوبے

گورنر صاحبان

باب دوئم

صوبائی اسمبلیاں

باب دوئم

قرض لینا اور محاسبہ

باب سوئم

جائیداد' معاملات' ذمہ داریاں اور مقدمات

حصہ ہفتم

نظام عدالت

باب اول

عدالتیں

باب دوئم

پاکستان کی عدالت عظمیٰ

باب پنجم
تشریح

باب ششم
عنوان' آغاز' نفاذ اور تنسیخ

باب ہفتم
عبوری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور 1973ء

The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973

12 اپریل 1973ء

تمہید

اظہر من الشمس اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم کل ہے اور پاکستان کی قوت جمہور کو جو اقتدار و اختیار کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق حاصل ہوگا وہ ایک مقدس امانت ہے۔

اور اب یہ پاکستان کے عوام کی منشاء ہے کہ ملکی انتظام و انصرام کی خاطر حکمنامہ مرتب اور جاری کرے اور ایک ایسا جمہوری ڈھانچہ قائم کیا جائے گا جس میں ملک کو عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کو ہی اقتدار و اختیارات حاصل ہوں گے اور جس میں اسلامی تشریح کے مطابق جمہوریت' آزادی' مساوات' رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں پر عمل کیا جائے گا۔

اور مسلمانوں کو انفرادی' ذاتی اور اجتماعی طور پر اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی اسلامی تعلیمات اور تشریحات' ضروریات کے حسب منشاء جس طرح قرآن پاک اور سنت محمدیؐ میں ان کا تعین کیا گیا ہے ترتیب دے سکیں۔ جس میں اقلیتوں کو اپنی مذہبی رسومات اور عقائد پر عمل کرنے اور اپنی مذہبی اور معاشرتی ثقافتی اقدار کو ترقی دینے کے لیے موزوں اور مناسب تدبیری گنجائش رکھی جائے گی۔

جس میں وہ علاقہ جات جو اس وقت پاکستان میں شامل یا ضم ہیں اور ایسے مزید علاقائی حصے جو اس کے بعد پاکستان میں شامل یا ضم ہوں ایک وفاق پر مشتمل ہوں گے جس میں وحدتیں (Units) اپنے ایسے اقدار اور اختیارات جو انہیں ودعیت کئے گئے ہوں (وفاق کی طرف سے) خود مختار ہوں گی۔

جس میں بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے گی اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کی تکمیلی حیثیت اور واقعات کے مطابق مساوات' قانون کے مطابق یکسانیت و برابری' معاشرتی' معاشی' سیاسی انصاف اور سوچ و خیال' اظہار خیال' عقیدہ' دین' عبادت کی ذاتی' انفرادی اور اجتماعی آزادی ہوگی۔

یہ کہ اقلیتوں' پسماندہ اور پست طبقوں کے معقول و مناسب مفادات کا قطعی انتظامی عمل میں لایا جائے گا جس میں عدلیہ کی آزادی اور تحفظ کو ہر طرح ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

جہاں کہ وفاق کے علاقہ جات کی سالمیت' آزادی' خودمختاری اور ان کے تمام تر حقوق بشمول آزادی' تحفظ زمین' سمندر اور فضا کی حفاظت کی جائے گی۔

تاکہ پاکستان کے عوام فلاح و بہبود حاصل کرسکیں تاکہ وہ اقوام عالم میں اپنا جائز حقیقی اور نمایاں مقام حاصل کرسکیں اور بین الاقوامی امن اور بنی نوع انسان کی بہبود' ترقی اور خوش حالی حاصل کرنے کے لیے اپنا پورا کردار ادا کرسکیں۔

اس لیے اب ہم عوام (جمہور) پاکستان

اس قادر مطلق اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے بندوں کے سامنے اپنی تمام تر ذمہ دارانہ احساس کے ساتھ۔

پاکستان کی خاطر عوام کی دی گئی قربانیوں کے اعتراف کے ساتھ۔ بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کے اس اعلان سے وفاداری کے ساتھ عزم کرتے ہیں کہ

پاکستان عدل و انصاف کے اصولوں پر مبنی ایک جمہوری مملکت ہوگی جمہوریت کے تحفظ کے لیے جذبات سے سرشار' ظلم و استبداد کے خلاف عوام کی ان تھک اور مسلسل جاری و ساری جدوجہد کے نتیجہ میں حاصل ہوئی ہے۔

قومی اور سیاسی قوت اور اتحاد کا تہیہ کرتے ہوئے ایک نئے نظام کے ذریعہ مساوات پر مبنی معاشرہ تخلیق کرکے اپنی قومی اور سیاسی اتحاد اور یک جہتی کا تحفظ کریں۔

حقائق مندرجہ بالا کو عملی جامہ پہنا کر قومی اسمبلی میں اپنے نمائندوں کے ذریعہ یہ دستور منظور کرکے اسے قانون کا درجہ دیتے ہیں اور اسے اپنے ملک کا دستور تسلیم کرتے ہیں۔

حصہ اول

تعارف' ابتدائیہ

Introductory

آرٹیکل 1- جمہوریہ اور اس کے علاقہ جات (حدود):

(The Republic and its territories) :

1- مملکت پاکستان ایک وفاقی جمہوریہ ہو گی جس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہو گا اور جسے بعد میں پاکستان کہا اور پکارا جائے گا۔

2- پاکستان مندرجہ ذیل علاقہ جات پر مشتمل ہو گا۔[1]

(الف) صوبہ جات بلوچستان' شمال مغربی سرحدی علاقہ جات' پنجاب اور سندھ۔

(ب) دارالحکومت اسلام آباد کا علاقہ جس کو بعد ازاں اسلام آباد وفاقی دارالحکومت کے طور پر پکارا اور کہا جائے گا۔

(ج) وفاق کے ماتحت قبائلی علاقہ جات جو الحاق کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے پاکستان میں شامل ہیں یا شامل ہو جائیں۔

(د) ایسی ریاستیں اور علاقہ جات جو الحاق کے ذریعے پاکستان میں شامل ہیں یا شامل ہو جائیں۔

3- مجلس شوریٰ [2] (پارلیمنٹ) بذریعہ قانون وفاق سے نئی ریاستوں/علاقوں کو ایسے تناظر اور شرائط کے مطابق داخل کر سکے گی جو وہ مناسب سمجھے۔

آرٹیکل 2- مملکتی مذہب اسلام (Islam to be state religion) :

مذہب اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہو گا۔

آرٹیکل 2- (الف) [3] قرار داد مقاصد مستقل احکام کا حصہ ہو گی:

ضمیمہ میں منقول قرار داد مقاصد میں مندرج بیان کردہ اصول اور احکام کو دستور ہذا کے ذریعہ دستور کا مستقل حصہ قرار دیا جاتا ہے جو بعینہٖ من وعن موثر ہوں گے۔

1- شقات 3، 2 آئین کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کے ذریعہ تبدیل ہوئیں۔

2- آئین کی دوبارہ تدریس میں لفظ پارلیمنٹ تبدیل ہو کر مجلس شوریٰ پکارا جانے لگا بذریعہ صدارتی حکم نامہ 14 آف 1985۔

3- آرٹیکل 2-A صدارتی حکم نامہ نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

وضاحت:

آئین میں پاکستان جمہوری ریاست قرار دیا گیا ہے۔ جمہوریت میں خواہ وہ معاشرتی ہو یا اقتصادی انسانی اداروں کا انتظام و انصرام جمہوری اداروں کے ہی سپرد ہوتا ہے۔ پاکستان جو کہ اسلامی جمہوری مملکت ہے اس لیے اقتدار اعلیٰ اللہ تبارک تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اس اقتدار اعلیٰ کے تحت پاکستان کے عوام کو حکمرانی کا اختیار ایک مقدس امانت کے طور پر عطا کیا گیا ہے جو اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے وقت انتہائی ذمہ دارانہ عقل و دانش کا کردار ادا کریں گے۔

آئین کی تحتی دفعہ میں پاکستان کے علاقہ جات کی جو حد بندی کی گئی ہے اس کے تحت مملکت پاکستان کو چار صوبوں بلوچستان' صوبہ سرحد صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ اور وفاقی دارالحکومت' وفاق کے زیر اہتمام و انتظام قبائلی علاقہ جات اور ایسی ریاستوں اور علاقوں کو شامل کیا گیا ہے جو الحاق یا کسی دوسرے طریقہ سے اس میں شامل ہیں۔

اسی ضمن میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو آئینی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الحاق کے لیے درخواست دینے والی ریاست یا علاقے کو ایسی شرائط کے ساتھ مملکت کا حصہ بنا لے جنہیں وہ مناسب سمجھتے ہوئے عائد کر دے۔

تمام قوانین اسلامی ڈھانچے میں ڈھالے جائیں گے۔ شریعت کورٹ' اسلامی نظریاتی کونسل کو خصوصی طور پر یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ تمام قوانین کا جائزہ لے کر اسلام کی تعلیمات سے مطابقت نہ رکھنے والے قانون کی تنسیخ کے لیے پارلیمنٹ کو سفارش کر دے۔ لہٰذا عوام اپنے اختیارات کو اسلامی تعلیمات کی حدود میں رہتے ہوئے ایک مقدس امانت کے طور پر استعمال کریں۔

آرٹیکل 3- استحصال کا قلع قمع (Elimination of Exploitation):

مملکت استحصال کی تمام اقسام کے خاتمہ اور اس بنیادی اصول کی درجہ بدرجہ تکمیل کو یقینی بنائے گی یہ کہ ہر کسی سے اس کی اہلیت کے مطابق کام لیا جائے گا اور ہر کسی کو اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جائے گا۔

آرٹیکل 4- افراد کے حقوق کو قانون کے مطابق عمل میں لایا جائے:

(Rights of Individuals to be dealt with in accordance with Law, etc.):

-1 پاکستان کا ہر شہری خواہ کہیں بھی ہو اور کوئی بھی ایسا شخص جو وقتی طور پر پاکستان میں ہو

اس کو بلا امتیاز قانون کا تحفظ ہو اور اس کے ساتھ بلا عذر قانون کے مطابق برتاؤ اور سلوک کیا جائے۔

2- خاص طور پر۔

(الف) قانونی تقاضوں کو پورا کئے بغیر کوئی بھی ایسی کارروائی نہ کی جائے جو کسی شخص کو جان، آزادی، جسم، شہریت، املاک کے لیے نقصان دہ یا مضر ہو۔

(ب) کسی شخص کو بھی کسی ایسے کام کرنے میں ممانعت اور مزاحمت نہ ہوگی جس کو قانونی طور پر ممنوع قرار نہ دیا گیا ہو۔

(ج) کسی شخص کو بھی کوئی ایسا کام کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا جس کا کرنا اس کے لیے قانونی طور پر ضروری نہ ہو۔

وضاحت:

اس آرٹیکل سے اس بات کی وضاحت ہوگئی ہے کہ پاکستان کا ہر شہری ملک کے کسی بھی مقام پر رہنے کا حق رکھتا ہے۔ ہر شخص قانونی حدود میں رہ کر اپنے اہل و عیال کی گزر اوقات کے لیے کچھ بھی کام کر سکتا ہے۔ قانون کے مطابق ہر شہری کو کسی بھی حصے میں رہتے ہوئے تمام تر قانونی تحفظات حاصل ہوں گے۔

آرٹیکل 5- مملکت سے وفاداری اور دستور اور قانون کی اطاعت اور پاسداری:
(Loyalty to state and obedience to constitution and law):

1- مملکت سے وفاداری ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔

2- دستور اور قانون کی اطاعت اور تعمیل ہر شہری پر چاہے وہ کہیں بھی ہو اور ہر ایسا شخص جو فی الوقت پاکستان میں ہو ہر قانون کی تعمیل ضروری ہے۔[4]

آرٹیکل 6- سنگین غداری (High Treason):

1- کوئی شخص جو طاقت اور گھمنڈ کے استعمال یا طاقت سے یا دیگر غیر آئینی ذریعہ سے دستور کی بیخ کنی کرے تنسیخ یا تذلیل کرے یا ایسا کرنے کی کوشش کرے یا سازش کرے، تخریب کاری کرے یا تخریب کاری کی کوشش کرے یا سازش کرے، سنگین غداری کا مجرم ہوگا۔

4- لفظ بنیادی صدارتی حکم نامہ 14 آف 1985 کے ذریعے تبدیل کر دیا گیا۔

-2 کوئی ایسا شخص جو شق نمبر (1) میں مندرج افعال میں کسی اور کی مدد یا معاونت کرے بعینہٖ غداری کا مجرم ہوگا۔

-3 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) بذریعہ قانون ایسے اشخاص کے لیے سزا مقرر کرے گی جنہیں سنگین غداری کا مجرم قرار دیا گیا ہو۔[5]

وضاحت:

مملکت کے وقار و وجود کے خلاف قول وفعل کو غداری کہا جاتا ہے۔ ایسے افراد کی معاونت بھی غداری کے ضمن میں آتی ہے۔ سزا کا دیا جانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ آئندہ کوئی شخص قانون شکنی کی جرات نہ کرے۔

اس سلسلہ میں پارلیمنٹ کے منظور شدہ قانون کی صدر مملکت نے 26 دسمبر 1973ء کو سنگین غداری کے مرتکب افراد کو سزائے موت دینے کے قانون کی توثیق کی۔

حصہ دوئم

بنیادی حقوق اور حکمت عملی کے اصول

Fundamental Rights and Principles of Policy

آرٹیکل 7- مملکت کی تعریف (Definition of State):

اس حصہ میں جب تک کہ سیاق و سباق کا کچھ اور مطلب نہ نکلتا ہو ''مملکت'' سے وفاقی حکومت، مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کوئی صوبائی حکومت، کوئی صوبائی اسمبلی اور پاکستان میں ایسی ہیئت ہائے مجاز مراد ہیں جن کو قانون کے مطابق کوئی محصول یا چونگی عائد کرنے کا اختیار حاصل ہو۔[6]

وضاحت:

بین الاقوامی قانون میں مملکت کی تعریف کا جو تعین کیا گیا ہے کے مطابق وہ تمام زمین، زیر زمین چیزیں، علاقائی سمندر، مقامی دریا، جھیلیں اور فضائی حدود ہیں جن پر کوئی ملک اختیار اعلیٰ

-5 سنگین غداری کی سزا کے ایکٹ (LXVIII of 1973) کا ملاحظہ کریں۔

-6 سنگین غداری کی سزا کے ایکٹ (LXVIII of 1973) کا ملاحظہ کریں۔

کا دعوٰی کرتا ہے اور دوسری ریاستیں دیگر ہمسایہ ریاستوں کے صدق دل سے تسلیم کرتی ہیں اس سے لین دین کرتی ہیں ،ور اپنے سفیر اس ملک میں بھیجتی ہوں۔

باب اول

بنیادی حقوق

Fundamental Rights

آرٹیکل 8- بنیادی حقوق کے نقیض (غیر مطابق) یا منافی قوانین کالعدم ہوں گے:

(Laws inconsistent with or in Derogation of Fundamental Rights to be avoided):

-1 کوئی قانون یا رسم یا رواج جو قانون کا درجہ اور حکم رکھتا ہو غیر مطابقت (تناقض) کی اس حد تک کالعدم ہو گا جس حد تک وہ اس باب میں عطا کردہ حقوق کا نقیض ہو۔

-2 مملکت کوئی ایسا قانون وضع نہیں کرے گی جو عطا کردہ حقوق کو سلب کرے یا کم کرے اور ہر وہ قانون جو اس شق کی خلاف ورزی میں وضع کیا جائے اس خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہو گا۔

-3 اس آرٹیکل کے احکام کا اطلاق حسب ذیل پر نہیں ہو گا۔

(الف) کسی ایسے قانون پر جس کا تعلق مسلح افواج یا پولیس یا امن عامہ قائم رکھنے کی ذمہ داریا دیگر جمعیتوں کے ارکان سے ان کے فرائض کی درست اور صحیح طور پر انجام دہی یا ان میں نظم و ضبط قائم رکھنے سے ہو یا

(ب) ان میں سے کسی پر[7]

(اول) جدول اول میں مصرعہ قوانین جس طرح کہ یوم نفاذ سے عین قبل نافذ تھے یا جس طرح کہ متذکرہ جدول میں مصرعہ قوانین میں سے کسی کے ذریعہ ان کی ترمیم کی گئی تھی۔

(دوئم) جدول اول کے حصہ (1) میں مصرعہ دیگر قوانین

اور ایسا کوئی قانون یا اس کا کوئی قانون یا قانون کا حصہ یا حکم اس وجہ سے کالعدم نہیں ہو گا کہ متذکرہ قانون یا حکم اس باب کے کسی حکم کے مطابق نہیں یا منافی ہے۔

-7 پیراگراف ب آئین کی چوتھی ترمیم ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعے تبدیل ہوا۔

4- شق (3) کے پیرا (ب) میں مذکورہ کسی امر کے باوجود یوم آغاز سے دو سال کے اندر متعلقہ مقننہ (جدول اول کے حصہ دوئم)[8] میں مصرعہ قوانین کو اس باب کی رو سے ودیعت شدہ حقوق کے مطابق بنائے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ متعلقہ مقننہ قرار داد کے ذریعہ دو سال کی مندرج مدت میں زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کی مدت کی توسیع کر سکے گی۔

وضاحت:

اگر کسی قانون کے بارے میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) متعلقہ مقننہ قائم ہو تو مذکورہ قرار داد قومی اسمبلی کی قرار داد ہو گی۔

(5) اس باب کی رو سے عطا کردہ حقوق معطل نہیں کئے جائیں گے۔ بجز جس طرح کہ دستور میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے۔

وضاحت:

اس دفعہ میں پاکستانیوں کو ان کے بنیادی حقوق کے تحفظ کی پوری پوری ضمانت دی گئی ہے۔ دستور کی منسوخی کے ساتھ ہی اس میں عطا کردہ وہ تمام حقوق از خود ہی ختم ہو جاتے ہیں۔
(PLD 1960 Lah. 1019)

آرٹیکل 9- فرد کی سلامتی (Security of person):

قانون کی اجازت اور منشاء کے بغیر کسی فرد، شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

وضاحت:

پاکستان کے شہریوں کو مکمل طور پر آزادی حاصل ہے اور ان کو زندگی کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔ عدالت عالیہ نے یہ قرار دیا کہ اگر کسی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو عدالت ازخود اس کا نوٹس لے کر اقدام کر سکتی ہے۔ (PLD 1990 SC 513)

آرٹیکل 10- گرفتاری اور نظر بندی کے بارے میں تحفظ:
(Safeguards as to arrest and detention):

1- کسی شخص کو جسے گرفتار کیا گیا ہو مذکورہ گرفتاری کی وجہ جس قدر جلد ہو سکے آگاہ کئے

8- آئین کی چوتھی ترمیمی ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعے تبدیل ہوا۔

بغیر نہ تو نظر بند رکھا جائے گا اور نہ اسے اپنی پسند کے کسی قانون پیشہ شخص (قانون دان) کو مشورہ کرنے اور اس کے ذریعہ صفائی پیش کرنے کے حق سے محروم کیا جائے گا۔

-2 ہر وہ شخص جسے گرفتار کر لیا گیا ہو اور نظر بند کر دیا گیا ہو کو گرفتاری سے 24 گھنٹہ کے اندر کسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازم ہوگا۔

لیکن مذکورہ مدت میں وہ وقت شامل نہیں ہو گا جو مقام گرفتاری سے قریب ترین مجسٹریٹ کی عدالت تک لے جانے کے لیے درکار ہو اور ایسے کسی شخص کو کسی مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر مذکورہ مدت سے زیادہ نظر بند نہیں رکھا جائے گا۔

-3 شق نمبر (1) اور (2) میں مذکور کسی امر کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہو گا جسے امتناعی نظر بندی سے متعلق کسی قانون کے تحت گرفتار یا نظر بند کیا ہو۔

-4 امتناعی نظر بندی کے لیے کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے جو کسی ایسے طریقے پر کام کریں جو پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سالمیت، تحفظ یا دفاع یا پاکستان کے خارجی امور یا امن عامہ یا رسد یا خدمات کے برقرار رکھنے کے لیے نقصان دہ ہوں اور کوئی ایسا قانون کسی شخص کو تین ماہ[9] سے زیادہ مدت تک نظر بند رکھنے کی اجازت نہیں دے گا جب تک کہ متعلقہ نظر ثانی بورڈ نے اسے اصالتاً سماعت کا موقع مہیا کرنے کے بعد مذکورہ مدت ختم ہونے سے پہلے اس کے معاملے پر نظر ثانی نہ کر لی ہو اور یہ رپورٹ نہ دی ہو کہ اس کی رائے میں ایسی نظر بندی کی مناسب وجہ موجود ہے۔

وضاحت:

اس آرٹیکل میں ''متعلقہ نظر ثانی بورڈ سے مراد

(اول) کسی وفاقی قانون کے تحت نظر بند کسی شخص کے معاملے میں پاکستان کے چیف جسٹس کی طرف سے مقرر کردہ کوئی بورڈ مراد ہے جو ایک چیرمین اور دوسرے دو اشخاص پر مشتمل ہو جن میں سے ہر ایک عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا جج ہو یا رہا ہو اور

(دوئم) کسی صوبائی قانون کے تحت نظر بند کسی شخص کے معاملہ میں متعلقہ عدالت عالیہ کے

9. آئین کی تیسری ترمیمی ایکٹ 1975 کے ذریعے ایک ماہ کی بجائے 3 ماہ کر دیا گیا

-8 متعلقہ نظرثانی بورڈ ہی کسی نظربند شخص کی نظر بندی کے مقام کا تعین کرے گا اور اس کے کنبے کے لیے معقول گزارہ الاؤنس کا تعین کرے گا۔

-9 اس آرٹیکل میں مندرجہ اور مذکورہ کسی امر کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہوگا جو فی الوقت غیر ملکی دشمن ہو۔

وضاحت:

گرفتار شدہ شخص کو اس بات کا حق ہوگا کہ اپنے قانونی دفاع کے لیے اپنی مرضی کے وکیل سے مشورہ لے۔

کسی شخص کو گرفتاری کے بعد 24 گھنٹے کے اندر اندر کسی مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا جائے۔

سپریم کورٹ کے مطابق اگر وجوہات واضح نہ ہوں تو گرفتاری غیر قانونی قرار پائے گی۔

ان دفعات کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آئین میں کسی بھی فرد کا کس قدر احترام ہے۔ آئین یہ کہتا ہے کہ کسی بھی شخص کو بلاوجہ گرفتار یا حراست میں نہ لیا جائے۔

آرٹیکل 11- غلامی، جبری مشقت، بیگار وغیرہ کی ممانعت:

(Slavery, forced labour, etc prohibited):

-1 غلامی مذموم اور ممنوع ہے اور کوئی بھی قانون کسی بھی صورت میں اسے پاکستان کی حدود میں رواج دینے یا سہولت بہم پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا۔

-2 بیگار کی تمام سہولتوں، صورتوں اور انسانوں کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

-3 چودہ سال سے کم عمر کے کسی بچے کو کسی کارخانے، کان یا دیگر پرخطر ملازمت میں نہیں رکھا جائے گا۔

-4 اس آرٹیکل میں مذکورہ کوئی امر اس لازمی خدمت پر اثر انداز متصور نہیں ہوگا۔

(الف) جو کسی قانون کے خلاف کسی جرم کی بناء پر سزا بھگتنے والے کسی شخص سے لی جائے

یا

(ب) جو کسی قانون کی رو سے غرض عام کے لیے مطلوب ہو۔

وضاحت:

آ ئین کی اس دفعہ میں واضح کیا گیا ہے کہ غلامی کسی بھی صورت میں جائز نہیں اور آ ئین کی رو سے کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص سے جبری مشقت یا بیگار نہیں کرا سکتا اور نہ ہی کسی شخص کی خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ البتہ اوور ٹائم Overtime جبری مشقت نہیں ہے۔

PLD 1970 SC 146

والدین بھی اپنے بچوں سے کم عمری میں مزدوری نہ کرائیں۔

آرٹیکل 12- موثر بہ ماضی سزا سے تحفظ
(Protection against retrospective punishment):

(1) کوئی قانون کسی شخص کو:

(الف) کسی ایسے فعل یا ترک فعل کے لیے جو اس فعل کے سرزد ہونے کے وقت کسی قانون کے تحت قابل سزا نہ تھا' سزا دینے کی اجازت نہ دے گا یا

(ب) کسی جرم کے لیے ایسی سزا دینے کی جو اس جرم کے ارتکاب کے وقت کسی قانون کی رو سے اس کے لیے مقررہ سزا سے زیادہ سخت یا اس سے مختلف ہو اجازت نہیں دے گا۔

(2) شق نمبر (1) میں یا آرٹیکل 270 میں مذکور کوئی امر کسی ایسے قانون پر اطلاق پذیر نہیں ہوگا جس کی رو سے تیئس مارچ سن انیس سو چھپن (23-3-1956) سے کسی بھی وقت پاکستان میں نافذ العمل کسی آ ئین کی تنسیخ یا تخریب کی کارروائیوں کو جرم قرار دیا گیا ہو۔

وضاحت:

کسی شخص کو سوائے غداری کے کسی فعل یا غلطی کی سزا نہیں دی جائے گی جو قانونی اعتبار سے اس وقت مستوجب سزا نہ تھی۔ اس سے جب وہ فعل یا غلطی سرزد ہوئی۔

اس شق کا اطلاق امتناعی نظربندی' مالک جائیداد کی سرسری بیدخلی عادی مجرموں کے خلاف کارروائی پر نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر اگر کسی جرم کی سزا بوقت ارتکاب 20 سال ہو اور بعد میں قانون کی تبدیلی سے سزا 25 سال ہو جائے تو مجرم کی سزا 20 سال ہی رہے گی۔

آرٹیکل 13- دوہری سزا اور اپنے آپکو ملزم گردانئے کے خلاف تحفظ

(Protection against double punishment and self incrimination):

کسی بھی شخص:

(الف) پر ایک ہی جرم کی بناء پر ایک مرتبہ سے زیادہ نہ تو مقدمہ چلایا جائے گا اور نہ ہی سزا دی جائے گی۔ یا

(ب) کو جب کہ اس پر کسی جرم کا الزام ہو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنے ہی خلاف ایک گواہ بنے۔

وضاحت:

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی جرم کے الزام میں عدالت نے اسے بری کر دیا اور جرم ثابت ہونے پر سزا دے دی ہو۔ تو اسی شخص پر اسی جرم کے تحت دوبارہ مقدمہ نہیں چلایا جائے گا۔

(ب) صورت حال کچھ بھی ہو اگر ملزم خود کو عدالت میں گواہ کے طور پر پیش کرنا چاہے تو ملزم ایسا کرنے کا مجاز نہ ہے۔

آرٹیکل 14- شرف انسانی قابل حرمت و احترام ہوگا:

(Inviolability of dignity of man etc.):

شرف انسانی اور قانون کے تابع گھر کی خلوت بہر صورت قابل حرمت واحترام ہوگی۔

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا ہے اور قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! کسی کے گھر میں اہل خانہ کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو۔ آئین کی اس دفعہ میں اس بات کی تلقین کی ہے۔ آئین کی یہ شق کسی شخص کو شہادت حاصل کرنے کے لیے اذیت نہ دیئے جانے کا تحفظ فراہم کرتی ہے۔

آرٹیکل 15- نقل وحرکت وغیرہ کی آزادی (Freedom of movement):

ہر شہری کو پاکستان میں رہنے اور مفاد عامہ کے پیش نظر قانون کے مطابق عائد کردہ کسی

معقول پابندی کے تابع، پاکستان میں داخل ہونے اور اس کے ہر حصے میں آزادانہ طور پر نقل حرکت کرنے اور اس کے کسی حصے میں سکونت اختیار کرنے اور آباد ہونے کا پورا پورا حق ہوگا۔

آرٹیکل 16- اجتماع (اکٹھے ہونے) کی آزادی (Freedom of Assembly):

امن عامہ کے مفاد میں قانون کے مطابق عائد کردہ پابندیوں کے تابع ہر شہری کو امن طور پر، اسلحہ کے بغیر جمع ہونے کا حق حاصل ہے۔

وضاحت:

کوئی بھی شخص کسی بھی مقام پر جلسہ کرنے، مظاہرہ کرنے یا جلوس نکالنے کا اہتمام کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط عائد ہے کہ اجتماع میں شامل ہونے والا ہر شخص غیر مسلح ہو تاکہ شر پسند عناصر سے دیگر افراد کو تحفظ دیا جا سکے نیز مفاد عامہ اور ملکی سلامتی کے خلاف کوئی بات نہیں کہی جا سکتی۔

آرٹیکل 17- انجمن سازی کی آزادی (Freedom of Association):

1- پاکستان کے ہر شہری کو پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ، ملکی سالمیت، امن عامہ یا اخلاق وکردار کے مفاد میں قانون کے ذریعہ عائد کردہ[3] معقول پابندیوں کے مطابق انجمنیں اور یونینیں بنانے کا حق حاصل ہوگا۔

2- ہر شہری کو جو حکومت پاکستان[4] کی ملازمت میں نہ ہو پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ یا سالمیت کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع کوئی سیاسی جماعت بنانے یا اس کے رکن بننے کا حق حاصل ہوگا اور مذکورہ[5] قانون میں قرار دیا جائے گا کہ اور وفاقی حکومت یہ اعلان کر دے کہ کوئی سیاسی جماعت ایسے طریقے پر بنائی گئی ہے یا عمل کر رہی ہے جو پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ یا سالمیت کیلئے نقصان دہ اور مضر ہے تو وفاقی حکومت مذکورہ اعلان سے پندرہ دن کے اندر معاملہ عدالت عظمیٰ کے حوالے کر دے گی جس کا مذکورہ حوالہ پر فیصلہ قطعی ہوگا۔[6]

3- آئین کی چوتھی ترمیم 1975 کے ذریعے تبدیل ہوا۔

4- شق نمبر 3,2 موجودہ شق نمبر 2 کے مطابق بذریعہ آئین کی پہلی ترمیم 1974 کے ذریعے تبدیل ہوئی۔

5- بذریعہ لیگل فریم ورک 2002 مجریہ 21-8-2002 تبدیل ہوئے۔

6- بذریعہ لیگل فریم ورک 2002 مجریہ 21-8-2002 تبدیل ہوئے۔

کسی بھی سیاسی پارٹی، جماعت، انجمن یا یونین کو ذات پات، فرقہ پرستی نامناسب گروہ بندی اور مذہبی تعصب پھیلانے کی اجازت نہ ہو گی۔[7]

3- ہر سیاسی جماعت قانون کے مطابق اپنی آمدنی کے جملہ ذرائع کے ماخذ و وسائل کے لیے جوابدہ ہو گی۔

4- ہر سیاسی جماعت قانون کے مطابق جماعت کے انتخابات کرائے گی۔ عہدیداروں اور ارکان کا انتخاب کرے گی۔[8]

وضاحت:

کوئی بھی قانون جو انجمن سازی میں مانع ہو حقوق کے منافی متصور ہو گا اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ صرف اس وقت ہی انجمن سازی پر پابندی عائد کی جا سکتی ہے جس وقت مفاد عامہ کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق ہو۔ سائنسی اور ادبی انجمنیں بھی بنائی جا سکتی ہیں۔ انجمنوں کا قیام ہمارے ملک کے لیے بڑا ضروری ہے۔ بشرطیکہ وہ مفاد عامہ کے لیے اور ملکی قانون کے تابع کام کر رہی ہوں۔ مالی ذرائع کے متعلق پابندی اس لیے لگائی گئی ہے کہ کہیں کوئی جماعت غیر ملک سے مالی امداد حاصل کر کے اس کے مفادات کی حفاظت تو نہیں کر رہی۔ اگر وہ ایسا فعل کرتی ہے تو قانون کے تحت اسے کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے۔

آرٹیکل 18- تجارت، کاروبار یا پیشے کی آزادی:

(Freedom of trade, business or profession):

ایسی شرائط قابلیت صلاحیت، حیثیت کے تابع ہوں جو قانون کے ذریعے مقرر کی جائیں ہر شہری کو کوئی جائز پیشہ یا مشغلہ اختیار کرنے اور کوئی جائز تجارت یا کاروبار کرنے کا مجاز ہو گا۔

(الف) کسی تجارت یا پیشہ کو اجرت نامہ کے طریق کار کے ذریعے منضبط کرنے میں

یا

(ب) تجارت، کاروبار یا صنعت میں آزادانہ مقابلہ کے مفاد کے پیش نظر اسے منضبط کرنے میں

یا

(ج) وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا کسی ایسی کارپوریشن کی طرف سے جو مذکورہ

7-- بذریعہ لیگل فریم ورک 2002 مجریہ 21-8-2002 تبدیل ہوئے۔

8- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 متعارف ہوا۔

حکومت کے زیر نگرانی ہو دیگر اشخاص کو قطعی یا جزوی طور پر خارج کر کے کسی تجارت، کاروبار، صنعت یا خدمت کا انتظام کرنے میں۔

وضاحت:

طوائفوں کا کاروبار، عورتوں کی خرید وفروخت، جوا، منشیات کی نقل وحمل، خرید و فروخت اور ایسی ادویات جو خطرناک ہیں پر قانونی طور پر پابندی عائد ہے۔

اگر کسی پیشے کے لیے لائسنس حاصل کرنا ضروری ہو تو ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر یا اپنے ملک سے کسی دوسرے ملک کے ساتھ تجارت کرنے کے لیے حکومت کی عائد کردہ پابندیوں پر عمل درآمد ضروری ہے۔

آرٹیکل 19- تقریر وغیرہ کی آزادی (Freedom of speech):

پاکستان کے ہر شہری کو تقریر کرنے اور اظہار خیال کرنے کا حق حاصل ہے۔ ابلاغ عامہ کو بھی مکمل آزادی کا حق حاصل ہے۔ اسلام کی عظمت، پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سالمیت، سلامتی، دفاع، غیر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات، امن عامہ تہذیب و اخلاق کے مفاد کے پیش نظر یا توہین عدالت، [9] کسی جرم کے ارتکاب یا اس کی ترغیب کے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ مناسب پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق حاصل ہوگا اور ان ہی شرائط کے ساتھ پریس بھی آزاد ہوگا۔

وضاحت:

آزاد اور جمہوری ممالک میں عوام کو تحریر و تقریر کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ لیکن کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مذہبی منافرت یا ملک کے کسی حصے کی سالمیت یا دفاع کے خلاف کوئی تجارت کرے۔ کسی کی ذات، مذہب یا عقیدے کے خلاف کوئی بات نہ کی جائے۔ اخبارات و رسائل کی آزادی سے مراد حکومت پر مثبت تنقید کرنا ہے تاکہ حکومت اپنی اصلاح کر سکے۔ اخبارات کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو چاہیں چھاپیں بشرطیکہ ایسا کرنا کسی تعزیری قانون کے خلاف نہ ہو۔

آرٹیکل 20- مذہب کی خاطر اظہار پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی:
(Freedom to profess religion and to manage religious institutions):

قانون امن عامہ اور اخلاق کے تابع:

(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کا پرچار اور تبلیغ کرنے کا حق ہوگا اور

9- آئین کی چوتھی ترمیم بجریہ 1975 میں تبدیل ہوا۔

(ب) ہر مذہبی جماعت گروہ اور ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے' برقرار رکھنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق حاصل ہو گا۔

وضاحت:

پاکستان میں ہر شہری کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ شہریوں کو ان کے اپنے عقیدے کے مطابق مذہبی رسوم ادا کرنے کا حق ہے۔ لیکن مذہب یا مذہبی سرگرمیوں کو ملک کے امن و امان میں خلل ڈالنے کے لیے یا شہریوں کی صحت' امن عامہ کو نقصان پہنچانے کے لیے یا ملک کے تعلیمی نظام میں رخنہ اندازی کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہے۔

ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنی عبادت گاہوں میں بلا روک ٹوک عبادت کرنے کی اجازت ہے۔ تعلیمی اداروں میں کسی طالب علم کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا مذہبی تقریب میں شریک ہونے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

کوئی بھی شخص واضح علامت یا تحریر کے ذریعے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی خلیفہ' صحابی کے سوا کسی اور شخص کو امیر المومنین' خلیفۃ المومنین' خلیفۃ المسلمین' صحابی رضی اللہ عنہ' محمد پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افراد خاندان کے علاوہ کسی اور کو اہل بیت' اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے پکارتا ہو یا حوالہ دیتا ہو وہ تین سال تک کی قید محض/سخت اور جرمانے کا مستوجب ہو گا۔ آئین کے تحت کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ خلفائے راشدین' اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کی اشارتاً کنایتہً توہین کرے۔

کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں قانونی طور پر دفن نہیں کیا جا سکتا۔

آرٹیکل 21- کسی خاص مذہب کی اغراض کے لیے محصول لگانے سے تحفظ:

(Safeguard against taxation for purposes of any particular religion):

کسی شخص کو کوئی ایسا خاص محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جس کی آمدنی اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی تبلیغ و ترویج پر صرف کی جائے۔

آرٹیکل 22- مذہبی معاملات میں تعلیمی اداروں سے متعلق تحفظات:

(Safeguards as to educational institutions in respect of religion):

-1 کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر

ایسی تعلیم، تقریب یا عبادت کا تعلق اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب سے ہو۔

2- کسی مذہبی ادارے کے سلسلہ میں محصول لگانے کی بابت استثناء یا رعایت منظور کرنے میں کسی فرقے کے خلاف کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔

3- قانون کے تابع:

(الف) کسی مذہبی فرقے یا گروہ کو کسی تعلیمی ادارے میں جو مکمل طور پر اس فرقے یا جماعت/گروہ کے زیر اہتمام چلایا جاتا ہو اس فرقے، جماعت/گروہ کے طلباء کو مذہبی تعلیم دینے کی ممانعت نہ ہوگی۔

(ب) کسی بھی شہری کو نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بناء پر کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا جائے گا جسے سرکاری محاصل سے امداد ملتی ہو۔

4- اس آرٹیکل میں مندرج کوئی امر معاشرتی یا تعلیمی اعتبار سے پسماندہ شہریوں کے ارتقا کے لیے کسی سرکاری ہیئت مجاز کی طرف سے اہتمام کرنے میں مانع نہ ہوگا۔

وضاحت:

اس آرٹیکل میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اگر کسی تعلیم یا مذہبی ادارے کو حکومت سے امداد ملتی ہو تو اس ادارے میں ایسے طالب علم کو تعلیم حاصل کرنے سے نہیں روکا جا سکتا کہ اس کا تعلق اس مذہبی یا تعلیم ادارے سے نہیں ہے۔

ہر شخص کو پسماندگی کو دور کرنے کے لیے جائز ذرائع سے تعلیم حاصل کرنے کا حق ہو گا۔ اگر ایک مسلمان طالب علم عیسائیوں کے ادارے میں تعلیم حاصل کر رہا ہو تو اسے عیسائیت کی تعلیم حاصل کرنے اور عیسائیت کی عبادت میں شریک ہونے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

آرٹیکل 23- جائیداد کے متعلق حکم (Provision as to property):

دستور اور مفاد عامہ کے پیش نظر قانون کے ذریعے معقول پابندیوں کے تابع، ہر شہری کو جائیداد حاصل کرنے، قبضہ میں رکھنے اور فروخت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

وضاحت:

اسلام کا یہی موقف ہے کہ ہر شخص نجی جائیداد خریدنے، رکھنے یا اسے فروخت کرنے کا پورا حق رکھتا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے بھی قرآن و سنت کی روشنی میں کسی بھی شخص کی جائیداد کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

آرٹیکل 24- حقوق جائیداد کا تحفظ (Protection of property rights):

- کسی شخص کو اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے ان حالات کے دوران جب قانون اس کی اجازت دے۔
- کوئی جائیداد بھی زبردستی حاصل نہیں کی جائے گی اور نہ ہی زبردستی قبضہ میں لی جائے گی۔ بجز کسی سرکاری مقصد' غرض کے لیے اور بجز ایسے قانون کے اختیار کے ذریعے جس میں اس کے معاوضے کا حکم صادر کیا گیا ہو یا معاوضہ کی رقم کا تعین کر دیا گیا ہو یا اس طریقہ اور اصول کی صراحت کی گئی ہو جس کے مطابق معاوضہ کا تعین کیا جائے گا اور پھر ادائیگی کی جائے گی۔
- اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر مندرجہ ذیل کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

(الف) کوئی قانون جو جان' مال یا صحت عامہ کو خطرے سے بچانے کے لیے کسی جائیداد کے لازمی حصول یا اسے قبضے میں لینے کی اجازت دیتا ہو

یا

(ب) کوئی قانون جو کسی ایسی جائیداد کے حصول کی اجازت دیتا ہو جسے کسی شخص نے کسی ناجائز ذریعے سے یا کسی ایسے طریقے سے جو قانون کے خلاف ہو حاصل کیا ہو یا جو اس کے قبضہ میں آئی ہو

یا

(ج) کوئی قانون جو کسی جائیداد کے حصول' انتظام یا فروخت سے متعلق ہو جو کسی قانون کے تحت متروکہ جائیداد یا دشمن کی جائیداد ہو یا متصور ہوتی ہو جو ایسی جائیداد نہ ہو جس کا متروکہ جائیداد ہونا کسی قانون کے تحت ختم ہو گیا ہو یا

(د) کوئی قانون جو یا تو مفاد عامہ کے فائدے کے لیے مملکت کو محدود مدت کے لیے کسی جائیداد کا انتظام اپنی تحویل میں لے لینے کی اجازت دیتا ہو یا

(و) کوئی قانون جو حسب ذیل غرض کے لیے کسی قسم کی جائیداد کے حصول کے لیے جازت دیتا ہو۔

(اول) تمام شہریوں کے مصرحہ طبقے کو تعلیم اور طبی امداد مہیا کرنے کے لیے

یا

(دوئم) تمام شہریوں کو مصرحہ طبقے کو رہائش اور عام بنیادی سہولتیں اور خدمات مثلاً سڑکیں' آب رسانی' نکاسی آب' گیس اور برقی قوت مہیا کرنے کے لیے

یا

(سوئم) ان لوگوں کو نان نفقہ مہیا کرنے کے لیے جو بیروزگاری' بیماری' کمزوری یا ضعیف العمری کی بناء پر اپنی کفالت خود کرنے کے قابل نہ ہوں

یا

(ر) کوئی موجودہ قانون یا آرٹیکل 253 کے مطابق وضع کردہ کوئی قانون۔

-4 اس آرٹیکل میں محولہ کسی قانون کی رو سے قرار دیئے گئے ہوں یا اس کی تعمیل میں متعین کئے گئے کسی معاوضہ کے کافی ہونے یا نہ ہونے کو کسی عدالت میں زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔

آرٹیکل 25- شہریوں کے مابین مساوات (Equality of citizens):

-1 تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر مستحق ہیں۔

-2 صرف اور صرف جنس کی بنا پر کوئی فرق اور امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

-3 اس آرٹیکل میں مندرج کوئی امر عورتوں اور بچوں کے تحفظ کے لیے مملکت کی طرف سے کوئی خاص اہتمام کرنے میں مانع نہ ہوگا۔

وضاحت:

خواتین کو مردوں کے مساوی حقوق دینے کے لیے قانونی تحفظات فراہم کئے گئے ہیں۔

کارخانوں میں کام کرنے والی خواتین کو مردوں کے مساوی معاوضہ' تنخواہ دی جاتی ہے۔

اگر کسی بھی شخص سے عدم مساوات کا سلوک کیا گیا ہو تو اسے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کا پورا حق حاصل ہے اور اس میں کوئی امر مانع نہیں ہوسکتا۔

آرٹیکل 26- عام مقامات میں داخلہ کے متعلق عدم امتیاز:

(Non-discrimination in respect of access to public places):

-1 عام تفریح گاہوں یا جمع ہونے کی جگہوں میں جو صرف مذہبی اغراض کے لیے مختص نہ ہوں' آنے جانے کے لیے کسی شہری کے ساتھ محض نسل' مذہب' ذات جنس' سکونت یا مقام پیدائش کی بناء پر کوئی امتیاز/فرق روا نہیں رکھا جائے گا۔

-2 شق نمبر (1) میں مذکورہ کوئی امر عورتوں اور بچوں کے لیے کوئی خاص اہتمام کرنے میں مملکت کے مانع نہیں ہوگا۔

وضاحت:

تمام تر شہریوں بشمول مرد اور خواتین سوائے مخصوص مذہبی مقامات کے ہر جگہ برائے تفریح اور سیر کے لیے جانے کے مجاز ہیں۔ کسی شرابی' بدمعاش اور متعدی بیماری کے حامل شخص کو بھی تفریحی مقامات پر جانے سے نہیں روکا جا سکتا۔ شہریوں سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ تفریحی گاہوں اور وہاں نصب آلات کو نقصان نہ پہنچائیں۔

آرٹیکل 27- ملازمتوں میں امتیاز کے خلاف تحفظ:

(Safeguard against discrimination in services):

1- کسی شہری کے ساتھ جو امتیازی سلوک دیگر اعتبار سے پاکستان کی ملازمت میں تقرر کا اہل ہو یا کسی ایسے تقرر کے سلسلہ میں محض نسل' مذہب' ذات' جنس' سکونت یا مقام پیدائش کی وجہ پر امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔[1]

مگر شرط یہ ہے کہ یوم آغاز سے زیادہ سے زیادہ چالیس سال کی مدت تک کسی طبقے یا علاقے کے لوگوں کے لیے آسامیاں محفوظ کی جا سکیں گی تاکہ پاکستان کی ملازمت میں ان کو مناسب نمائندگی حاصل ہو جائے۔

مزید شرط یہ ہے کہ مذکورہ ملازمت کے مفاد میں مصرحہ سامیاں یا ملازمتیں کسی ایک جنس کے افراد کے لیے محفوظ کی جا سکیں گی اور مذکورہ سامیاں اور ملازمتوں میں ایسے فرائض اور کارہائے منصبی کی انجام دہی ضروری ہو جو دوسری جنس کے افراد کی جانب سے مناسب طور پر انجام نہ دیئے جا سکتے ہوں۔

2- شق (1) میں مذکور کوئی امر کسی صوبائی حکومت یا کسی صوبہ کی کسی مقامی یا دیگر ہیئت مجاز کی طرف سے مذکورہ حکومت یا ہیئت مجاز کے تحت کسی اسامی یا کسی قسم کی ملازمت کے سلسلے میں ایسی حکومت یا ہیئت مجاز کے تقرر سے قبل اس صوبہ میں زیادہ سے زیادہ تین سال تک سکونت کے متعلق شرائط عائد کرنے میں مانع نہیں ہوگا۔

وضاحت:

کوئی شخص اگر ملازمت کی مقررہ کردہ عمر سے بڑا ہو تو اسے اس وقت تک ملازمت نہیں دی جا سکتی جب تک کہ اس کی عمر میں کسی ہیئت مجاز سے توسیع نہ کرائی جائے۔

دفعہ ہذا میں ملازمتوں کے فرق (امتیاز) کے خلاف چند تحفظات کا ذکر بھی جن کا زیادہ تر فائدہ سندھ کے دیہی علاقوں کے لوگوں کو پہنچتا تھا اس کی مدت آئین میں دس سال مقرر کی

1- دستور کی سترھویں ترمیم مجریہ 1999 (VII آف 1999) کی رو سے تبدیل ہوا۔

گئی تھی جو 1983ء میں ختم ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے عوام میں اضطراب پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ حکومت نے وفاقی کابینہ کو سوچ بچار کرنے کا اختیار دیا۔ کابینہ کے حالات کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا کہ یہ میعاد دس سال کے لیے بڑھا دی جائے۔ یعنی اب مدت 20 سال تھی جو 1993ء تک بنتی تھی۔ مارچ 1985ء میں ترمیم کے ذریعہ کابینہ کے اس فیصلہ کو آئینی تحفظ مہیا کر دیا۔ اب اس دفعہ کی خلاف ورزی آئین کی خلاف ورزی تصور ہو گی۔

- اگر ایک شخص کسی دوسرے صوبے میں ملازم ہے اور اس کی شہریت دوسرے صوبے کی ہے تو متعلقہ صوبائی حکومت یا حکومتیں شہریت کی شرط عائد کرنے میں حق بجانب ہوں گی جس کی میعاد تین سال تک ہو سکتی ہے۔ لیکن کسی بھی ملازم کو حکومت اپنے محکمانہ مفاد کی خاطر کسی بھی وقت اور اپنی حدود کے اندر کہیں بھی تبدیل کرنے کا آئینی حق رکھتی ہے اور اگست 1999ء میں یہ مدت بیس سال کی بجائے چالیس سال کر دی گئی ہے۔

آرٹیکل 28- زبان، رسم الخط اور ثقافت کا تحفظ:

(Preservation of language, script and culture):

آرٹیکل 251 کے تابع شہریوں کے کسی طبقہ کو جس کی ایک الگ زبان، رسم الخط یا ثقافت ہو اسے برقرار رکھنے اور فروغ دینے اور قانون کے تابع، اس غرض کے لیے ادارے قائم کرنے کا حق ہو گا۔

وضاحت:

شخصی آزادی کا تحفظ آئین کی مختلف دفعات میں مہیا کیا گیا ہے۔ ہر شہری اپنی زبان، ثقافت یا رسم الخط اختیار کرنے کا حق رکھتا ہے اور اپنی ثقافت کے فروغ کے لیے ادارے قائم کر سکتا ہے۔ تاہم کوئی شخص کسی تعلیمی ادارے کو اس امر پر مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اس کی ہی علاقائی زبان میں امتحان لے۔

PLD 1957 Karachi 611

اس کے علاوہ کوئی غیر ملکی ادارہ اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ وہ اپنے ملازمین میں خصوصاً (پاکستانی) کو اپنی زبان میں خط و کتابت کرنے یا بولنے پر مجبور کرے۔ ملک میں انگریزی کا استعمال صرف دفتری زبان تک محدود ہے کیونکہ اردو جو قومی زبان ہے کو ابھی تک دفاتر میں رائج نہیں ہوئی۔

❖❖❖❖❖

باب دوئم

حکمت عملی کے اصول

Principles of policy

آرٹیکل 29- حکمت عملی کے اصول (Principles of policy):

1- اس باب میں وضع کردہ اصول حکمت عملی کے اصول کہلائیں گے اور مملکت کے ہر شعبے اور ہیئت مجاز کی اور مملکت کے کسی شعبہ یا ہیئت مجاز کی طرف سے کارہائے منصبی انجام دینے والے ہر شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان اصولوں کے مطابق جہاں تک کہ وہ اس شعبہ یا ہیئت مجاز کے کارہائے منصبی سے تعلق رکھتے ہوں عمل کرے۔

2- جہاں تک حکمت عملی کے کسی مخصوص اصول پر عمل کرنے کا انحصار اس غرض کے لیے وسائل کے حاصل ہونے پر ہو تو وہ اصول ان وسائل کی دستیابی پر مشروط تصور کیا جائے گا۔

3- ہر سال کے بارے صدر وفاق کے امور کے متعلق اور ہر صوبہ کا گورنر اپنے صوبہ کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں پر عمل کرنے اور ان کی تعمیل کرنے کے لیے ایک رپورٹ تیار کرائے گا اور مذکورہ رپورٹ پر بحث کے لیے قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کے جیسے بھی صورت ہو قواعد ضابطہ کار میں گنجائش رکھی جائے گی۔

وضاحت:

وہ اصول جو اس باب میں مندرج ہیں ملک کی حکمرانی کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اور مملکت کا بھی یہ فرض ہے کہ قوانین بنانے میں ان اصولوں کا اطلاق کرے۔

صدر اور گورنر صاحبان کی رپورٹوں پر بحث سے اخذ نتائج کی روشنی میں متعلقہ امور میں اصلاح کی جا سکے اور حکومت بھی خیال کرے کہ وہ اخراجات کی حدود میں ہے۔

آرٹیکل 30- حکمت عملی کے اصولوں کی نسبت ذمہ داری:

(Responsibility with respect to Principles of Policy):

1- یہ فیصلہ کرنے کی ذمہ داری کہ آیا مملکت کے کسی شعبے یا ہیئت مجاز کا یا مملکت کے کسی

شعبے یا ہئیت مجاز کی طرف سے کام کرنے والے کسی شخص کا کوئی فعل حکمت عملی کے اصولوں کے مطابق ہے۔ مملکت کے متعلقہ شعبہ یا ہئیت مجاز کی یا متعلقہ شخص کی ہے۔

-2 کسی فعل یا کسی قانون کے جواز پر اس وجہ سے اعتراض نہیں کیا جائے گا کہ وہ حکمت عملی کے اصولوں کے مطابق نہیں ہے اور نہ اس بناء پر مملکت کے کسی شعبہ یا ہئیت مجاز یا کسی شخص کے خلاف کوئی قانونی کارروائی قابل سماعت ہو گی۔

وضاحت:

اس سے ریاست کے کسی شعبہ یا حاکم یا اس کی جانب سے مقرر کردہ کسی شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کا پتہ لگائے کہ ان کی ماتحتی میں کوئی شخص حکمت عملی کے اصولوں کے مطابق کام کر رہا ہے یا نہیں۔ کسی قانون کے تحت کئے جانے والے کسی اقدام کی ضابطگی کو اس بنیاد پر عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا کہ وہ حکمت عملی کے اصولوں کے مطابق نہیں ہے۔

آرٹیکل 31- اسلامی طرز زندگی (Islamic way of life):

-1 پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدام کیے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مطلب ذہن نشین کر سکیں۔

-2 پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل امور کے لیے کوشش کرے گی۔

(الف) قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا' عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لیے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت اور اشاعت کا اہتمام کرنا۔

(ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیار اور ترقی کی پابندی کو فروغ دینا اور

(ج) زکوٰۃ (عشر)[2] اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا۔

وضاحت:

اس دفعہ میں حکومت پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو انفرادی اور

-2 صدارتی حکم نامہ نمبر 14 کی رو سے متعارف ہوا۔

اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق بسر کرنے کے قابل بنائے اور انہیں ایسی سہولتیں بہم پہنچائے جن کی مدد سے وہ قرآن و سنت کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھال سکیں۔ یہ عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی ہرممکن کوشش کریں تاکہ ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں آ سکے۔

حکومت ایسے اقدامات بروئے کار لائے کہ ہر فرد کو قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع میسر ہوں۔ حکومت نے ابتدائی درجہ سے میٹرک تک قرآن پاک اور احادیث وغیرہ پر مبنی اسلامی تعلیم لازمی قرار دے دی ہے۔

قران پاک کی اشاعت کے نام سے ایک قانون کی بھی منظوری دی جس کے تحت قرآن پاک کی طباعت میں کسی نہ کسی وجہ سے رہ جانے والی غلطیوں کا سد باب کر دیا گیا ہے۔

کسی بھی شخص کو اس بناء پر امن عامہ کی صورت حال خراب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ اس کا تعین کس بااثر شخصیت یا جماعت سے ہے اور اخلاقی قدروں کو پامال نہ ہونے دیں کیونکہ اخلاق ہی کسی معاشرے کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

محکمہ اوقاف کی تحویل میں ملک بھر کی بے شمار مساجد ہیں اور ان کا انتظام و انصرام بہتر طریقہ سے چل رہا ہے۔

آرٹیکل 32- بلدیاتی اداروں کا فروغ

(Promotion of local Government Institutions):

مملکت متعلقہ علاقوں کے منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی کرے گی اور ایسے اداروں میں کسانوں، مزدوروں اور خواتین کو خصوصی نمائندگی دی جائے گی۔

وضاحت:

اس دفعہ کے تحت بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی کے لیے خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔
پاکستان بھر میں بلدیاتی اداروں کا قیام سب سے پہلے 1959ء میں صدر ایوب کے دور حکومت میں آیا۔ اس نظام کے تحت تمام صوبوں اور وفاقی انتظام کے تحت علاقوں کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ بلدیاتی انتخابات کے لیے اپنا نظام متعارف کرائیں۔

بلدیاتی اداروں کے انتخاب غیر سیاسی بنیادوں پر ہوتے ہیں اس طرح سے مقامی سطح کے مسائل عوام خود ہی حل کر لیتے ہیں۔ یونین کونسل سب سے نچلی سطح کی کونسل ہوتی ہے۔ کسی

قصبہ کے لیے جو مجلس عمل میں آتی ہے اسے ٹاؤن کمیٹی کہتے ہیں اس کے بعد میونسپل کمیٹی کارپوریشن اور پھر میٹرو کارپوریشن کا درجہ آتا ہے۔

اسی طرح ضلع کی حدود میں سے شہری علاقوں اور چھاؤنی کے علاقوں کو نکال کر باقی علاقہ کے لیے قائم ہونے والی مجلس کو ضلع کونسل کہتے ہیں۔

حال ہی میں بلدیاتی اداروں کو قرار واقعی فروغ حاصل ہوا ہے اور عوامی مسائل کے حل کے لیے ان کو وسیع طور پر اختیارات حاصل ہیں۔

آرٹیکل 33- علاقائی اور دیگر مماثل تعصبات کی حوصلہ شکنی کی جائے گی:

(Parochial and other similar prejudices to be discouraged):

مملکت شہریوں کے مابین علاقائی، نسلی، قبائلی، فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصبات کی حوصلہ شکنی کرے گی۔

وضاحت:

اسلام تنگ نظری پر مبنی قوم پرستی، علاقائیت اور نسلی اختیار کا شدید مخالف ہے اور پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریات پر ہے۔ پاکستان میں بسنے والے سب لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں اور پاکستان ذات پات کا امتیاز کئے بغیر اپنے تمام شہریوں کی یکساں فلاح و بہبود کے لیے کار فرما ہے۔

آرٹیکل 34- قومی زندگی میں خواتین کی مکمل شمولیت:

(Full Participation of women in national life):

قومی زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کی مکمل اور بھرپور شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

وضاحت:

خواتین و مرد گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں اور خواتین تعداد میں مردوں سے نسبتاً زیادہ ہیں لیکن خواتین کی شرح خواندگی کافی کم ہے۔ اب عورتوں کی خواندگی کی شرح میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ اب عورت وزیر اعظم اور اعلیٰ عدالتوں کی جج بھی بن سکتی ہیں۔ اب عورت بھی ازدواجی زندگی کے ناخوشگوار ہونے کی صورت میں طلاق لینے کا حق رکھتی ہے۔

1985ء میں خواتین کی الگ وزارت قائم کر دی گئی اب خواتین فوج' سیاست' پولیس' عدلیہ اور دیگر انتظامی عہدوں پر خدمات انجام دے رہی ہیں۔

آرٹیکل 35- خاندان وغیرہ کا تحفظ (Protection of family):

مملکت شادی' خاندان' ماں اور بچے کی حفاظت کرے گی۔

وضاحت:

قیام پاکستان کا بنیادی مقصد اسلام اور اسلامی نظام کا قیام تھا۔ شادی بیاہ کے معاملہ میں بلوغت کی حد کو چھونے والے مرد اور عورت کو آئینی طور پر آزادی اور تحفظ حاصل ہے۔ 14 سال سے کم عمر بچوں سے بیگار لینا بھی قانونی طور پر ممنوع ہے۔ یتیم اور لاوارث بچوں کے لیے اور بے سہارا خواتین کے لیے یتیم خانے اور فلاحی ادارے قائم ہیں۔

آرٹیکل 36- اقلیتوں کا تحفظ (Protection of minorities):

مملکت' اقلیتوں کے جائز حقوق او مفادات کا جن میں وفاقی اور صوبائی ملازمتیں اور ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے۔ تحفظ کرے گی

وضاحت:

پاکستان میں آئین کے تحت تمام اقلیتی فرقوں کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ آئین کی تمہید میں اور پالیسی کے اصولوں میں ان حقوق کو مزید تحفظ دیا گیا ہے۔ دیگر ملکی شہریوں کی طرح اقلیتوں کے حقوق کی بھی ضمانت دی گئی ہے۔ نقل و حمل کی آزادی' اجتماع کی صورت میں مذہبی آزادی اور نشر و اشاعت کا پورا حق دیا گیا ہے۔ تفریحی مقامات پر تمام اقلیتوں کو بلا امتیاز آنے جانے کی آزادی ہے۔ اقلیتوں کو ملازمت کے کوٹے مقرر ہیں۔ حقوق حاصل ہیں۔ اقلیتی فرقوں کے تہواروں پر براڈ کاسٹنگ کارپوریشن اور ٹیلی ویژن سے خصوصی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ اقلیتوں کے مطالبہ پر انہیں 25 دسمبر کو سرکاری تعطیل دے دی گئی ہے۔

آرٹیکل 37- معاشرتی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ:

(Promotion of social justice and eradication of social evils):

مملکت:

(الف) پسماندہ طبقات یا علاقوں کے تعلیمی اور معاشی مفادات کو خصوصی توجہ کے ساتھ فروغ دے گی۔

(ب) کم سے کم ممکنہ مدت کے اندر ناخواندگی کا خاتمہ کرے گی' مفت اور لازمی ثانوی تعلیم کے مواقع فراہم کرے گی۔

(ج) فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کو عام طور پر ممکن حصول تک اور اعلیٰ تعلیم کو معیار کی بنیاد پر سب کے لیے مساوی طور پر قابل پہنچ وعمل بنائے گی۔

(د) سستے اور سہل انصاف کو یقینی بنائے گی۔

(ہ) منصفانہ اور نرم شرائط کار پر اس امر کی ضمانت دیتے ہوئے کہ بچوں اور عورتوں سے ایسے پیشوں میں کام نہیں لیا جائے گا جو ان کی عمر جنس کے لیے نامناسب ہوں' مقرر کرنے کے لیے اور ملازم عورتوں کے لیے زچگی سے متعلق مراعات دینے کے لیے احکام وضع کروائے گی۔

(و) مختلف علاقون کے افراد کو تعلیم' تربیت' زرعی اور صنعتی ترقی اور دیگر طریقوں سے اس قابل بنائے گی کہ وہ ہر قسم کی سرگرمیوں میں جن میں پاکستان میں ملازمت' خدمات بھی شامل ہیں پورا پورا حصہ لے سکیں۔

(ز) عصمت فروشی' قماربازی' ضرر رساں ادویات کے استعمال' فحش اور مخرب الاخلاق اشتہارات کی طباعت' نشرو اشاعت اور نمائش کی روک تھام کرے گی۔

(ح) نشہ آور مشروبات کے استعمال کی سوائے اس کے کہ وہ طبی اغراض کے لیے یا غیر مسلموں کی صورت میں مذہبی اغراض کے لیے ہو روک تھام کرے گی اور

(ط) نظم ونسق حکومت کی مرکزیت کو مدنظر رکھتے ہوئے عوام کی سہولت اور مسائل کے حل کی خاطر ضروریات پوری کرنے کے لیے اس کے کام کے فوری تصفیہ میں آسانی پیدا ہو۔

وضاحت:

تعلیم کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ اسی لیے فروغ تعلیم کے لیے حکومت نے ملک بھر میں جگہ جگہ تعلیمی ادارے قائم کیے ہیں۔ حکومت اپنے بے روزگار عوام کو روزگار فراہم کرنے کی پابند ہے۔ حکومت کی طرف سے نوجوانوں کو اپنی مرضی کا کاروبار کرنے کے لیے آسان اقساط پر قرضے مہیا کیے جاتے ہیں۔

سکولوں کالجوں میں ممکنہ حد تک پیشہ وارانہ تعلیم کو رائج کرنا:

حکومت اپنے وسائل کے مطابق طب' انجینئرنگ اور دوسرے پیشوں سے متعلق ادارے قائم کرے۔ انصاف سستا اور سہل بنانا۔ بچوں اور عورتوں کے لیے مناسب وسائل اور عورتوں کو

زچگی کے دوران مناسب مراعات کا اعلان' عصمت فروشی' قمار بازی اور ضرر رساں ادویات کا استعمال قانونی طور پر ممنوع ہے۔ ہر قسم کی فحاشی کے خاتمے کے لیے حدود آرڈیننس کا نفاذ عمل میں آ چکا ہے۔ منشیات پر پابندی۔

تعلیمی اداروں کا قریب میں قائم ہونا یعنی آبادی کے نزدیک ہوں اور فلاحی ادارے بھی ممکنہ حد تک عوام کی پہنچ میں ہوں۔ بجلی' سوئی گیس' پانی اور دیگر بلوں کی ادائیگی کا انتظام بھی قریب ہو۔

آرٹیکل 38- عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کا فروغ:

(Promotion of social and economic well-being of the people):

مملکت:

(الف) عام آدمی کے معیار زندگی کو بلند کر کے' دولت اور وسائل پیداوار و تقسیم کو چند اشخاص کے ہاتھوں میں اس طرح جمع ہونے سے روک کر اس لیے کہ مفاد عامہ کو نقصان پہنچے اور آجر و ماجور' زمیندار و مزارع کے درمیان حقوق کی منصفانہ تقسیم کی ضمانت دے کر بلالحاظ جنس' ذات' مذہب یا نسل عوام کی فلاح و بہبود کے حصول کی کوشش کرے گی۔

(ب) تمام شہریوں کے لیے ملک میں دستیاب وسائل کے اندر' معقول آرام و فرصت کے ساتھ کام اور مناسب روزی کی سہولتیں فراہم کرے گی۔

(ج) پاکستان کی ملازمت میں یا بصورت دیگر تمام ملازم تمام اشخاص کو لازمی معاشرتی بیمہ کے ذریعہ یا کسی اور طرح معاشرتی تحفظ مہیا کرے گی۔

(د) ان تمام شہریوں کے لیے جو کمزوری' بیماری یا بے روزگاری کے باعث مستقل یا عارضی طور پر اپنی روزی نہ کما سکتے ہوں بلالحاظ جنس' ذات' مذہب یا نسل بنیادی ضروریات زندگی مثلاً خوراک' لباس' رہائش' تعلیم اور طبی امداد مہیا کرے گی۔

(ہ) پاکستان کی ملازمت کے مختلف درجات میں اشخاص سمیت افراد کی آمدنی اور کمائی میں عدم مساوات کو کم کرے گی اور

(و) ربا کو جتنی جلد ممکن ہو ختم کرے گی۔

وضاحت:

مملکت کی یہ کوشش ہوگی کہ معیار زندگی بلند کرے عمومی مفاد کے خلاف چند ہاتھوں

میں دولت اور ذرائع وتقسیم اور ترسیل کے ارتکاز کو روک کر آجروں اور ماجروں، زمینداروں اور مزارعاں کے درمیان حقوق منصفانہ تقسیم کر کے عوام کی فلاح و بہبود حاصل کی جائے۔

شہریوں کو معقول آرام اور فرصت کے ساتھ کام، مناسب روزگار کی سہولتیں بھی مہیا کی جائیں گی۔ ایسے شہریوں کو جو قانونی، بیماری یا بے روزگاری کی وجہ سے مستقل یا عارضی طور پر مزدوری کرنے/کسب معاش کرنے کے قابل نہ ہوں انہیں بنیادی ضروریات زندگی یعنی غذا، لباس، رہائش، تعلیم اور طبی امداد مہیا کی جائے۔ سودی کاروبار ختم کرنے کے لیے مختلف اقدامات بروئے کار لائے گئے ہیں۔

حکومت کو آئینی اختیار حاصل ہے کہ وہ عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کے فروغ کے لیے سرکاری ادارے قائم کرے، نجی اور رضاکارانہ طور پر کام کرنے والے اداروں کی مالی امداد کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

آرٹیکل 39- مسلح افواج میں عوام کی شرکت

(Participation of people in Armed Forces):

مملکت پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کو پاکستان کی مسلح افواج میں شرکت کے قابل بنائے گی۔

وضاحت:

پورے ملک سے نوجوان مسلح افواج میں شمولیت کر سکتے ہیں۔ اگر وہ افواج پاکستان کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔

مسلح افواج میں بھرتی کے لیے علاقہ، رنگ، نسل، ذات، مذہب کی کوئی پابندی نہیں۔ صرف صحیح جسمانی صحت اور تعلیمی معیار پر پورا اترنا لازمی ہے۔

آرٹیکل 40- عالم اسلام سے رشتے استوار کرنا اور بین الاقوامی امن کو فروغ دینا:

(Strengthening bonds with Muslim world and promoting international peace):

مملکت اس بات کی کوشش کرے گی کہ اسلامی اتحاد کی بنیاد پر مسلم ممالک کے مابین برادرانہ تعلقات کو برقرار رکھا جائے اور مستحکم کیا جائے۔ ایشیاء، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے عوام کے مشترک مفادات کی حمایت کی جائے۔ بین الاقوامی امن اور سلامتی کو فروغ دیا جائے۔ تمام

قوموں کے مابین خیر سگالی اور دوستانہ تعلقات پیدا کئے جائیں اور بین الاقوامی تنازعات کو پُر امن طریقوں سے طے کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

وضاحت:

پاکستان نے اپنے قیام سے لے کر اب تک اسلامی ممالک کے مابین اتحاد کی فضا قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس سے مراکش' اردن' الجزائر' لیبیا' نائیجریا' کویت اور دیگر اسلامی ممالک کی آزادی کے لیے ان تھک کاوشیں کی ہیں اور ایشیاء افریقہ اور لاطینی امریکہ کی مظلوم قوموں کا بھی ساتھ دیا ہے۔ پاکستان نے متعدد ممالک کو باہمی جنگوں سے بچایا۔ پاکستان کشمیر کی آزادی کے لیے بھی بین الاقوامی تعاون چاہتا ہے۔

پاکستان دنیا کے مظلوم اور کچلی ہوئی اقوام کو اخلاقی اور مادی امداد دینے سے کبھی گریز نہیں کرتا اور اقوام متحدہ کے منشور میں مندرج اصولوں کا حامل ہے۔

حصہ سوئم

باب اول

وفاق پاکستان

The Federation of Pakistan

آرٹیکل 41- صدر (The President):

1- پاکستان کا ایک صدر ہو گا جو مملکت کا سربراہ ہو گا اور جمہوریہ کے اتحاد کی علامت اور اسکی نمائندگی کرے گا۔

2- کوئی شخص اس وقت تک صدر کی حیثیت سے انتخاب کا اہل نہیں ہو گا جب تک وہ 45 سال کی عمر کا مسلمان نہ ہو اور قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کی شرائط پوری نہ کرتا ہو۔

3- شق (7) میں مصرحہ معیاد کے خاتمہ کے بعد منتخب کیا جانے والا صدر جدول دوئم کے احکام کے مطابق مندجہ ذیل پر مشتمل انتخابی ادارے کے ارکان کی طرف سے منتخب کیا جائے گا۔[3]

3- صدارتی فرمان مجریہ 1985 کی رُو سے شق نمبر 3 میں موجودہ تبدیلی ہوئی۔

(الف) دونوں ایوانوں کے ارکان اور

(ب) صوبائی اسمبلیوں کے ارکان

-4 صدر کے عہدے کے لیے انتخاب، عہدے پر فائز صدر کی میعاد ختم ہونے سے زیادہ سے زیادہ ساٹھ دن اور کم سے کم تیس دن قبل کرایا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر یہ انتخاب مذکورہ بالا مدت کے اندر اس لیے نہ کرایا جا سکتا ہو کہ قومی اسمبلی توڑ دی گئی ہے تو یہ اسمبلی کے عام انتخابات کے تیس دن کے اندر کرایا جائے گا۔

-5 صدر کا خالی عہدہ پر کرنے کے لیے انتخاب، عہدہ خالی ہونے کے تیس دن کے اندر کرایا جائے گا۔

-6 صدر کے انتخاب کے جواز پر کسی عدالت یا دیگر ہیئت مجاز کی طرف سے اس کے سامنے اعتراض نہیں کیا جائے گا۔[4]

-7 چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان:

(الف) چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا عہدہ اس دن چھوڑ دے گا جس کو وہ خود عدالت عظمیٰ پاکستان کے فیصلہ کے مطابق مناسب اور ضروری خیال کرے اور

(ب) جمہوری اداروں کے اختیار دیئے جانے کے بعد صدر پاکستان نے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ چھوڑ دیا اور صدارت کی میعاد 5 سال بطور جمہوری صدر پاکستانی قوم کی خدمت کرنے کی باگ دوڑ سنبھال لی۔ اس میں آرٹیکل 43 یا اس کی کوئی توثیق اور نہ ہی نافذالعمل قانون کی کوئی رکاوٹ درپیش ہے۔ اس طرح سے صدر پاکستان آئینی آرٹیکل 44 اور دیگر متعلقہ شقات کی روشنی میں 5 سالہ مدت اور معیاد کے لیے صدر پاکستان قرار پائے۔[5]

بشرطیکہ [6] آرٹیکل 63 کی کلاز (1) کے پیراگراف (d) آئین پاکستان کو زیر عمل لایا جائے۔

-8 [7] کلاز 7 کی شقوں کے برعکس کوئی ایک ممبر یا ممبران مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا ممبر یا ممبران صوبائی اسمبلی انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر سترہویں آئینی ترمیم، ایکٹ 2003

-7 شقات 9.8 کا اضافہ بذریعہ سترہویں آئینی ترمیم 2003 مجریہ 31-12-2003 کو ہوا۔

کے آغاز سے تیس دن کے اندر اندر صدر کے اعتماد کے ووٹ کے لیے ممبران کی اکثریت جو موجود ہو اور مروجہ قواعد مرتبہ وفاقی حکومت کلاز 9 کے تحت رائے شماری میں حصہ لیں اور اس میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران' پارلیمنٹ کے خصوصی اجلاس میں حصہ لیں۔ صوبائی اسمبلی کے ارکان کو ہر صوبہ سے اس مقصد کے لیے مدعو کیا جائے گا۔ اعتماد کا ووٹ حاصل کر لینے کی صورت میں صدر بلا عذر کسی بھی آئینی رکاوٹ یا عدالتی فیصلہ کے منتخب صدر تصور ہو گا اور آئین کے لحاظ سے ایسے منتخب شدہ صدر کی میعاد 5 سال ہو گی اور اس حقیقت کو کسی اتھارٹی یا عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

-9 اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کی مکمل کارروائی نافذالعمل اور مروجہ قانون اور آئینی طریقہ سے بمطابق کلاز 8 الیکشن کمشنر وفاقی حکومت کے مرتبہ قواعد کے مطابق عمل میں لائے گا۔

شرط یہ ہے کہ یہ مروجہ کارروائی صرف آنے والے صدارتی انتخاب کے لیے جائز اور درست ہو گی۔

وضاحت:

قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا اہل ہو۔ پاکستان کا شہری ہو۔

آرٹیکل 42- صدر کا حلف (Oath of President):

عہدہ سنبھالنے سے قبل' صدر' پاکستان کے چیف جسٹس کے سامنے جدول سوئم میں مندرج خصوصی عبارت میں حلف اٹھائے گا۔

وضاحت:

صدر کا انتخاب ہونے کے بعد صدر اس وقت تک عہدہ صدارت نہیں سنبھال سکتا جب تک کہ وہ آئین کے جدول سوئم میں دی گئی حلف کی مخصوص عبارت کے مطابق چیف جسٹس آف پاکستان کی موجودگی میں صدر کے عہدے کا حلف نہ اٹھا لے۔

آرٹیکل 43- صدر کے عہدے کی شرائط (Conditions of President's office):

-1 صدر پاکستان اپنے فرائض کی بجا آوری کے دوران مزید کسی منفعت بخش عہدے پر

فائز نہیں ہو گا اور نہ کوئی دوسری حیثیت اختیار کرے گا جو خدمات کے صلہ میں معاوضہ کے حق کی حامل ہو۔

(2) صدر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے انتخاب کے لیے امیدوار نہ ہو گا اور اگر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صوبائی اسمبلی کا کوئی رکن صدر کی حیثیت سے منتخب ہو جائے تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا جیسی بھی صورت حال ہو صوبائی اسمبلی میں اس کی نشست اس دن خالی ہو جائے گی جس دن وہ اپنا عہدہ سنبھالے گا۔

وضاحت:

صدر مملکت صدارتی عہدے کے علاوہ کسی مزید ایسے عہدے کو قبول نہیں کر سکتا جو منفعت بخش ہو۔ علاوہ ازیں وہ کسی دوسری حیثیت سے بھی خدمات کے صلہ میں معاوضہ حاصل نہ کر سکے گا چاہے وہ کسی بھی صورت میں کیوں نہ ہو۔

صدر کسی بھی وقت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں بطور رکن حصہ لینے کا مجاز نہیں۔

آرٹیکل 44- صدر کے عہدے کی معیاد (Term of office of President):

1- دستور کے تابع صدر اس دن سے جس دن وہ اپنا عہدہ سنبھالے گا۔ پانچ سال کی مدت تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ صدر اپنی میعاد ختم ہو جانے کے باوجود اپنے جانشین کے عہدے سنبھالنے تک اس عہدہ پر فائز رہے گا۔

2- دستور کے تابع صدر کے عہدے پر فائز کوئی شخص اس عہدے کے لیے دوبارہ انتخاب کا اہل ہو گا لیکن کوئی شخص دو مسلسل معیادوں سے زیادہ اس عہدہ پر فائز نہیں ہو گا۔

3- صدر قومی اسمبلی کے اسپیکر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکے گا۔

وضاحت:

صدر کے حلف اٹھانے کے وقت سے صدارتی معیاد شروع ہو جاتی ہے یہ مدت 5 سال پر مشتمل ہے۔

آرٹیکل 45- صدر کا معافی وغیرہ دینے کا اختیار:

(President's power to grant pardon etc.):

صدر کو کسی عدالت، ٹربیونل یا دیگر ہیئت مجاز کی دی ہوئی سزا کو معاف کرنے، ملتوی کرنے اور کچھ عرصہ کے لیے روکنے اور اس میں تخفیف کرنے، اسے معطل کرنے یا اسے تبدیل کرنے کا اختیار ہوگا۔

آرٹیکل 46- [8]صدر سے متعلق وزیر اعظم کے فرائض:

(Duties of Prime Minister in relation to President):

وزیر اعظم کا یہ فرض ہوگا کہ وہ:

(الف) صدر کو وفاق کے امور کے انتظام اور قانون سازی کی تجویزوں سے متعلق کابینہ کے فیصلوں کی اطلاع دے۔

(ب) وفاق کے امور کے انتظام اور قانون سازی کی تجویزوں سے متعلق ایسی اطلاعات فراہم کرے جو صدر طلب کرے اور

(ج) صدر کے ایما پر کابینہ کے غور کے لیے کوئی ایسا معاملہ پیش کرے جس سے متعلق وزیر اعظم یا کسی وزیر نے فیصلہ کر لیا ہو لیکن جس پر کابینہ نے غور نہ کیا ہو۔

آرٹیکل 47- [9]صدر کی برطرفی (مواخذہ):

(Removal or impeachment of President):

1- دستور میں شامل کسی امر کے باوجود، صدر کو اس آرٹیکل کی رو سے جسمانی یا دماغی نااہلیت کی بنیاد پر اس کے عہدے سے برطرف کیا جا سکے گا یا دستور کی خلاف ورزی یا فاش غلط روی کے کسی الزام میں اس کا مواخذہ کیا جا سکے گا۔

2- کسی بھی ایوان کی کل رکنیت کے کم از کم نصف ارکان قومی اسمبلی کے اسپیکر یا جیسی بھی صورت ہو چیرمین کو صدر کی برطرفی یا جیسی بھی صورت ہو اس کا مواخذہ کرنے کے لیے قرارداد کی تحریک کر کے اپنے ارادے کا تحریری نوٹس دے سکیں گے اور مذکورہ نوٹس میں اس کی نااہلیت کے کوائف یا اس کے خلاف الزام کی وضاحت ہوگی۔

3- شق نمبر 2 کے تحت قومی اسمبلی کے ارکان کی جانب سے کوئی نوٹس چیرمین کو موصول ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اسے فوراً سپیکر کو بھیج دے۔

8- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ موجودہ طریقہ سے تبدیل ہوا۔

9- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

4- سپیکر شق (2) اور (3) کے مطابق چیر مین کی طرف سے وصول کردہ نوٹس کی ایک نقل تین دن کے اندر صدر کو بھیجنے کا پابند ہے۔

5- سپیکر حتمی کارروائی کے لیے نوٹس کی وصول یابی کے بعد کم ازکم سات یوم کے بعد اور 14 دن سے پہلے دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس طلب کر کے تفتیش کے لیے پیش کرے گا۔

6- مشترکہ اجلاس از خود اس وجہ کی تفتیش کر سکتا ہے یا کرا سکتا ہے جس کی بنیاد پر نوٹس دے کر اجلاس طلب کیا گیا۔

7- پریذیڈنٹ کو یہ حق حاصل ہو گا کہ مشترکہ اجلاس کی تفتیش کے دوران خود پیش ہو کر یا کسی وکیل نمائندہ کے ذریعہ اپنی نمائندگی کرے۔

وہ ایسا مشترکہ اجلاس کی نشست شروع ہونے سے پہلے بھی کر سکتا ہے۔

8- اگر تفتیش کے نتیجہ پر غور کرنے کے بعد اگر کوئی ہو تو مشترکہ ایوان مجلس شوریٰ پارلیمنٹ یا ہر دو ایوان ہائے کل رکنیت کے کم از کم دو تہائی ووٹوں کے ذریعہ اس مضمون کی قرار داد منظور کرے اور اعلان کرے کہ صدر اپنے عہدہ کے لیے موزوں نہ ہے اور یہ کہ صدر نے اپنے اختیارات آئینی طور پر خلاف ورزی کر کے کردار کشی کا مظاہرہ کیا ہے تو صدر کو قرار داد کی منظوری کے فوراً بعد عہدہ چھوڑنا پڑے گا۔

آرٹیکل 48-[1] صدر مشورے پر عمل کرے گا:

(President to act on advice etc.):

1- اپنے فرائض اور دیگر امور کی انجام دہی میں صدر[2] کابینہ (یا وزیراعظم) کے مشورے کے مطابق عمل کرے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ صدر کابینہ یا جیسی بھی صورت ہو وزیراعظم سے یا تو عام طور پر یا بصورت دیگر مذکورہ مشورے پر دوبارہ غور کرنے کے لیے کہہ سکے گا اور صدر دوبارہ متذکرہ مشورے کے بعد دیئے گئے حالات کے مطابق عمل کرے گا۔[3]

1- آرٹیکل نمبر 48 بذریعہ صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 متعارف ہوا۔
2- آئین کی آٹھویں ترمیم مجریہ 1985 میں تبدیل ہوا۔
3- آئین کی آٹھویں ترمیم مجریہ 1985 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

-2 شق (1) میں شامل کسی امر کے باوجود[1] صدر کسی ایسے معاملے کی نسبت جس کے بارے میں دستور کی رو سے ایسا کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اپنی صوابدید کے مطابق عمل کرے گا اور کسی ایسی چیز کے جواز پر جو صدر نے اپنی صوابدید پر کی ہو کسی وجہ سے خواہ کچھ بھی ہو اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

-3 [دستور کی (ترمیم ہشتم) ایکٹ (XVIII) آف 1985ء سے حذف ہوا۔][2]

-4 اس سوال پر کہ آیا کوئی اور اگر ایسا ہے تو کیا مشورہ کابینہ' وزیراعظم کسی وزیر یا وزیر مملکت نے صدر کو دیا تھا۔ کسی عدالت' ٹریبونل' ہئیت مجاز یا اس کی تفتیش نہیں کی جائے گی۔

-5 جبکہ صدر قومی اسمبلی کو توڑ دے تو وہ اپنی صوابدید پر۔

(الف) اسمبلی کے لیے عام انتخاب منعقد کرانے کی تاریخ مقرر کرے گا جو اسمبلی توڑے جانے کی تاریخ سے[3] 90 دن سے زیادہ نہیں ہوگی اور

(ب) نگران کابینہ کا تقرر کرے گا۔

-6 اگر صدر کسی بھی وقت اپنی صوابدید پر یا وزیراعظم کے مشورے پر یہ سمجھے کہ یہ مناسب ہوگا کہ قومی اہمیت کے کسی معاملہ کو ریفرینڈم کے حوالے کیا جائے تو صدر اس معاملہ کو ایک ایسے سوال کی شکل میں جس کا جواب یا تو ''ہاں'' یا ''نہیں'' میں دیا جا سکتا ہو ریفرینڈم کے حوالے کرنے کا حکم دے گا۔

-7 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعے ریفرنڈم کرنے اور ریفرنڈم کے نتیجہ کی تدوین اور طریقہ و ترویج کا طریقہ کار مقرر کیا جا سکے گا۔

وضاحت:

قومی اہمیت کا کوئی مسئلہ اگر درپیش ہو تو اس کے لیے صدر اپنی صوابدید یا وزیراعظم کے مشورے سے جیسا وہ مناسب خیال کرے ریفرینڈم کرا سکتا ہے۔ عوام کی اکثریت اگر فیصلے کے حق میں ہو تو فیصلہ حتمی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

ریفرنڈم کا انعقاد پارلیمنٹ کے ایکٹ کے ذریعہ عمل میں لایا جا سکتا ہے اور اس کام کے لیے الیکشن کمیشن کے چیرمین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں اور ریفرنڈم کا اعلان بھی

-1 آئین کی آٹھویں ترمیم 1985 کے ذریعے متعارف ہوا۔
-2 دستور کی ترمیم ہشتم ایکٹ (XVIII) آف 1985 کے ذریعے خدف ہوا۔
-3 دستور کی آٹھویں ترمیم کے ذریعے لفظ "100" تبدیل ہوگیا

چیر مین الیکشن کمیشن کرتے ہیں اور تمام عمل کے نگران بھی الیکشن کمیشن کے چیر مین ہی ہوتے ہیں۔

آرٹیکل 49- چیر مین یا اسپیکر قائم مقام صدر ہو گا یا صدر کے فرائض منصبی انجام دے گا:

(Chairman or speaker to act as, or perform functions of President):

(1) اگر صدر کا عہدہ صدر کی وفات، استعفیٰ یا برطرفی کی وجہ سے خالی ہو جائے تو چیرٔمین اور اگر چیر مین صدر کے عہدے کے فرائض منصبی انجام دینے سے قاصر ہو تو قومی اسمبلی کا اسپیکر اس وقت تک قائم مقام صدر ہو گا جب تک کہ دفعہ 41 کی شق (3) کے مطابق کوئی صدر منتخب نہ ہو جائے۔

(2) جب صدر ملک سے باہر ہونے کی صورت میں (غیر حاضری) یا کسی دیگر وجہ سے چیر مین اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی سے قاصر ہو تو قومی اسمبلی کا سپیکر صدر کے پاکستان واپس آنے تک یا جیسی بھی صورت ہو اپنے فرائض منصبی دوبارہ سنبھال لینے تک صدر کے فرائض منصبی انجام دے گا۔

وضاحت:

شدید علالت، موت یا استعفٰی کی صورت میں اگر صدر کے عہدہ خالی ہو یا صدر سرکاری طور پر غیر ملکی دورے پر ہوں تو ملکی نظم و نسق چلانے کے لیے قائم مقام صدر کا تقرر ضروری ہوتا ہے۔ ایسی صورت حال میں سینٹ کے صدر (چیر مین) کو صدر کے اختیارات سونپے جا سکتے ہیں اور اگر سینٹ کے چیر مین بھی ملک میں موجود نہ ہوں تو یا اپنے فرائض کی انجام دہی کے قابل نہ ہوں تو پھر یہ ذمہ داری قومی اسمبلی کے اسپیکر کو سونپی جا سکتی ہے۔

باب دوئم

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)

Parliament

ترتیب' معیاد اور اجلاس

آرٹیکل 50-[4] مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) (Parliament):

پاکستان کی ایک مجلس شوریٰ ہو گی جو صدر اور دو ایوانوں پر مشتمل ہو گی جنہیں بالترتیب قومی اسمبلی اور سینٹ کے نام سے پکارا اور جانا جائے گا۔

آرٹیکل 51-[5] قومی اسمبلی (National Assembly):

پاکستان کی قومی اسمبلی 342 ممبران اسمبلی پر مشتمل ہو گی۔ ان میں خواتین اور اقلیتوں کی نشستیں بھی شامل ہوں گی۔

1- (الف) کلاز (1) کے مطابق قومی اسمبلی کی نشستیں اور مزید جو کلاز (2) الف میں مختص کی گئی ہیں ان کی ترتیب بلحاظ صوبہ' قبائلی علاقہ جات اور وفاقی دارالخلافہ حسب ذیل ہیں۔

نام صوبہ/جگہ	عام نشستیں	خواتین	میزان
بلوچستان	14	3	17
صوبہ سرحد	35	8	43
پنجاب	148	35	183
سندھ	61	14	75
قبائلی علات جات	12	—	12
وفاقی دارالحکومت	2	—	2
میزان	272	60	332

4- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعے تبدیل ہوا۔

5- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 2002-8-21 کے ذریعے تبدیل ہوا۔

-2 ایسا شخص قومی اسمبلی میں رائے دینے کا مستحق ہوگا اگر:

(الف) وہ پاکستان کا شہری ہو۔

(ب) اس کی عمر اٹھارہ سال سے کم نہیں۔[6]

(ج) اس کا نام انتخابی فہرست میں موجود ہو اور

(د) اسے کسی بااختیار عدالت نے فاترالعقل قرار نہ دیا ہو۔[7]

-1 یہ فرمان حذف کر دیا گیا۔[8]

-2 [9](الف) قومی اسمبلی کی نشستوں کی جو تعداد کلاز (1) الف میں مندرج ہے کہ علاوہ کلاز (1) الف کی رو سے دس نشستیں غیر مسلم ممبران اسمبلی کے لیے مختص ہوں گی۔

-3 قومی اسمبلی میں نشستیں سرکاری طور پر شائع شدہ آخری مردم شماری کے مطابق آبادی کی بنیاد پر ہر صوبۂ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات اور وفاقی دارالحکومت کے لیے متعین کی جائیں گی۔

قومی اسمبلی کے انتخاب کے لیے:

-4 [10](الف) عام انتخاب میں نشستوں کی ترتیب حلقہ میں علاقائی بنیاد پر واحد رکنیت کے تحت ہوگی اور ممبران کا انتخاب براہ راست اور آزادانہ انداز میں قانون کے مطابق عمل میں آئے گا۔

(ب) خواتین کے لیے مختص نشستوں کے لیے ہر صوبہ میں ایک حلقہ انتخاب ہوگا جن کی تشخیص صوبوں میں شق (1-A) کے مطابق حسب ذیل ہے۔

(ج) غیر مسلم نشستوں کے لیے حلقہ انتخاب پورا ملک ہوگا۔

(د) خواتین کی نشستیں جو صوبہ کے لیے کلاز (1-A) کے مطابق مختص ہیں کا انتخاب متناسب نمائندگی کے طریق کار کے مطابق سیاسی جماعتوں کے نظام کے مطابق کہ جو انہوں نے صوبے میں پارٹی کی بنیاد پر قومی اسمبلی میں

-6 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 2002-8-21 میں تبدیل ہوا۔

-7 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعے تبدیل ہوا۔

-8 یہ فرمان خذف کر دیا گیا۔

-9 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 کے ذریعے تبدیل ہوئی۔

-10 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 کے ذریعے تبدیل ہوئی۔

نشستیں حاصل کی ہوں۔

[11] شرط یہ ہے کہ اس ذیلی شق کے مقصد کے لیے کسی سیاسی جماعت کی حاصل کردہ (جیتی ہوئی) عام نشستوں میں وہ خود مختار نشست یا نشستیں بھی شامل تصور ہونگی جو سرکاری گزٹ میں نتائج کے اعلان کے تین دن کے اندر اندر منتخب کردہ سیاسی جماعت میں شمولیت کرلیں گی۔

(ر) اور ان نشستوں کا انتخاب جو غیر مسلم امیدواروں کے لیے مختص ہیں سیاسی جماعتوں کے متناسب نمائندگی کے مطابق جو انہوں نے پارٹی کی بنیاد پر قومی اسمبلی میں نشستیں حاصل کی ہوں عمل میں آئے گا۔

بشرطیکہ اگر کوئی سیاسی جماعت قومی اسمبلی کی نشستوں کا 5 فیصد سے بھی کم نشستیں حاصل کرے اسے خواتین یا غیر مسلم کسی نشست کا مستحق نہیں سمجھا جائے گا۔

[12] شرط یہ ہے کہ اس ذیلی شق کے مقصد کے لیے کسی سیاسی جماعت کی حاصل کردہ (جیتی ہوئی) عام نشستوں میں وہ خود مختار نشست یا نشستیں بھی شامل تصور ہونگی جو سرکاری گزٹ میں نتائج کے اعلان کے تین دن کے اندر اندر منتخب کردہ سیاسی جماعت میں شمولیت کرلیں گی۔

[1] شق 4 الف سے لے کر شق 6 تک حذف کر دی گئی ہے۔

آرٹیکل 52- قومی اسمبلی کی معیاد (Duration of National Assembly):

قومی اسمبلی اگر قبل از وقت توڑ نہ دی جائے اپنے پہلے اجلاس کے دن سے پانچ سال کی میعاد تک برقرار رہے گی اور اپنی میعاد پوری ہونے پر ٹوٹ جائے گی۔

آرٹیکل 53- قومی اسمبلی کا سپیکر اور ڈپٹی سپیکر:

(Speaker and Deputy Speaker of National Assembly):

1- کسی عام انتخاب کے بعد قومی اسمبلی اپنے پہلے اجلاس میں اور باستثنائے دیگر امور اپنے ارکان میں سے ایک سپیکر اور ایک ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کرے گی اور جتنی بار بھی سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کا عہدہ خالی ہو اسمبلی کسی اور رکن کو سپیکر یا جیسی بھی صورت حال ہو ڈپٹی

11- لیگل فریم آرڈر 2002 ترمیم شدہ آرڈر 29 آف 2002 بتاریخ 19 اکتوبر 2002 کے تحت اضافہ ہوا۔

12- لیگل فریم آرڈر 2002 ترمیم شدہ آرڈر 29 آف 2002 بتاریخ 19 اکتوبر 2002 کے تحت اضافہ کیا۔

1- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 4 الف سے 6 تک شقات حذف کر دی گئیں۔

سپیکر منتخب کرے گی۔

-2 بطور سپیکر یا ڈپٹی سپیکر منتخب شدہ رکن، اپنا عہدہ سنبھالنے سے قبل قومی اسمبلی کے روبرو جدول سوئم میں مندرج عبارت پڑھ کر اپنے عہدہ کا حلف اٹھائے گا۔

-3 جب سپیکر غیر حاضر ہو یا سپیکر کا عہدہ خالی ہو یا کسی وجہ سے اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی سے قاصر ہو تو ڈپٹی سپیکر بطور سپیکر فرائض کی انجام دہی کرے گا اور اگر اس وقت ڈپٹی سپیکر بھی غیر حاضر ہو یا کسی وجہ سے بطور سپیکر اپنے فرائض کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو کوئی ایسا رکن اسمبلی جس کا اسمبلی کے قواعد و ضوابط کی رو سے تعین کیا جائے اسمبلی کے اجلاس کی صدارت کرے گا۔

-4 اگر سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کے عہدہ کی برطرفی کی قرار داد پر غور کیا جا رہا ہو تو سپیکر یا ڈپٹی سپیکر اسمبلی کے اجلاس کی صدارت نہیں کرے گا۔

-5 اسپیکر صدر کے نام اپنی دستخط شدہ تحریر کے ذریعہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو سکے گا۔

-6 ڈپٹی سپیکر، سپیکر کے نام اپنی دستخط شدہ تحریر کے ذریعہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو سکے گا۔

-7 سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کا عہدہ خالی ہو جائے گا اگر!

(الف) وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جاتا ہے۔

(ب) وہ قومی اسمبلی کا رکن نہیں رہتا ہے۔

(ج) اسے عہدے سے اسمبلی کی ایک قرار داد کے ذریعہ برطرف کر دیا جائے جس کا کم از کم سات دن کا نوٹس دیا گیا ہو اور جسے اسمبلی کی کل رکنیت کی اکثریت کے ووٹوں سے منظور کیا گیا ہو۔

-8 جب اسمبلی توڑ دی جائے تو سپیکر اس وقت تک اپنے عہدے پر برقرار رہے گا جب تک کہ نئی منتخب شدہ اسمبلی کی طرف سے اس عہدہ کو پر کرنے کے لیے منتخب شدہ شخص اپنا عہدہ نہ سنبھال لے۔

آرٹیکل 54- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا اجلاس طلب کرنا اور برخاست کرنا:

(Summoning and Prorogation of Majlis-e-Shoora Parliament):

-1 صدر گاہے بگاہے۔ وقتاً فوقتاً کسی ایک ایوان یا دونوں ایوانوں کا یا مجلس شوریٰ

(پارلیمنٹ) کا مشترکہ اجلاس ایسے وقت اور مقام پر طلب کر سکے گا جسے وہ مناسب خیال کرے اور اسے برخاست بھی کر سکے گا۔

2- قومی اسمبلی کے سالانہ کم از کم[2] تین اجلاس ہوں گے اور اسمبلی کے ایک اجلاس کی آخری نشست اور دوسرے اجلاس کی پہلی نشست کے لیے مقرر کردہ تاریخ کے درمیان ایک سو بیس دن سے زیادہ وقفہ نہ ہو گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ قومی اسمبلی [3]ایک سو تیس ایام کار سے کم کے لیے اجلاس نہیں کرے گی۔

وضاحت:[4]

''ایام کار'' میں کوئی دن جب مشترکہ اجلاس ہو اور کوئی مدت جو دو دن سے زائد نہ ہو جس کے لیے قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا جائے شامل ہے۔

یہ وضاحت آئین میں چوتھی ترمیم بموجب ایکٹ 1975ء (71 آف 1975ء) شامل کی گئی ہے۔

3- قومی اسمبلی کی کل رکنیت کی کم سے کم ایک چوتھائی تعداد کے دستخطوں سے مطالبہ پر قومی اسمبلی کا سپیکر، قومی اسمبلی کا اجلاس اس مطالبہ کی وصولی سے چودہ دن کے اندر ایسے وقت اور مقام پر طلب کرے گا جسے وہ مناسب خیال کرے اور جب سپیکر نے اسمبلی کا اجلاس طلب کیا ہو صرف وہی اسے برخاست کرے گا۔

وضاحت:

ملک میں کوئی خاص واقعہ رونما ہو جائے جس پر قومی اسمبلی میں بحث ضروری ہو تو کل رکنیت کی کم سے کم ایک چوتھائی تعداد کے دستخطوں کے مطالبہ پر قومی اسمبلی کا سپیکر 14 یوم کے اندر اندر جس تاریخ کو اور جہاں وہ چاہے اور مناسب سمجھے اجلاس طلب کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ سپیکر جب اجلاس طلب کرے تو وہی اسے برخاست کرنے کے اختیارات بھی رکھتا ہے۔

2- صدارتی فرمان نمبر 14 مجریہ 1985 کے ذریعے تبدیل ہوا۔
3- صدارتی فرمان نمبر 14 مجریہ 1985 اور دستور کی دسویں ترمیم مجریہ 1987 کی رُو سے تبدیل ہوا۔
4- یہ وضاحت دستور کی چوتھی ترمیم 1975 (71 آف 1975) کے ذریعہ شامل کی گئی۔

آرٹیکل 55- اسمبلی میں رائے دہندگی اور کورم:
(Voting in Assembly and quorum):

-1 دستور کے تابع قومی اسمبلی کے تمام فیصلے حاضر اور ووٹ دینے والے ارکان کی اکثریت سے کئے جائیں گے لیکن صدارت کرنے والا شخص ووٹ نہیں دے گا سوائے اس صورت کے کہ ووٹ مساوی ہوں۔

-2 اگر کسی وقت قومی اسمبلی کے کسی اجلاس کے دوران صدارت کرنے والے شخص کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جائے کہ اسمبلی کی کل رکنیت کے ایک چوتھائی سے کم ارکان حاضر ہیں تو وہ یا تو اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دے گا یا اجلاس کو اس وقت تک کے لیے معطل کر دے گا جب تک کہ ایسی رکنیت کے کم سے کم ایک چوتھائی ارکان حاضر نہ ہو جائیں۔

وضاحت:

اسمبلی کے اجلاس کے لیے چوتھائی ارکان کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ لیکن کسی وقت اگر ارکان اسمبلی کی تعداد اس سے کم ہو تو ارکان اسمبلی کی توجہ دلانے پر کرسی صدارت پر متمکن فرد اجلاس کو اس وقت تک ملتوی کرنے کا مجاز ہے جب تک ایک چوتھائی ارکان کی اجلاس میں شرکت اور حاضری نہ ہو جائے۔ کورم پورا ہونے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ ارکان اسمبلی کو حکومتی امور سے دلچسپی نہیں رہی خواہ اس کی وجہ سے سپیکر کا رویہ یا کوئی اور مسئلہ ہو۔

آرٹیکل 56- [5]صدر کا خطاب (Address by President):

-1 صدر کسی ایک ایوان یا یکجا دونوں ایوان ہائے سے خطاب کرے سکے گا اور اس غرض کے لیے ارکان کو حاضری کا حکم دے سکے گا۔

-2 صدر کسی بھی ایوان کو خواہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں اس وقت تک زیر غور کسی بل کی نسبت یا بصورت دیگر پیغامات بھیج سکے گا اور کوئی ایوان جسے کوئی پیغام بہ ایں طور پر بھیجا جائے تو مناسب مستعدی کے ساتھ کسی ایسے معاملہ پر غور کرے گا جس پر غور کرنے کے لیے پیغام کے ذریعہ حکم دیا گیا ہو۔

-3 عام انتخابات کے بعد اسمبلی کے پہلے اجلاس سے اور پھر سالانہ ہر پہلے

-5 آرٹیکل 56 کی شقات 3،2،1 اور 4 کا اضافہ صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعے ہوا۔

اجلاس کے آغاز پر صدر یکجا دونوں ایوان ہائے سے خطاب کرے گا اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو اس جلاس کی طلبی کی وجوہ سے آگاہ کرے گا۔[6]

4- کسی ایوان کے ضابطہ کار اور اس کی کارروائی کے انصرام کو با ضابطہ کرنے کے لیے قواعد میں صدر کے خطاب میں محولہ معاملات پر بحث کرنے کے لیے وقت کا تعین کرنے کے لیے حکم وضع کیا جائے گا۔

وضاحت:

ایوان کے قواعد و ضوابط میں صدر کے خطاب اور بحث کے لیے وقت کا تعین اور دیگر امور کے سلسلے میں قواعد کا تعین اس ایوان کے ارکان کریں گے جن کا اجلاس صدر نے بلایا تھا۔

آرٹیکل 57- مجلس شوریٰ میں خطاب کا حق (Right to speak in Parliament):

وزیر اعظم، کسی وفاقی وزیر، کسی وزیر مملکت اور اٹارنی جنرل کو کسی بھی ایوان یا ان کے کسی مشترکہ اجلاس یا ان کی کمیٹی میں جس کا اسے رکن نامزد کر دیا جائے، تقریر کرنے اور بصورت دیگر اس کی کارروائی میں حصہ لینے کا حق ہوگا لیکن اس آرٹیکل کی بناء پر ووٹ دینے کا حق نہیں ہوگا۔

وضاحت:

صدر کے علاوہ وزیر اعظم، کسی وفاقی وزیر، کسی وزیر مملکت اور اٹارنی جنرل کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایوان یا ان کے کسی مشترکہ اجلاس یا ان کی کسی کمیٹی میں جس کا اسے رکن نامزد کیا گیا ہو تقریر کر سکتا ہے اور کارروائی میں شریک ہو سکتا ہے لیکن کسی بل کی منظوری کے سلسلہ میں اٹارنی جنرل ووٹ استعمال کرنے کا مجاز نہیں تاہم اگر بحث کے دوران کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے تو وہ ایوان کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

آرٹیکل 58- [7]قومی اسمبلی کو توڑنا (Dissolution of National Assembly):

1- صدر قومی اسمبلی توڑ دے گا اگر وزیر اعظم اسے بہ ایں طور مشورہ دے اور قومی اسمبلی تاوقتیکہ اس سے قبل برخاست نہ کر دی گئی ہو وزیر اعظم کی طرف سے بہ ایں طور مشورہ دیئے جانے کے بعد اڑتالیس گھنٹوں کے خاتمے پر برخاست ہو جائے گی۔

6- شق نمبر 3 دستور کی آٹھویں ترمیم مجریہ 1985 کے ذریعے تبدیل ہوئی۔

7- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعے دوبارہ شمار کیا گیا۔

وضاحت:

اس آرٹیکل میں ''وزیر اعظم'' کے حوالہ میں کسی ایسے[8] وزیر اعظم جس کے خلاف قومی اسمبلی میں (عدم اعتماد کے ووٹ کے لیے قرار داد کا نوٹس دنے گیا گیا ہو) لیکن اس پر رائے دہی نہ کی گئی ہو یا جس کے خلاف ایسی کوئی قرار داد منظور کی جا چکی ہو جو استعفیٰ دینے کے بعد یا قومی اسمبلی کے برخاست ہو جانے کے بعد اس عہدہ پر برقرار ہو۔[9]

-2 [1]آرٹیکل 48 کی شق (2) میں شامل کسی امر کے باوجود صدر بھی اپنی صوابدید پر قومی اسمبلی توڑ سکے گا جبکہ اس کی رائے میں

(الف) وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ منظور کئے جانے کے بعد قومی اسمبلی کسی رکن کو دستور کے احکام کے مطابق قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد رکھنے کا امکان نہ ہو جس طرح کہ اس غرض سے طلب کردہ قوی اسمبلی کے اجلاس میں معلوم ہو یا

(ب) [2]ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہو جس میں وفاق کی حکومت دستور کے احکام کے مطابق چلائی نہ جا سکتی ہو صدر اسمبلی توڑ سکے گا۔

-3 [2-A]صدر اسمبلی توڑنے کے پندرہ دن کے اندر اندر معاملہ عدالت عظمیٰ کے سپرد کر دے گا۔ متعلقہ عدالت عظمیٰ تیس دن کے اندر اندر فیصلہ صادر کر دے گی۔ جو قطعی ہو گا۔

آرٹیکل 59- [3]سینٹ (The Senate):

-1 سینٹ 100 ارکان پر مشتمل ہو گا جن میں

(الف) چودہ ارکان ہر ایک صوبائی اسمبلی کی طرف سے منتخب کیے جائیں گے

(ب) [3الف]آٹھ ارکان اسمبلی وفاق کے زیر اہتمام و انتظام قبائلی علاقہ جات سے صدر مملکت کے مجوزہ حکم کے مطابق لیے جائیں گے۔

(ج) صدر مملکت کی صوابدید کے مطابق دو نشستیں اور ایک خاتون رکن اور ایک ٹیکنو کریٹ ماہر فن بشمول عالم وفاقی دارالحکومت سے لیے جائیں گے۔

-8 دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

-9 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے حذف ہوا۔

-1 کلاز 2 حذف کرنے کے بعد اضافہ ہوا۔

-2 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 متعارف ہوا۔

2-A دستور کی سترہویں ترمیم ایکٹ 2003 مجریہ 31-12-2003 کی رُو سے اضافہ ہوا۔

-3 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 تبدیل ہوا۔

-3 الف لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کے ذریعے اضافہ ہوا۔

(د) چار خواتین ارکان کا انتخاب صوبائی اسمبلی کی منتخب شدہ خواتین ارکان سے کیا جائے گا۔

(ر) چار ماہرین فن بشمول علما کرام کا انتخاب ہرصوبہ کی اسمبلی سے کیا جائے گا۔

2- سینٹ میں ہرصوبہ کے لیے متعین نشستوں کو پر کرنے کے لیے انتخاب واحد قابل انتقال ووٹ کے ذریعہ متناسب نمائندگی کے نظام کے مطابق کیا جائے گا۔

3- [4]سینٹ ٹوٹنے کے تابع نہیں ہوگی اس کے ارکان کی میعاد جو بمطابق ذیل سبکدوش ہوں گے چھ سال ہوگی۔

(الف) [5]شق (1) کے پیرا (الف) میں محولہ ارکان میں سے سات پہلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائیں گے اور سات اگلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائیں گے۔

(ب) مذکورہ بالا شق کے پیرا (ب) میں محولہ ارکان میں سے چار پہلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائیں گے اور چار اگلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائیں گے۔

(ج)(1) [6]مذکورہ بالا شق کے پیرا (ج) میں محولہ ارکان میں سے ایک پہلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائے گا اور دوسرا ایک اگلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائے گا۔

(ج) (2)ایک منتخب ماہرفن پہلے تین سال کے اختتام پر سبکدوش ہو جائے گا اور دوسرا ماہرفن جو مخصوص خاتون رکن پر مشتمل ہوگا اگلے تین سال کے اختتام پر سبکدوش ہو جائے گا۔

(د) [7]مذکورہ بالا پیرا دو میں محلولہ ارکان میں سے دو پہلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائیں گے ار دو اگلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائیں گے اور

(ر) مزکورہ بالا پیرا (ر) میں محلولہ ارکان میں دو پہلے تین سال کے اختتام کے

4- شق نمبر 3 کی موجودہ طریقہ سے تشکیل کی گئی۔

5- شقات الف، ب، ج اور د، دستور کی آٹھویں ترمیم 1985 کے ذریعے تبدیل ہوگئیں۔

6- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کے ذریعے تبدیل ہوا۔

7- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کے ذریعے تبدیل ہوا۔

بعد سبکدوش ہو جائیں گے اور دو اگلے تین سال کے اختتام کے بعد سبکدوش ہو جائیں گے۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی اتفاقیہ خالی جگہ کو پر کرنے کے لیے منتخب شدہ شخص کے عہدے کی میعاد اس رکن کی غیر معینی میعاد ہو گی جس کی خالی جگہ اس نے پر کی ہو۔

-4 [8]حذف بروئے دستور (ترمیم ہفتم) XVIII آف 1985ء

آرٹیکل 60- چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین :

(Chairman and Deputy Chairman):

-1 سینٹ کی باضابطہ طور پر تشکیل ہو جانے کے بعد یہ اپنے پہلے اجلاس میں اور باستثنائے دیگر کارروائی' اپنے ارکان میں سے ایک چیئرمین اور ایک ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب کرے گی اور جتنی بار بھی چیئرمین یا ڈپٹی چیئرمین کا عہدہ خالی ہو جائے' سینٹ ایک اور رکن کو چیئرمین یا جیسی بھی صورت ہو ڈپٹی چیئرمین کے طور پر منتخب کرے گی۔

-2 چیئرمین یا ڈپٹی چیئرمین کے عہدے کی میعاد اس دن سے [1]تین سال ہو گی جس دن پر اس نے اپنا عہدہ سنبھالا۔

آرٹیکل 61- سینٹ کے متعلق دیگر احکام و لوازمات :

(Other Provisions relating to Senate):

آرٹیکل 54 کی شقات 2' 3 اور آرٹیکل 55 کے احکام سینٹ پر اسی طرح اطلاق پذیر ہوں گے جس طرح وہ قومی اسمبلی پر اطلاق پذیر ہوتے ہیں اور سینٹ پر اپنے اطلاق میں اس طرح موثر ہوں گے گویا کہ ان میں قومی اسمبلی اسپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے حوالہ جات بالترتیب سینٹ چیئرمین [2]اور ڈپٹی چیئرمین کے حوالہ جات ہوں اور گویا کہ آرٹیکل 54 کی مذکورہ شق 2 کے فقرہ شرطیہ میں الفاظ[3] 90 کی بجائے 130 تبدیل کر دیا گیا۔

آرٹیکل 62-[4] مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان کی بابت احکامات :

(Provisions as to Members of (Majlis-e-Shoora) Parliament):

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان کی رکنیت کے لیے اہلیت۔

-8 دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے حذف ہوا۔

-1 دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے لفظ 2 کی بجائے 3 تبدیل ہوا۔

-2 دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رُو سے اضافہ ہوا۔

-3 دستور کی دسویں ترمیم ایکٹ 1987 کی رُو سے تعداد 130 ہوگئی۔

-4 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985ء آرٹیکل 62 میں تبدیلی ہوئی

کوئی بھی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا رکن منتخب ہونے یا چنے جانے کا اہل نہیں ہو گا اگر:

(الف) وہ پاکستان کا شہری نہ ہے۔

(ب) [5]وہ قومی اسمبلی کی صورت میں پچیس سال سے کم عمر کا ہو اور انتخابی فہرست میں ووٹر کی حیثیت سے درج ہے۔

(i) پاکستان بھر میں کسی عام نشست کے لیے یا کسی مخصوص غیر مسلم نشست کے لیے۔

(ii) صوبہ کی کوئی بھی جگہ جہاں سے وہ نشست حاصل کرتی ہے جو خواتین کے لیے مخصوص ہو۔

(ج) سینٹ کی رکنیت کے لیے اس کی عمر 30 سال سے کم نہ ہو اور صوبہ میں کسی جگہ اس کی (اس کا نام) انتخابی فہرست میں درج ہو یا جیسی بھی صورت حال ہو کہ وہ وفاق کے تحت قبائلی علاقہ جات سے متعلق ہو جہاں سے بھی وہ نشست حاصل کرتا ہے۔

(د) وہ اچھے کردار اور چال چلن کا حامل ہو اور اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہو۔

(ر) وہ اسلامی تعلیمات سے اچھی طرح واقف اور آگاہ ہو اور ان پر عمل کرنے کے فرائض کو قبول کرتا ہو اور سمجھتا ہو جیسا کہ اسلام نے بیان کیا ہے اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور بچتا ہو۔

(س) وہ زیرک اور دانش مند ہو' راست باز ہو اور اوباش' عیاش نہ ہو اور دیانت دار ہو اور امین ہو۔

(ش) وہ کسی بد اخلاقی کے جرم میں سزا یافتہ نہ ہو یا کسی کے خلاف جھوٹی گواہی کا مرتکب نہ ہو۔

(ص) پاکستان کی تخلیق کے بعد پاکستان کی سالمیت کے خلاف اور پاکستان کی حقیقی وجہ تخلیق کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ نہ لیا ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ پیرا (د)' (ر) میں مصرحہ نااہلیتوں کا کسی ایسے شخص پر اطلاق نہیں ہو گا جو غیر مسلم ہو لیکن ایسا شخص اچھی شہرت کا حامل ہو گا اور

(ض) وہ ایسی دیگر خصوصیات اور اہلیتوں کا حامل ہو جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ مقرر کی گئی ہوں

5- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کی رو سے تبدیل ہوا۔

آرٹیکل 63۔ [6] مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی رکنیت کے لیے نااہلیت:

(Disqualifications for membership of Majlis-e-Shoora (Parliament):

1- کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے رکن کے طور پر منتخب ہونے یا چنے اور رکن رہنے کے لیے نااہل ہوگا اگر۔

(الف) وہ فاترالعقل ہو اور کسی عدالت مجاز نے اسے فاترالعقل قرار دے دیا ہو

(ب) اسے دیوالیہ قرار دیا گیا ہو یا

(ج) وہ پاکستان کا شہری نہ رہے اور کسی بیرونی ملک/ریاست کی شہریت حاصل کر لے۔

(د) وہ پاکستان کی ملازمت میں کسی نفع بخش عہدے پر فائز ہو ماسوائے ایسے عہدے کے جسے قانون کے ذریعے ایسا عہدہ قرار دیا گیا ہو جس پر فائز شخص نااہل نہیں ہوتا۔ یا

(ہ) اگر وہ ایسی قانونی ہیئت یا کسی ایسی ہیئت کی ملازمت میں ہو جو حکومت کی ملکیت یا اس کے زیرنگرانی ہو یا جس میں حکومت تعدیلی حصہ یا مفاد رکھتی ہو۔

(و) شہریت پاکستان ایکٹ 1951ء (نمبر 2 بابت 1951ء) کی دفعہ 14 ب کی وجہ سے پاکستان کا شہری ہوتے ہوئے اسے فی الوقت آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا نااہل قرار دے دیا گیا ہو یا

(ز) وہ کسی ایسی رائے کی تشہیر کر رہا ہو یا کسی ایسے طریقے پر عمل کر رہا ہو جو نظریہ پاکستان یا پاکستان کے اقتدار اعلیٰ' سالمیت یا سلامتی یا اخلاقیات یا امن عامہ کے قیام یا پاکستان کی عدلیہ کی دیانتداری یا آزادی کے لیے مضر ہو یا جو پاکستان کی مسلح افواج یا عدلیہ کو بدنام کرے یا اس کی تضحیک کا باعث ہو۔ یا

[7](ح) اسے کسی عدالت مجاز نے کسی اخلاقی جرم' بدعنوانی کی پاداش میں' اپنی حیثیت اور منصب کے غلط استعمال کی وجہ سے یا کسی رائج الوقت قانون کے تحت سزا دی ہو۔

(ط) اس کو پاکستان میں کسی سرکاری' صوبائی' وفاقی حکومت نے ملازمت سے برخاست کیا ہو یا کسی کارپوریشن جو وفاقی حکومت کی سرپرستی میں چل رہی ہو ملازمت سے برخاست کیا ہو اور برخاستگی کی وجہ اخلاقی جرم' بدکرداری اور بدعنوانی ہو۔

(ی) اس کو پاکستان کی ملازمت سے غلط روی اور اخلاقی بدکرداری کی وجہ سے ہٹا دیا گیا ہو

6- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے الف سے ہ تک شقات تبدیل ہوئیں۔

7- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کی رُو سے شقات ح، ط، ی، تبدیل کر دی گئیں

جو چاہے یہ ملازمت وفاقی حکومت، صوبائی حکومت یا ان کے زیر اثر چلنے والی کارپوریشنز کی ہی کیوں نہ ہو اس میں لوکل گورنمنٹ بھی شامل ہے۔

(ک) وہ پاکستان کی کسی سرکاری قانونی منصب یا کسی منصب کی جو حکومت کی ملکیت ہو یا حکومت کے زیرنگرانی ہو یا جس میں حکومت تعدیلی حصہ یا مفاد رکھتی ہو۔ ملازمت میں رہ چکا ہو تاوقتیکہ اس کی مذکورہ ملازمت کو ختم ہوئے دو سال کی مدت نہ گزری ہو۔ یا

(ل) وہ سیاسی جماعتوں کے ایکٹ 1962ء (نمبر 3 بابت 1962) کی دفعہ 7 کے تحت سزا یاب ہو چکا ہو اور تاوقتیکہ موجودہ سزایابی کو پانچ سال کی مدت نہ گزر گئی ہو۔

(م) وہ خواہ بذات خود یا اس کے مفاد میں یا اس کے فائدے کے لیے یا اس کے حساب میں یا کسی ہندو یا غیر منقسیم خاندان کے رکن کے طور پر کسی شخص یا اشخاص کی جماعت کے ذریعہ کسی معاہدے میں کوئی حصہ یا مفاد رکھتا ہو۔ جو انجمن امداد باہمی اور حکومت کے درمیان کوئی معاہدہ نہ ہو جو حکومت کو مال فراہم کرنے کے لیے اس کے ساتھ کئے ہوئے کسی معاہدے کی تکمیل یا خدمات کی انجام دہی کے لیے ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ اسے پیرے کے تحت نااہلیت کا اطلاق کسی شخص پر نہیں ہو گا:

(اول) جبکہ معاہدہ میں حصہ، نفع یا مفاد اس کو وراثت یا جانشینی کے ذریعہ یا قانونی وصیت کے ذریعہ ترکہ (وراثت) میں سے منتقل ہوا ہو جب تک اس کو اس کے اس طور پر منتقل ہونے کے بعد چھ ماہ کا عرصہ نہ گزر جائے۔

(دوئم) جبکہ معاہدہ کمپنیات آرڈیننس 1984ء (XLVII of 1984) میں تعریف کردہ کسی ایسی کمپنی عامہ نے کیا ہو اس کی طرف سے کیا ہو جس کا وہ حصہ دار ہو لیکن کمپنی کے تحت کسی منفعت بخش عہدے پر فائز مختار انتظامی نہ ہو یا

(سوئم) جبکہ وہ ایک غیر منقسم ہندو خاندان کا فرد ہو اور اس معاہدے میں جو خاندان کے کسی فرد نے الگ اور علیحدہ کاروبار کے دوران کیا ہو، کوئی حصہ یا نفع، مفاد نہ رکھتا ہو یا

وضاحت:

اُس آرٹیکل میں ''مال'' میں زرعی پیداوار یا جنس جو اس نے کاشت یا پیدا کی ہو یا ایسا مال شامل نہیں ہے جسے فراہم کرنا اس پر حکومت کی ہدایت یا فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت عائد ہو یا وہ اس کے لیے پابند ہو۔

(س) وہ پاکستان کی ملازمت (خدمت) میں حسب ذیل عہدوں کے علاوہ کسی منفعت بخش عہدے پر فائز ہو۔

(اول) کوئی عہدہ جو ایسا کل وقتی عہدہ نہ ہو جس کا معاوضہ یا تو تنخواہ کے ذریعہ یا فیس کے ذریعہ ملتا ہو۔

(دوئم) لمبردار (نمبردار) کا عہدہ خواہ اس نام سے یا کسی نام سے موسوم ہو۔

(سوئم) قومی رضا کار۔

(چہارم) کوئی عہدہ جس پر فائز شخص مذکورہ عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے کسی فوج کی تشکیل یا قیام کا حکم وضع کرنے والے کسی قانون کے تحت فوجی تربیت یا فوجی ملازمت کے لیے طلب کئے جانے کا مستوجب ہو یا

(ع) ایسا شخص جسے کسی عدالت مجاز نے فرار ہونے یا عدالت سے فرار ہونے کی صورت میں ملک میں نافذ العمل قانون کے تحت سزا دی ہو۔[8]

(غ) ایسا شخص جس نے خود اپنی بیوی کے نام پر یا اپنے زیر کفالت افراد میں سے کسی کے نام پر کسی بنک، مالیاتی ادارے، امداد باہمی کے کسی ادارے سے مبلغ بیس لاکھ روپے یا اس سے زیادہ رقم کا قرض لے کر تاریخ واپسی مقررہ سے ایک سال کے اندر واپس نہ کیا یا معاف کرایا ہو۔

(ف) ایسا شخص بذات خود یا اس کی شریک حیات (بیوی) یا زیر کفالت افراد میں سے کسی نے حکومت کے واجبات بابت ٹیلی فون، بجلی، گیس، پانی تخمیناً مبلغ دس ہزار روپے یا اس سے زیادہ وقت مقررہ کے بعد اور کاغذات نامزدگی داخل کرانے کے وقت تک ادا نہ کیے ہوں۔

(ک) [9] اُس کو وقتی طور پر بطور رکن مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی بھی صوبائی اسمبلی کے رکن کے طور پر کسی بھی انتخاب یا چناؤ کے لیے ملک میں نافذ العمل کسی بھی قانون کے تحت نااہل تصور کیا جائے گا۔

-2 [10]ایسی صورت حال میں جب ایسا مسئلہ پیدا ہو جائے کہ کوئی رکن (مجلس شوریٰ) پارلیمنٹ اپنی رکنیت کا اہل نہیں رہا تو سپیکر یا جیسی بھی صورت حال ہو چیئرمین ایسا مسئلہ ظاہر ہونے کے تیس دن کے اندر اندر چیف الیکشن کمیشنر کو آگاہ کرے گا۔

-8 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

-9 لیگل فریم ورک آرڈر (ترمیم شدہ) 2002 مورخہ 9 اکتوبر 2002 اضافہ کیا گیا ہے۔

-10 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

3- [1]جب کلاز (2) کے تحت رکنیت کی نااہلیت کا معاملہ چیف الیکشن کمشنر کے سپرد کر دیا گیا ہو تو چیف الیکشن کمشنر اس اطلاع کی بازیابی کے تین ماہ کے اندر اس پر فیصلہ صادر کرے گا۔

آرٹیکل 63-A- [2]انحراف وغیرہ کی بناء پر نااہلیت :

(Disqualification on ground of defection etc.):

1- اگر کسی پارلیمانی پارٹی کا کوئی منتخب رکن ایوان سے:۔

(الف) اپنی سیاسی جماعت کی رکنیت سے استعفیٰ دیتا ہے یا کسی اور پارٹی کی رکنیت حاصل کر لیتا ہے۔

(ب) رائے دیتا ہے یا رائے دینے سے گریز کرتا ہے بمطابق اس سیاسی پارلیمانی پارٹی کے ہدایت کے خلاف بابت

(i) انتخاب وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ یا

(ii) عدم اعتماد یا اعتماد کی خاطر یا

(iii) کسی مالیاتی بل کے بابت

تو اس سیاسی پارلیمانی جماعت/پارٹی کے سربراہ اپنی جماعت سے اس کی رکنیت ختم کر دے گا اور اس فیصلہ کی اطلاع پریذائیڈنگ افسر کو اور اس ممبر (رکن) متعلقہ کو بہم پہنچا دے گا۔

شرط یہ ہے کہ پارلیمانی جماعت کا سربراہ اس فیصلہ اور اعلان سے پہلے متعلقہ رکن کو بذریعہ نوٹس موقعہ فراہم کرے کہ اس کے خلاف یا اس کے حق میں ایسا کیا جا رہا ہے۔

2- ایوان کا کوئی بھی رکن پارلیمانی جماعت کا رکن تصور کیا جائے گا۔ اگر ایوان کی کسی جماعت کا انتخاب کے لیے نامزد ہوگیا ہو یا امیدوار ہو اور وہ بمطابق نامزدگی وغیرہ منتخب ہوگیا ہو اور نئی جماعت کا رکن بن گیا ہو جس کا پارلیمانی جماعت نے ایوان میں اعلان کر دیا ہو۔

3- اس اعلانیہ کی وصولی کے دو دن کے اندر ایوان کا پریذائیڈنگ افسر، چیف الیکشن کمشنر کو

1- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کے ذریعے متعارف ہوا۔

2- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

معاملہ سپرد کر دے گا جو اس کو الیکشن کمشنر کے سپرد کر دے گا جو اس اطلاع کی پہنچ کے تیس دن کے اندر اس اعلانیہ کی تصدیق کر دے گا۔

4- اس اعلانیہ کے تسلسل میں الیکشن کمشنر بمطابق کلاز (1) رکن متعلقہ کو آگاہ کر دے گا کہ اس کی ایوان سے رکنیت ختم ہو چکی ہے اور اس کی نشست کو خالی قرار دے دیا گیا ہے۔

5- الیکشن کمیشن کے فیصلے سے متاثرہ جماعت تیس دن کے اندر عدالت عظمیٰ میں اپیل دائر کر سکتی ہے اور عدالت عظمی اپیل دائر ہونے کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر فیصلہ صادر فرما دے گی۔

6- آرٹیکل ہذا میں شامل کوئی امر ایوان کے سپیکر یا چیرمین پر اثر انداز نہ ہو گا۔

7- آرٹیکل ہذا کی غرض کے لیے:

(الف) ایوان سے مراد وفاق کے مطابق قومی اسمبلی یا سینٹ کے ہیں اور صوبہ کے مطابق صوبائی اسمبلی کے ہیں جیسی بھی صورت حال ہو۔

(ب) پریذائیڈنگ افسر سے مراد سپیکر قومی اسمبلی یا چیرمین سینٹ کے ہیں یا سپیکر صوبائی اسمبلی جیسی کہ صورت حال ہو۔

آرٹیکل 64- نشستوں کا خالی ہونا (Vacation of seats) :

1- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا کوئی رکن، سپیکر یا جیسی بھی صورت حال ہو چیرمین کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنی نشست سے مستعفی ہو سکے گا اور اس کے بعد اس کی نشست خالی ہو جائے گی۔

2- اگر ایوان کی اجازت کے بغیر کوئی رکن مسلسل چالیس روز تک ایوان سے غیر حاضر رہے تو متعلقہ ایوان اس رکن کی نشست کو خالی قرار دے سکے گا۔

وضاحت:

اگر کوئی رکن اسمبلی شدید علالت، بیرون ملک جانے یا کسی اور وجہ سے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی رکنیت سے مستعفی ہونا چاہیے تو آئین کی اس ذیلی شق کے تحت اسے اپنا استعفیٰ اسپیکر یا جیسی بھی صورت حال ہو چیرمین کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ بھیجنا ہو گا۔ جونہی سپیکر

یا جیسی بھی صورت حال ہو چیر مین کو استعفیٰ موصول ہو گا۔ رکن موصوف مستعفی سمجھا جائے گا اور اس کی اس خالی نشست پر ضمنی انتخاب کرایا جائے گا۔

اور کوئی رکن کسی ایوان کے اجلاسوں سے مسلسل چالیس روز تک غیر حاضر رہے اس صورت میں ایوان مذکورہ کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ متعلقہ رکن کی نشست کو خالی قرار دے دے۔

آرٹیکل 65- ارکان کا حلف (Oath of Members):

کسی ایوان کے لیے منتخب شدہ کوئی شخص اس وقت تک نہ اپنی جگہ سنبھالے گا اور نہ ووٹ دے گا جب تک کہ وہ ایوان کے سامنے جدول سوئم میں مندرج عبارت میں حلف نہ اٹھا لے۔

وضاحت:

حلف اٹھائے بغیر (بمطابق جدول سوئم) کوئی بھی منتخب رکن ایوان میں اپنے ووٹ کا حق استعمال نہیں کر سکے گا۔

آرٹیکل 66- ارکان کے استحقاقات وغیرہ (Privileges of Members etc.):

-1 دستور اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے قواعد ضابطہ کار کے مطابق، مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں تقریر کی آزادی ہو گی اور کوئی رکن مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں کی ہوئی اپنی کسی تقریر یا دیئے ہوئے کسی ووٹ کی نسبت کسی عدالت میں کسی قانونی کارروائی کا مستوجب نہیں ہو گا اور کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی طرف سے یا اس کے اختیارات کے تحت کسی رپورٹ، مضمون، ووٹ یا کارروائی کی اشاعت کی نسبت کسی طور پر مستوجب نہیں ہو گا۔

-2 بلحاظ دیگر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اختیارات، تحفظات اور استحقاقات اور ارکان مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور استحقاقات وہ ہوں گے جو قانون کے ذریعہ وقتاً فوقتاً متعین کئے جائیں اور بہ ایں طور متعین ہونے تک وہ ہوں گے جن سے قومی اسمبلی پاکستان اور اس کی کمیٹیاں اور اس کے ارکان یوم آغاز سے عین قبل مستفید ہو رہے تھے۔

-3 کسی ایوان کی طرف سے ایسے اشخاص کو سزا دینے کے لیے قانون کے ذریعے حکم وضع کیا جا سکے گا جو اس ایوان کی کسی کمیٹی کے سامنے کوئی شہادت دینے یا کوئی دستاویز

پیش کرنے سے انکار کر دیں جبکہ انہیں اس کمیٹی کے چیرمین کی طرف سے باضابطہ طور پر ایسا کرنے کو کہا گیا ہو

البتہ کوئی ایسا قانون:۔

(الف) کسی عدالت کو یہ اختیار دے سکے گا کہ وہ ایسے شخص کو سزا دے جو شہادت دینے یا دستاویز پیش کرنے سے انکار کرے اور ایسے فرمان کے تابع موثر ہو گا جو صدر کی طرف سے خفیہ معاملات کو افشاء ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنایا گیا ہو۔

4- اس آرٹیکل کے احکام ان اشخاص پر جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں تقریر کرنے یا بصورت دیگر اس کارروائی میں حصہ لینے کا حق رکھتے ہوں اس طرح اطلاق پذیر ہوں گے جس طرح وہ ارکان پر اطلاق پذیر ہوتے ہیں۔

5- اس آرٹیکل میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) سے کوئی ایوان یا مشترکہ اجلاس یا اس کی کوئی کمیٹی مراد ہے۔

وضاحت:

امور مملکت میں عوام کی شرکت اور مشاورت اسلامی معاشرے کا حصہ رہے ہیں۔ اس طرح مجلس شوریٰ کے ارکان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے ملک کے خارجہ تعلقات سے لے کر معاشی' معاشرتی' قانونی' اقتصادی اور انتظامی معاملات تک ہر موضوع پر سیر حاصل بحث ہوتی ہے اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان اس صورت میں مسائل پر آزادانہ بحث کر سکتے ہیں جبکہ انہیں استحقاقات حاصل ہوں۔ یہ دفعہ اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قواعد و ضوابط کے مطابق کسی بھی مسئلہ پر آزادانہ تقریر کر سکتے ہیں۔ ارکان مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) عدالت میں حاضری اور امتناعی نظر بندی یا گرفتاری سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔ ایسے افراد جو پارلیمنٹ کے رکن تو نہیں ہیں لیکن انہیں ایوان سے خطاب کرنے کا حق دیا گیا ہے ان افسران میں مختلف محکموں کے افسران شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) سے مراد اس کا کوئی رکن مثلاً قومی اسمبلی یا سینٹ یا مشترکہ اجلاس یا اس کی کوئی کمیٹی ہے۔

عام طریقہ کار
Procedure Generally

آرٹیکل 67- قواعد و ضوابط امور وغیرہ (Rules of Procedure etc.):

1- دستور کے مطابق کوئی ایوان اپنے ضوابط امور اور اپنی کارروائی[3] کے انصرام کو منضبط کرنے کے لیے قواعد بنا سکے گا اور اسے اس امر کے باوجود کام کرنے کا اختیار ہو گا کہ اس کی رکنیت میں کوئی جگہ خالی ہو اور ایوان کی کوئی کارروائی اس بناء پر ناجائز نہیں ہو گی کہ کچھ اشخاص جو ایسا کرنے کا حق نہیں رکھتے تھے۔ کارروائی کے دوران بیٹھے ووٹ دینے یا کسی اور صورت میں حصہ لیتے رہے۔

2- شق (1) کے تحت قواعد و ضوابط بننے تک کسی ایوان میں ضابطہ کار اور کارروائی کے انصرام کو صدر کے بنائے ہوئے قواعد ضابطہ کار کے تحت منضبط کیا جائے گا۔

وضاحت:

قواعد کو بناتے وقت دستور کو بھی سامنے رکھا جائے گا۔ جب تک کسی ایوان کے قواعد و ضوابط مرتب نہ کیے جا سکیں اس وقت تک ایوان کی کارروائی صدر پاکستان کے وضع کردہ قواعد و ضوابط کے تحت چلائی جا سکے گی۔

آرٹیکل 68- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں بحث پر پابندی:

Restriction on discussion in Majlis-e-Shoora (Parliament):

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کے اپنے فرائض کی انجام دہی میں رویے کے بارے میں کوئی بحث نہیں ہو گی۔

وضاحت:

پارلیمنٹ کے ایوان کو اس بات کا حق نہیں ہو گا کہ وہ عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ کے

3- قواعد و ضوابط امور بابت سینٹ ملاحظہ کیجئے۔ گزٹ آف پاکستان ایکسٹرا اورڈی نیری (خصوصی) حصہ دوئم صفحات 1543 تا 1620 اور قواعد و ضوابط امور بابت قومی اسمبلی ملاحظہ کیجئے۔ گزٹ آف پاکستان 1973ء ایکسٹرا اورڈی نیری حصہ دوئم صفحات 897 تا 1957

کسی جج کے کردار اور رویے کے بارے میں بحث کریں کیونکہ اس طرح سے عدالتوں کا وقار مجروح ہوتا ہے۔

آرٹیکل 69- عدالتیں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی کارروائی کی تحقیقات نہیں کریں گی:

Courts not to inquire in to proceedings of Majlis-e-shoora (Parliament):

-1 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں کسی بھی کارروائی کے جواز پر ضابطہ کار کی کسی بھی بے قاعدگی کی بناء پر اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

-2 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا کوئی افسر یا رکن جسے دستور کی رو سے یا اس کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں ضابطہ کار یا انصرام کارروائی کو منضبط کرنے یا نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے اختیارات دیئے گئے ہوں ان اختیارات کے استعمال کی نسبت کسی عدالت کے اختیار سماعت کے تابع نہیں ہوگا۔

(3) اس آرٹیکل میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا وہی مفہوم ہوگا جو آرٹیکل 66 میں ہے۔

قانون سازی کا طریق کار

Legislative Procedure

آرٹیکل 70- [4]بل پیش کرنا اور منظور کرنا:

(Introduction and passing of Bills):

-1 وفاقی قانون سازی کی فہرست یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں کسی امر کے بارے میں کسی بل کی ابتداء کسی بھی ایوان میں ہو سکے گی اور اگر اسے وہ ایوان منظور کر لے جس میں اس کی ابتداء ہوئی تھی تو اسے دوسرے ایوان میں بھیج دیا جائے گا اور اگر دوسرا ایوان بھی اسے ترمیم کے بغیر منظور کر لے تو اسے منظوری کے لیے صدر کو پیش کر دیا جائے گا۔

-2 اگر شق (1) کے تحت کسی ایوان کو بھیجا ہوا کوئی بل مسترد ہو جائے یا اس کی وصولی کے 90 دن کے اندر منظور نہ ہو یا ترمیم کے ساتھ منظور ہو[5] تو اس بل پر اس ایوان کی درخواست پر جس میں وہ پہلے پیش کیا گیا تھا۔ مشترکہ اجلاس میں غور کیا جائے گا۔

4- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے موجودہ صورت حاصل کر گیا۔

5- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

3- [6]اگر شق (2) کے تحت کوئی درخواست کی جائے تو صدر مشترکہ اجلاس طلب کرے گا اور اگر وہ بل مشترکہ اجلاس میں ترمیم کے ساتھ یا اس کے بغیر دونوں ایوانوں کے کل ارکان کی اکثریت کے ووٹوں سے منظور ہو جائے تو اسے برائے منظوری صدر کو پیش کر دیا جائے گا۔

4- اس آرٹیکل اور دستور کے مابعد احکام میں ''وفاقی قانون سازی کی فہرست'' اور ''مشترکہ قانون سازی کی فہرست'' سے جدول چہارم میں بالترتیب وفاقی قانون سازی کی فہرست اور مشترکہ قانون کی فہرست مراد ہے۔

وضاحت:

وفاقی قانون سازی کی فہرست کے دو حصے ہیں اور مشترکہ قانون سازی کی فہرست دفعہ 73 (1) میں کہا گیا ہے کہ وفاقی قانون سازی کی فہرست کے حصہ اول میں کسی معاملہ سے متعلق بل کا آغاز قومی اسمبلی سے ہو گا اور اسمبلی کی منظوری کے بعد سینٹ میں بھیجے بغیر منظوری کے لیے صدر کو پیش کر دیا جائے گا۔ لیکن 1985ء کی ترمیم کے مطابق وفاقی قانون سازی کی فہرست یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں کسی مسئلے کے بارے میں کسی بل کی ابتداء کسی بھی ایوان میں ہو سکے گی اور جس ایوان کی ابتداء میں بھیجا گیا۔ اگر وہ اسے منظور کر لے تو پھر دوسرے ایوان میں بھیجا جائے گا۔ اگر وہاں بھی بل بغیر کسی ترمیم کے منظور کر لیا جائے تو حتمی اور قطعی منظوری کے لیے صدر مملکت کو بھیج دیا جائے گا۔

مشترکہ اجلاس صرف صدر مملکت کے حکم سے ہی طلب کیا جا سکتا ہے۔ صدر کے اجلاس بلوانے پر دونوں ایوانوں کے کل ارکان کی اکثریت اگر اسے منظور کر لے تو پھر صدر مملکت کی منظوری کے لیے بھیج دیا جائے گا۔

1- آرٹیکل 71- [7] کمیٹی برائے غور (Meditation Committee):

1- دونوں ایوان ہائے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور سینٹ میں جس دن بل پیش ہو دونوں ایوان ہائے (اسی دن سے 15 دن کے اندر اندر ہر ایوان سے آٹھ آٹھ افراد پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دیں گے۔ یہ عمل آرٹیکل 70 کی شق (2) کے مطابق عمل میں آئے گا۔ ان کمیٹیوں کو کمیٹی برائے غور کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

6- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے تبدیل ہوا۔
7- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کے ذریعے متعارف ہوا۔

2- جس ایوان میں بل زیر بحث ہو اس میں کمیٹی کے کسی ممبر کو چیرمین نامزد کر دیا جائے گا اور دوسرے ایوان کے کمیٹی ممبران میں سے کسی ممبر (رکن) کو وائس چیرمین کمیٹی برائے غور نامزد کر دیا جائے گا۔

3- تمام تر فیصلے کمیٹی برائے غور کے ارکان کی اکثریت رائے سے منظور کئے جائیں گے۔

4- صدر مملکت اسپیکر قومی اسمبلی' چیرمین سینٹ کے مشورے سے کمیٹی برائے غور کے امور کی سرانجام دہی کے لیے قواعد مرتب کریں گے۔

آرٹیکل 72- مشترکہ اجلاس میں طریق کار (Procedure at joint sittings):

1- صدر مملکت' قومی اسمبلی کے سپیکر اور چیرمین سے مشورے کے بعد دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس اور باہمی رابطوں کی نسبت ضابطہ کار کے قواعد بنا سکے گا۔[8]

2- مشترکہ اجلاس کی صدارت قومی اسمبلی کا سپیکر یا اس کی عدم موجودگی میں ایسا شخص کرے گا جس کو شق (1) کے تحت وضع شدہ قواعد کی رو سے متعین کیا جائے۔

3- شق (1) کے تحت وضع شدہ قواعد کو مشترکہ اجلاس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور مشترکہ اجلاس میں ان میں اضافہ کیا جا سکے گا۔ کمی بیشی کی جا سکے گی۔ ترمیم کی جا سکے گی یا انہیں تبدیل کیا جا سکے گا۔

4- دستور کے تابع کسی مشترکہ اجلاس میں تمام فیصلے حاضر اور رائے دینے والے ارکان کی اکثریت رائے سے کیے جائیں گے۔

آرٹیکل 73- مالی بلوں کی بابت طریق کار:[9]
(Procedure with repect to money bills):

1- آرٹیکل نمبر 70 میں موجود کسی امر کے باوجود کسی بھی مالی بل کو قومی اسمبلی میں برائے منظور پیش کیا جائے گا۔

شرط یہ ہے کہ تمام قسم کے مالیاتی بل بشمول مالی بل بشمول سالانہ تخمینہ (بجٹ) قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا اور اس کی ایک نقل سینٹ میں بھی ارسال کر دی جائے گی۔ جو اپنی سفارشات کے ساتھ سات دن کے اندر اندر قومی اسمبلی کو بھیج دے گا۔

1-(الف) قومی اسمبلی سینٹ کی سفارشات پر غور کرے گی اور جب اسمبلی بل کو پاس کر دے

8- مشترکہ اجلاس کے قواعد 1973ء برائے پارلیمنٹ ملاحظہ فرمائیں۔ گزٹ آف پاکستان 1973ء (غیر معمولی) حصہ دوئم صفحات 1657 تا 1672

9- شق (1) بروئے لیگل فریم ورک آرڈر 2002ء مورخہ 21-8-2002 تبدیل ہوئی۔

اگرچہ سفارشات کو شامل کر کے یا بغیر سفارشات کے بل مذکورہ برائے منظوری صدر مملکت کو پیش کیا جائے گا۔

-2 اس باب کی اغراض و مقاصد کے لیے کسی بل یا ترمیم کو مالی بل تصور کیا جائے گا۔ اگر اس میں حسب ذیل امور میں سے تمام یا کسی کے متعلق احکام شامل ہوں۔ یعنی

(الف) کسی محصول کا عائد کرنا' منسوخ کرنا' اس میں تخفیف کرنا' ردوبدل کرنا یا اسے منضبط کرنا۔

(ب) وفاقی حکومت کی جانب سے رقم کا قرض لینا یا کوئی ضمانت دینا یا اس حکومت کی مالی ذمہ داریوں کی بابت قانون میں ترمیم۔

(ج) وفاقی مجموعی فنڈ کی تحویل مذکورہ فنڈ میں رقوم کی ادائیگی یا اس میں سے رقوم کا اجراء۔

(د) وفاقی مجموعی فنڈ پر کوئی وجوب عائد کرنا یا کسی مذکورہ وجوب کو منسوخ کرنا یا اس میں کوئی ردو بدل کرنا۔

(ہ) وفاق کے حسابات عامہ کی بابت رقوم کی وصولی' مذکورہ رقوم کی تحویل یا ان کا اجراء۔

(و) وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کے حسابات کی جانچ پڑتال اور

(ز) ماقبل پیروں میں مصرحہ امور میں سے کسی سے متعلق کوئی ضمنی امر

-3 کوئی بل محض اس وجہ سے مالی بل تصور نہیں ہو گا کہ اس میں حسب ذیل امور کے بارے میں احکام وضع کیے گئے ہوں۔

(الف) کوئی جرمانہ یا دیگر مالی تعزیر کے عائد کرنے یا اس میں ردو بدل کرنے سے متعلق یا کسی لائسنس فیس یا کسی انجام دہی کی گئی خدمت کی فیس معاوضہ یا خرچ کے مطالبے یا ادائیگی سے متعلق یا

(ب) مقامی اغراض کے لیے کسی مقامی ہیئت مجاز یا ادارے کی جانب سے کوئی محصول عائد کرنے' منسوخ کرنے' اس میں تخفیف کرنے ردو بدل کرنے یا اسے منضبط کرنے سے متعلق۔

-4 اگر یہ سوال پیدا ہو کہ آیا کہ کوئی بل مالی ہے یا نہیں تو اس پر قومی اسمبلی کے سپیکر کا فیصلہ قطعی ہو گا۔

-5 صدر کو منظوری کے لیے پیش کیے جانے والے ہر مالی بل پر قومی اسمبلی کے سپیکر کی

دستخطی ایک سند ہو گی کہ یہ مالی بل ہے اور مذکورہ سند تمام اغراض کے لیے قطعی اور حتمی ہو گی اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

آرٹیکل 74- مالی اقدامات کے لیے وفاقی حکومت کی منظوری ضروری ہو گی:

(Federal Government's consent required for financial measures):

کوئی مالی بل یا کوئی بل یا ترمیم جسے اگر قانونی شکل دی جائے اور اس پر عمل درآمد کیا جائے تو وفاقی مجموعی فنڈ میں سے رقم خرچ کرنی پڑے یا وفاق کے حسابات عامہ میں سے رقم نکلوانی پڑے یا پاکستان کے زر سکہ یا کرنسی (currency) یا بنک دولت پاکستان کی تشکیل یا کارہائے منصبی پر اثر انداز ہو بجز وفاقی حکومت کی طرف سے یا اس کی مرضی سے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں پیش نہیں کی جائے گی اور اس کی تحریک کی جائے گی۔

وضاحت:

اس کے مطابق کوئی بھی ایسا بل، ایسا مالی بل یا ایسا بل جس کی منظوری سے وفاقی مجموعی فنڈ میں سے اخراجات کا مسئلہ پیدا ہو گا اور عوامی حسابات سے رقم درکار ہو گی یا جس کا سکہ سازی اور کرنسی (currency) پر اثر پڑے گا یا اسٹیٹ بنک سے متعلق ہو گا۔ پہلے وفاق حکومت کے پاس بھیجے گا اور حکومت کی مرضی اور منظوری سے ہی ایوان میں پیش کیا جا سکے گا۔

پارلیمنٹ کا اختیار اخراجات کو منظور کرنے یا کم کرنے یا نامنظور کرنے تک محدود ہے۔ جب کہ انتظامیہ اس بات کی پابند ہے کہ وہ اخراجات کو وسائل تک محدود رکھے۔ اس لیے یہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اخراجات کے لیے وسائل مہیا کرے لیکن جائز طریقے سے نوٹ چھاپ کر یا پبلک اکاؤنٹس کے پیسے سے اخراجات کو پورا کرنا ناجائز طریقہ ہے۔ اس لیے انتظامیہ اخراجات کو پوری ہوش مندی سے خرچ کرتی ہے اور وسائل کو ضائع ہونے نہیں دیتی یہ مالیاتی نظم و ضبط کی کنجی ہے۔

آرٹیکل 75- [10]بلوں کے لیے صدر کی منظوری (President's Assent to Bills):

1-(الف) جب کوئی بل منظوری کے لیے صدر کو پیش کیا جائے تو صدر [1] تیس دن کے اندر بل کی منظوری دے گا یا

10- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رو سے آرٹیکل 75 کی موجودہ تشکیل ہوئی۔

1- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 لفظ پینتالیس تبدیل ہوا۔

(ب) کسی ایسے بل کی صورت میں جو مالی بل نہ ہو بل کو اس پیغام کے ساتھ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں واپس بھیج دے گا کہ بل پر یا اس کے کسی مصرحہ حکم پر دوبارہ غور کیا جائے گا اور پیغام میں مصرحہ کسی ترمیم پر غور کیا جائے گا۔

2- [2]جب صدر نے کوئی بل مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو واپس بھیج دیا ہو تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)[3] اس پر غور کرے گی اور اگر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) دوبارہ کسی ترمیم سے یا بغیر ترمیم کے[4] (بمطابق آرٹیکل 70) کے پاس (منظور) کر لیتی ہے تو یہ تصور کیا جائے گا کہ یہ آئین کی اغراض کے لیے دو ایوانوں کے لیے منظور کیا گیا ہے اور پھر اسے صدر کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اور صدر اس کی منظوری نہیں روکے گا۔

3- جب صدر کسی بل کی منظوری دے دے تو وہ قانون بن جائے گا اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا ایکٹ کہلائے گا۔

4- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا کوئی ایکٹ اور کسی ایکٹ کا کوئی حکم، محض اس وجہ سے باطل نہیں ہو گا کہ دستور کے تحت مطلوبہ کوئی سفارش، ماقبل منظوری یا رضامندی نہیں دی گئی تھی۔ اگر مذکورہ ایکٹ کی دستور کے مطابق منظوری دی گئی ہو۔

وضاحت:

اگر صدر کو بھیجا گیا بل مالیاتی نہ ہو اور صدر یہ سمجھیں کہ اس میں ردو بدل ضروری ہے تو اسے مشترکہ اجلاس میں بل پر غور کرنے کے لیے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو کسی پیغام کے ساتھ واپس بھیجیں گے تو پھر اس بل پر مشترکہ اجلاس میں غور کیا جائے گا۔ مشترکہ اجلاس میں جب کوئی بل اکثریتی ووٹوں سے کسی ترمیم یا بغیر ترمیم کے منظور ہو جائے تو پھر صدر اس کی منظوری نہیں روک سکتے۔ اگر صدر کے پاس کوئی بل بغرض منظوری بھیجا جائے تو وہ تیس روز کے اندر کوئی کارروائی نہ کریں اور تیس دن کی مدت بھی گزر جائے اور صدر نہ تو اس کی منظوری دے اور نہ ہی اسے واپس پیغام کے ساتھ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو بھیجے تو وہ بل منظور شدہ تصور ہو گا۔

مشترکہ اجلاس میں منظور کردہ بل کی صدر سے منظور ہونے پر یہ بل قانونی شکل اختیار کرے گا جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) ایکٹ کہلائے گا۔ (پارلیمنٹ) مجلس شوریٰ کا کوئی ایکٹ جو

2- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے شق (2) موجودہ صورت اختیار کر گئی۔

3- الفاظ مشترکہ اجلاس حذف کر دیا گیا بمطابق لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002

4- لیگل فریم ورک آرڈر کی رُو سے تبدیل ہوا۔

دستور کے مطابق کیا گیا ہو تو وہ محض اس بناء پر کالعدم قرار نہیں دیا جا سکے گا کہ دستور کے تحت مطلوبہ کوئی سفارش یا قبل منظوری یا رضامندی نہیں دی گئی تھی۔

آرٹیکل 76- بل اسمبلی کی برخاستگی وغیرہ کی بناء پر ساقط نہیں ہو گا:
(Bill not to lapse on prorogation etc.):

1- کسی بھی ایوان میں زیرِ غور کوئی بل اس ایوان کی برخاستگی کی بناء پر ساقط نہیں ہو گا۔

2- سینٹ میں زیرِ غور کوئی بل جسے قومی اسمبلی نے منظور نہ کیا ہو قومی اسمبلی ٹوٹنے پر ساقط نہیں ہو گا۔

3- قومی اسمبلی میں زیرِ غور کچھ بل یا کوئی بل جو قومی اسمبلی سے منظور ہو جانے پر سینٹ میں زیرِ غور ہو قومی اسمبلی ٹوٹنے پر ساقط ہو جائے گا۔

وضاحت:

اگر کوئی بل ایوان میں زیرِ غور تھا اور ایوان برخاست ہو گیا ہو تو بل ساقط نہیں ہو گا۔
اگر قومی اسمبلی ٹوٹ جائے اور کوئی بل سینٹ میں زیرِ غور ہو اور قومی اسمبلی نے اس کی منظوری بھی نہ دی ہو تو بل مذکورہ اس بناء پر ساقط نہیں ہو گا کہ قومی اسمبلی ٹوٹ گئی ہے۔
اور اگر قومی اسمبلی کسی بل کی منظوری دے چکی ہے اور وہ سینٹ کی منظوری کے لیے زیرِ غور ہو اور اس دوران میں قومی اسمبلی ٹوٹ جائے تو متذکرہ بل ساقط تصور ہو گا۔

آرٹیکل 77- محصول صرف قانون کے تحت لگایا جائے گا:
(Tax to be levied by law only):

بجز مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے کسی ایکٹ کے ذریعہ یا اس کے اختیار کے تحت وفاق کی اغراض کے لیے کوئی محصول نہیں لگایا جائے گا۔

وضاحت:

اس سے مراد یہ ہے کہ وفاقی حکومت کے کسی مقصد کے حصول کے لیے وفاق کے نام پر کوئی محصول عائد نہیں کیا جا سکے گا۔ ماسوائے اس محصول کے جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں بحث و تمحیص کے بعد منظور کیا گیا ہو۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ ٹیکس لگانے سے پہلے عوامی نمائندوں کو اعتماد میں لینا بہت ضروری ہے۔

مالیاتی طریقہ کار

Financial Procedure

آرٹیکل 78- وفاقی مجموعی فنڈ اور سرکاری حساب:

(Federal Consolidated Fund and Public Account):

-1 وفاقی حکومت کے وصول شدہ تمام محاصل اس حکومت کے جاری کردہ جملہ قرضہ جات اور کسی قرض کی واپسی کے سلسلہ میں اس سے وصول ہونے والی تمام رقوم ایک مجموعی فنڈ کا حصہ بنیں گی جس کا نام وفاقی مجموعی فنڈ ہو گا۔

-2 دیگر تمام رقوم:

(الف) جو وفاقی حکومت کو یا اس کی طرف سے وصول ہوں یا

(ب) جو عدالت عظمیٰ یا وفاق کے اختیار کے تحت قائم شدہ کسی دوسری عدالت کو وصول ہوں یا ان کے پاس جمع کرائی جائیں۔

وفاق کے سرکاری حساب میں جمع کی جائیں گی۔

وضاحت:

اس کے مطابق وفاقی مجموعی فنڈ میں وہ تمام رقوم شامل ہوں گی جو وفاقی حکومت محصولات کے ذریعہ قرضہ جات کی واپسی کے سلسلہ میں وصول کرے گی اور جاری کردہ جملہ قرضہ جات کا حساب رکھے گی۔

وہ تمام رقوم بھی وفاقی مجموعہ فنڈ کا حصہ ہوں گی جو وفاقی حکومت کو یا اس کی طرف سے وصول ہوں گی یا عدالت عظمیٰ یا وفاق کے اختیار کے تحت قائم شدہ کوئی دوسری عدالت وصول کرے گی یا ان کے پاس جمع ہوں گی اور یہ تمام رقوم سرکاری حسابات میں جمع کرائی جائیں گی اور پارلیمنٹ کے ضابطہ کے تحت ایسا ممکن ہو سکے گا۔ گویا اس دفعہ کے تحت وسائل کو دو حصوں میں تقسیم کر کے محاصل اور قرض کی وضاحت کی گئی ہے۔ محاصل سے مراد وہ آمدن ہے جو حکومت ٹیکس کی مد میں وصول کرتی ہے۔ پھر وہ آمدنی جس کو واپس کرنا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہوتی جیسے جرمانہ کالا دھن اور جائیداد کی ضبطی وغیرہ۔

باقاعدہ قرض سے مراد وہ قرض ہے جو ایک مقررہ مدت کے بعد واجب الادا ہوتا ہے

اور وہ کسی پراجیکٹ، پروگرام یا اثاثوں کے بنانے کے لیے ہو۔

آرٹیکل 79- وفاقی مجموعی فنڈ اور سرکاری حساب کی تحویل وغیرہ :

(Custody, etc. of Federal Consolidated Fund and Public Account):

وفاقی مجموعی فنڈ کی تحویل، اس فنڈ میں رقوم کی ادائیگی اس سے رقوم کی بازخواست، وفاقی حکومت کو اس کی طرف سے وصول شدہ دیگر رقوم کی تحویل، وفاق کے سرکاری حساب میں ان کی ادائیگی اور اس میں سے بازخواست اور مذکورہ بالا امور سے متعلقہ یا ضمنی جملہ امور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ یا اس بارے میں اس طرح احکام مرتب ہونے تک صدر کے وضع کردہ کوائف کے مطابق منضبط ہوں گے۔

وضاحت:

یعنی وفاقی مجموعی فنڈ اور سرکاری حسابات کی تحویل، اخراجات کی ادائیگی کے طریق کار اور دیگر متعلقہ امور کے سلسلہ میں صرف مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو ہی قواعد و ضوابط بنانے کا اختیار حاصل ہے اور وفاقی مجموعہ فنڈ میں وصولی رقومات کی ادائیگی اور اخراجات صرف ضابطے کے تحت ہی ہو سکتے ہیں۔

آرٹیکل 80- سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ (بجٹ):

(Annual Budget Statement):

1- وفاقی حکومت پر مالی سال کی بابت، وفاقی حکومت کی اس سال کی تخمینی آمدنی اور مصارف کا کیفیت نامہ قومی اسمبلی کے سامنے پیش کرے گی جس کا اس حصہ میں سالانہ کیفیت نامہ، میزانیہ کے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔

2- سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ (بجٹ) میں مندرجہ ذیل الگ الگ ظاہر کی جائیں گی۔

(الف) ایسی رقوم جو ان مصارف کو پورا کرنے کے لیے درکار ہوں جنہیں آئین میں وفاقی مجموعی فنڈ پر واجب الادا بیان کیا گیا ہے اور

(ب) ایسی رقوم جو ایسے دیگر مصارف کو پورا کرنے کے لیے درکار ہوں جن کی وفاقی مجموعی فنڈ سے ادائیگی کی تجویز کی گئی ہو۔

اور محاصل کے حساب میں سے ہونے والے مصارف اور دیگر مصارف میں تفریق رکھی جائے گی۔

وضاحت:

وفاقی حکومت پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ ہر مالی سال کی متوقع آمدنی اور اخراجات کا تخمینہ قومی اسمبلی میں رواں مالی سال کے اختتام سے پہلے منظوری کے لیے پیش کرے اور اسی مقصد کے لیے وزیر خزانہ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ آمدنی اور اخراجات کے تخمینہ کو بجٹ کا نام دیا گیا ہے۔

حکومت بجٹ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ٹیکس لگا سکتی ہے لیکن ٹیکس ایسا ہو کہ عوام بیزار نہ ہوں۔ ایسی صورت میں ٹیکس ختم بھی کر سکتی ہے۔

آئین نہیں چاہتا کہ قوم بلا جواز مقروض ہو اور سود کے جال میں پھنس جائے۔

آرٹیکل 81- وفاقی مجموعی فنڈ پر واجب الادا مصارف:

(Expenditure, charged upon Federal Consolidated Fund):

مندرجہ ذیل مصارف، وفاقی مجموعی فنڈ پر واجب الادا مصارف ہوں گے۔

(الف) صدر کو واجب الادا مشاہرہ اور اس کے عہدے سے متعلق دیگر مصارف اور مشاہرہ جو مندرجہ ذیل کو واجب الادا ہوگا۔

-1 عدالت عظمیٰ کے جج

-2 چیف الیکشن کمشنر

-3 چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین

-4 قومی اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر

-5 محاسب اعلیٰ

(ب) عدالت عظمیٰ، محاسب اعلیٰ کے محکمے اور چیف الیکشن کمشنر اور انتخابی کمیشن کے دفتر سینٹ اور قومی اسمبلی کے دفاتر کے انتظامی مصارف بشمول افسران اور ملازمین کو واجب الادا مشاہرے کے۔

(ج) جملہ واجبات قرضہ جن کی ادائیگی وفاقی حکومت کے ذمہ ہو بشمول سود، مصارف، ذخیرہ ادائی، سرمائے کی باز ادائیگی یا بیباقی اور قرضوں کے حصول کے اور وفاقی مجموعی فنڈ کی ضمانت پر قرض کے معاوضے اور نجات و خلاصی کے سلسلہ میں کئے جانے والے دیگر مصارف۔

(د) رقوم جو پاکستان کے خلاف کسی عدالت یا ٹربیونل کے کسی فیصلے' ڈگری یا فیصلہ ثالثی کی تعمیل کے لیے درکار ہوں اور

(ہ) ایسی دیگر رقوم جن کو دستور یا مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ مذکورہ طور پر واجب الادا قرار دیا گیا ہو۔

وضاحت:

اس کا تعلق مالیاتی امور کے قواعد و ضوابط سے ہے اور اس کے تحت وفاقی مجموعی فنڈ سے ہونے والے ان اخراجات کی تفصیل دی گئی ہے جو وفاقی حکومت کے انتہائی اعلیٰ عہدوں پر فائز اشخاص کے لیے مختص ہوں۔ ان میں صدر مملکت' عدالت عظمیٰ کے جج' چیف الیکشن کمشنر' چیرمین اور ڈپٹی چیرمین' قومی اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر اور محاسب اعلیٰ شامل ہیں۔

ان اعلیٰ عہدوں پر فائز حضرات کے محکموں کے مصارف بھی اسی فنڈ سے ادا کئے جاتے ہیں۔

وفاقی حکومت جو بیرونی ممالک سے قرضے حاصل کرتی ہے ان کی ادائیگی اور ان پر ادا کیا جانے والا سود بھی اسی فنڈ کا حصہ ہے۔ علاوہ ازیں سرمایہ کی باز ادائیگی یا بیباقی اور قرضوں کے حصول اور وفاقی مجموعی فنڈ کی ضمانت پر قرض کے معاوضہ اور نجات و خلاصی کے سلسلے میں کئے جانے والے دیگر مصارف بھی مجموعی فنڈ سے پورے کیے جائیں گے۔

وہ تمام رقوم بھی وفاقی فنڈ سے خرچ کی جائیں گی جنہیں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) نے ایکٹ کے ذریعہ واجب الادا قرار دیا ہو۔

آرٹیکل 82- سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ (بجٹ) کی بابت طریقہ کار:

(Procedure relating to annual Budget statement):

-1 سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ (بجٹ) کی بابت طریقہ کار کے اس حصہ پر وفاقی مجموعی فنڈ سے واجب الادا مصارف سے تعلق رکھتا ہو قومی اسمبلی میں بحث ہو سکے گی۔ لیکن اسے قومی اسمبلی کی رائے شماری کے لیے پیش نہیں کیا جائے گا۔

-2 سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ (بجٹ) کا وہ حصہ جو دیگر مصارف سے تعلق رکھتا ہو مطالبات زر کی شکل میں قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا اور اسمبلی کو کسی مطالبے کو منظور کرنے یا منظور کرنے سے انکار کرنے یا کسی مطالبے کو اس میں مصرحہ رقم کی تخفیف کے تابع منظور کرنے کا اختیار ہو گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ یومِ آغاز سے دس (10) سال کی مدت کے لئے جو قومی اسمبلی کے دوسرے عام انتخابات کے انعقاد تک جو بھی بعد میں واقع ہو کسی مطالبے کا اسمیں مصرحہ رقم میں کسی تخفیف کے بغیر منظور کیا جانا مقصود ہو گا۔ تاوقتیکہ اسمبلی کی کُل رُکنیت کی اکثریت کے ووٹوں کے ذریعہ اِسے مسترد نہ کر دیا جائے یا اُسے اس میں مصرحہ رقم میں کسی تخفیف کے تابع منظور نہ کیا جائے۔

-3 وفاقی حکومت کی سفارش کے بغیر کوئی مطالبہ زر پیش نہیں کیا جائے گا۔

وضاحت:

بجٹ میں وفاقی مجموعی فنڈ سے مصارف کی جو تفصیل بیان کی گئی ہو اس پر قومی اسمبلی بحث کر سکتی ہے لیکن اس پر ووٹنگ نہیں کی جا سکتی۔ عموماً اس حصہ کو اسی طرح منظور کر لیا جاتا ہے۔

تاہم قومی اسمبلی کے ارکان کی آراء کی روشنی میں ردو بدل کا اختیار ہے۔ یہ شرط کہ یوم آغاز سے دس سال تک کی مدت ےَ لیے یا قومی اسمبلی کے دور عام انتخاب کے انعقاد تک جو بھی بعد میں واقع ہو کسی مطالبہ کا اس میں مصرحہ رقم میں تخفیف کے بغیر منظور کیا جانا ہے تصور ہو گا تاوقتیکہ تخفیف نہ کی جائے۔

وفاقی حکومت جب تک قومی اسمبلی میں مطالبات زیرِ پیش کرنے کی سفارش نہ کرے اس وقت تک انہیں قومی اسمبلی میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

آرٹیکل 83- منظور شدہ مصارف کی جدول کی توثیق :

(Authentication of schedule of authorised expenditure):

-1 وزیر اعظم اپنے دستخطوں سے ایک جدول کی توثیق کرے گا جس میں حسب ذیل کی تصریح ہو گی۔

(الف) ان رقوم کی جو قومی اسمبلی نے آرٹیکل 82 کے تحت منظور کی ہوں یا جس کا منظور کیا جانا مقصود ہو۔

(ب) ان مختلف رقوم کی جو وفاقی مجموعی فنڈ سے واجب الادا مصارف کو پورا کرنے کے لیے مطلوب ہوں لیکن کسی رقم کی صورت میں اس رقم سے متجاوز نہ ہو گی جو قومی اسمبلی میں اس سے قبل پیش کردہ کیفیت نامہ میں دکھائی گئی ہو۔

-2 یہ ایں طور پر توثیق شدہ جدول کو قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ لیکن اس پر بحث یا رائے شماری نہ ہو گی۔

-3 دستور کے تابع وفاقی مجموعی فنڈ سے کوئی مصارف باضابطہ شدہ تصور نہیں ہو گا تاوقتیکہ یہ ایں طور پر توثیق شدہ جدول میں اس کی صراحت نہ کر دی گئی ہو اور مذکورہ جدول کو شق (2) کی رو سے مطلوبہ طور پر قومی اسمبلی کے سامنے پیش نہ کر دیا گیا ہو۔

وضاحت:

وزیر اعظم اپنے دستخطوں کے ساتھ ایک جدول کی توثیق کر سکتا ہے۔ ان میں ایسی رقوم شامل ہوتی ہیں۔ جن کے بارے میں پختہ یقین ہو کہ قومی اسمبلی انہیں جلد منظور کرے گی۔

وفاقی مجموعی فنڈ سے واجب الادا مصارف کو پورا کرنے کے لیے مطلوبہ رقوم (یہ رقوم میزانیہ میں ظاہر کردہ رقوم سے زیادہ نہ ہوں) شامل ہیں۔

جدول کا قومی اسمبلی میں پیش کیا جانا ضروری ہوتا ہے لیکن اس پر بحث اور رائے شمار کی ضرورت نہیں ہوتی۔

آرٹیکل 84- ضمنی اور زائد رقوم (Supplementary and excess grants):

اگر کسی مالی سال کی بابت یہ علم ہو کہ:

(الف) کہ مجوزہ رقم جو رواں مالی سال کے دوران کسی خدمت پر صرف کی جانی تھی، کافی نہیں ہے یا کسی ایسی نئی خدمت پر خرچ کی ضرورت پیدا ہو گئی ہے جو اس سال کے سالانہ میزانیہ کیفیت نامہ میزانیہ (بجٹ) میں شامل نہیں ہے یا

(ب) کسی مالی سال کے دوران کسی خدمت پر اس رقم سے زائد صرف کر دی گئی ہے جو اس سال کے واسطے اس خدمت کے لیے منظور کی گئی تھی۔

تو وفاقی حکومت کو اختیار ہو گا کہ وفاقی مجموعی فنڈ سے خرچ کی منظوری دے دے۔ خواہ خرچ دستور کی رو سے مذکورہ فنڈ سے واجب الادا ہو یا نہ ہو اور قومی اسمبلی کے سامنے ایک ضمنی کیفیت نامہ میزانیہ یا جیسی بھی صورت ہو زائد کیفیت نامہ میزانیہ پیش کرے جس میں مذکورہ خرچ کی رقم درج ہو اور ان کیفیت ناموں پر آرٹیکل 80 تا 83 کے احکام کا اطلاق اسی طرح ہو گا جیسا کہ ان کا اطلاق سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ پر ہوتا ہے۔

وضاحت:

مختلف مدوں میں بجٹ میں رقوم اندازے کے مطابق رکھی جاتی ہیں۔ اس لیے ان میں کمی بیشی ہوسکتی ہے لیکن اگر کسی خدمت یا خاص مقصد کے لیے مختص کی گئی رقم ضروریات پوری نہ کر پائے تو حکومت مجموعی فنڈ سے مزید رقم حاصل کرنے کی مجاز ہے۔ اس میں آفات سماوی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کو پورا کرنے کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ تاہم مختص رقوم سے زائد رقوم کو اگلے مالی سال کے بجٹ سے پہلے قومی اسمبلی سے منظور کرنا ضروری ہے اور ضمنی بجٹ پر ان ہی احکام کا اطلاق ہوگا جو سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ پر لاگو ہوتے ہیں۔ اس پر اسمبلی میں اسی طرح بحث ہوگی جس طرح سالانہ بجٹ پر ہوتی ہے۔

آرٹیکل 85- حساب پر رائے شماری (Votes on Accounts):

مذکورہ بالا احکام میں مالی امور سے متعلق شامل کسی امر کے باوجود قومی اسمبلی کو اختیار ہوگا کہ وہ تخمینی خرچ کی بابت کسی رقم کی منظوری کے لیے آرٹیکل 82 میں مقررہ رائے شماری کے طریق کار کی تکمیل اور خرچ کی بابت آرٹیکل 83 کے احکام کے مطابق منظور شدہ خرچ کی جدول کی توثیق ہونے تک کسی مالی سال کے کسی حصہ کے لیے جو چار ماہ سے زائد نہ ہو مذکورہ منظوری پیشگی دے دے گی۔

وضاحت:

مالی امور میں بھی اصل اختیار ایوان نمائندگان کا ہی ہے۔ قومی اسمبلی دفعہ 82 میں مقررہ رائے شماری کے طریقہ کار کی تکمیل اور خرچ کی بابت دفعہ 83 کے احکام کے مطابق منظور شدہ خرچ کی جدول کی توثیق ہونے تک کسی مالی سال کے کسی حصے کے لیے ضمنی بجٹ کی منظوری دے سکتی ہے۔ آئین میں اس کے دورانیہ کی زیادہ سے زیادہ مدت چار ماہ مقرر ہے۔ بعض اوقات سالانہ بجٹ کی منظوری میں وقت لگ جاتا ہے اور اس دوران میں حکومت مالی مشکلات کا شکار ہوسکتی ہے۔

آرٹیکل 86- اسمبلی ٹوٹ جانے کی صورت میں خرچ کی منظوری دینے کا اختیار:
(Power to authorise expenditure when Assembly stands dissolved):

مذکورہ بالا احکام کے اندر مالی امور سے متعلق شامل کسی امر کے باوجود کسی وقت جبکہ

قومی اسمبلی ٹوٹی ہوئی ہو۔ تخمینی خرچ کی بابت رقوم کی منظوری کے لیے آرٹیکل 82 میں مقررہ رائے شماری کے طریقہ کار کی تکمیل اور خرچ کی بابت آرٹیکل 83 کے احکام کے مطابق منظور شدہ خرچ کی جدول کی توثیق ہونے تک وفاقی حکومت کسی مالی سال کے کسی حصہ کے لیے جو چار ماہ سے زائد نہ ہو وفاقی مجموعی فنڈ سے خرچ کی منظوری دے سکے گی۔

وضاحت:

قومی اسمبلی ٹوٹ جانے کی صورت میں تخمینی اخراجات کے سلسلہ میں رقوم کی منظوری دفعہ 82 میں مقررہ رائے شماری کے طریق کار کی تکمیل اور خرچ کی بابت دفعہ 83 کے احکام کے مطابق منظور شدہ خرچ کی جدول کی توثیق ہونے تک وفاقی حکومت اپنے مالی امور کی انجام دہی کے لیے وفاقی مجموعی فنڈ سے خرچ کی منظوری دے سکتی ہے لیکن یہ منظوری صرف 4 ماہ کے لیے ہو سکتی ہے۔

آرٹیکل 87- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے سیکرٹریٹ:
(Secretariate of Majlis-e-Shoora Parliament):

1- ہر ایوان کا سیکرٹریٹ اعلیحدہ ہو گا۔
مگر شرط یہ ہے کہ اس شق میں مذکور کوئی امر دونوں ایوانوں کے لیے مشترکہ آسامیاں پیدا کرنے میں مانع نہ سمجھا جائے گا۔

2- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) قانون کے ذریعہ کسی ایوان کے عملہ معتمدی میں بھرتی نیز مقرر کردہ اشخاص کی شرائط ملازمت کو منضبط کر سکے گی۔

3- تاوقتیکہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) شق (2) کے تحت قانون وضع نہ کرے۔ سپیکر یا جیسی بھی صورت حال ہو چیرمین صدر کی منظوری سے[5] قومی اسمبلی یا سینٹ کے عملہ معتمدی میں بھرتی اور مقرر کردہ اشخاص کی ملازمت کی شرائط کو منضبط کرنے کے لیے قواعد و ضوابط وضع کر سکے گا۔

وضاحت:

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) دو ایوانوں سینٹ (ایوان بالا) اور قومی اسمبلی (ایوان زیریں) پر مشتمل ہے۔ دونوں ایوانوں میں آئین میں الگ الگ سیکرٹریٹ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اسی

5- نیشنل اسمبلی سیکریٹریٹ آف ریکروٹمنٹ 1973 گزٹ آف پاکستان غیر معمولی حصہ II صفحات 2279 بقایا 2286 اور سیکریٹریٹ رولز آف ریکروٹمنٹ 1973 صفحات 2301 کا 2307 ملاحظہ کریں۔

شق کی رو سے دونوں ایوانوں میں بھرتی کی جا سکتی ہے۔

پارلیمنٹ میں قانون کے ذریعہ مقرر کردہ اشخاص کی شرائط ملازمت منضبط کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

دونوں ایوانوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ملازمین کی بھرتی کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً قواعد وضوابط وضع کرے۔ کسی ضابطہ میں ترمیم کرے' اضافہ کرے یا پھر ختم کر دے۔ اس لیے جب تک قواعد وضوابط وضع نہ کیے جائیں اس وقت تک قومی اسمبلی کے سپیکر اور چیرمین سینٹ قواعد اور شرائط کو وضع کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

آرٹیکل 88- مالیاتی کمیٹیاں :Finance Committees

1- منظور شدہ مد میں قومی اسمبلی اور سینٹ کے خرچ پر قومی اسمبلی یا جیسی بھی صورت ہو سینٹ اپنی مالیاتی کمیٹی کے ذریعہ مشورے پر عمل کرتے ہوئے کنٹرول کرے گا۔

2- مالیاتی کمیٹی' اسپیکر یا جیسی بھی صورت حال ہو چیرمین' وزیر مالیات اور ایسے دیگر ارکان پر مشتمل ہو گی جنہیں اس کے لیے قومی اسمبلی یا جیسی بھی صورت حال ہو سینٹ منتخب کرے۔

3- مالیاتی کمیٹی اپنے طریق کار کے انضباط کے لیے قواعد وضع کر سکے گی۔

آرٹیکل 89- حکم نامے (Ordinances):

1- صدر سوائے جبکہ قومی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو' اگر اس بارے میں مطمئن ہو کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بناء پر فوری کارروائی ضروری ہو گی تو وہ حالات کے تقاضے اور ضرورت کے مطابق آرڈیننس وضع اور نافذ کر سکے گا۔

2- اس آرٹیکل کے تحت نافذ کردہ کوئی آرڈیننس وہ ہی قوت رکھے گا جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کا ہوتا ہے اور ویسی ہی پابندیوں کے تابع ہو گا جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اختیار قانون سازی پر عائد ہوتی ہیں لیکن ایسے ہر آرڈیننس کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے گا:۔

(اول) قومی اسمبلی کے سامنے اگر اس میں آرٹیکل 73 کی شق (2) [6]میں مصرحہ معاملات میں سے سب یا کسی کے متعلق احکام شامل ہو اور وہ اپنے نفاذ سے چار ماہ کے اختتام پر یا اگر اسمبلی اس مدت کے اختتام سے قبل اس کی منظوری کی قرار داد پاس کر دے تو اس

6- دستور کی دوسری ترمیم حکم نامہ 1985 صدارتی فرمان نمبر 20 آف 1985 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

قرار داد کے منظور ہونے پر منسوخ قرار پائے گا اور

(دوئم) دونوں ایوانوں کے سامنے اگر[7] اس میں (ذیلی پیرا اول) ہیں۔ محولہ معاملات میں سے کسی کے متعلق احکام شامل نہ ہوں) اور وہ اپنے نفاذ سے چار ماہ کے اختتام پر یا اگر دونوں میں سے کوئی ایوان اس مدت کے اختتام سے قبل نامنظوری کی قرار داد پاس کر دے تو اس قرار داد کے پاس ہو جانے پر، منسوخ قرار پائے گا اور

(ب) صدر کی جانب سے کسی وقت بھی واپس لیا جا سکے گا۔

-3 شق (2) کے احکام کو متاثر کئے بغیر قومی اسمبلی کے روبرو پیش کئے جانے والے کسی آرڈیننس کو قومی اسمبلی میں پیش کردہ بل تصور کیا جائے گا۔

وفاقی حکومت

The Federal Government

آرٹیکل 90- وفاق کے عاملانہ اختیار کا استعمال:[8]

(Exercise of executive authority of the Federation):

-1 وفاق کے عاملانہ اختیار صدر کو حاصل ہو گا اور وہ اسے یا تو براہ راست خود یا اپنے ماتحت افسروں کے ذریعہ دستور کے بموجب استعمال کرے گا۔

-2 شق (1) میں شامل کسی امر سے:۔

(الف) کسی موجودہ قانون کی رو سے کسی صوبہ کی حکومت یا دیگر ہیئت مجاز کو تفویض کردہ کسی کارہائے (امور) منصبی کا صدر کو منتقل کرنا تصور نہیں ہو گا۔

(ب) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو صدر کے علاوہ ہیئت ہائے مجاز کو قانون کے ذریعہ کارہائے منصبی تفویض کرنے سے نہیں روکا جائے گا۔

آرٹیکل 91-[9] کابینہ (The Cabinet):

-1 صدر کو اس کے کارہائے (امور) منصبی کی انجام دہی میں مدد اور مشورہ دینے کے لیے وزراء کی الگ کابینہ ہو گی جس کا سربراہ وزیر اعظم ہو گا۔

-8 آرٹیکل 90 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ موجودہ صورت میں تبدیل ہو گیا۔

-9 آرٹیکل 91 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ موجودہ صورت میں تبدیل ہو گیا۔

2- صدر اپنی صوابدید کے مطابق قومی اسمبلی کے ارکان میں سے ایک وزیر اعظم مقرر کرے گا جو کہ قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کے ارکان کا اعتماد حاصل کرے گا اس کی رائے میں زیادہ سے زیادہ امکان ہو۔

2-الف (الف)[10] شق (2) میں شامل کسی امر کے باوجود (20-3-1990) بیس مارچ انیس سو نوے کے بعد صدر قومی اسمبلی کے ایسے رکن کو وزیر اعظم بننے کی دعوت دے گا جو قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد رکھتا ہو جس طرح کہ دستور کے احکام کے مطابق اس غرض سے طلب کردہ اسمبلی کے اجلاس سے معلوم ہوا ہو۔

3- ش(2)[1] کے تحت مقررہ کردہ (جیسی کہ صورت ہو شق (2) الف کے تحت مدعو شدہ) شخص، عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے صدر کے سامنے جدول سوئم میں دی گئی عبارت میں حلف اٹھائے گا اور اس سے 60 دن کی مدت کے اندر قومی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرے گا۔

4- کابینہ اور وزراء مملکت اجتماعی طور پر قومی اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہو گی۔

5- [2]وزیر اعظم صدر کی خوشنودی کے دوران عہدے پر فائز رہے گا لیکن صدر اس شق کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرے گا تاوقتیکہ اسے یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ وزیر اعظم کو قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد حاصل نہیں ہے جس صورت میں وہ قومی اسمبلی کو طلب کرے گا اور وزیر اعظم کو اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا حکم دے گا۔

6- وزیر اعظم صدر کے نام اپنے دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے سکے گا۔

7- کوئی بھی وزیر جو مسلسل چھ ماہ کی مدت تک قومی اسمبلی کا رکن نہ رہے مذکورہ مدت کے اختتام پر وزیر نہیں رہے گا اور مذکورہ اسمبلی کے توڑے جانے سے قبل اسے دوبارہ وزیر مقرر نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ وہ اسمبلی کا رکن منتخب نہ ہو جائے۔

10- شق 2 الف کا اضافہ دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے ہوا۔

1- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے اضافہ ہوا۔

2- کلاز 5 موجودہ شکل میں بذریعہ دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 ہوا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس شق میں شامل کسی امر کا ایسے وزیر پر اطلاق نہیں ہوگا جو سینٹ کا رکن ہو۔

8- اس آرٹیکل میں شامل کسی امر کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ وزیر اعظم یا کسی دوسرے وزیر یا وزیر مملکت کو کسی ایسی مدت کے دوران جبکہ قومی اسمبلی توڑی جاچکی ہو اپنے عہدے پر برقرار رہنے کا نااہل قرار دے دیا جائے اور نہ ہی اس کی رو سے کسی ایسی مدت کے دوران کسی شخص کو بطور وزیر اعظم یا دیگر وزیر یا بطور وزیر مملکت مقرر کرنے کی ممانعت ہوگی۔

وضاحت:

وفاقی حکومت کا نظم ونسق چلانے کے لیے وزیر اعظم اور وزراء کا تقرر کیا جاتا ہے۔ 1985ء کی ترمیم کی رو سے صدر کو اس کے کارہائے (امور) منصبی کی انجام دہی میں مدد اور مشورہ دینے کے لیے کابینہ کو ایک ادارے کی حیثیت حاصل ہے۔ مگر کابینہ کا سربراہ وزیر اعظم ہی کو بنایا گیا ہے۔

صدر کو کسی ایسے رکن اسمبلی کو جس کے قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کے ارکان کا اعتماد حاصل کرنے کا اس کی رائے میں زیادہ سے زیادہ امکان ہو اپنی صوابدید پر وزیر اعظم نامزد کرنے کا اختیار ہوگا۔

صدر جس رکن کو وزیر اعظم نامزد کریں گے وہ صدر کے روبرو آئین کے جدول سوئم میں دی گئی عبارت میں حلف اٹھائے گا۔

کابینہ کے تمام اراکین اور وزرائے مملکت مجموعی طور پر اپنی اپنی وزارتوں کی کارکردگی کے سلسلہ میں قومی اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ قومی اسمبلی کا کوئی بھی رکن ان سے ان کی متعلقہ وزارت کے بارے میں کوئی سوال پوچھ سکتا ہے اور متعلقہ وزیر جواب دینے کا پابند ہے۔

وزیر اعظم کسی بھی وجہ سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو وہ صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے سکتے ہیں۔

آرٹیکل 92- [3]وفاقی وزراء اور وزرائے مملکت:

(Federal Ministers and Minister of state):

1- آرٹیکل 91 کی شقات (7) اور (8) کے تابع صدر، وزیر اعظم کے مشورے پر مجلس

3- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے آرٹیکلز 94,93,92 اور 95 موجودہ شکل میں تبدیل ہوگئے۔

شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان میں سے وفاقی وزراء اور وزرائے مملکت کا تقرر کرے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ ان وفاقی وزرائے مملکت کی تعداد جو سینٹ کے رکن ہوں کسی بھی وقت وفاقی وزراء کی ایک چوتھائی تعداد سے زیادہ نہیں ہو گی۔

-2 عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے کوئی بھی وفاقی وزیر یا وزیر مملکت جدول سوئم میں دی گئی عبارت میں صدر کے سامنے حلف اٹھائے گا۔

-3 کوئی وفاقی وزیر یا وزیر مملکت صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو سکے گا یا صدر وزیر اعظم کے مشورے پر اسے عہدہ سے برطرف کر سکے گا۔

وضاحت:

صدر کو اختیار ہے کہ وہ کابینہ کے ارکان کی تقرری کے سلسلہ میں وزیر اعظم کے مشورے سے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان میں سے وفاقی وزراء اور وزرائے مملکت کا تقرر کر سکتے ہیں۔ وفاقی وزراء کو عہدہ سنبھالتے وقت اپنے عہدہ کا حلف اٹھانا ہو گا۔ وزراء وزرائے مملکت کی تنخواہیں اور دیگر ایلاؤنسز کا تعین مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کرتی ہے۔

آرٹیکل 93- مشیران (Advisers):

-1 صدر، وزیر اعظم کے مشورے پر ایسی شرائط پر جو وہ متعین کرے زیادہ سے زیادہ پانچ مشیر مقرر کر سکے گا۔

-2 مشیر پر آرٹیکل 57 کے احکام کا بھی اطلاق ہو گا۔

وضاحت:

ان مشیروں کو بھی وہی اختیارات اور حقوق حاصل ہوں گے جو آرٹیکل 57 کے مطابق مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان کو حاصل ہیں۔ ایک سوال یہ ہے کہ آیا پارلیمنٹ کا رکن مشیر بن سکتا ہے یا نہیں۔ اگرچہ پارلیمانی نظام میں منتخب ممبر، وزیر بن سکتا ہے۔ اس لیے مشیر بنانے کے لیے یہ شق ہے کہ ہمارے معاشرے میں جو لوگ قوم کی خدمت کر سکتے ہیں وہ منتخب نہیں ہو پاتے لہٰذا ایسے اہل اور مخلص آدمی/عورت کو مشیر لگا دیا جاتا ہے مشیر کو وفاقی یا صوبائی وزیر کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ مشیر کو وزیر کے برابر مراعات اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

آرٹیکل 94- وزیر اعظم کا عہدے پر برقرار رہنا:
(Prime Minister continuing in office):

صدر، وزیر اعظم سے اپنے عہدے پر برقرار رہنے کے لیے کہہ سکے گا جب تک کہ اس کا جانشین وزیر اعظم کے عہدے پر فائز نہ ہو جائے۔

وضاحت:

اگر وزیر اعظم مستعفی ہو جائیں اور وزیر اعظم کا عہدہ خالی ہو جائے تو صدر اپنے آئینی حق کے استعمال کرتے ہوئے وزیر اعظم سے اس وقت تک اپنے عہدے پر فائز رہنے کو کہہ سکتے ہیں جب تک نئے وزیر اعظم کا تقرر عمل میں نہ آ جائے۔

آرٹیکل 95- وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ:
(Vote of no-confidence against Prime Minister):

1- وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کے ووٹ کی قرار داد جسے قومی اسمبلی کی کل رکنیت کے کم از کم بیس فیصد نے پیش کیا ہو قومی اسمبلی کی طرف سے منظور کی جا سکے گی۔

2- شق نمبر (1) میں محولہ کسی قرار داد پر اس دن سے تین دن کی مدت کے خاتمہ سے پہلے یا سات دن کی مدت کے بعد ووٹ نہیں لیے جائیں گے جس دن مذکورہ قرار داد قومی اسمبلی میں پیش کی گئی ہو۔

3- شق (1) میں محولہ کسی قرار داد کو قومی اسمبلی میں پیش نہیں کیا جائے گا جبکہ قومی اسمبلی سالانہ میزانیہ (بجٹ) کے کیفیت نامے میں پیش کردہ رقوم کے مطالبات پر غور کر رہی ہو۔

4- اگر شق (1) میں محولہ قرار داد کو قومی اسمبلی کی مجموعی رکنیت کی اکثریت سے منظور کر لیا جائے تو وزیر اعظم عہدہ پر فائز نہیں ہو گا۔

وضاحت:

شق (1) میں بیان کردہ کسی قرار داد کو قومی اسمبلی میں اس وقت پیش نہیں کیا جا سکے گا جس وقت قومی اسمبلی سالانہ بجٹ میں پیش کردہ رقوم کے مطالبات پر غور کر رہی ہو۔

اگر شق (1) میں محولہ قرار داد قومی اسمبلی کی مجموعی رکنیت کی اکثریت سے منظور ہو جائے تو پھر وزیر اعظم کو اپنا عہدہ چھوڑنا ہو گا۔

شق (1) میں مندرج کسی بھی قرار داد پر تین دن کی مدت کے خاتمہ سے پہلے یا سات

دن کی مدت کے لیے رائے شماری نہیں کرائی جا سکتی۔ اس مدت کا شمار اس دن سے کیا جائے گا جس روز قرارداد اسمبلی میں پیش ہو گی۔

آرٹیکل 96-[4]

صدارتی فرمان 14 آف 1985ء کی رو سے حذف کر دیا گیا۔

آرٹیکل 96- (الف)[5]

اس دفعہ کو 1985ء میں آٹھویں ترمیم کے ذریعہ حذف کر دیا گیا اور اس فعہ کے احکامات ترمیم کے ساتھ دفعہ 95 میں بڑھا دیے گئے۔

آرٹیکل 97- وفاق کے عاملانہ اختیار کی وسعت:

(Extent of executive authority of Federation):

دستور کے مطابق، وفاق کا عاملانہ اختیار ان امور پر حاوی ہو گا جن کے بارے میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو قوانین وضع کرنے کا اختیار ہے۔ جس میں پاکستان میں اور اس سے باہر کے علاقہ جات کے متعلق حقوق، اقتدار اور دائرہ اختیار کو بروئے کار لانا شامل ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ مذکورہ اقتدار ماسوائے جیسا کہ دستور میں یا مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے وضع کردہ کسی قانون میں بالصراحت موجود ہو۔ کسی صوبہ میں کسی ایسے امر پر حاوی نہیں ہو گا جس کے بارے میں صوبائی اسمبلی کو بھی قوانین وضع کرنے کا اختیار ہو۔

آرٹیکل 98- ماتحت ہئیت ہائے مجاز کو کارہائے (امور) منصبی کی تفویض:

(Conferring of functions on subordinate authorities):

وفاقی حکومت کی سفارش پر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) قانون کے ذریعے وفاقی حکومت کے ماتحت عہدیداروں یا ہئیت ہائے مجاز کو کارہائے (امور) منصبی تفویض کر سکے گی۔

وضاحت:

اس کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو اس امر کا اختیار دیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت کی سفارش پر دفاعی حکومت کے تحت اداروں اور عہدہ داروں کو مختلف امور کی انجام دہی کے سلسلے

4- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے حذف کر دیا گیا۔

5- دستور کی ساتویں ترمیم ایکٹ 1977 (23 آف 1977) کے ذریعہ متعارف کرایا۔
اور پھر 1985 میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے حذف کر کے اس دفعہ کے احکامات آرٹیکل 95 میں بڑھا دیے۔

میں فرائض سونپ سکے تاکہ ان اداروں کی کارکردگی کو عوام کے خواہشات کے مطابق بہتر بنایا جا سکے اور مفید مشورے بھی دیئے جا سکیں۔

آرٹیکل 99۔[7] وفاقی حکومت کا انصرام کار:

(Conduct of Business of Federal Government):

1- وفاقی حکومت کی کل عاملانہ کارروائیوں کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ وہ صدر کے نام سے کی گئی ہیں۔

2- صدر قواعد کے ذریعے ان احکام اور دیگر دستاویزات کی توثیق کے طریقے کی صراحت کرے گا جو اس کے نام سے مرتب یا جاری کی گئی ہوں اور اس طرح توثیق شدہ کسی حکم یا دستاویز کے جواز پر کسی عدالت میں اس بناء پر اعتراض نہیں کیا جائے گا کہ اس کو صدر نے مرتب یا جاری نہیں کیا تھا۔

3- صدر، وفاقی حکومت کے کام کی تقسیم وتفویض اور انجام دہی کے لیے بھی قواعد مرتب کرے گا۔

وضاحت:

نظام چاہے پارلیمانی ہو یا صدارتی، صدر کا عہدہ موجود ہوتا ہے چونکہ صدر، جمہوریہ کے اعتماد کے اتحاد کی نمائندگی کرتا ہے اس لیے تمام تر احکامات اور فرمان صدر کے نام سے جاری ہوتے ہیں۔

صدر قواعد کے ذریعہ ان احکام اور فرمانوں کی توثیق کے طریقے کی بھی صراحت کر سکتا ہے جو اس کے نام سے مرتب یا جاری کیے گئے ہوں اور اس طرح توثیق شدہ کسی حکم یا دستاویز کو کسی عدالت میں اس وجہ سے چیلنج نہیں کیا جا سکتا کہ اسے صدر نے مرتب یا جاری نہیں کیا تھا۔

صدر ملکی نظم ونسق کے سلسلہ میں وفاقی حکومت کے کام کی تقسیم اور انجام دہی کے سلسلہ میں قواعد وضوابط بھی مرتب کر سکتے ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنا بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔

آرٹیکل 100- اٹارنی جنرل پاکستان (Attorney General for Pakistan):

1- صدر کسی ایسے شخص کو جو عدالت عظمیٰ کا جج بننے کا اہل ہو پاکستان کا اٹارنی جنرل مقرر کرے گا۔

7- صدارتی فرمان آف 1985 کے ذریعے موجودہ صورت میں تشکیل پایا۔

2- اٹارنی جنرل صدر کی خوشنودی حاصل رہنے تک اپنے عہدہ پر فائز رہ سکے گا۔
3- اٹارنی جنرل کا یہ فرض ہو گا کہ وہ وفاقی حکومت کو ایسے قانونی معاملات پر مشورہ دے اور قانونی نوعیت کے ایسے دیگر فرائض انجام دے جو وفاقی حکومت کی طرف سے اس کے حوالہ کئے جائیں یا تفویض کیے جائیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں اسے پاکستان کی تمام عدالتوں اور ٹربیونلوں میں سماعت کرنے کا حق حاصل ہو گا۔
4- اٹارنی جنرل صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو سکے گا۔

وضاحت:

اٹارنی جنرل قانون کا اعلیٰ ترین افسر ہوتا ہے۔ وہ حکومت کو قانونی معاملات میں مشورہ دیتا ہے اور وفاق پر قائم مقدمات کے سلسلہ میں سرکاری نمائندگی کرتا ہے۔ یہ عہدہ قابل اور لائق ترین وکلا کو دیا جاتا ہے۔

صدر ایسے شخص کو اٹارنی جنرل مقرر کرتا ہے جو عدالت عظمیٰ کے جج بننے کی مکمل طور پر اہلیت رکھتا ہو۔

وفاق پر قائم مقدمات وفاقی سطح پر یا صوبائی سطح پر یا ٹربیونلوں میں حکومت کی نمائندگی اٹارنی جنرل کرتا ہے۔

اٹارنی جنرل جب خود کو فرائض منصبی کی انجام دہی کے اہل نہ سمجھے یا کسی اور وجہ سے اس عہدے پر کام نہ کر سکے تو وہ اپنا استعفیٰ لکھ کر صدر کو بھیجے گا تاکہ معمول کی کارروائی کو عمل میں لایا جا سکے اور نئے اٹارنی جنرل کا تقرر جلد عمل میں لایا جا سکے۔ آئین کے مطابق اٹارنی جنرل قومی اسمبلی یا اس کی کسی کمیٹی کی کارروائی میں حصہ لینے کا حق رکھتا ہے لیکن اسے ووٹ دینے کا حق اور اختیار حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ اسمبلی کا رکن نہیں ہوتا۔

حصہ چہارم

صوبے
Provinces

باب اول

گورنر صاحبان
The Governors

آرٹیکل 101- گورنر کا تقرر : (Appointment of Governor)

1- ہر صوبے کے لیے ایک گورنر مقرر کیا جاتا ہے جس کا تقرر صدر مملکت [8]وزیر اعظم[9] کے مشورہ سے کرتا ہے۔

2- بجز اس کے کہ کوئی شخص قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا اہل ہو اور اس کی عمر پینتیس سال سے کم نہ ہو۔ گورنر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

[10][x x x x]

2-(الف) [1][x x x x]

3- گورنر صدر کی خوشنودی حاصل رہنے تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا[2] (ایک مشاہرے بھتوں اور مراعات کا مستحق ہو گا جو صدر متعین کرے گا۔)

4- گورنر، صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکے گا۔

[3]5- صدر، گورنر کے امور (کارہائے) منصبی کے لیے ایسے احکام جاری کرے گا جو وہ مناسب سمجھے۔

8- دستور کی تیرہویں ترمیم ایکٹ 1997 کی رُو سے تبدیل ہوا۔
9- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کے ذریعہ عمل میں آیا۔
10- حذف کر دیا گیا۔
1- کلاز 2-A کا اضافہ دستور کی پانچویں ترمیم مجریہ (62 آف 1976) کی رُو سے ہوا۔ اور پھر دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے حذف کر دیا
2- دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رُو سے اضافہ ہوا۔
3- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے اضافہ ہوا۔

1-وضاحت:

ہر صوبہ کا آئینی سربراہ گورنر ہوتا ہے۔ گورنر کا تقرر صدر مملکت کے حکم اور وزیر اعظم کے مشورے سے مشروط ہے۔ گورنر کی معیاد عہدہ مقرر نہیں۔

وہ شخص جو قومی اسمبلی کا ممبر (رکن) بننے کی اہلیت رکھتا ہو اور عمر 35 سال سے کم نہ ہو۔ گورنر کے لیے پاکستان کا شہری ہونا بھی شرط ہے۔ گورنر اس وقت تک اپنے عہدے پر فائز رہ سکتا ہے جب تک اسے صدر کی خوشنودی حاصل رہے۔

گورنر کسی وجہ سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو' بیمار ہو تو وہ اپنا استعفیٰ تحریری طور پر دستخط کر کے صدر مملکت کو بھیج سکتا ہے۔

صدر مملکت کو اختیار ہے کہ گورنر مجوزہ فرائض منصبی کے علاوہ جن امور کی ادائیگی گورنر کے ذریعہ ضروری سمجھیں مزید حکم دے سکتے ہیں۔

آرٹیکل 102- عہدے کا حلف (Oath of office):

گورنر عہدہ پر فائز ہونے سے قبل عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے سامنے جدول سوئم میں درج شدہ عبارت میں حلف اٹھائے گا۔

آرٹیکل 103- گورنر کے عہدے کی شرائط: (Conditions of Governor's office):

-1 گورنر' پاکستان کی ملازمت (خدمت) میں کوئی منفعت بخش عہدہ یا کوئی دوسری ایسی حیثیت قبول نہیں کرے گا جو خدمات کی انجام دہی کے صلہ میں کسی معاوضہ کے حق کی حاصل ہو۔

-2 گورنر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کے کسی رکن کی حیثیت سے کے انتخاب کا امیدوار نہیں ہو گا اور اگر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کے کسی رکن کو گورنر مقرر کیا جائے تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کے یا جیسی بھی صورت ہو صوبائی اسمبلی میں اس کی نشست اس دن سے خالی ہو جائی گی جس دن وہ اپنے عہدے پر فائز ہو گا۔

وضاحت:

اس دفعہ کے تحت گورنر کی تقرری بعض شرائط سے منسلک ہے۔ وہی شخص صوبے کا گورنر

ہو سکتا ہے جو ملک کے کسی ادارے میں کسی منفعت بخش عہدے پر فائز نہ ہو اور نہ ہی کسی ایسی حیثیت میں کسی ادارے سے منسلک ہو جس میں خدمات کا معاوضہ ادا کیا جاتا ہو۔

گورنر مجلس شوریٰ یا کسی دیگر ایوان کا رکن نہیں ہو گا اور اگر کسی بھی ایوان کا رکن ہے تو عہدہ گورنر قبول کرتے ہی اس کی ایوان کی نشست خالی تصور ہو گی۔

آرٹیکل 104- قائم مقام گورنر (Acting Governor):

جب گورنر پاکستان سے غیر حاضر ہو یا کسی وجہ سے اپنے عہدے کے امور یا کارہائے منصبی کی انجام دہی کے قابل نہ ہو تو صدر مملکت کسی دوسرے اہل شخص کو قائم مقام گورنر کے طور پر کام کرنے کے لئے مقرر کر دے گا۔

آرٹیکل 105- [5] گورنر مشورہ/ہدایت پر عمل کرے گا:

(Governor to act on advice etc.):

1- دستور کے تابع اپنے کارہائے منصبی (امور) کی انجام دہی میں گورنر' کابینہ یا وزیر اعلیٰ کو مشورہ/ہدایت عام طور پر یا بصورت دیگر دوبارہ غور کرنے کا حکم دے سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے[7] کہ گورنر کابینہ یا جیسی بھی صورت حال ہو[6]' وزیر اعلیٰ کو مذکورہ مشورہ/ہدایت عام طور پر یا بصورت دیگر دوبارہ غور کرنے کا حکم دے سکے گا اور گورنر مذکورہ دوبارہ غور کے بعد دیئے ہوئے مشورے کے مطابق عمل کرے گا۔

2- اس سوال کی کہ آیا کوئی اور اگر ایسا ہے تو کیا مشورہ وزیر اعلیٰ یا (کابینہ) نے گورنر کو دیا تھا۔ [8] کسی عدالت ٹربیونل یا دیگر ہیئت مجاز میں یا اس کی طرف سے کارروائی/انکوائری نہیں کی جائے گی۔

3- جبکہ گورنر اپنی صوابدید پر صوبائی اسمبلی کو توڑ دے لیکن ایسا صدر کی ماقبل منظوری سے اور پھر نگران کابینہ مقرر کرے گا۔

4- اس آرٹیکل کی رو سے صدر کو عطا شدہ اختیارات اس کی اپنی صوابدید کے مطابق استعمال کیے جائیں گے۔

5- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے موجودہ طور پر تشکیل پایا۔

6- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

7- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

8- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے لفظ کابینہ/وزیر اعلیٰ تبدیل ہو کر آئے۔

5- آرٹیکل 48 کی شق (2)[1] کے احکام کسی گورنر کے سلسلہ میں اس طرح موثر ہوں گے گویا کہ ان میں ''صدر'' کا حوالہ ''گورنر'' کا حوالہ ہو گا۔

وضاحت:

آئین کے تحت گورنر کو اس بات کا پابند بنا دیا گیا ہے کہ وہ کابینہ یا وزیر اعلیٰ کے مشورے پر عمل کرنے گا بشرطیکہ ان کا یہ عمل آئین کے مطابق ہو۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ گورنر کو کابینہ یا وزیر اعلیٰ کی طرف سے دیئے جانے والے کسی مشورے/ہدایت کو کسی بھی ہیئت کے روبرو چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

جب گورنر صوبائی اسمبلی توڑ دے تو پھر اس کی آئینی ذمہ داری ہے کہ صدر کے مشورے اور ہدایت کے مطابق صوبائی نگران حکومت مقرر کرے۔

اسمبلی توڑنے کا گورنر صوابدیدی اختیار ایسی صورت حال کے وقت استعمال کر سکتا ہے جو صورت حال صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کے لیے پیدا ہوا ہو۔

باب دوئم

صوبائی اسمبلیاں
Provincial Assemblies

آرٹیکل 106- صوبائی اسمبلیوں کی تشکیل:
(Constitution of Provincial Assemblies):

1-[2] ہر صوبے کے لیے ایک صوبائی اسمبلی ہو گی۔ جن کی تعداد عام نشستوں، خواتین کی نشستوں اور غیر مسلم نشستوں پر مشتمل ہو گی۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام صوبہ	عام نشستیں	خواتین کے لیے	غیر مسلموں کے لیے	میزان
بلوچستان	51	11	3	65
شمال مغربی سرحدی صوبہ	99	22	3	124
پنجاب	297	66	8	371
سندھ	130	29	9	168

1- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کے تحت تبدیل ہوا۔
2- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رو سے تبدیل ہوا۔

-2 کسی بھی شخص کو ووٹ دینے کا حق ہوگا اگر:

(الف) وہ پاکستان کا شہری ہو۔

(ب) وہ اٹھارہ[3] سال سے کم عمر کا نہ ہو۔

(ج) اس کا نام صوبے میں کسی علاقہ کی انتخابی فہرست میں درج ہو۔

(د) [4]اسے کسی مجاز عدالت نے فاترالعقل قرار نہ دیا گیا ہو۔

[5][x x x x]

-3 [6] کسی صوبائی اسمبلی کے انتخاب کی غرض اور مقصد کے لیے۔

(الف) محولہ نشستوں کو پر کرنے کے لیے ارکان کے ساتھ بیک وقت قانون کے مطابق جداگانہ انتخابات کی بنیاد پر براہ راست اور آزاد ووٹ کے ذریعہ منتخب کیے جائیں گے۔

بشرطیکہ کہ اس سب کلاز کی غرض سے کسی سیاسی جماعت کی حاصل کردہ (جیتی ہوئی) عام نشستوں میں وہ خود مختار نشست یا نشستیں بھی شامل تصور ہونگی جو سرکاری گزٹ میں نتائج کے اعلان کے تین دن کے اندراندر متذکرہ سیاسی پارٹی میں شمولیت کرلیں گی۔

(ب) شق (1) کی رو سے ہر صوبہ ایک نشست تصور ہوگا۔ جس میں خواتین' غیر مسلموں کی مخصوص نشستوں کے لیے رائے شماری ہوگی۔

(ج) خواتین اور غیر مسلم نشستوں کے لیے ارکان جو صوبہ کے لیے مختص ہیں شق (1) کے تحت نشستوں کو پر کرنے کے لیے ارکان قانون کے مطابق متناسب نمائندگی کے سیاسی نظام کی بنیاد پر واحد قابل انتقال ووٹ کے ذریعہ اس اسمبلی کے لیے منتخب شدہ اشخاص پر مشتمل انتخابی ادارے کی طرف سے منتخب کیے جائیں گے۔

متبادل شق لیگل فریم آرڈر (ترمیم شدہ) آرڈر 29 آف 2002 بتاریخ 9 اکتوبر 2002 کے تحت تبدیل کی گئی ہے۔

[7][x x x x]

-3 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے 21 سال کو 18 سال میں تبدیل کر دیا گیا۔

-4 تبدیلی عمل میں آئی۔

-5 شق نمبر 2 کی اس Proviso کو حذف کر دیا گیا۔

-6 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

-7 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے شق نمبر 4 تا 6 حذف کر دی گئیں۔

آرٹیکل 107- صوبائی اسمبلی کی میعاد :
(Duration of Provincial Assembly):

کوئی صوبائی اسمبلی اگر قبل از معیاد توڑ دی جائے اپنے پہلے اجلاس کی تاریخ سے پانچ سال کی مدت کی معیاد تک برقرار رہے گی اور اپنی معیاد کے اختتام پر ٹوٹ جائے گی۔

وضاحت:

اس کے تحت صوبائی اسمبلی کی معیاد پانچ سال مقرر ہے اس لیے آئینی معیاد سے پہلے صوبائی اسمبلی توڑنے کی آئین کے تحت معقول جائز اور واضح وجوہات ہونا چاہیئیں۔ تاہم اپنی معیاد پورا ہونے پر یہ ٹوٹ جائے گی۔

آرٹیکل 108- سپیکر اور ڈپٹی سپیکر (Speaker and Deputy Speaker):

کسی عام انتخاب کے بعد کوئی صوبائی اسمبلی اپنے پہلے اجلاس میں یہ اخراج کسی دیگر کام کے اپنے ارکان میں سے ایک سپیکر اور ایک ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کرے گی اور جتنی بار بھی سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کا عہدہ خالی ہو جائے وہ اسمبلی کسی اور رکن کو بطور سپیکر یا جیسی بھی صورت ہو ڈپٹی سپیکر منتخب کرے گی۔

وضاحت:

قومی اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کی طرح ہر صوبائی اسمبلی پر لازم ہے کہ وہ پہلے اجلاس میں کوئی اور کارروائی نہ کرے ماسوائے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے طریق کار کے مطابق سب سے پہلے ارکان صوبائی اسمبلی حلف وفاداری اٹھاتے ہیں اور اس کے بعد خفیہ رائے دہی یا ہاتھ اٹھا کر سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کرتے ہیں۔ نئی اسمبلی کے معرض وجود میں آنے تک سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کا عہدہ اگر کسی وجہ سے خالی ہو جائے تو سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کا انتخاب فوری طور پر عمل میں لایا جاتا ہے۔

اسمبلی کی ایسی قرار داد کے ذریعہ جو اسمبلی کے ارکان کی اکثریت سے منظور کی گئی ہو تو سپیکر کو اس کے عہدہ سے الگ کیا جا سکے گا۔ مزید یہ کہ اگر کوئی اسمبلی توڑ دی جائے تو ٹوٹ جانے کے بعد اسمبلی کی پہلی نشست کے عین قبل تک سپیکر اپنا عہدہ خالی نہیں کرے گا۔

آرٹیکل 109- صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کرنا اور برخاست کرنا:
(Summoning and prorogation of Provincial Assembly):

(الف) گورنر وقتاً فوقتاً صوبائی اسمبلی کا اجلاس ایسے وقت اور مقام پر طلب کر سکے گا جسے وہ مناسب خیال کرے۔

(ب) گورنر صوبائی اسمبلی کا اجلاس برخاست کر سکے گا۔

وضاحت:

جس طرح قومی اسمبلی کا اجلاس طلب اور برخاست کرنے کا حق اور اختیار صدر مملکت کو حاصل ہے اسی طرح آئین کے صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے اور برخاست کرنے کا حق بھی گورنر کو دیا ہے۔ ہنگامی صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر صوبائی اسمبلی کے ارکان کی ایک چوتھائی اکثریت اسمبلی کا اجلاس بلانا چاہے تو ان کو تحریری طور پر گورنر کو اس جانب متوجہ کرنا پڑے گا۔

گورنر کو اسمبلی کا اجلاس برخاست کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔

آرٹیکل 110- گورنر کا صوبائی اسمبلی سے خطاب کرنے کا اختیار:
(Right of Governor to address Provincial Assembly):

گورنر صوبائی اسمبلی سے خطاب کرے گا اور اس مقصد کے لیے ارکان کی حاضری کا حکم دے سکے گا۔

وضاحت:

گورنر کو صوبائی اسمبلی کے ارکان سے خطاب کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے۔ اس ضمن میں گورنر تمام ارکان اسمبلی کو خطاب کے دوران حاضر رہنے کا حکم بھی سکتا ہے۔ ہنگامی صورت حال کے پیش نظر بھی گورنر اسمبلی سے خطاب کر سکتا ہے۔

آرٹیکل 111- صوبائی اسمبلی میں تقریر کا حق:
(Right to speak in Provincial Assembly):

صوبائی ایڈووکیٹ جنرل صوبائی اسمبلی یا اس کی کسی کمیٹی میں جس کا اسے رکن نامزد کیا گیا ہو تقریر کرنے اور بصورت دیگر اس کی کارروائی میں حصہ لینے کا حق ہو گا۔ لیکن وہ ووٹ دینے کا اہل اور مستحق نہ ہو گا۔

آرٹیکل 112- صوبائی اسمبلی کو توڑ دینا[8] (Dissolution of Assembly) :

گورنر صوبائی اسمبلی کو توڑ دے گا اگر وزیر اعلیٰ اسے ایسا مشورہ دے اور صوبائی اسمبلی بجز اس کے کہ اس قبل توڑ دی گئی ہو وزیر اعلیٰ کی طرف سے ایسا مشورہ دیئے جانے کے بعد اڑتالیس گھنٹوں کے خاتمے پر ٹوٹ جائے گی۔

وضاحت:

اس آرٹیکل میں ''وزیر اعلیٰ'' کے حوالے سے یہ معنی اخذ نہیں کیے جائیں گے کہ اس میں کسی ایسے وزیر اعلیٰ کا حوالہ شامل ہے جس کے خلاف صوبائی اسمبلی میں[9] (عدم اعتماد کے ووٹ کی کسی قرارداد کا نوٹس دے دیا گیا ہو) لیکن اس پر رائے دہی نہ کی گئی ہو یا جس کے خلاف عدم اعتماد کے ووٹ کی کوئی قرار داد منظور ہو گئی ہو یا جو آرٹیکل 134 کی شق (2) کے بموجب عہدے پر برقرار ہو یا کوئی صوبائی وزیر جو آرٹیکل (135) کی شق (1) یا شق (3) کے تحت وزیر اعلیٰ کے کارہائے منصبی انجام دے رہا ہو۔

2- گورنر بھی اپنی صوابدید پر لیکن صدر کی ماقبل منظوری کے تابع صوبائی اسمبلی کو توڑ سکے گا جبکہ اس کی رائے میں:۔

(الف) وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ منظور کیے جانے کے بعد صوبائی اسمبلی کے کسی رکن کا دستور کے احکام کے مطابق صوبائی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد رکھنے کا امکان نہ ہو جس طرح کہ اس غرض سے ملائے گئے صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں معلوم ہوا ہو یا

[10](ب) جب ایسی صورت حال ہو جائے کہ صوبائی حکومت آئین کے احکامات کے مطابق امور منصبی سر انجام نہ دے سکتی ہو اور حکومت اپنا وجود قائم نہ رکھ سکتی ہو اور نئے انتخابات ضروری ہو جائیں۔

[1]3- جب صوبائی گورنر صوبائی اسمبلی شق (2) کے پیرا گراف (ب) کے تحت توڑ دے تو اسمبلی توڑے جانے کے پندرہ دن کے اندر معاملہ صدر مملکت کی منظوری لے کر سپریم

10- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

1- شق 3 کا اضافہ دستور کی سترہویں ترمیم ایکٹ 2003 مورخہ 31-12-2003 کے ذریعہ ہوا۔

کورٹ کو بھیج دیا جائے گا جو اس ریفرنس کا فیصلہ تیس دن کے اندر صادر کردے گی۔ جو قطعی ہو گا۔

آرٹیکل 113۔[2] صوبائی اسمبلی کی رکنیت کے لیے اہلیت اور نااہلیت:

(Qualifications and disqualifications for membership of Provincial Assembly):

آرٹیکل 62 اور 63 میں مندرج قومی اسمبلی کی رکنیت کے لیے اہلیت اور نااہلیت کا کسی صوبائی اسمبلی کے لیے بھی اس طرح اطلاق ہو گا کہ گویا کہ اس میں (قومی اسمبلی) کا حوالہ (صوبائی اسمبلی) کا حوالہ ہو۔

وضاحت:

[1] آئین کی دفعہ 62 کے تحت کوئی بھی شخص اس وقت تک اسمبلی کا رکن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ ایماندار اور سچا نہ ہو۔ اس آرٹیکل میں صدارتی فرمان کے ذریعہ ترمیم کر دی گئی ہے۔ ترمیم سے پہلے اس دفعہ میں صوبائی اسمبلی کے رکن کی اہلیت بیان کر دی گئی تھی تاہم ترمیم کے بعد نااہلیت کے ضمن میں بھی احکام جاری کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں صوبائی اسمبلی کے کسی رکن کی اہلیت اور نااہلیت کے لیے آئین کی دفعہ 62، 63 میں قومی اسمبلی کے رکن کی اہلیت اور نااہلیت کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کا اطلاق اس پر بھی ہو گا۔

1۔ صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985ء کی رو سے تبدیل ہوا۔

آرٹیکل 114۔ صوبائی اسمبلی میں بحث پر پابندی:

(Restriction on discussion in Provincial Assembly):

کسی صوبائی اسمبلی میں عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کے فرائض کی انجام دہی میں طرز عمل کے بارے میں کوئی بحث نہیں ہو گی۔

وضاحت:

اس آرٹیکل میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ صوبائی اسمبلی میں عدالت عظمیٰ یا کسی بھی عدالت عالیہ کے جج کے کردار اور کئے گئے فیصلوں پر کوئی بحث نہیں ہو گی۔ ایسا کرنے سے عدالتوں کا احترام مجروح ہو جائے گا۔

2۔ صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985ء کے ذریعہ عمل میں آیا۔

آرٹیکل 115- مالی امداد کے لیے صوبائی حکومت کی رضامندی ضروری ہو گی:

(Provincial Government's consent required for financial measures):

-1 کسی مالی بل یا کسی بل یا ترمیم کو جو اگر وضع اور نافذ العمل ہو جائے تو صوبائی مجموعی فنڈ سے اخراجات یا صوبے کے سرکاری حسابات میں سے رقم کی بازخواست کا باعث ہو۔ صوبائی اسمبلی میں پیش نہیں کیا جائے گا یا اس کی تحریک نہیں کی جائے گی۔ بجز اس کے کہ صوبائی حکومت اسے پیش کرے یا اس کی تحریک کرے یا اس کی رضامندی سے ایسا کیا جائے۔

-2 اس آرٹیکل کی اغراض کے لیے کسی بل یا ترمیم کو مالی بل تصور کیا جائے گا۔ اگر اس میں شامل احکام کا تعلق مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک یا تمام معاملات سے ہو یعنی۔

(الف) کسی محصول کا عائد کرنا، منسوخ کرنا، اس میں تخفیف کرنا، کمی بیشی کرنا یا اسے منضبط کرنا۔

(ب) صوبائی حکومت کی جانب سے رقم بطور قرض لینا یا کوئی ضمانت دینا یا اس حکومت کی مالی ذمہ داریوں کی بابت قانون میں ترمیم۔

(ج) صوبائی مجموعی فنڈ کی تحویل، اس میں رقوم کی ادائیگی یا اس میں سے رقوم کا اجراء۔

(د) صوبائی مجموعی فنڈ پر کوئی وجوب عائد کرنا یا کسی ایسے وجوب کو منسوخ کرنا یا اس میں کوئی تبدیل کرنا۔

(ہ) صوبے کے سرکاری حساب میں رقوم وصول کرنا، ایسی رقوم کی تحویل یا ان کا اجراء اور

(و) ماقبل پیروں میں مذکورہ امور میں سے کسی سے متعلق کوئی ضمنی امر۔

-3 کوئی بل محض اس وجہ سے مالی بل متصور نہیں ہو گا کہ اس میں حسب ذیل امور کے بارے میں احکام وضع کیے گئے ہیں۔

(الف) کوئی جرمانہ یا دیگر مالی تعزیر عائد کرنے یا اس میں تبدیلی کرنے سے متعلق یا

کسی لائسنس فیس یا کسی انجام دی گئی خدمت کی فیس یا خرچ کے مطالبے یا ادائیگی سے متعلق یا

(ب) مقامی اغراض کے لیے کسی مقامی ہئیت مجاز یا ادارے کی جانب سے کوئی محصول عائد کرنے، منسوخ کرنے یا اس میں تخفیف کرنے، کمی بیشی کرنے یا اسے منضبط کرنے سے متعلق۔

-4 اگر یہ سوال پیدا ہو کہ آیا کوئی بل مالی بل ہے یا نہیں تو اس پر صوبائی اسمبلی کے سپیکر کا فیصلہ قطعی ہو گا۔

-5 گورنر کو منظوری کے لیے پیش کئے جانے والے ہر مالی بل پر صوبائی اسمبلی کے سپیکر کی دستخط شدہ ایک سند ہو گی کہ یا یہ مالی بل ہے اور ایسی سند تمام اغراض کے لیے حتمی ہو گی اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

وضاحت:

اس سے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ کوئی مالی بل یا کسی بل یا ترمیم کو جو اگر وضع اور نافذالعمل ہو جائے اور وہ صوبائی مجموعی فنڈ سے اخراجات یا صوبے کے سرکاری حسابات سے رقم کے نکلوانے کا باعث ہو تو وہ صوبائی اسمبلی میں نہ تو پیش کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی تحریک چلائی جا سکتی ہے۔ تاہم اگر صوبائی حکومت اسے اسمبلی میں پیش کرنے اور تحریک کرنے پر اپنی رضامندی ظاہر کر دے تو پھر ایسا کیا جا سکتا ہے۔

کوئی ٹیکس نافذ کرنا، اسے منسوخ کرنا یا اس میں کمی بیشی کرنا یا اسے باضابطہ بنانے کی کوئی کارروائی۔

صوبائی حکومت سے ادھار مانگنا یا کوئی ضمانت دینا یا ایسی ترمیم کرنا جس کا تعلق صوبائی حکومت کی مالی ذمہ داریوں سے ہو۔

صوبے کی مجموعی فنڈ کے استعمال کی نگرانی کرنا اس میں سے رقم نکلوانا اور خرچ کرنا یا نکلوانا۔

صوبائی مجموعی فنڈ پر خرچ عائد کرنا یا کسی ایسے خرچ میں کمی زیادتی کرنا یا اسے منسوخ کرنا۔ صوبائی حساب کے ضمن میں رقوم کی وصولی، اس کی نگرانی یا ان میں سے خرچ کرنا۔

مقامی ضروریات کے تحت مقامی اتھارٹی یا ادارے کی طرف سے کوئی محصول عائد کرنے، منسوخ کرنے یا اس میں تخفیف کرنے یا اسے باضابطہ بنانے سے متعلق ہو۔ اگر کسی بل کے متعلق یہ پتہ نہ چلے کہ یہ مالی بل ہے یا نہیں تو صوبائی اسمبلی کے سپیکر سے رجوع کر کے مدد لی جا سکتی ہے۔ تاہم اس کا فیصلہ قطعی ہو گا۔

ہر مالی بل پر گورنر کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ بل گورنر کو بھیجنے سے پہلے سپیکر کا دستخط شدہ سرٹیفکیٹ بھی اس سے منسلک کر دیا جاتا ہے۔ سپیکر اس بات کو واضح کرے گا کہ یہ بل مالی ہے اور ایسی سند تمام اغراض کے لیے حتمی ہو گی اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

آرٹیکل 116- بلوں کے لیے گورنر کی منظوری[3] (Governor's assent to Bills)

1- جب صوبائی اسمبلی کسی بل کو منظور کر لے تو اسے گورنر کی منظوری کے لیے پیش کیا جائے گا۔

2- جب کوئی بل گورنر کی منظوری کے لیے پیش کیا جائے تو [4] گورنر تیس دن کے اندر۔

(الف) بل کی منظوری دے دے گا یا

(ب) کسی ایسے بل کی صورت میں جو مالی بل نہ ہو بل کو ایسے پیغام کے ساتھ صوبائی اسمبلی کو واپس کر دے گا کہ بل پر اس کے کسی مصرحہ حکم پر دوبارہ غور کیا جائے اور یہ کہ پیغام میں مصرحہ کسی ترمیم پر غور کیا جائے۔

[5]3- جب گورنر نے کوئی بل صوبائی اسمبلی کو پیغام میں واپس بھیج دیا ہو تو اس پر صوبائی اسمبلی دوبارہ غور کرے گی اور اگر صوبائی اسمبلی اسے صوبائی اسمبلی کے حاضر اور ووٹ دینے والے ارکان کی اکثریت کے ووٹوں سے ترمیم کے ساتھ یا بغیر کسی ترمیم دوبارہ منظور کر لے تو اسے دوبارہ گورنر کو پیش کیا جائے گا اور گورنر اس کی منظوری نہیں روکے گا۔

4- جب گورنر نے کسی بل کی منظوری دے دی ہو تو وہ قانون بن جائے گا اور صوبائی اسمبلی کا ایکٹ کہلائے گا۔

5- کسی صوبائی اسمبلی کا کوئی ایکٹ اور کسی ایکٹ کا کوئی حکم محض اس وجہ سے باطل نہیں

3- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985ء کے ذریعہ موجودہ صورت میں تبدیل ہو گیا۔

4- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985ء کے تحت 45 کی بجائے 30 دن تبدیل ہو گیا۔

5- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985ء کی رو سے تبدیل ہوا۔

ہو گا کہ دستور کے تحت مطلوبہ کوئی سفارش، ماقبل منظوری یا رضامندی نہیں دی گئی تھی۔
اگر مذکورہ ایکٹ کی دستور کے مطابق منظوری دی گئی ہو۔

آرٹیکل 117- بل اجلاس کی برخاستگی وغیرہ کی بناء پر ساقط نہیں ہو گا:
(Bill not to lapse on prorogation).

-1 کسی صوبائی اسمبلی میں زیرِغور کوئی بل اسمبلی کی برخاستگی کی بناء پر ساقط نہیں ہو گا۔
-2 کسی صوبائی اسمبلی میں زیرِغور کوئی بل اسمبلی کے ٹوٹ جانے پر ساقط نہیں ہو گا۔

وضاحت:
یہ بات واضح کی گئی ہے کہ صوبائی اسمبلی کے اجلاس کے دوران پیش کردہ بل اجلاس ملتوی ہونے کی صورت میں ساقط نہ ہو گا بلکہ اس بل کی منظوری اگلے اجلاس میں بھی دی جا سکتی ہے۔ تاہم اسے نامنظور کرنے کا اختیار بھی اسمبلی کے پاس ہوتا ہے۔
1985ء میں آٹھویں ترمیم کے تحت گورنر کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ تیس دن کے اندر بل کی منظوری دے یا پھر اسے صوبائی اسمبلی کو واپس کر دے۔

مالیاتی طریق کار

Financial Procedure

آرٹیکل 118- صوبائی مجموعی فنڈ اور سرکاری حساب:
(Provincial consolidated Fund and Public Account):

-1 صوبائی حکومت کے وصول شدہ تمام محاصل، اس حکومت کے جاری کردہ جملہ قرضہ جات اور کسی قرضہ کی واپسی کے سلسلہ میں اسے وصول ہونے والی تمام رقوم، ایک مجموعی فنڈ کا حصہ بنیں گی جس کا نام صوبائی مجموعی فنڈ ہو گا۔

-2 دیگر تمام رقوم جو۔
(الف) صوبائی حکومت کو یا اس کی طرف سے وصول ہوں یا
(ب) عدالت عالیہ یا صوبے کے اختیار کے تحت قائم شدہ کسی دوسری عدالت کو وصول ہوں یا اس کے پاس جمع کرائی گئی ہوں، صوبے کے حساب میں جمع کی جائیں گی۔

وضاحت:

صوبائی حکومت جو ٹیکس عائد کرتی ہے اس سے حاصل شدہ آمدنی حکومت کے جاری کردہ جملہ قرضہ جات اور کسی قرضہ کے واپسی کے سلسلہ میں وصول ہونے والی تمام رقوم ایک جگہ پر جمع ہوں گی اور انہیں صوبائی مجموعی فنڈ کا نام دیا جائے گا۔

یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت یا اس کی طرف سے نیز عدالت عالیہ یا صوبے کے اختیار کے تحت قائم شدہ کسی دوسری عدالت کو حاصل ہونے والی رقوم صوبے کے سرکاری حساب میں جمع ہو جائیں گی۔

آرٹیکل 119- صوبائی مجموعی فنڈ اور سرکاری حساب کی تحویل وغیرہ:

(Custody etc. of Provincial Consolidated Fund and Public Account):

صوبائی مجموعی فنڈ کی تحویل، اس فنڈ میں رقوم کی ادائیگی، اس سے رقوم کی بازخواست، صوبائی حکومت کو یا اس کی طرف سے وصول شدہ دیگر رقوم کی تحویل صوبے کے سرکاری حساب میں ان کی ادائیگی اور اس سے بازخواست اور مذکورہ بالا امور سے متعلقہ یا ضمنی جملہ امور صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے ذریعہ یا اس بارے میں اس طرح احکام وضع ہونے تک گورنر کے بنائے ہوئے قواعد کے بموجب منضبط ہوں گے۔

وضاحت:

آئین کے تحت صوبے کے مالی امور کو بطریق احسن چلانے کے لیے صوبائی اسمبلی کو قواعد وضوابط بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ حکومت اس ضمن میں صوبائی اسمبلی میں جو مالی بل پیش کرتی ہے اس کی منظوری کے بعد اس بل کو پارلیمنٹ کے ایکٹ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور اس آرٹیکل کے احکامات اسی طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ صوبائی مجموعی فنڈ کی نگرانی اس فنڈ میں سے ضرورت کے مطابق رقوم کی ادائیگی اور رقوم کا نکلوالنا صوبائی حکومت کو یا اس طرف سے وصول شدہ دیگر رقوم کی نگرانی صوبے کے سرکاری حساب میں ان کی ادائیگی اور اس سے رقوم کا نکلوالنا مذکورہ بالا امور سے متعلق یا ضمنی جملہ امور صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے ذریعہ یا اس بارے میں اس طرح کے احکام وضع ہونے تک گورنر کے بنائے ہوئے قواعد کے مطابق منضبط ہوں گے۔

آرٹیکل 120- سالانہ کیفیت نامہ (Annual Budget Statement):

1- صوبائی حکومت ہر مالی سال کی بابت صوبائی حکومت کی اس سال کی تخمینی آمدنی اور مصارف کا کیفیت نامہ صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرے گی جس کا اس باب میں سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ کے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ ایسی رقوم جو ان مصارف کو پورا کرنے کے لیے درکار ہوں جنہیں دستور میں صوبائی مجموعی فنڈ پر واجب الادا بیان کیا گیا ہے اور ایسی رقوم جو ایسے دیگر مصارف کو پورا کرنے کے لیے درکار ہوں جن کی صوبائی مجموعی فنڈ سے ادائیگی کی تجویز کی گئی ہو اور محاصل کے حساب میں سے ہونے والے مصارف اور دیگر مصارف میں تفریق رکھی جائے گی۔

وضاحت:

بجٹ کسی بھی حکومت کا ایک اہم مالی بل ہوتا ہے۔ اس میں ایک مقررہ مدت جو عموماً ایک سال ہوتی ہے کی آمدنی اور خرچ کا تخمینہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا تخمینہ حکومت ہر سال بناتی ہے اور وزیر خزانہ اسے جون کے مہینہ میں اگلے سال کی متوقع آمدنی اور اخراجات کے طور پر پیش کرتا ہے اور اسمبلی سے منظوری لینے کے بعد اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جاتا ہے۔ اس سے حکومت کی معاشی پالیسی کا پتہ چلتا ہے۔ بجٹ کی منظوری کے دوران اس پر بحث ہوتی ہے اور حکومت کی پالیسیوں اور کارکردگی پر کھل کر تنقید کی جاتی ہے۔ چنانچہ حکومت صوبائی اسمبلی میں جو تخمینہ پیش کرتی ہے آئین میں اسے کیفیت نامہ/میزانیہ کا نام دیا گیا ہے اس میں مندرجہ ذیل امور آتے ہیں۔

وہ رقوم جو تخمینہ میں دیئے گئے مصارف کو پورا کرنے کے لیے درکار ہوں اور جنہیں آئین میں صوبائی مجموعی فنڈ پر واجب الادا بیان کیا گیا ہے اور ایسی رقوم جو ایسے دیگر مصارف کو پورا کرنے کے لیے درکار ہوں جن کی صوبائی مجموعی فنڈ سے ادائیگی کی تجویز ہو اور ٹیکسوں کے حساب میں ہونے والے اخراجات اور دیگر اخراجات کو الگ الگ پیش کیا جائے گا۔ بجٹ اجلاس میں بیک وقت ضمنی اور سالانہ بجٹ بھی پیش کیے جا سکتے ہیں۔

آرٹیکل 121- صوبائی مجموعی فنڈ پر واجب الادا مصارف:
(Expenditure charged upon Provincial Consolidated Fund):

مندرجہ ذیل مصارف صوبائی مجموعی فنڈ پر واجب الادا مصارف ہوں گے۔

(الف) گورنر کو قابل ادائیگی مشاہرہ اور اس کے عہدے سے متعلق دیگر مصارف اور مشاہرہ جو مندرجہ ذیل کو قابل ادائیگی ہوگی۔

(اول) عدالت عالیہ کے جج اور

(دوئم) صوبائی اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر

(ب) عدالت عالیہ اور صوبائی اسمبلی کے دفاتر اور انتظامی اخراجات بشمول ان مشاہروں کے جو ان کے عہدہ داروں اور ملازمین کو واجب الادا ہوں۔

(ج) جملہ واجبات قرضہ جن کی ادائیگی صوبائی حکومت کے ذمہ ہوں' بشمول سود' مصارف ذخیرہ ادائیگی' سرمایہ کی باز ادائیگی یا بیباقی یا قرضوں کے حصول کے اور صوبائی مجموعی فنڈ کی ضمانت پر قرض کے معاوضہ اور نجات وخلاصی کے سلسلہ میں کئے جانے والے دیگر مصارف۔

(د) ایسی رقوم جو کسی صوبہ کے خلاف کسی عدالت یا ٹریبونل کے کسی فیصلہ' ڈگری یا فیصلہ ثالثی کی تعمیل کے لیے درکار ہوں اور

(ہ) کوئی دیگر رقوم جن کو دستور کی رو سے یا صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے ذریعہ اس طرح واجب الادا قرار دیا گیا ہو۔

وضاحت:

درج ذیل اخراجات صوبائی اجتماعی فنڈ سے پورے کیے جائیں گے۔ یہ اخراجات اسمبلی میں زیر بحث تو لائے جا سکتے ہیں لیکن ان پر رائے شماری نہیں ہوسکتی۔ ان رقوم کا تعلق ان اخراجات سے ہے کہ اگر انہیں اسمبلی میں پیش کیا جائے تو مختلف ردعمل کا اظہار ہوگا جس سے نہ صرف اسمبلی کی فضا خراب ہوگی بلکہ اس کا اثر براہ راست متعلقہ شعبوں پر بھی پڑے گا۔ لہذا انہیں مسئلہ بنانا ہی نہیں چاہیے وہ یہ ہیں۔

(اول) گورنر کی تنخواہ اور اس کے عہدے سے متعلق دیگر اخراجات۔

(دوئم) عدالت عالیہ کے جج صاحبان کی تنخواہیں اور صوبائی اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہ۔ اس کے علاوہ عدالت عالیہ اور صوبائی اسمبلی کے دفاتر کے انتظامی اخراجات۔ صوبائی حکومت کے ذمہ واجب الادا قرضوں کی ادائیگی اس میں سود وغیرہ بھی شامل ہے۔ صوبائی حکومت کے خلاف کسی عدالتی فیصلہ کے نتیجہ میں ادا کی جانے والی رقوم

بھی شامل ہیں اور مزید ایسی رقوم جن کو آئین کی رو سے یا صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے ذریعہ اس طرح واجب الادا قرار دیا گیا ہو۔

آرٹیکل 122- سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ کی بابت طریق کار:
(Procedure relating to Annual Budget Statement):

-1 سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ کے اس حصہ پر جو صوبائی مجموعی فنڈ سے واجب الادا مصارف سے تعلق رکھتا ہو صوبائی اسمبلی میں بحث ہو سکے گی لیکن اسے صوبائی اسمبلی کی رائے دہی کے لیے پیش نہیں کیا جائے گا۔

-2 سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ کا وہ حصہ جو دیگر مصارف سے تعلق رکھتا ہو مطالبات زر کی شکل میں صوبائی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا اور اسمبلی کسی مطالبے کو منظور کرنے یا منظور نہ کرنے یا کسی مطالبے کو اس میں مصرحہ رقم کی تخفیف کے تابع منظور کرنے کا اختیار ہو گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ یوم آغاز سے دس سال کی مدت کے لیے صوبائی اسمبلی کے دوسرے عام انتخابات تک جو بعد میں واقع ہو کسی مطالبہ زر کا منظور کیا جانا مقصود ہو گا تاوقتیکہ اسمبلی کی کل رکنیت کی اکثریت کے ووٹوں کے ذریعہ اسے مسترد نہ کیا جائے گا یا اس میں سے مصرحہ رقم کی تخفیف کے تابع منظور نہ کیا جائے گا۔

-3 صوبائی حکومت کی سفارش کے بغیر کوئی مطالبہ زر پیش نہیں کیا جائے گا۔

وضاحت:

سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ کا وہ حصہ جس کا تعلق صوبائی مجموعی فنڈ کے واجب الادا مصارف سے ہے۔ صوبائی اسمبلی میں بحث کے لیے پیش تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس پر ارکان اسمبلی ووٹ نہیں دے سکتے۔

سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ کا وہ حصہ جو صوبے کی مجموعی فنڈ کے علاوہ ہے۔ مطالبات زر کی صورت میں صوبائی اسمبلی میں منظوری کے لیے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسمبلی کو اسے منظور کرنے یا نہ منظور کرنے یا کسی مطالبے کو اس میں مصرحہ رقم کی تخفیف کے تابع منظور کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اسمبلی کو اس میں ردو بدل کرنے کا بھی اختیار ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یوم آغاز سے دس سال کی مدت کے لیے یا صوبائی اسمبلی کے دوسرے عام انتخابات کے انعقاد تک جو بھی بعد میں عمل میں آئے کسی مطالبہ کا منظور کیا جانا مقصود ہو گا۔ تاوقتیکہ اسمبلی کی کل رکنیت کی اکثریت

کے ووٹوں کے ذریعے اسے مسترد نہ کر دیا جائے یا اسے اس میں سے مصرحہ رقم کی تخفیف کے تابع منظور نہ کیا جائے۔

اسمبلی میں کوئی ایسا مطالبہ زر پیش نہیں کیا جا سکتا جس کی سفارش صوبائی حکومت نہ کرے۔

آرٹیکل 123- منظور شدہ خرچ کی جدول کی توثیق:

(Authentication of schedule of authorised expenditure):

1- وزیر اعلیٰ اپنے دستخطوں سے ایک جدول کی توثیق کرے گا جس میں مندرجہ ذیل تصریح ہو گی۔

(الف) ان رقوم کی جو آرٹیکل 122 کے تحت صوبائی اسمبلی نے منظور کی ہوں یا جن کا منظور کیا جانا مقصود ہو اور

(ب) ان مختلف رقوم کی جو صوبائی مجموعی فنڈ سے واجب الادا مصارف کو پورا کرنے کے لیے مطلوب ہوں لیکن کسی رقم کی صورت میں اس رقم سے متجاوز نہ ہو گی جو اسمبلی میں اس سے قبل پیش کردہ کیفیت نامہ میں دکھائی گئی ہے۔

2- بہ ایں طور پر توثیق شدہ جدول کو صوبائی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ لیکن اس پر بحث یا رائے شمار کی اجازت نہ ہو گی۔

3- دستور کے تابع، صوبائی مجموعی فنڈ سے کوئی مصارف باضابطہ منظور شدہ تصور نہ کیا جائے تاوقتیکہ بہ ایں طور پر توثیق شدہ جدول میں اس کی وضاحت نہ کر دی گئی ہو اور مذکورہ جدول کی شق (2) کی رو سے مطلوبہ طور پر صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش نہ کر دیا گیا ہو۔

وضاحت:

اس شق کے مطابق وزیر اعلیٰ کو ایسے جدول کی توثیق کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہو۔

(الف) صوبائی اسمبلی کی جانب سے منظور کی جانے والی یا مسترد کی جانے والی ان رقوم کی تفصیل جنہیں آئین کی دفعہ 122 کے تحت فیصلہ کیا گیا ہو یا جن کا فیصلہ کرنا بھی باقی ہو۔

(ب) ان رقوم کی تفصیل جن کی ادائیگی صوبائی مجموعی فنڈ سے کرنا مطلوب ہو لیکن اس کے

لیے یہ شرط بھی لگا دی گئی ہے کہ اس میں سے کوئی رقم بھی ایسی نہیں ہونی چاہیے جو قبل ازیں پیش کردہ کیفیت نامہ میں دکھائی گئی رقم سے متجاوز ہو۔

نیز وزیر اعلیٰ کی جانب سے توثیق شدہ جدول کو اسمبلی میں تو پیش کیا جا سکتا ہے لیکن اس پر بحث یا رائے شمار نہیں ہو سکتی۔

توثیق شدہ جدول میں جن مصارف کا ذکر نہیں ہو گا انہیں صوبائی مجموعی فنڈ سے باضابطہ طور پر منظور شدہ تصور نہیں کیا جائے گا۔ اسے مذکورہ جدول کی شق (2) کی رو سے صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش نہ کر دیا گیا ہو۔

آرٹیکل 124- ضمنی اور زائد رقم (Supplementary and excess grant):

اگر کسی مالی سال کی بابت یہ معلوم ہو کہ:

(الف) تجویز کردہ رقم جو رواں مالی سال کے دوران کسی خاص خدمت پر صرف کی جانے والی تھی ناکافی ہے یا کسی ایسی نئی خدمت پر خرچ کی ضرورت ہے جو اس سال کے سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ میں شامل نہیں ہے۔

(ب) کسی مالی سال کے دوران کسی خدمت پر اس رقم سے زائد رقم صرف کر دی گئی ہے جو اس سال کے واسطے اس خدمت کے لیے منظور کی گئی تھی۔

تو صوبائی حکومت کو اختیار ہو گا کہ صوبائی مجموعی فنڈ سے خرچ کی منظوری دے دے۔ خواہ وہ خرچ دستور کی رو سے اس فنڈ سے واجب الادا ہو یا نہ ہو اور صوبائی اسمبلی کے سامنے ایک ضمنی کیفیت نامہ میزانیہ یا جیسی بھی صورت ہو ایک زائد کیفیت نامہ میزانیہ پیش کیا جائے گا جس میں مذکورہ خرچ کی رقم مندرج ہو اور ان کی کیفیت ناموں پر آرٹیکل 120 تا 123 کے احکام کا اطلاق اسی طرح ہو گا جیسے ان کا اطلاق سالانہ کیفیت نامہ میزانیہ پر ہوتا ہے۔

وضاحت:

واضح کیا گیا ہے کہ کیفیت نامہ میزانیہ میں کسی شعبہ کے لیے جو مخصوص رقم رکھی گئی تھی وہ مالی سال کے لیے ناکافی ہو گئی یا ملک کے سیاسی حالات اس قدر مخدوش ہو گئے کہ جن پر قابو پانے کے لیے فاضل سرمایہ کی ضرورت ہو یا ہمسایہ ملک سے جنگ ہونے کی صورت میں کیفیت نامہ میزانیہ میں رکھی گئی رقم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو اس ضمن میں اسمبلی میں ضمنی بجٹ پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اسے بھی بجٹ سیشن میں پیش کیا جانا ضروری ہے تاکہ ایوان سے منظوری لی جا سکے۔

اس میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ صوبائی حکومت کیفیت نامہ میزانیہ میں رکھی جانے والی رقم سے زائد رقم صوبائی مجموعی فنڈ سے خرچ کرنے کا اختیار رکھتی ہے خواہ وہ خرچ دستور کی رو سے اس فنڈ سے واجب الادا ہو یا نہ ہو۔

آرٹیکل 125- حساب رائے شماری (Votes on account):

مذکورہ بالا احکام میں مالی امور سے متعلق شامل کسی امر کے باوجود صوبائی اسمبلی کو اختیار ہو گا کہ وہ تخمینی خرچ کی بابت کسی رقم کی منظوری کے لیے آرٹیکل 122 میں مقرر رائے شماری کے طریقہ کار کی تکمیل اور خرچ کی بابت آرٹیکل 123 کے احکام کے مطابق خرچ کی جدول کی توثیق ہونے تک کسی مالی سال کے کسی حصہ کے لیے جو تین ماہ سے زائد نہ ہو کوئی منظوری پیشگی دے دے۔

وضاحت:

اسمبلی میں جو بجٹ پیش کیا جاتا ہے اس میں مختص کی گئی رقوم اندازاً اور تخمینا ہوتی ہیں۔ اس لیے بعض اوقات کسی خاص شعبہ میں رکھی گئی رقم اصل خرچ سے کم ہو جاتی ہے یا ہنگامی بنیادوں پر صوبائی حکومت کو کسی نئی خدمت کے لیے رقم کی فوری ضرورت پڑ جاتی ہے اس صورت حال سے عہدہ برا ہونے کے لیے جو صوبائی حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ زائد رقم صوبائی مجموعی فنڈ سے خرچ کرے تاہم اس کی منظوری کے لیے صوبائی اسمبلی میں صوبائی حکومت کو ضمنی بجٹ پیش کر کے اس کی منظوری اسی طریقہ سے لینی پڑتی ہے جس کا ذکر آرٹیکل 122 ' 123 میں کیا گیا ہے۔

آرٹیکل 126- اسمبلی ٹوٹ جانے کی صورت میں خرچ کی منظوری دینے کا اختیار:
(Power to authorise expenditure when Assembly stands dissolved):

مذکورہ بالا احکام میں مالی امور سے متعلق شامل کسی امر کے باوجود کسی وقت جب کہ صوبائی اسمبلی ٹوٹی ہوئی ہو تخمینی خرچ کے متعلق رقم کی منظوری کے لیے آرٹیکل 122 میں رائے شماری کے مقررہ طریقہ کار کی تکمیل اور خرچ کی بابت دفعہ 123 کے احکام کے مطابق منظور شدہ خرچ کی جدول کو توثیق ہونے تک صوبائی حکومت کسی مالی سال میں کسی مدت کے لیے جو چار ماہ سے زائد نہ ہو صوبائی مجموعی فنڈ سے خرچ کی منظوری دے سکے گی۔

وضاحت:

اگر کسی وجہ سے صوبائی اسمبلی ٹوٹ جائے تو اسمبلی کے لیے انتخابات اور آرٹیکلز 122 123 کے احکام کے مطابق منظور شدہ خرچ کی جدول کی صوبائی وزیر اعلیٰ سے تصدیق ہونے تک صوبائی حکومت درمیانی مدت کے لیے صوبائی مجموعی فنڈ سے اخراجات منظور کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ تاہم صوبائی حکومت کسی مالی سال میں کسی مدت کے لیے جو چار ماہ سے زائد نہ ہو صوبائی مجموعی فنڈ سے اخراجات کی منظوری نہیں دے سکتی۔

آرٹیکل 127- قومی اسمبلی وغیرہ سے متعلق احکام صوبائی اسمبلی وغیرہ پر اطلاق پذیر ہوں گے:

(Provisions relating to National Assembly etc. to apply to Provincial Assembly etc.):

دستور کے تابع آرٹیکل 53 کی شق (2) تا (8) آرٹیکل 54 کی شق (2) اور (3) آرٹیکل 55، آرٹیکل 63 تا 67، آرٹیکل 69، آرٹیکل 77، آرٹیکل 87 اور آرٹیکل 88 کے احکام کا کسی صوبائی اسمبلی یا اس کی کسی کمیٹی یا اس کے ارکان یا صوبائی حکومت پر اور اس سے متعلق اطلاق ہوگا لیکن اس طرح کہ:

(الف) ان احکام میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کسی ایوان یا قومی اسمبلی کا کوئی حوالہ صوبائی اسمبلی کے حوالے کے طور پر پڑھا جائے گا۔

(ب) ان احکام میں صدر کا کوئی حوالہ صوبہ کے گورنر کے حوالہ کے طور پر پڑھا جائے گا۔

(ج) ان احکام میں وفاقی حکومت کا کوئی حوالہ صوبائی حکومت کے حوالہ کے طور پر پڑھا جائے گا۔

(د) ان احکام میں وزیر اعظم کا کوئی حوالہ وزیر اعلیٰ کے حوالہ کے طور پر پڑھا جائے گا۔

[6](ہ) ان احکام میں کسی وفاقی وزیر کا کوئی حوالہ کسی صوبائی وزیر کے حوالہ کے طور پر پڑھا جائے گا۔

[7](و) ان احکام میں قومی اسمبلی پاکستان کا کوئی حوالہ یوم آغاز سے عین قبل موجود صوبائی اسمبلی کے حوالہ کے طور پر پڑھا جائے گا اور

6- دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رُو سے لفظ "اور" حذف ہوگیا۔

7- تبدیل ہوگیا۔

(ز)[8] آرٹیکل 54 کی مذکورہ شق (2) اس طرح موثر ہوگی گویا کہ اس کی فقرہ شرطیہ میں الفاظ ایک سوتیس کی بجائے ستر تبدیل کر دیا گیا۔

وضاحت:

(شق الف' ب' ج' د' ہ' و اور ز) پارلیمنٹ کو ملک کے اعلیٰ ترین قانون ساز ادارے کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور اسے نظم ونسق چلانے کے لیے سپیکر' ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ آئین کے اندر رہتے ہوئے قانون سازی کی جا سکے۔ اسی طرح سے صوبائی اسمبلیاں بھی کام کرتی ہیں اور ان کے لیے بھی ایسے ہی عہدے داروں کی ضرورت پڑتی ہے اور قومی اسمبلی کے اجلاس کی طلبی' برخاستگی' ارکان کا حلف اور استحقاقات کا اطلاق بھی صوبائی اسمبلیوں کے مندرجہ بالا امور پر ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ جہاں قومی اسمبلی کے لیے ''صدر'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو وہاں صوبائی اسمبلی کے لیے ''گورنر'' کا لفظ استعمال کیا جائے گا۔ اسی طرح ''وزیر اعظم'' کی جگہ ''وزیر اعلیٰ'' اور ''وفاقی وزیر'' کی بجائے صوبائی وزیر اور ''رکن قومی اسمبلی'' کی جگہ رکن صوبائی اسمبلی کے الفاظ استعمال ہوں گے۔

شق (ز) اس طرح سے موثر ہوگی گویا کہ اس کے فقرے شرطیہ میں الفاظ ایک سوتیس کی بجائے لفظ 70 تبدیل کر دیا گیا ہو۔

حکم نامے

Ordinances

آرٹیکل 128- گورنر کا آرڈیننس (حکمنامہ) نافذ کرنے کا اختیار:

(Power to Governor to promulgate Ordinances):

-1 گورنر' سوائے جب کہ صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو اگر اس بارے میں مطمئن ہو کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بناء پر فوری کارروائی ضروری ہوگئی ہے تو وہ حالات کے تقاضے کے مطابق آرڈیننس (حکمنامہ) واضع اور نافذ کر سکے گا۔

-2 اس آرٹیکل کے تحت نافذ کردہ کوئی حکمنامہ (آرڈیننس) وہی قوت اور اثر رکھے گا جو صوبائی اسمبلی کے کسی ایکٹ کو حاصل ہے اور ویسی ہی پابندیوں کے تابع ہوگا جو

-8 پیراگراف (ز) کا اضافہ ہوا۔

صوبائی اسمبلی کے اختیار قانون سازی پر عائد ہوتی ہیں لیکن ایسے ہر آرڈیننس کو

(الف) صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہ اپنے نفاذ سے تین ماہ کے اختتام پر یا اگر اسمبلی اس مدت کے اختتام سے قبل اس کی نامنظوری کی قرار داد پاس کر دے تو اس قرار داد کے پاس ہونے پر منسوخ ہو جائے گا اور

(ب) گورنر کی جانب سے کسی وقت بھی واپس لیا جا سکے گا۔

3- شق (2) کے احکام پر اثر انداز ہوئے بغیر صوبائی اسمبلی کے روبرو پیش کیے جانے والے کسی (حکمنامہ) آرڈیننس کو صوبائی اسمبلی میں پیش کردہ بل تصور کیا جائے گا۔

وضاحت:

جیسے مرکز میں صدر مملکت کو آرڈیننس جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے اسی طرح صوبہ میں گورنر بھی آرڈیننس (حکم نامہ) جاری کرنے کے مجاز ہیں۔ گورنر کی طرف سے پیش کردہ آرڈیننس (حکم نامہ) کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو صوبائی اسمبلی کے قانون کی ہوتی ہے۔ گورنر اس وقت (حکم نامہ) آرڈیننس جاری کر سکتا ہے جبکہ صوبائی اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو یا صوبائی اسمبلی تحلیل ہو چکی ہو اور اس ضمن میں گورنر اطمینان ہو کہ صوبے میں ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں جن پر قابو پانے کے لیے فوری کارروائی ناگزیر ہو تو وہ حالات کی ضرورت اور تقاضے کے مطابق آرڈیننس (حکم نامہ) واضع اور نافذ کرنے کا قانونی حق رکھتے ہیں۔

متعلقہ (حکم نامہ) آرڈیننس ان ہی پابندیوں کا تابع ہو گا جو صوبائی اسمبلی کے کسی قانون کو منظور کرانے کے لیے آئین میں ضروری قرار دی گئی ہو لیکن ایسے ہر (حکم نامہ) آرڈیننس کو:

صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں پیش کرنا لازمی ہو گا اور اس کی منظوری اس طرح لی جائے گی جس طرح صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کی لی جاتی ہے۔ تاہم متعلقہ آرڈیننس (حکم نامہ) صرف تین ماہ کے لیے نافذ العمل رہ سکتا ہے۔ اگر تین ماہ سے قبل اجلاس میں اس کی منظوری صوبائی اسمبلی نہ دے تو یہ منسوخ تصور ہو گا۔ تین ماہ کی معیاد گزر جانے پر یہ ازخود غیر موثر ہو جائے گا اور گورنر کو اگر اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا تو نیا آرڈیننس (حکم نامہ) جاری کرنا ہو گا۔ گورنر آرڈیننس (حکم نامہ) واپس بھی لے سکتا ہے۔

شق (2) کے احکام پر اثر انداز ہوئے بغیر صوبائی اسمبلی کے سامنے جو (حکم نامہ) آرڈیننس پیش کیا جائے اسے صوبائی اسمبلی کا بل تصور کیا جائے گا۔

باب 3

صوبائی حکومتیں

The Provincial Governments

آرٹیکل 129- [9]صوبے کے عاملانہ اختیار کا استعمال:

(Exercise of executive authority of the province):

صوبے کے عاملانہ اختیارات گورنر کو حاصل ہوں گے اور وہ ان اختیارات کو دستور کے مطابق یا تو براہ راست یا اپنے ماتحت افسروں کی وساطت سے استعمال کرے گا۔

1- صدارتی فرمان آف 1985ء کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

وضاحت:

آئین کے تحت ہر صوبہ کا آئینی سربراہ گورنر ہوتا ہے اور وہ اپنے اختیارات یا تو براہ راست یا اپنے ماتحت افسروں کے ذریعہ استعمال میں لاتا ہے۔

آرٹیکل 130- [1]کابینہ (The Cabinet):

1- گورنر کو اس کے کارہائے (امور) منصبی کی انجام دہی میں مدد اور مشورہ دینے کے لیے وزراء کی ایک کابینہ ہوگی جس کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوگا۔

2- گورنر صوبائی اسمبلی کے ارکان میں سے ایک وزیر اعلیٰ مقرر کرے گا جس کو صوبائی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد حاصل کرنے کا اس کی رائے میں امکان ہو۔

2- (الف)[2] شق (2) میں شامل کسی امر کے باوجود بیس مارچ انیس سو اٹھاسی 1988-3-20 کے بعد گورنر صوبائی اسمبلی کے ایسے رکن کو وزیر اعلیٰ بننے کی دعوت دے گا جو صوبائی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد رکھتا ہو۔ جس طرح کہ دستور کے احکام کے مطابق اس غرض سے طلب کردہ اسمبلی کے اجلاس سے معلوم ہوا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس شق میں شامل کسی امر کا ایسے وزیر اعلیٰ پر اطلاق نہیں ہوگا جس

9- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ موجودہ صورت میں آ گیا۔

2- شق (2 الف) کا دستور کی ترمیم ہشتم (1985) کے ذریعے اضافہ ہوا۔

بیس مارچ انیس سو اٹھاسی 1988-3-20 کو دستور کے احکام کے مطابق عہدے پر فائز ہو۔

3- شق (2)[3] کے تحت مقرر کردہ یا جیسی بھی صورت ہو شق (2 الف) کے تحت مدعو کردہ شخص عہدے پر فائز ہونے سے پہلے گورنر کے سامنے جدول سوئم میں دی گئی عبارت میں حلف اٹھائے گا اور اس سے ساٹھ دن کے اندر صوبائی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرے گا۔

4- کابینہ اجتماعی طور پر صوبائی اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہوگی۔

[4]5- وزیر اعلیٰ گورنر کی خوشنودی سے عہدہ پر فائز رہے گا۔ لیکن گورنر اس شق کے تحت اپنے اختیارات استعمال نہیں کرے گا۔ تاوقتیکہ اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ وزیر اعلیٰ کو صوبائی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد حاصل نہیں ہے۔ جس صورت میں وہ صوبائی اسمبلی کو طلب کرے گا اور وزیر اعلیٰ کو اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا حکم دے گا۔

6- وزیر اعلیٰ، گورنر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے سکے گا۔

7- کوئی وزیر جو مسلسل چھ ماہ کی مدت کے لیے صوبائی اسمبلی کا رکن نہ رہے مذکورہ مدت کے اختتام پر وزیر نہیں رہے گا اور مذکورہ مدت کے موقوف ہونے سے قبل اسے دوبارہ وزیر مقرر نہیں کیا جائے گا۔ تاوقتیکہ وہ اسمبلی کا رکن منتخب نہ ہو جائے۔

8- اس آرٹیکل میں شامل کسی امر کا یہ مطلب نہ ہوگا کہ وزیر اعلیٰ یا کسی دوسرے وزیر کو کسی ایسی مدت کے دوران جب کہ صوبائی اسمبلی توڑ دی جا چکی ہو اپنے عہدے پر برقرار رہنے کا حق نہ ہوگا اور نہ اس کی رو سے کسی ایسی مدت کے دوران کسی شخص کو بطور وزیر اعلیٰ یا دوسرا وزیر مقرر کرنے کی ممانعت ہوگی۔

وضاحت:

گورنر کو اپنے کارہائے (امور) منصبی کی سرانجامی میں معاونت اور مشورے کے لیے ایک وزیروں کی کونسل ہوگی جس کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوگا۔

گورنر صوبائی ارکان میں سے ایسے رکن کو وزیر اعلیٰ کے عہدے پر مقرر کرے گا جو صوبائی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد حاصل کرے گا۔

3- دستور کے مطابق اضافہ ہوا۔

4- دستور کی آٹھویں ترمیم 1985 کی رو سے تبدیل ہوا۔

شق (2) میں شامل کسی امر کے باوجود 20-03-1988 کے بعد گورنر صوبائی اسمبلی ایسے رکن کو وزیر اعلیٰ بننے کی دعوت دے گا جو صوبائی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد رکھتا ہو۔

نامزد وزیر اعلیٰ کے لیے لازمی ہو گا کہ وہ ساٹھ یوم کے اندر اندر اعتماد کا ووٹ حاصل کرے اور جدول سوئم میں دی گئی عبارت کے مطابق اپنے عہدے کا حلف اٹھائے۔

وزیر اعلیٰ اپنا تحریری استعفیٰ گورنر کو پیش کرے گا۔ صوبائی کابینہ میں شامل کوئی بھی وزیر اسمبلی کا رکن منتخب ہوئے بغیر چھ ماہ تک عہدے پر فائز رہ سکتا ہے۔ اس امر کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ صوبائی اسمبلی کی تحلیل پر بھی وزیر اعلیٰ یا کسی دوسرے وزیر کو وزارتی خدمات کی انجام دہی سے نہیں روکا جا سکتا جو اس دوران اپنے عہدے پر فائز ہوا ہو اس کی رو سے کسی دوسرے شخص کو بھی وزیر اعلیٰ یا وزیر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

آرٹیکل 131-[5] گورنر سے متعلق وزیر اعلیٰ کے فرائض:

(Duties of Chief Minister in relation to Governor):

وزیر اعلیٰ کا یہ فرض ہو گا کہ وہ:

(الف) گورنر کو صوبے کے امور کے انتظام اور قانون سازی کی تجویزوں سے کابینہ کے فیصلوں کی اطلاع دے۔

(ب) صوبے کے امور کے انتظام اور قانون سازی کی چیزوں/تجویزوں سے متعلق ایسی اطلاع بہم پہنچائے جو گورنر طلب کرے۔

(ج) گورنر کے ایماء پر کابینہ کے غور کے لیے کوئی ایسا معاملہ پیش کرے جس سے متعلق وزیر اعلیٰ یا کسی وزیر نے فیصلہ کر لیا ہو لیکن اس پر کابینہ نے غور نہ کیا ہو۔

وضاحت:

وزیر اعلیٰ کا یہ اولین فرض اور ذمہ داری ہے کہ گورنر کو صوبائی امور کے سلسلہ میں انتظام اور قانون سازی کے سلسلہ میں کابینہ کی تجاویز کے متعلق مطلع رکھے۔ اگر وزیر اعلیٰ یا کسی وزیر نے از خود کوئی فیصلہ کر لیا ہو تو گورنر کو اختیار ہے کہ وہ اس فیصلہ کی توثیق کابینہ سے لے۔

آرٹیکل 132-[6] صوبائی وزراء (Provincial Ministers):

1- آرٹیکل 130 کی شق (7)، شق (8) کے تابع گورنر، وزیر اعلیٰ کے مشورے سے صوبائی

5- آرٹیکل نمبر 131 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے موجودہ صورت میں آ گیا۔

6- آرٹیکل 133,132 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو موجودہ حالت میں تبدیل ہوا۔

اسمبلی کے ارکان سے صوبائی وزراء کا تقرر کرے گا۔

-2 عہدے پر فائز ہونے سے پہلے صوبائی وزیر جدول سوئم میں دی گئی عبارت میں گورنر کے سامنے حلف اٹھائے گا۔

-3 کوئی صوبائی وزیر، گورنر کو اپنے دستخطی تحریر کے ذریعہ عہدے سے مستعفی ہو سکے گا یا گورنر وزیر اعلیٰ کے مشورہ سے اسے عہدے سے برطرف کر سکے گا۔

آرٹیکل 133- وزیر اعلیٰ کا عہدے پر برقرار رہنا:

(Chief Minister Continuing in office):

گورنر، وزیر اعلیٰ کو اپنے عہدہ پر برقرار رہنے کے لیے کہہ سکے گا کہ جب تک کہ اس کا جانشین وزیر اعلیٰ کے عہدہ پر فائز نہ ہو جائے۔

آرٹیکل 134- [7]وزیر اعلیٰ کی طرف سے استعفیٰ:

(Resignation of Chief Minister):

آرٹیکل 135-[8] صوبائی وزیر کی بطور وزیر اعلیٰ فرائض کی انجام دہی:

(Provincial Minister performing functions of Chief Minister):

صدارتی فرمان 14 مجریہ 1985ء کی رو سے حذف ہوا۔

آرٹیکل 136-[9] وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ:

(Vote of no confidence against Chief Minister):

-1 وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کے ووٹ کی قرار داد جسے صوبائی اسمبلی کی کل رکنیت کے کم از کم بیس فیصد نے پیش کیا ہو صوبائی اسمبلی کی طرف سے منظور کی جا سکے گی۔

-2 شق نمبر (1) میں محولہ کسی قرار داد پر اس دن سے تین دن کی مدت کے خاتمہ سے پہلے یا سات دن کی مدت کے بعد ووٹ نہیں لیے جائیں گے جس دن مذکورہ قرار داد اسمبلی میں پیش کی گئی ہو۔

-3 اگر شق (1) میں محولہ قرار داد کو صوبائی اسمبلی کی کل رکنیت کی اکثریت سے منظور کر لیا جائے تو وزیر اعلیٰ عہدے پر فائز نہیں رہے گا۔

-7 آرٹیکل 134 کو موقوف کر کے موجودہ حالت میں تبدیل کر دیا بمطابق صدارتی فرمان 14 مجریہ 1985۔

-8 صدارتی فرمان 14 مجریہ 1985 کی رو سے موقوف کر دیا گیا۔

-9 صدارتی فرمان نمبر 14 مجریہ 1985 کے ذریعہ موجودہ صورت میں تبدیل کر دیا گیا۔

آرٹیکل 137- صوبہ کے عاملانہ اختیار کی وسعت:

(Extent of executive authority of Province):

دستور کے تابع صوبہ کا عاملانہ اختیار ان امور پر وسعت پذیر ہو گا جن کے بارے میں صوبائی اسمبلی کو قوانین بنانے کا اختیار ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی ایسے معاملے میں جس کے بارے میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور کسی صوبہ کی صوبائی اسمبلی دونوں کو قوانین بنانے کا اختیار ہو۔ صوبہ کا عاملانہ اختیار اس عاملانہ اختیار سے مشروط اور محدود ہو گا جو دستور یا مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے بنائے ہوئے قانون کے ذریعہ وفاقی حکومت یا اس کی ہئیت ہائے کو بالصراحت تفویض کیا گیا ہو۔

آرٹیکل 138- ماتحت ہئیت ہائے مجاز کو کارہائے (امور) منصبی کی تفویض:

(Conferring of functions on subordinate authorities):

صوبائی حکومت کی سفارش پر صوبائی اسمبلی قانون کے ذریعہ صوبائی حکومت کے ماتحت عہدیداروں یا ہئیت ہائے مجاز کو کارہائے (امور) منصبی تفویض کر سکے گی۔

آرٹیکل 139- [1] صوبائی حکومت کے کاروبار کا انصرام:

(Conduct of Business of Provincial Government):

1- صوبائی حکومت کے تمام عاملانہ کارروائیوں کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ وہ گورنر کے نام سے کی گئی ہیں۔

2- گورنر قواعد کے ذریعہ اس طریقے کی صراحت کرے گا جس کے مطابق اس کے نام سے وضع کیے ہوئے احکام اور تکمیل کی ہوئی دیگر دستاویزات کی توثیق کی جائے گی اور اس طرح توثیق شدہ کسی حکم یا دستاویز کے جواز پر کسی عدالت میں اس بناء پر اعتراض نہیں کیا جائے گا کہ اسے گورنر نے وضع یا مکمل نہیں کیا تھا۔

3- گورنر صوبائی حکومت کے کاروبار اور انصرام کی تقسیم اور انجام دہی کے لیے بھی قواعد وضع کرے گا۔

1- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رو سے تبدیل ہوا۔

آرٹیکل 140- صوبائی ایڈووکیٹ جنرل :
(Advocate General for a Province):

1- ہر صوبے کا گورنر کسی ایسے شخص کو جو عدالت عالیہ کے جج بننے کی اہلیت رکھتا ہو صوبے کا ایڈووکیٹ جنرل مقرر کرے گا۔

2- ایڈووکیٹ جنرل کا فرض ہو گا کہ وہ صوبائی حکومت کو ایسے قانونی معاملات پر مشورہ دے اور قانونی نوعیت کے ایسے دیگر فرائض انجام دے' جو صوبائی حکومت کی طرف سے اسے بھیجے جائیں یا اسے تفویض کیے جائیں۔

3- ایڈووکیٹ جنرل گورنر کی خوشنودی حاصل رہنے تک اپنے عہدے پر فائز رہ سکے گا۔

4- ایڈووکیٹ جنرل' گورنر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو سکے گا۔

آرٹیکل 140- (الف) [2]مقامی حکومت (Local Government) :

ہر صوبہ قانون کے ذریعہ مقامی حکومتی نظام قائم کرے گا اور مقامی حکومت کے منتخب نمائندگان سیاسی' انتظامی اور مالی امور کو منضبط طریقہ سے چلائیں گے۔

2- شق (2 الف) کا اضافہ لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 متعارف ہوا۔

حصہ پنجم

وفاق اور صوبوں کے مابین تعلقات

Relations Between Federation and Provinces

باب اول

اختیارات اور قانون سازی کی تقسیم

Distribution of Legislative Powers

آرٹیکل 141- وفاقی اور صوبائی قوانین کی وسعت:

(Extent of Federal and Provincial Laws):

دستور کی منشأ کے مطابق مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) پورے پاکستان یا اس کے کسی حصہ کے لیے قوانین (جن میں بیرون ملک قابل عمل قوانین شامل ہیں) بنا سکے گی اور کوئی صوبائی اسمبلی اس صوبہ یا اس کے کسی حصہ کے لیے قوانین بنا سکے گی۔

وضاحت:

اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ 1973ء کے آئین کی توضیحات کے تابع مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) پاکستان کے پورے علاقے یا اس کے کسی حصہ کے لیے ضروریات کے مطابق قوانین بنا سکے گی۔ اس طرح کسی صوبہ کی مجلس قانون اس صوبے کے پورے علاقہ یا اس کے کسی حصہ کے لیے قوانین بنانے کی اہل ہوں گی۔

آرٹیکل 142- وفاق اور صوبائی قوانین کے موضوعات:

(Subject matter of Federal and Provincial Laws):

دستور کے مطابق اور تابع:

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو وفاقی قانون سازی کی فہرست میں شامل کسی امر کے

بارے میں قوانین بنانے کا بلا شرکت غیر اختیار ہوگا۔

(ب) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور کسی صوبائی اسمبلی کو بھی مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں شامل کسی امر کے بارے میں قوانین بنانے کا اختیار ہوگا۔

(ج) کسی ایسے امر کے بارے میں جو وفاقی قانون سازی کی فہرست میں یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں شامل نہیں ہے۔ قوانین بنانے کا اختیار صوبائی اسمبلی کو ہوگا اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو نہیں ہوگا اور

(د) ان امور کے بارے میں جو دونوں میں سے کسی فہرست میں شامل نہیں ہیں۔ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو وفاق کے ایسے علاقوں کے لیے قوانین بنانے کا بلاشرکت غیرے اختیار ہوگا جو کسی صوبے میں شامل نہیں ہیں۔

وضاحت:

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو وفاقی قانون سازی کی فہرست میں شامل کسی بھی امر کے بارے میں قوانین وضع کرنے کا اختیار ہے اور اس کا یہ اختیار بلا شرکت غیرے ہوگا۔

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور کوئی بھی صوبائی اسمبلی مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں شامل کسی امر کے بارے میں بھی قوانین بنانے کا حق رکھتی ہے۔

کوئی ایسا امر جو وفاقی قانون سازی کی فہرست یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں شامل نہیں ہے تو ایسے امر کے بارے میں صوبائی اسمبلی قانون وضع کرنے کا حق رکھتی ہے۔

آرٹیکل 143- وفاقی اور صوبائی قوانین کے مابین تناقض:

(Inconsistency between Federal and Provincial Laws):

اگر کسی صوبائی اسمبلی کے کسی ایکٹ کا کوئی حکم مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے کسی ایسے ایکٹ کے کسی حکم سے مماثلت نہ رکھتا ہو جسے وضع کرنے کی مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) مجاز ہو یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں مندرج امور میں سے کسی کے متعلق کسی موجودہ قانون کے کسی حصہ سے متناقض ہو تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا ایکٹ خواہ وہ صوبائی اسمبلی کے ایکٹ سے پہلے بنا ہو یا بعد میں یا جیسی بھی صورت ہو موجودہ قانون پر غالب رہے گا اور صوبائی اسمبلی کا ایکٹ تناقض کی حد تک باطل ہوگا۔

آرٹیکل 144- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا دو یا زیادہ صوبوں کی رضامندی سے قانون سازی کا اختیار:

Power of Majlis-e-Shoora (Parliament) to legislate for two or more provinces by consent.

1- اگر دو یا دو سے زیادہ صوبائی اسمبلیاں اس مضمون کی قرار دادیں منظور کر لیں کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کسی ایسے معاملہ کو جو جدول چہارم کی ہر دو فہرستوں میں درج نہ ہو قانون کے ذریعہ منضبط کرے تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے لیے جائز ہو گا کہ وہ مذکورہ معاملے کو منضبط کرنے کے لیے ایک ایکٹ منظور کرے لیکن اس طرح منظور کردہ کسی ایکٹ میں ایسے صوبہ کی بابت جس پر وہ اطلاق پذیر ہو اس صوبہ کی اسمبلی کے ایکٹ کے ذریعہ ترمیم یا تنسیخ کی جا سکے گی۔

2-[3] دستور (ترمیم) ہشتم آف ایکٹ 1985ء سے حذف ہوئی۔

باب دوئم

وفاق اور صوبوں کے مابین انتظامی تعلقات

Administrative Relations Between Federation and Provinces

آرٹیکل 145- صدر کا گورنر کو اپنے عامل کے طور پر بعض امور (کارہائے) منصبی کا انجام دینے کا حکم دینا:

(Power of President to direct Governor to discharge certain functions as his Agent):

1- صدر کسی صوبے کے گورنر کو حکم دے سکے گا کہ وہ اس کے عامل کی حیثیت سے یا تو بالعموم یا کسی خاص معاملہ میں وفاق کے ایسے علاقوں کی بابت جو کسی صوبے میں شامل نہیں ہیں ایسے امور (کارہائے) منصبی انجام دے جن کی حکم میں صراحت کی گئی ہو۔

3- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 کی رُو سے حذف ہوگیا۔

-2 شق (1) کے تحت گورنر کے کارہائے (امور) منصبی کی انجام دہی پر آرٹیکل 105 کے احکام کا اطلاق نہیں ہوگا۔

وضاحت:

وفاق پاکستان میں کئی علاقے ایسے ہیں جو کسی صوبے میں شامل نہیں ہیں۔ ان میں قبائلی علاقہ جات اور شمالی علاقہ جات شامل ہیں۔ ان علاقوں کا نظم ونسق چلانے کے لیے صدر مملکت ملحقہ صوبے کے گورنر کو اس کے عامل کی حیثیت سے فرائض منصبی ادا کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔ اپنے فرائض انجام دینے کے سلسلے میں گورنر آئین کی دفعہ 105 کا پابند نہیں ہوگا۔ یعنی گورنر صوبے کے وزیر اعلیٰ اور کابینہ کے مشوروں کا پابند نہیں ہوگا اور قطعی طور پر اپنے فرائض انجام دینے میں خود مختار ہوگا۔

آرٹیکل 146- وفاق کا بعض صورتوں میں صوبوں کے اختیارات وغیرہ تفویض کرنے کا اختیار:

Power of Federation to confer powers,etc, on provinces in certain cases:

-1 دستور میں شامل کسی امر کے باوجود وفاقی حکومت کسی صوبے کی حکومت کی رضامندی سے کسی ایسے معاملہ سے متعلق جو وفاق کے عاملانہ اختیار کے دائرہ کار میں آتا ہو کارہائے (امور) منصبی یا تو مشروط یا غیر مشروط طور پر اس حکومت کو یا اس کے عہدے داروں کے سپرد کر سکے گی۔

-2 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا کوئی ایکٹ باوجود اس امر کے اس کا تعلق کسی ایسے معاملہ سے ہو جس کی بابت کسی صوبائی اسمبلی کو قانون سازی کا اختیار نہ ہو کسی صوبہ یا اس کے عہدیداروں اور ہئیت ہائے مجاز کو اختیارات تفویض کر سکے گا اور ان پر فرائض عائد کر سکے گا۔

-3 جبکہ کسی صوبہ یا اس کے عہدیداروں یا ہئیت ہائے مجاز کو اس آرٹیکل یا مذکورہ فرائض کی انجام دہی کے سلسلہ میں صوبہ کی جانب سے برداشت کیے جانے والے کسی زائد انتظامی اخراجات کی بابت وفاق کی طرف سے صوبہ کو ایسی رقم ادا کی جائے گی جو آپس میں طے ہو جائے یا طے نہ ہونے کی صورت میں ایسی رقم جو چیف جسٹس پاکستان کے مقرر کردہ کسی ثالث کی طرف سے متعین کی جائے۔

وضاحت:

پارلیمنٹ بھی ایک ایکٹ کے ذریعہ کسی بھی صوبے یا اس کے افسروں کو کوئی بھی ایسا انتظامی اختیار دے سکتی ہے جس کے لیے صوبائی اسمبلی قانون نہ بنا سکتی ہو۔ چونکہ صوبائی اسمبلی کو سونپے گئے فرائض کا تعلق وفاق سے ہوتا ہے اس لیے صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں معاوضہ طلب کر سکتی ہے۔ تاہم اس کے لیے صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت کے مابین اتفاق رائے پایا جانا ضروری ہے۔ وفاقی حکومت عدلیہ کے اختیارات صوبائی حکومت کو تفویض نہیں کر سکتی۔

اگر صوبے اور وفاق کے پاس فرائض کی انجام دہی کے لیے وفاقی حکومت کی طرف سے دیئے جانے والے معاوضے کے بارے میں کوئی اختلاف پایا جائے تو پھر ثالثی کے لیے چیف جسٹس سے رجوع کرنا پڑے گا جو اس ضمن میں ثالث مقرر کریں گے جن کا فیصلہ قطعی ہو گا۔

آرٹیکل 147- صوبوں کا وفاق کو کارہائے (امور) منصبی سپرد کرنے کا اختیار:

(Power of the Provinces to entrust functions to the Federation):

دستور میں شامل کسی امر کے باوجود کسی صوبے کی حکومت وفاقی حکومت کی رضامندی سے کسی ایسے معاملے سے متعلق جو صوبے کے عاملانہ اختیار کے دائرہ اختیار میں آتا ہو کارہائے (امور) منصبی یا تو مشروط یا غیر مشروط طور پر وفاقی حکومت یا اس کے عہدیداروں کے سپرد کر سکے گی۔

آرٹیکل 148- صوبوں اور وفاق کی ذمہ داری:

(Obligation of Provinces and Federation):

-1 ہر صوبہ کے عاملانہ اختیار کو اس طرح استعمال کیا جائے گا کہ اس سے ان وفاقی قوانین کی تعمیل کی ضمانت ملے جو اس صوبہ میں اطلاق پذیر ہوں۔

-2 اس باب کے کسی دوسرے حکم پر اثر انداز ہوئے بغیر کسی صوبہ میں وفاق کے عاملانہ اختیار کو استعمال کرنے میں اس صوبہ کے مفادات کا لحاظ رکھا جائے گا۔

-3 وفاق کا یہ فرض ہو گا کہ ہر صوبے کو بیرونی جارحیت اور اندرونی خلفشار سے محفوظ رکھے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ ہر صوبہ کی حکومت دستور کے احکام کے مطابق چلائی جائے۔

وضاحت:

صوبے چونکہ وفاق کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں اس لیے ان پر لازم ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے ان قوانین پر جن کا اطلاق ان کے صوبوں پر ہوتا ہے عمل درآمد کرائیں لیکن صوبوں کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ متعلقہ قوانین کے نفاذ سے متعلقہ صوبہ کے مفادات متاثر نہ ہوں۔ باالفاظ دیگر صوبائی حکومتوں کو وفاقی قوانین کا تحفظ کرنا چاہیے۔ اس طرح وفاقی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صوبوں کو بیرونی جارحیت سے محفوظ رکھنے کے لیے موثر اقدامات کرے اور ملک میں ایسا ماحول فضا قائم کرے جس سے وفاقی حکومت اور صوبوں کے باہمی تعلقات فروغ پا سکیں اور عوام سکون سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہیں تاکہ ملک ترقی کر سکے۔ اگر صوبوں اور وفاق کے تعلقات خوشگوار نہ ہوں گے تو وفاقی حکومت کمزور ہو جائے گی۔ بیرونی سرمایہ کار ملک میں سرمایہ لگانے سے پس و پیش کریں گے۔ وفاق کے کمزور ہونے سے دشمن ممالک بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لہٰذا صوبوں اور وفاق کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دستور کے مطابق اپنے اپنے فرائض انجام دیں اور اگر کوئی اختلاف پیدا ہو بھی جائے تو باہمی مذاکرات کے ذریعہ دور کر لیا جائے۔

آرٹیکل 149- بعض صورتوں میں صوبوں کے لیے ہدایات اور ذمہ داری:
(Directions to Provinces in certain cases):

-1 ہر صوبہ کا عاملانہ اختیار اس طرح استعمال کیا جائے گا کہ وہ وفاق کے عاملانہ اختیار میں حائل نہ ہو یا اسے نقصان نہ پہنچائے اور وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبہ کو ایسی ہدایات دینے پر وسعت پذیر ہو گا جو اس مقصد کے لیے وفاقی حکومت کو ضروری محسوس اور معلوم ہوں۔

-2 وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبہ کو اس صوبہ کی ایسے وفاقی قانون پر عمل درآمد کرانے کی ہدایات دینے پر بھی وسعت پذیر ہو گا جس کا تعلق مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں

مصرحہ کسی معاملے سے ہو اور جس میں ایسی ہدایات دینے کا اختیار دیا گیا ہو۔

3- وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبہ کو ایسے ذرائع مواصلات کی تعمیر اور نگہداشت کے لیے ہدایات دینے پر بھی وسعت پذیر ہوگا جنہیں ہدایت میں قومی یا فوجی اہمیت کا حامل قرار دیا گیا ہو۔

4- وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبہ کو ایسے طریقے کی ہدایت دینے پر بھی وسعت پذیر ہوگا جس میں اس کے عاملانہ اختیار کو پاکستان یا اس کے کسی حصے کے امن یا سکون یا اقتصادی زندگی کے لیے کسی سنگین خطرے کے انسداد کی غرض سے استعمال کیا جانا ہو۔

وضاحت:

ہر صوبائی حکومت اپنے انتظامی اختیارات کو اس طریقہ سے بروئے کار لائے کہ وہ وفاق کے انتظامی اختیارات میں کسی قسم کی مداخلت کا سبب نہ بنے یا اسے نقصان نہ پہنچائے اور اگر کسی صوبے کی انتظامیہ وفاق کے انتظامات میں دخل اندازی شروع کر دے تو پھر وفاقی حکومت کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ متعلقہ صوبائی حکومت کو خصوصی ہدایات دے کر اپنے اختیارات میں وسعت پیدا کرے۔

وفاق صوبہ میں قومی اور فوجی اہمیت کے حامل کسی بھی مواصلاتی منصوبے کی تعمیر اور نگہداشت کے سلسلے میں ہدایات جاری کر سکتا ہے۔

وفاقی حکومت، صوبائی حکومت کو صوبہ میں امن و امان کی صورت حال کو بحال رکھنے اور معاشی مسائل سے بچنے کے لیے خصوصی ہدایات جاری کر سکتی ہے۔

وفاقی حکومت اگر یہ خیال کرے کہ صوبہ میں خانہ جنگی کا خطرہ ہے یا تخریب کاری سے سرکاری اور عوامی املاک کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے تو اس ضمن میں بھی وفاقی حکومت اقدام کر سکتی ہے۔

آرٹیکل 150- سرکاری کارروائیوں وغیرہ کا پورے طور پر معتبر اور دقیع ہونا:

(Full faith and credit for public acts etc.):

ہر صوبے کی سرکاری کارروائیوں، ریکارڈوں اور عدالتی کارروائیوں کو پاکستان بھر میں پوری معتبر اور دقیع سمجھا جائے گا۔

آرٹیکل 151- بین الصوبائی تجارت (Inter Provincial trade):

1- شق (2) کے مطابق اور تابع پاکستان بھر میں تجارت، بیوپار اور رابطہ کی آزادی ہو گی۔

2- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) قانون کے ذریعہ ایک صوبہ اور دوسرے صوبہ کے درمیان یا پاکستان کے اندر کسی حصے میں تجارت، بیوپار یا رابطہ کی آزادی پر ایسی پابندیاں عائد کر سکے گی جو مفاد عامہ کے لیے ضروری ہوں۔

3- کسی صوبائی اسمبلی یا کسی صوبائی حکومت کو اختیار نہیں ہو گا کہ

(الف) کوئی ایسا قانون بنائے یا کوئی ایسی انتظامی کارروائی کرے جس میں اس صوبہ میں کسی نوع یا قسم کی اشیاء کے داخلے یا اس صوبے سے ان کی برآمدگی کی ممانعت یا تحدید کی گئی ہو۔

(ب) کوئی ایسا محصول عائد کرے جو اس صوبہ کی تیار کردہ یا پیدا کردہ اشیاء اور ویسی ہی اشیاء کے جو اس کی اپنی تیار کردہ یا پیدا کردہ نہ ہوں، درمیان اور اول الذکر اشیاء کے حق میں امتیاز پیدا کرے یا جو اس صوبہ سے باہر تیار کردہ یا پیدا کردہ اشیاء کے معاملہ میں پاکستان کے کسی ایک علاقے میں تیار کردہ پیدا کردہ اشیاء اور کسی دوسرے علاقہ میں ویسی ہی تیار کردہ یا پیدا کردہ اشیاء کے درمیان امتیاز پیدا کرے۔

4- کسی صوبائی اسمبلی کا کوئی ایسا ایکٹ جو صحت عامہ امن عامہ یا اخلاق کے مفاد میں یا جانوروں یا پودوں کی بیماری سے محفوظ رکھنے یا اس صوبہ میں کسی ضروری شے کی شدید قلت کو روکنے یا کم کرنے کی غرض سے کوئی مناسب پابندی لگاتا ہو ناجائز نہیں ہو گا۔ اگر وہ صدر کی رضامندی سے بنایا گیا ہو۔

آرٹیکل 152- وفاقی اغراض کے لیے اراضی کا حصول :

(Acquisition of Land for Federal purposes):

اگر وفاق کسی ایسی اراضی کو جو کسی صوبہ میں واقع ہو کسی ایسے مقصد کے لیے جو کسی ایسے معاملہ سے متعلق ہو جس کے بارے میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو قوانین کا اختیار ہو حاصل کرنا ضروری خیال کرے تو وہ اس صوبے کو حکم دے سکے گا کہ وہ اس اراضی کو وفاق کی طرف سے اور اس کے خرچ پر حاصل کرے یا اگر اراضی صوبہ کی ملکیت ہو تو اسے وفاق کے نام ایسی شرائط پر منتقل کر دے جو طے پا جائیں یا طے نہ پانے کی صورت میں چیف جسٹس آف پاکستان

کے مقرر کردہ کسی ثالث کی طرف سے طے کی جائیں۔

وضاحت:

وفاق حکومت کے کچھ محکمے ایسے ہیں جن کی تنصیبات کا جال ملک بھر میں بچھا ہوا ہے۔ ان میں واپڈا' ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن' پاکستان ریلویز' پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز' نیشنل لاجسٹک سیل اور سوئی گیس کے محکمے قابل ذکر ہیں۔ چنانچہ اگر واپڈا مفاد عامہ کے لیے صوبہ کے کسی حصہ میں کوئی گرڈ اسٹیشن/ پاور اسٹیشن لگانا چاہے تو وہ صوبائی حکومت کی وساطت سے متعلقہ صوبہ سے مناسب معاوضہ کے عوض زمین کی خرید کر سکتا ہے اور اس سلسلہ میں کوئی امر مانع نہ ہوگا۔ اس طرح شاہرات کا محکمہ ایک صوبہ کو دوسرے صوبہ کے ساتھ ملانے کے لیے کوئی نئی شاہ۔ .تعمیر کرنا چاہیے تو وہ بھی ایسا کرنے کا مجاز ہے۔ تاہم یہ شرط بھی عائد ہے کہ ایسے مقاصد کی تکمیل کے لیے زمین حاصل کی جا سکتی ہے اور وفاقی پارلیمنٹ کو قانون سازی کا اختیار حاصل ہے۔ وفاقی حکومت صوبائی حکومت کو زمین مذکورہ کو اپنے قبضہ میں لینے کا حکم بھی دے سکتی ہے تاہم اس سلسلہ میں معاوضہ کے ذریعہ معاہدہ بھی طے پا جائے گا۔ اگر فریقین کے مابین کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو چیف جسٹس سے رجوع کیا جائے جو ثالث مقرر کریں گے اور ثالث کا فیصلہ حتمی تصور کیا جائے گا۔

باب 3

خاص احکام
Special Provisions

آرٹیکل 152-A-[4]

بمطابق دستور کی (سترھویں ترمیم) ایکٹ 2003ء مورخہ 31-12-2003 حذف ہو گیا۔

آرٹیکل 153- مشترکہ مفادات کی کونسل (Council of common Interests):

مشترکہ مفادات کی کونسل جسے اس باب میں کونسل کہا گیا ہے جس کا تقرر صدر کرے گا۔

آرٹیکل 152- الف دستور کی سترھویں ترمیم ایکٹ 2003 مجریہ 31-12-2003 کی رو سے حذف کر دیا گیا۔

2- کونسل کے ارکان حسب ذیل ہوں گے۔
(الف) صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور
(ب) مساوی تعداد میں وفاقی حکومت کے ارکان جنہیں وقتاً فوقتاً وزیر اعظم نامزد کرے گا۔
3- وزیر اعظم اگر کونسل کا رکن ہو تو کونسل کا چیر مین ہو گا اور اگر کسی وقت وہ رکن نہ ہو تو صدر کسی وفاقی وزیر کو، جو کونسل کا رکن ہو کونسل کا چیر مین نامزد کر سکے گا۔
4- کونسل (مجلس شوریٰ) پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہو گی۔

وضاحت:

اگرچہ ہر صوبہ میں اپنی اپنی ضروریات کے مطابق محکمے قائم ہیں لیکن چند محکمے ایسے بھی ہیں جو وفاقی حکومت کے تحت صوبوں میں کام کرتے ہیں۔ ریلویز، واپڈا، کسٹمز، ڈاک و تار، ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن، شاہراہت، پی آئی اے وغیرہ ایسے ہی محکمے ہیں۔ مشترکہ مفادات کی کونسل کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ وہ مذکورہ بالا محکموں کی ترقی کے لیے نا صرف پالیسیاں بنائے۔ ترقیاتی منصوبوں کو بروئے کار لائے بلکہ تمام صوبوں کے مفادات کی پوری طرح نگرانی بھی کرے۔ مشترکہ مفادات کی کونسل کی تشکیل صدر کے دائرہ اختیار میں ہے۔ اس کے ارکان میں چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور مساوی تعداد میں وفاقی حکومت کے چار ارکان (جن کی نامزدگی وقتاً فوقتاً وزیر اعظم کریں گے اور اس کا ہر رکن ہر صوبہ سے ہو گا) کونسل کا چیر مین وزیر اعظم ہو گا بشرطیکہ وہ کونسل کا رکن ہو اور اگر وزیر اعظم کونسل کا رکن نہ ہو تو صدر مملکت کسی وفاقی وزیر کو جو کونسل کا رکن ہو کو چیر مین نامزد کر سکتے ہیں۔ یہ کونسل مرکز اور صوبوں کے مابین تنازعات حل کرنے کی بھی ذمہ دار ہے۔

آرٹیکل 154- امور (کارہائے) منصبی اور قواعد ضابطہ کار:

(Functions and rules of procedure):

1- کونسل وفاقی قانون سازی کی فہرست کے حصہ دوئم میں مندرج معاملات سے متعلقہ اور مشترکہ قانون سازی کی فہرست کے اندراج (34) بجلی کے معاملہ کے بارے میں جس حد تک اس کا تعلق وفاق کے امور سے ہو حکمت قانون سازی عاملات وضع اور منضبط کرے گی اور متعلقہ اداروں پر نگرانی اور کنٹرول رکھے گی۔
2- کونسل کے فیصلوں کا اظہار اکثریت کی رائے کے مطابق ہو گا۔

-3 تاوقتیکہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اس بارے میں قانون کے ذریعہ احکام وضع نہ کرے کونسل اپنے قواعد ضابطہ کار وضع کر سکے گی۔

-4 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اپنی مشترکہ نشست میں قرار داد کے ذریعہ وفاقی حکومت کے توسط سے کونسل کو مجموعی طور پر یا کسی خاص معاملہ میں ایسی کارروائی کرنے کے لیے جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) انصاف پر مبنی اور مناسب خیال کرے وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کر سکے گی اور کونسل ایسی ہدایات کی پابند ہوگی۔

-5 اگر وفاقی حکومت یا کوئی صوبائی حکومت کونسل کے کسی فیصلہ سے غیر مطمئن ہو تو وہ اس معاملہ کو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی مشترکہ نشست میں بھیج سکے گی جس کا فیصلہ اس بارے میں حتمی ہوگا۔

وضاحت:

کونسل پاکستان ریلوے، معدنیات، صنعتوں کی ترقی اور بجلی وغیرہ کے سلسلہ میں پالیسیاں بنائے گی اور متعلقہ اداروں پر نگرانی اور مکمل کنٹرول کرے گی۔

کونسل فیصلے اکثریت رائے سے کرے گی۔

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو اختیار ہے کہ وہ قرار داد اور وفاقی حکومت کے توسط سے کونسل کو عمومی طور پر یا کسی خاص معاملہ میں ایسی کارروائی کرنے کے لیے جو انصاف پر مبنی اور مناسب ہو ہدایات جاری کر سکتی ہے اور کونسل ان ہدایات پر عمل درآمد کرنے کی پابند ہوگی۔ اگر وفاقی حکومت یا کوئی ایک صوبائی حکومت کونسل کے کسی فیصلہ سے متفق نہ ہو تو ایسے معاملہ کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں فیصلے کے لیے پیش کیا جا سکتا ہے اور اس معاملہ میں مشترکہ اجلاس کا فیصلہ حتمی اور قطعی ہوگا۔

آرٹیکل 155- آب رسانیوں میں مداخلت کی شکایت:

(Complaints as to interference with water supplies):

-1 اگر کسی صوبے، وفاقی دارالحکومت یا وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں یا ان کے باشندوں میں سے کسی کے، کسی قدرتی چشمہ آب رسانی سے پانی کے حصول کے مفادات پر مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے مضر اثر پڑا ہو یا پڑنے کا امکان ہو۔

(الف) کوئی عاملانہ کارروائی یا قانون زیر عمل لائی گئی ہو منظور کیا گیا ہو یا جس کے زیر عمل لائے جانے یا منظور کیے جانے کی تجویز ہو یا

(ب) مذکورہ چشمہ سے پانی کے استعمال اور تقسیم یا کنٹرول کے سلسلہ میں کسی ہیئت مجاز کی طرف سے اپنے اختیارات کو بروئے کار لانے میں کوتاہی۔

تو وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کونسل سے تحریری طور پر شکایت کر سکے گی۔

-2 ایسی شکایت موصول ہونے پر کونسل معاملہ پر غور کرنے کے بعد یا تو اپنا فیصلہ صادر کر دے گی یا صدر سے درخواست کرے گی کہ وہ ایسے اشخاص پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کرے جو آب پاشی، انجینئری، انتظامیہ مالیات یا قانون کے خصوصی علم و تجربے کے حامل ہوں جنہیں وہ موزوں خیال کرے جس کا حوالہ اسکے بعد کمیشن کے طور پر دیا گیا ہے۔

-3 جب تک مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اس معاملہ میں قانون کے ذریعہ احکام وضع نہ کرے کمیشن ہائے تحقیقات پاکستان ایکٹ 1956ء کے احکام کا جو یوم آغاز سے عین قبل نافذ العمل تھے کونسل یا کمیشن پر اس طرح اطلاق ہوگا کہ کونسل یا کمیشن ایکٹ کے تحت مقرر کردہ کوئی کمیشن ہو جس پر اس دفعہ کے جملہ احکام کا اطلاق ہوتا ہو اور جس کو اس کی دفعہ 10 الف میں محولہ اختیار تفویض کیا گیا ہو۔

-4 کمیشن کی رپورٹ اور ضمنی رپورٹ پر اگر کوئی ہو غور کرنے کے بعد کونسل کمیشن کو بھیجے گئے جملہ معاملات پر اپنا فیصلہ قلمبند کرے گی۔

-5 اس کے خلاف کسی قانون کے باوجود لیکن آرٹیکل 154 کی شق (5) کے احکام کے تابع وفاقی حکومت اور متنازعہ معاملہ سے متعلق صوبائی حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ کونسل کے فیصلہ کو وفاداری کے ساتھ عملاً نافذ کریں۔

-6 کسی ایسے معاملہ کے بارے میں جو کونسل کے سامنے زیر بحث ہو یا رہا ہو معاملہ کے کسی فریق کی تحریک پر یا کسی ایسے معاملہ کے بارے میں جو اس آرٹیکل کے تحت کونسل کے سامنے شکایت کا مناسب موضوع فی الواقع یا رہا ہو یا ہو سکتا ہو یا ہونا چاہیے کسی بھی شخص کی تحریک پر کسی عدالت کے سامنے کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

وضاحت:

ایک صوبہ، وفاقی دارالحکومت یا وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں سے کسی ایک کو پانی کی تقسیم یا اس کے کنٹرول کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو وہ تحریری طور پر اپنی شکایت

مشترکہ مفادات کی کونسل کے سامنے پیش کرے۔ اگر کونسل کوئی حل تلاش نہ کر پائے تو مشترکہ کونسل صدر مملکت سے ماہرین کا کمیشن تشکیل کرنے کی درخواست کرے گی تاکہ مسئلہ کا حل ہو سکے۔ یہ کمیشن پاکستان کمیشن آف انکوائری ایکٹ 1956ء کے قواعد وضوابط کے تحت کام کرے گا۔ کمیشن مسئلہ کے سلسلہ میں ایک رپورٹ تیار کر کے کونسل کو بھیجے گا۔ کونسل کمیشن کے بھیجے گئے خطوط پر فیصلہ دے دے گا جو حتمی ہو گا۔ وفاقی اور صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہو گی وہ فیصلہ پر عمل درآمد کرائیں۔

آرٹیکل 156- قومی اقتصادی کونسل (National Economic Council):

1- صدر ایک قومی اقتصادی کونسل تشکیل دے گا جس کا چیرمین وزیر اعظم ہو گا۔ دیگر ارکان کونسل صدر مملکت عمل میں لائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ صدر ہر صوبے سے ایک رکن اس صوبے کی حکومت کی سفارش پر نامزد کرے گا۔

2- قومی اقتصادی کونسل ملک کی مجموعی اقتصادی حالت کا جائزہ لے گی اور وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو مشورہ دینے کے لیے مالیاتی' تجارتی اور معاشرتی اور اقتصادی پالیسیوں کے بارے میں منصوبے وضع کرے گی اور ایسے منصوبے وضع کرتے وقت وہ پالیسی کے ان اصولوں سے رہنمائی حاصل کرے گی جو حصہ دوئم کے باب (2) میں درج ہیں۔

وضاحت:

ملک کی معاشی صورت حال کا جائزہ لینے' وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے معاشی حالات کو بہتر بنانے اور معاشی پالیسیوں کو وضع کرنے کے لیے ہر حکومت کو ایسے ادارے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے معاشی امور میں مشورہ دے سکے اور اندرون' بیرون ملک اقتصادی معاملات کو طے کرنے کے لیے اہم کردار ادا کر سکے۔ اسی بناء پر صدر مملکت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ قومی اقتصادی کونسل قائم کرے جس کا چیرمین وزیر اعظم ہو اور باقی ارکان صدر کی مرضی سے ہر صوبے سے کمیشن میں شامل کیے جائیں گے۔ قومی اقتصادی کونسل آئین کے منصوبے وضع کرتے وقت پالیسی کے ان اصولوں سے رہنمائی حاصل کرے گی جو حصہ دوئم کے باب 2 میں مندرج ہیں۔

آرٹیکل 157- بجلی (Electricity):

i- وفاقی حکومت کسی صوبہ میں بجلی پیدا کرنے کی غرض سے برقیاتی یا حرارتی برقی تنصیبات یا گرڈ سٹیشن تعمیر کرا سکے گی اور بین الصوبائی ترسیل تار بچھا سکے گی یا بچھوا سکے گی۔

2- اسی صوبہ کی حکومت:

(الف) جس حد تک اس صوبہ کو قومی گرڈ سے بجلی فراہم کی گئی ہو یہ مطالبہ کر سکے گی کہ صوبہ کے اندر ترسیل اور تقسیم کے لیے بجلی تھوک مقدار میں (بھاری مقدار میں) فراہم کی جائے۔

(ب) صوبہ کے اندر بجلی کے استعمال (صرف) پر محصول عائد کر سکے گی۔

(ج) صوبہ کے اندر استعمال کی غرض سے بجلی گھر اور گرڈ اسٹیشن تعمیر کرا سکے گی اور ترسیل کے لیے تار بچھا سکے گی۔

(د) صوبے کے اندر بجلی کی تقسیم کے لیے نرخنامہ کا تعین کر سکے گی۔

وضاحت:

ہر صوبہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ صوبے میں بجلی کی کمی کو دور کرنے کے لیے اپنے وسائل سے بجلی گھر اور گرڈ سٹیشن بنا سکتی ہے اور اس کے لیے ترسیلی تار بچھانے، صوبہ میں بجلی کی تقسیم کے نرخنامہ کا تعین بھی کر سکتی ہے۔ شہر کراچی میں کراچی الیکٹرک کارپوریشن اپنے نظام کے تحت کام کر رہی ہے۔ وفاقی حکومت ہائیڈرو الیکٹرک پاور سٹیشن سے جو بجلی کی پیداوار سے نفع حاصل کرے گی وہ نفع کی آمدنی اس صوبے کے حوالہ کی جائے گی۔ جس میں ہائیڈرو الیکٹرک اسٹیشن واقع ہو گا۔ اس ضمن میں صوبہ سرحد کی مثال سامنے ہے جس نے سب سے پہلے حکومت پاکستان سے تربیلا، وارسک، ورکش اور مالا کنڈ سے حاصل شدہ بجلی کی رائیلٹی کا مطالبہ کیا۔

آرٹیکل 158- قدرتی گیس کی ضروریات کی تقسیم اور اولیت:

(Priority of requirements of Natural Gas):

جس صوبہ میں قدرتی گیس کا کوئی چشمہ واقع ہو اسے اس چشمہ سے ضروریات پوری کرنے کے سلسلہ میں ان پابندیوں اور ذمہ داریوں کے تابع جو یوم آغاز پر نافذ ہوں پاکستان کے دیگر حصوں پر ترجیح ہو گی۔

وضاحت:

قدرتی گیس سے ملک کی ایندھن ضروریات کو کافی حد تک پورا کیا جا رہا ہے اور اس سے حکومت کو زر کثیر حاصل ہو رہا ہے۔ دستور میں اس کی اہمیت کے پیش نظر ملکی آمدنی ان صوبوں کو دیئے جانے کی ضمانت دی گئی ہے اس کی وضاحت دستور کی دفعہ 16 میں موجود ہے۔

آرٹیکل 159- ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات:

(Broadcasting and Telecasting):

1- وفاقی حکومت کسی صوبائی حکومت کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشریات کے بارے میں ایسے کارہائے (امور) منصبی سپرد کرنے سے غیر معقول طور پر انکار نہیں کرے گی جو اس حکومت کے لیے اس غرض سے ضروری ہوں کہ وہ:

(الف) صوبہ میں ٹرانسمیٹر تعمیر اور استعمال کر سکے۔

(ب) صوبہ میں ٹرانسمیٹروں کی تعمیر استعمال اور موصولی آلات کے استعمال کے بارے میں فیسوں کا انضباط عمل میں لا سکے اور انہیں عائد کر سکے۔

لیکن شرط یہ ہے کہ اس شق میں کسی امر سے یہ تعبیر نہیں لی جائے گی کہ یہ وفاقی حکومت کو پابند کرتی ہے کہ وہ ان ٹرانسمیٹروں کے استعمال پر جو وفاقی حکومت یا وفاقی حکومت کے مجاز (تجویز) کردہ اشخاص کے تعمیر کردہ یا زیر تحویل ہوں یا اس طرح مجوزہ اشخاص کی طرف سے موصولی آلات کے استعمال پر کوئی اختیار کسی صوبائی حکومت کے سپرد کرے۔

2- کوئی کارہائے (امور) منصبی جو بہ ایں طور پر کسی صوبائی حکومت کے سپرد کئے گئے ہیں ایسی شرائط کے تابع انجام دیئے جائیں گے جو وفاقی حکومت عائد کرے جس میں دستور میں شامل کسی امر کے باوجود مالیات کے بارے میں شرائط شامل ہیں لیکن وفاقی حکومت کے لیے کوئی ایسی شرط عائد کرنا جائز نہ ہوگا جو ریڈیو یا ٹیلی ویژن ہر صوبائی حکومت کی طرف سے یا اس کے حکم سے نشر کردہ مواد کو منضبط کرتی ہوں۔

3- ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات کے بارے میں کوئی وفاقی قانون ایسا ہوگا جس سے اس امر کا اہتمام ہو کہ اس آرٹیکل کے مذکورہ بالا احکام کو نافذ کر سکے۔

4- اگر کوئی سوال پیدا ہو کہ آیا کوئی شرائط جو کسی صوبائی حکومت پر عائد کی گئی ہیں جائز طور پر عائد کی گئی ہیں یا آیا کارہائے (امور) منصبی سپرد کرنے سے وفاقی حکومت کا

کوئی انکار یا غیر معقول ہے تو اس سوال کا تصفیہ کوئی ثالث کرے گا جسے چیف جسٹس آف پاکستان مقرر کرے گا۔

5- اس آرٹیکل میں کسی امر سے یہ مراد نہیں لی جائے گی کہ اس سے پاکستان یا اس کے کسی حصہ کے امن اور سکون کو درپیش کسی سنگین خطرے کے انسداد کے لیے دستور کے تحت وفاقی حکومت کے اختیارات کی تجدید ہوتی ہے۔

وضاحت:

وفاقی حکومت صوبائی حکومت کو نشریات کے سلسلہ میں اجازت دیتے وقت مزید شرائط عائد کر سکتی ہے۔ اگر صوبائی حکومت کو وفاقی حکومت کی شرائط سے اختلاف ہو تو اس کے لیے چیف جسٹس کے مقرر کردہ ثالث ہی فیصلہ کرنے کے مجاز ہوں گے اور ان کا فیصلہ مسلمہ ہوگا۔

حصہ ششم

مالیات' جائیداد' معاہدات اور مقدمات

Finance, Property, Contracts and Suits

باب اول

مالیات

Finance

وفاق اور صوبوں کے مابین محاصل کی تقسیم

Distribution of Revenues between the Federation and the Provinces

آرٹیکل 160- قومی مالیاتی کمیشن (National Finance Commission):

1- یوم آغاز سے چھ ماہ کے اندر اور اس کے بعد ایسے وقفوں سے جو پانچ سال سے متجاوز

نہ ہوں صدر ایک[5] قومی مالیاتی کمیشن کی تشکیل کرے گا جو وفاقی حکومت کے وزیر مالیات، صوبائی حکومتوں کے وزرائے مالیات اور ایسے دیگر اشخاص پر مشتمل ہو گا جنہیں صدر صوبوں کے گورنروں کے مشورے کے بعد مقرر کرے گا۔

2- قومی مالیاتی کمیشن کا فرض ہو گا کہ وہ صدر کو حسب ذیل کے بارے میں سفارشات پیش کرے۔

(الف) شق (3) میں مذکورہ محصولات کی خالص آمدنی کی وفاق اور صوبوں کے مابین تقسیم۔

(ب) وفاقی حکومت کی جانب سے صوبائی حکومتوں کو امدادی رقم دینا۔

(ج) وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے قرضہ لینے کے ان اختیارات کا استعمال جواز روئے دستور عطا ہوئے ہیں اور

(د) مالیات سے متعلق کوئی اور معاملہ جسے صدر نے کمیشن کو بھیجا ہو۔

3- شق (2) کے پیرا (الف) میں محولہ محصولات حسب ذیل ہیں جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اختیار کے تحت وصول کیے جاتے ہیں یعنی

(اول) آمدنی پر محصولات جس میں محصول کارپوریشن شامل ہے لیکن وفاقی مجموعی فنڈ میں سے ادا شدہ معاوضہ پر مشتمل آمدنی پر محصولات شامل نہیں ہیں۔

(دوئم) [6]درآمد شدہ، برآمد شدہ، پیدا کردہ، تیار کردہ (مصنوعہ) یا تیار شدہ مال کی فروخت اور خرید پر محصول۔

(سوئم) کپاس پر برآمدی، محصولات اور ایسے دوسرے برآمدی محصولات جن کی صراحت صدر کرے۔

(چہارم) آبکاری کے ایسے محصولات جن کی صدر صراحت کرے۔

(پنجم) ایسے دوسرے محصولات جو صدر صراحت کرے۔

4- قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات موصول ہونے کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو سکے گا [7]صدر ایک فرمان کے ذریعہ کمیشن کی سفارشات کے مطابق محاصل کی اصل آمدنی کے

5- نیشنل/ قومی مالیاتی کے قیام کے نوٹیفکیشن کے لئے دیکھیں گزٹ پاکستان غیر معمولی 1974 حصہ دوئم صفحات 192-191۔

6- دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1976 (62 آف 1976) کی رُو سے تبدیل ہوا۔

7- ملاحظہ کریں مالیات اور امداد کی تقسیم کا حکم 1975 صدارتی فرمان نمبر 2 آف 1975۔

اس حصہ کے صراحت کرے گا جو ہر صوبہ کے لیے مختص کیا جائے گا اور وہ حصہ متعلقہ صوبہ کی حکومت کو ادا کر دیا جائے گا اور آرٹیکل 78 کے احکام کے باوجود وفاقی مجموعی فنڈ کا حصہ نہیں بنے گا۔

5- قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات ان پر کی جانے والی کارروائی کے بارے میں ایک وضاحتی یادداشت ہمراہ دونوں ایوانوں اور صوبائی اسمبلیوں کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

6- شق (4) کے تحت کسی فرمان کے جاری کرنے سے پہلے کسی بھی وقت صدر فرمان کے ذریعہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے درمیان محاصل کی تقسیم کے بارے میں قانون میں کوئی ایسی ترمیم یا ردو بدل کر سکے گا جسے وہ ضروری قرین مصلحت سمجھے۔

7- صدر فرمان کے ذریعہ امداد کے ضرورت مند صوبوں کے محاصل کے لیے امدادی رقوم دے سکے گا اور ایسی رقوم امدادی وفاقی مجموعی فنڈ سے واجب الادا ہوں گی۔

آرٹیکل 161- قدرتی گیس اور برقابی قوت:

(Natural Gas and hydro-electric Power):

1- آرٹیکل 78 کے احکام کے باوجود قدرتی گیس کے (منبع) چشمہ پر عائد کردہ اور وفاقی حکومت کی طرف سے وصول کردہ وفاق محصول آبکاری کی اور وفاقی حکومت کی طرف سے وصول کردہ رائیلٹی کی اصل آمدنی' وفاقی مجموعی فنڈ کا حصہ نہیں بنے گی اور وہ اس صوبہ کو جس میں قدرتی گیس کا چشمہ (منبع) واقع ہو ادا کر دی جائے گی۔

2- وفاقی حکومت یا کسی ایسے ادارے کی طرف سے جو وفاقی حکومت نے قائم کیا ہو یا اس کے زیر انتظام ہو کسی برقابی بجلی گھر سے بجلی کی تھوک مقدار میں پیداوار سے کمائے ہوئے اصل منافع جات اس صوبہ کو ادا کر دیئے جائیں گے جس میں وہ برقابی بجلی گھر واقع ہو۔

تشریح:

اس شق کی اغراض کے لیے ''اصل منافع جات'' کا حساب کسی برقابی بجلی گھر کی سنگم سلاخوں سے بجلی کی تھوک بہم رسانی سے حاصل ہونے والے محاصل میں بجلی گھر چلانے کے ایسے اخراجات منہا کر کے لگایا جائے گا جن کی شرح کا تعین مشترکہ مفادات کی کونسل کرے گی۔ جن

میں سرمایہ کاری پر محصولات' ڈیوٹی' سود یا حاصل سرمایہ کاری اور ترک استعمال کا عنصر اور بالائی اخراجات اور محفوظات کے لیے گنجائش کے طور پر واجب الادا رقوم شامل ہوں گی۔

آرٹیکل 162- ایسے محصولات پر جن میں صوبے دلچسپی رکھتے ہوں اثر انداز ہونے والے بلوں کے لیے صدر کی پہلے سے منظوری درکار ہوگی:

(Prior sanction of President required to bills affecting taxation in which provinces are interested):

کوئی ایسا بل یا ترمیم جس سے کوئی ایسا محصول یا ڈیوٹی عائد ہوتی ہو جس کی اصل آمدنی کلی یا جزوی طور پر کسی صوبے کو تفویض کی جاتی ہو یا جس سے ''زرعی آمدنی'' کی اصطلاح کا وہ مفہوم تبدیل ہوتا ہو جو محصول آمدنی سے متعلق واضع کردہ قوانین کی اغراض کے لیے متعین کیا گیا ہے یا جو ان اصولوں کو متاثر کرتی ہو جن پر اس باب کے مذکورہ بالا احکام میں سے کسی کے تحت رقم صوبوں میں تقسیم کی جاتی ہو یا کی جا سکتی ہوں صدر کی ماقبل منظوری کے بغیر نہ قومی اسمبلی میں پیش کی جائے گی نہ اس کی تحریک کی جائے گی۔

آرٹیکل 163- پیشوں وغیرہ کے بارے میں صوبائی محصولات:

(Provincial taxes in respect of Professions):

کوئی صوبائی اسمبلی ایکٹ کے ذریعہ ایسے محصولات جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی طرف سے ایکٹ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کریں۔ ان اشخاص پر عائد کر سکے گی جو پیشوں کاروبار' کسب یا روزگار میں مصروف ہوں اور اس اسمبلی کے کسی ایکٹ سے آمدنی پر محصول عائد کرنا تصور نہیں ہوگا۔

متفرق مالی احکام

Miscellaneous Financial Provisions

آرٹیکل 164- مجموعی فنڈ سے عطیات (Grants out of consolidated Fund):

وفاق یا کوئی صوبہ کسی غرض کے لیے عطیات دے سکے گا۔ بلالحاظ اس کے کہ غرض و

نہیں ہو جس کی بابت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا جیسی بھی صورت ہو کوئی صوبائی اسمبلی قوانین وضع کر سکتی ہے۔

وضاحت:

اس کے تحت وفاق اور صوبوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی مقصد کے لیے جس کے بارے میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صوبائی اسمبلی کوئی قانون سازی نہ کر سکے امداد دے سکتے ہیں۔

آرٹیکل 165- بعض سرکاری املاک کا محصول سے استثنیٰ:

(Exemption of certain public property from taxation):

1- وفاقی حکومت پر اس کی املاک یا آمدنی کی بابت کسی صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے تحت کوئی محصول عائد نہیں کیا جائے گا اور شق (2) کے تابع کسی صوبائی حکومت پر اس کی املاک یا آمدنی کی بابت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ یا کسی دوسرے صوبہ کی صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے تحت کوئی محصول عائد نہیں کیا جائے گا۔

2- اگر کسی صوبہ کی حکومت کسی قسم کی تجارت یا کاروبار اپنے صوبہ سے باہر کرتی ہو یا اس کی طرف سے کیا جاتا ہو تو اس حکومت پر کسی ایسی املاک کی بابت جو اس تجارت یا کاروبار میں استعمال کی جاتی ہو یا اس تجارت یا کاروبار سے حاصل شدہ آمدنی کی بابت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے تحت یا جس صوبہ میں وہ تجارت یا کاروبار کیا جاتا ہو اس صوبہ کی صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے تحت محصول عائد کیا جا سکے گا۔

3- اس آرٹیکل میں کوئی امر انجام دی گئی خدمات کے بارے فیس عائد کرنے میں مانع نہ ہو گا۔

آرٹیکل 165- (الف) [8] بعض کارپوریشنوں وغیرہ کی آمدنی پر محصول عائد کرنے کا مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا اختیار:

(Power of Majlis-e-Shoora (Parliament) to impose tax on the income of certain Corporations):

1- ازالہ شک کے لیے بذریعہ آرٹیکل ہذا قرار دیا جاتا ہے کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو

8- دستور کا ترمیمی حکم 1985 صدارتی فرمان نمبر 11 آف 1985 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

کسی وفاقی قانون یا کسی صوبائی قانون یا کسی موجودہ قانون کے ذریعہ یا اس کے تحت قائم شدہ کسی کارپوریشن، کمپنی یا دیگر ہیئت ادارے یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کے، خواہ بلا واسطہ یا بالواسطہ زیر ملکیت یا زیر نگرانی کسی کارپوریشن کمپنی یا دیگر ہیئت یا ادارے کی آمدنی پر مذکورہ آمدنی کی آخری منزل مقصود سے قطع نظر محصول عائد کرنے اور وصول کرنے کے لیے قانون وضع کرنے کا اختیار ہے اور ہمیشہ سے اس اختیار کا ہونا مقصود ہو گا۔

-2 کسی ہیئت مجاز کی طرف سے صادر شدہ جملہ احکام کی گئی کارروائیاں اور کئے گئے افعال جو صدارتی فرمان (ترمیم) دستور 1985ء کے آغاز نفاذ سے قبل شق (1) میں محولہ کسی قانون اخذ کردہ اختیارات کے استعمال میں یا مذکورہ بالا اختیارات کے استعمال یا مطلوبہ استعمال میں کسی ہیئت مجاز کی طرف سے صادر کردہ کسی احکام کی تعمیل میں صادر کئے گئے ہوں کی گئی ہوں یا کئے گئے ہوں کسی عدالت یا ٹربیونل بشمول عدالت عظمٰی یا عدالت عالیہ کے کسی فیصلہ کے باوجود جائز طور پر صادر کردہ کی گئی یا کئے گئے تصور ہوں گے اور ان پر کسی عدالت بشمول عدالت عظمٰی یا کسی عدالت عالیہ میں کسی بھی بناء پر کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

-3 کسی عدالت یا ٹربیونل بمعہ عدالت عظمٰی یا کسی عدالت عالیہ کا ہر ایک فیصلہ یا حکم جو شق (1) یا شق (2) کے احکام کے خلاف ہو کالعدم اور بغیر کسی بھی اثر کے ہو گا اور ہمیشہ سے کالعدم اور بغیر بھی اثر کے متصور ہو گا۔[9]

باب دوئم

قرض لینا اور محاسبہ

Borrowing and Audit

آرٹیکل 166- وفاقی حکومت کا قرض لینا (Borrowing and Audit):

وفاق کا عاملانہ اختیار، وفاقی مجموعی فنڈ کی ضمانت پر ایسی حدود کے اندر، اگر کوئی ہوں جو

-9 ملاحظہ ہو پاکستان (آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ) حکم 1973 صدارتی فرمان نمبر 21 آف 1973۔

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً مقرر کی جائیں' قرض لینے پر اور اس طرح مقرر کردہ حدود کے اندر اگر کوئی ہوں ضمانتیں دینے پر وسعت پذیر ہوگا۔

وضاحت:

واضح یہ کیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت اپنا کاروبار مملکت چلانے کے لیے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی طرف سے گاہے بگاہے متعین کردہ حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے وفاقی مجموعی فنڈ کی ضمانت کی بنیاد پر قرضہ لینے کی مجاز ہے۔

آرٹیکل 167- صوبائی حکومت کا قرض لینا:

(Borrowing by Provincial Government):

-1 اس آرٹیکل کے احکام کے تابع کسی صوبہ کا عاملانہ اختیار صوبائی مجموعی فنڈ کی ضمانت پر ایسی حدود کے اندر اگر کوئی ہوں جو صوبائی اسمبلی کے کسی ایکٹ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً مقرر کی جائیں۔ قرض لینے پر اور اس طرح مقرر کردہ حدود کے اندر اگر کوئی ہوں ضمانتیں دینے پہ وسعت پذیر ہوگا۔

-2 وفاقی حکومت ایسی شرائط کے تابع اگر ہوں' جنہیں وہ عائد کرنا مناسب سمجھے کسی صوبہ کو قرض دے سکے گی یا جہاں تک کہ آرٹیکل 166 کے تحت مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ ہو جائے ان قرضوں کے بارے میں جو کوئی صوبہ حاصل کرے' ضمانتیں دے سکے گی اور وہ رقوم جو کسی صوبہ کو قرض دینے کے لیے درکار ہوں مجموعی وفاقی فنڈ سے واجب الادا ہوں گی۔

-3 کوئی صوبہ وفاقی حکومت کی رضامندی کے بغیر کوئی قرضہ حاصل نہ کر سکے گا۔ اگر اس کے ذمہ اس قرضہ کا جو وفاقی حکومت کی طرف سے اس صوبہ کو دیا گیا ہو کوئی حصہ ابھی تک باقی ہو یا جس کی بابت ضمانت وفاقی حکومت کی طرف سے دی گئی ہو اور اس شق کے تحت رضامندی ایسی شرائط کے تابع اگر کوئی ہوں جنہیں عائد کرنا وفاقی حکومت مناسب سمجھے عطا کی جا سکے گی۔

وضاحت:

صوبے اپنا انتظام حکومت چلانے کے لیے وفاقی حکومت سے قرض لیتے ہیں۔ اس شق کے تحت اگر کوئی صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے قرضہ لیتی ہے اور اس نے وفاقی حکومت کا

پہلے سے واجب الادا قرض واپس نہیں کیا تو وہ وفاق حکومت متعلقہ صوبائی حکومت کو کسی شرط کے ساتھ قرضہ دینے کی مجاز ہے۔ لیکن اس کے لیے دفعہ 166 کی پابندی لازمی ہے۔ کسی صوبے کے لیے قرضوں کے بارے میں بھی وفاقی حکومت ضمانتیں دے سکے گی اور ایسی رقوم جو قرضہ دینے کی غرض سے درکار ہوں گی وفاقی مجموعی فنڈ سے واجب الادا ہوں گی۔

محاسبہ و حسابات

آرٹیکل 168- پاکستان کا محاسب اعلیٰ (Auditor General of Pakistan):

1- پاکستان کا ایک محاسب اعلیٰ ہوگا جس کا تقرر صدر مملکت کریں گے۔

2- عہدہ سنبھالنے سے پہلے محاسب اعلیٰ پاکستان کے چیف جسٹس کے سامنے اس عبارت میں حلف اٹھائے گا جو جدول سوئم میں مندرج ہے۔

3- محاسب اعلیٰ کی شرائط ملازمت جس میں اس کے عہدے کی معیاد شامل ہے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ متعین کی جائیں گی اور جب تک اس طرح متعین نہ ہوں صدر کے فرمان کے ذریعہ متعین ہوں گی۔

4- کوئی شخص جو محاسب اعلیٰ کے عہدہ پر فائز رہ چکا ہو اپنا عہدہ چھوڑنے کے دو سال گزرنے سے قبل ملازمت پاکستان میں مزید تقرر کا اہل نہیں ہوگا۔

5- محاسب اعلیٰ کو اس کے عہدے سے برطرف نہیں کیا جائے گا ماسوائے ایسے طریقہ سے اور ایسی وجوہ پر جو عدالت عظمیٰ کے کسی جج کے لیے مقرر ہوں۔

6- کسی وقت جب محاسب اعلیٰ کا عہدہ خالی ہو یا محاسب اعلیٰ موجود نہ ہو یا کسی وجہ سے اپنے عہدے کے امور (کارہائے) منصبی انجام دینے کے قابل نہ ہو تو کوئی ایسا دوسرا شخص جسے صدر حکم دے، محاسب اعلیٰ کی حیثیت سے کام کرے گا اور اس عہدہ کے امور (کارہائے) منصبی انجام دے گا۔

آرٹیکل 169- محاسب اعلیٰ کے امور (کارہائے) منصبی اور اختیارات:

(Functions and powers of Auditor General):

محاسب اعلیٰ:

(الف) وفاق اور صوبوں کے حسابات اور

(ب) وفاق یا کسی صوبہ کی قائم کردہ کسی ہیئت مجاز یا ادارے کے حسابات کے سلسلہ میں ایسے امور (کارہائے) منصبی انجام دے گا اور ایسے اختیارات استعمال کرے گا جو[1] مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ یا اس کے تحت تعین کیے جائیں اور جب تک اس طرح متعین نہ ہوں صدر کے فرمان کے ذریعہ متعین ہوں گے۔

1- ملاحظہ ہو صدارتی فرمان نمبر 273ء برائے آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ۔

آرٹیکل 170- حسابات کے متعلق ہدایات دینے کے بارے میں محاسب اعلیٰ کا اختیار:

(Power of Auditor General to give directions as to accounts):

وفاق اور صوبوں کے حسابات ایسی شکل اور ایسے اصولوں اور طریقوں کے مطابق رکھے جائیں گے جنہیں محاسب اعلیٰ صدر کی منظوری سے مقرر کرے۔

آرٹیکل 171- محاسب اعلیٰ کی رپورٹیں (Reports of Auditor General):

وفاق کے حسابات سے متعلق محاسب اعلیٰ کی رپورٹیں صدر کو پیش کی جائیں گی جو انہیں قومی اسمبلی کے سامنے پیش کرائے گا اور کسی صوبے کے حسابات سے متعلق محاسب اعلیٰ کی رپورٹیں اس صوبہ کے گورنر کو پیش کی جائیں گی جو انہیں صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرائے گا۔

باب سوئم

جائیداد' معاملات' ذمہ داریاں اور مقدمات

Property, Contracts, Liabilities and Suits

آرٹیکل 172- لاوارث جائیداد (Ownerless Property):

1- ملاحظہ ہو صدارتی فرمان نمبر 21 آف 1973 (پاکستان آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ)۔

-1 ایسی کوئی جائیداد جس کا کوئی جائز مالک نہ ہو اگر کسی صوبہ میں واقع ہو تو اس صوبہ کی حکومت کی اور ہر دوسری صورت میں وفاقی حکومت کی ملکیت ہو گی۔

-2 تمام اراضیات' معدنیات اور دوسری قیمتی اشیاء جو پاکستان کے براعظمی حدود کے اندر یا پاکستان کے علاقائی سمندر کی حد کے اندر سمند کے نیچے ہوں وفاقی حکومت کی ملکیت ہوں گی۔

آرٹیکل 173- جائیداد حاصل کرنے اور معاہدات وغیرہ کرنے کا اختیار:

(Power to acquire Property and to make Contracts):

-1 وفاق اور کسی صوبہ کا عاملانہ اختیار' متعلقہ مقننہ کے کسی ایکٹ کے تابع' وفاقی حکومت یا جیسی بھی صورت ہو کسی صوبائی حکومت کی ملکیت میں کسی جائیداد کے عطا کرنے' فروخت کرنے بذریعہ دستاویزات منتقل کرنے یا رہن رکھنے اور اس کی طرف سے جائیداد کے خریدنے یا حاصل کرنے اور معاہدات کرنے پر وسعت پذیر ہو گا۔

-2 وفاق یا کسی صوبہ کی اغراض کے لیے حاصل کردہ تمام جائیداد' وفاقی حکومت یا جیسی بھی صورت ہو اس صوبائی حکومت کی ملکیت ہو گی۔

-3 وفاقی یا کسی صوبہ کی عاملانہ اختیار استعمال کرتے ہوئے رکھے گئے تمام معاہدات میں یہ اظہار کیا جائے گا کہ وہ صدر یا جیسی بھی صورت ہو صوبہ کے گورنر کے نام سے کئے گئے ہیں اور مذکورہ اختیار استعمال کرتے ہوئے کئے گئے تمام معاہدات اور تکمیل کی گئی تمام دستاویزات جائیداد پر صدر یا گورنر کی جانب سے ایسے اشخاص دستخط کریں گے اور ایسے طریقہ پر کئے جائیں گے جن کی وہ ہدایات کرے یا اجازت دے۔

-4 وفاقی یا جیسی بھی صورت ہو کسی صوبہ کے عاملانہ اختیار استعمال کرتے ہوئے کیے گئے معاہدہ یا تکمیل کردہ کسی دستاویز جائیداد کے بارے میں نہ صدر اور نہ کسی صوبہ کا گورنر ذاتی طور پر ذمہ دار ہو گا اور نہ کوئی ایسا شخص جو ان میں سے کسی کی جانب سے کوئی ایسا معاہدہ کرے یا کسی دستاویز جائیداد کی تکمیل کرے اس سلسلہ میں ذاتی طور پر ذمہ دار ہو گا۔

-5 وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی طرف سے اراضی کے انتقال کو قانون کے ذریعہ منضبط کیا جائے گا۔

آرٹیکل 174- مقدمات اور کارروائیاں (Suits and Proceedings) :

وفاق کی جانب سے اور اس کے خلاف، پاکستان کے نام سے مقدمہ دائر کیا جا سکے گا اور کسی صوبہ کی جانب سے اور اس کے خلاف اس صوبہ کے نام سے مقدمہ دائر کیا جا سکے گا۔

وضاحت:

جائیداد کی خرید و فروخت، ملکیت، معاہدہ کی یک طرفہ تنسیخ کی صورت میں وفاقی حکومت کی جانب سے اور اس کے خلاف پاکستان کے نام سے اور کسی صوبے کی جانب سے اور اس کے خلاف اس صوبہ کے نام سے سپریم کورٹ یا متعلقہ ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔

حصہ ہفتم

نظام عدالت
The Judicature

باب اول

عدالتیں
Courts

آرٹیکل 175- عدالتوں کا قیام اور اختیار سماعت:

1- پاکستان کی ایک عدالت عظمٰی اور ہر صوبہ کے لیے عدالت عالیہ اور ایسی دوسری عدالتیں ہوں گی جو قانون کے ذریعہ قائم کی گئی ہیں۔

2- کسی عدالت کو یہ اختیار سماعت حاصل نہیں ہو گا ماسوائے اس کے کہ جو دستور کی رو سے یا قانون کی رو سے یا اس کے تحت' اسے تفویض کیا گیا ہے یا کیا جائے گا۔

3- [2]عدلیہ کے یوم آغاز سے (چودہ) سال کے اندر انتظامیہ سے بتدریج الگ کیا جائے گا۔

باب دوئم

پاکستان کی عدالت عظمٰی
The Supreme Court of Pakistan

آرٹیکل 176- عدالت عظمٰی کی تشکیل (Constitution of Supreme Court):

عدالت عظمٰی ایک چیف جسٹس پر جسے چیف جسٹس آف پاکستان کہا جائے گا اور اتنے دیگر ججوں پر مشتمل ہو گی جن کی تعداد مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ متعین کی

2- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رو سے ہندسہ 5 کو 14 میں تبدیل کر دیا گیا۔

جائے یا اس طرح تعین ہونے تک جو صدر کرے۔

وضاحت:

عدالت عظمیٰ پاکستان میں عدل و انصاف کا اعلیٰ ترین ادارہ ہے۔ اسے یہ نام 1956ء کے آئین کے تحت دیا گیا تھا۔ اس سے پہلے اسے فیڈرل کورٹ آف پاکستان کہا جاتا تھا۔ 1962ء' 1973ء کے دساتیر میں بھی اس کا نام بدستور عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) ہی رہنے دیا گیا۔ سپریم کورٹ چیف جسٹس اور دیگر ججوں پر مشتمل ہے۔ چیف جسٹس کا تقرر صدر مملکت کرتے ہیں۔

آرٹیکل 177- عدالت عظمیٰ کے ججوں کا تقرر:

(Appointment of Supreme Court Judges):

1- چیف جسٹس پاکستان کا تقرر صدر کرے گا اور دیگر ججوں میں سے ہر ایک کا تقرر صدر' چیف جسٹس کے مشورے کے بعد کرے گا۔

2- کوئی شخص عدالت عظمیٰ کا جج مقرر نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ وہ پاکستان کا شہری نہ ہو اور

(الف) کم از کم پانچ سال تک یا مختلف اوقات میں اتنی مدت تک جو مجموعی طور پر پانچ سال سے کم نہ ہو کسی عدالت عالیہ کا (جس میں کوئی ایسی عدالت عالیہ شامل ہے یا جو یوم آغاز سے قبل کسی وقت بھی پاکستان میں موجود تھی) جج نہ رہا ہو یا

(ب) کم از کم پندرہ سال تک یا مختلف اوقات میں اتنی مدت تک جو مجموعی طور پر پندرہ سال سے کم نہ ہو کسی عدالت عالیہ کا (جس میں کوئی ایسی عدالت عالیہ شامل ہے جو یوم آغاز سے قبل کسی وقت بھی پاکستان میں موجود تھی) ایڈووکیٹ نہ رہا ہو۔

آرٹیکل 178- عہدے کا حلف (Oath of office):

عہدہ سنبھالنے سے قبل' چیف جسٹس پاکستان صدر کے سامنے اور عدالت عظمیٰ کا کوئی دوسرا جج چیف جسٹس کے سامنے اس عبارت میں حلف اٹھائے گا جو جدول سوئم میں مندرج ہے۔

آرٹیکل 179- [3]فارغ خدمت ہونے کی عمر (Retiring age):

عدالت عظمیٰ کا کوئی جج پینسٹھ سال کی عمر کو پہنچنے تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔ بجز

3- دستور کی سترہویں ترمیم ایکٹ 2003 مورخہ 31-12-2003 کی رو سے تبدیل ہوا۔

اس کے کہ وہ قبل ازیں مستعفی ہو جائے یا دستور کے مطابق عہدے سے برطرف کر دیا جائے۔

آرٹیکل 180- قائم مقام چیف جسٹس (Acting Chief Justice):

کسی وقت بھی جب:

(الف) چیف جسٹس پاکستان کا عہدہ خالی ہو یا

(ب) چیف جسٹس جب پاکستان میں موجود نہ ہو یا کسی دیگر وجہ سے اپنے کارہائے (امور و فرائض) منصبی انجام دینے سے قاصر ہو۔

تو صدر عدالت عظمیٰ کے دوسرے ججوں میں سے مقدم ترین جج کو قائم مقام چیف جسٹس پاکستان کی حیثیت سے مقرر کرے گا۔

وضاحت:

چیف جسٹس سرکاری فرائض کی انجام دہی کے سلسلہ میں کسی کانفرنس میں شمولیت کے لیے بیرون ملک دورے پر ہوں، بیمار ہو جائیں اور اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کر سکتے ہوں یا کسی اور وجہ سے ان کا عہدہ خالی ہو جائے تو صدر پاکستان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ عدالت عظمیٰ کے [5] دوسرے ججوں میں سے سینئر ترین جج کو قائم مقام چیف جسٹس مقرر کر دیں۔

آرٹیکل 181- قائم مقام جج (Acting Judges):

کسی وقت بھی جب:

(الف) عدالت عظمیٰ کے کسی جج کا عہدہ خالی ہو یا

(ب) عدالت عظمیٰ کا کوئی جج موجود نہ ہو یا کسی دیگر وجہ سے اپنے کارہائے (امور و فرائض) منصبی انجام دینے سے قاصر ہو۔

تو صدر آرٹیکل 177 کی شق (1) میں مقرر کردہ طریقہ سے کسی عدالت عالیہ کے جج کو جو عدالت عظمیٰ کا جج مقرر کئے جانے کا اہل ہو عارضی طور پر عدالت عظمیٰ کے جج کی حیثیت سے کام کرنے پر مامور کر سکے گا۔

تشریح:[6]

اس شق میں کسی عدالت عالیہ کے جج میں ایسا شخص شامل ہے جو کسی عدالت عالیہ کے جج کے طور پر فارغ خدمت ہو چکا ہو۔

5- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ یہ تبدیلی عمل میں آئی۔

6- دستور کے ترمیمی حکم 1982، صدارتی فرمان نمبر 2 آف 1982 کے ذریعہ تشریح کا اضافہ ہوا۔

آرٹیکل 182- ججوں کا وقتی طور پر بغرض خاص تقرر:
(Appointment of ad-hoc Judges):

اگر کسی وقت عدالت عظمیٰ کے ججوں کا کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے اس عدالت کا کوئی اجلاس منعقد کرنا یا جاری رکھنا ممکن نہ رہے یا کسی دوسری وجہ سے یہ ضروری ہو کہ عدالت کی تعداد میں عارضی طور پر اضافہ کیا جائے تو چیف جسٹس پاکستان تحریری طور پر:-

(الف) صدر کی منظوری سے کسی ایسے شخص کو جو اس عدالت کے جج کے عہدے پر فائز رہا ہو اور اس کے مذکورہ عہدہ چھوڑنے کے بعد تین سال کا عرصہ گزرا ہو درخواست کر سکے گا

یا

(ب) صدر کی منظوری سے اور کسی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی رضامندی سے اس عدالت کے کسی ایسے جج کو جو عدالت عظمیٰ کا جج مقرر کیے جانے کا اہل ہو حکم دے سکے گا۔

کہ وہ عدالت عظمیٰ کے اجلاس میں اتنی مدت کے لیے جو ضروری ہو بحیثیت جج بغرض خاص شراکت کرے اور اس طرح شریک اجلاس ہونے کے دوران اس جج بغرض خاص کو وہی اختیار اور اختیار سماعت ہو گا جو عدالت عظمیٰ کے کسی جج کو حاصل ہوتا ہے۔

آرٹیکل 183- عدالت عظمیٰ کا صدر مقام (Seat of the Supreme Court):

1- شق (3) کے تابع عدالت عظمیٰ کا مستقل صدر مقام اسلام آباد ہو گا۔

2- عدالت عظمیٰ کا اجلاس وقتاً فوقتاً ایسے دوسرے مقامات پر ہو سکے گا جو چیف جسٹس پاکستان صدر کی منظوری سے مقرر کرے۔

3- جب تک [7] اسلام آباد میں عدالت عظمیٰ کے قیام کا انتظام نہ ہو جائے اس عدالت کا صدر مقام ایسے مقام پر ہو گا جو صدر مملکت مقرر کریں۔

آرٹیکل 184- عدالت عظمیٰ کا ابتدائی اختیار سماعت:
(Original jurisdiction of Supreme Court):

1- عدالت عظمیٰ کو یہ اخراج پر دیگر عدالت کے کسی دو یا دو سے زیادہ حکومتوں کے درمیان کسی تنازعہ کے سلسلہ میں ابتدائی اختیار سماعت حاصل ہو گا۔

7- عدالت عظمیٰ کا صدر مقام راولپنڈی مقرر ہونے کے لیے ملاحظہ ہو گزٹ آف پاکستان 1974ء حصہ سوئم صفحہ 1378-

تشریح:

اس شق میں "حکومتوں" سے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں مراد ہیں۔

2- شق (1) کی رو سے تفویض کردہ اختیار سماعت کے استعمال میں عدالت عظمیٰ صرف استقراری فیصلے صادر کرے گی۔

3- آرٹیکل 199 کے احکام پر اثر انداز ہوئے بغیر عدالت عظمیٰ کو اگر وہ یہ سمجھے کہ حصہ دوئم کے باب 1 کے ذریعہ تفویض شدہ بنیادی حقوق میں سے کسی حق کے نفاذ کے سلسلہ میں عوامی اہمیت کا کوئی سوال درپیش ہے۔ مذکورہ آرٹیکل میں بیان کردہ نوعیت کا کوئی حکم صادر کرنے کا اختیار ہوگا۔

وضاحت:

عدالت عظمیٰ کو ملک کے کسی دو صوبوں یا وفاق کی صوبہ کے خلاف یا صوبہ کی وفاق کے خلاف کسی بھی تنازعہ پر ابتدائی اختیار سماعت حاصل ہے کیونکہ وفاقی یا صوبوں کی حکومت کے لیے آئینی طور پر یہ درست نہیں کہ وہ تمام عدالتوں سے رجوع کریں۔

عدالت عظمیٰ صرف ایسا استقراریہ حکم جاری کرسکتی ہے جو اس کے لیے شق (1) کی رو سے متعین کیا گیا ہے تاہم اس دوران میں عدالت عظمیٰ کو تنازعہ کو حل کرنے کے سلسلہ میں دستاویزات کی ضرورت پڑے تو وہ اٹارنی جنرل سے طلب کرسکتی ہے۔

عوام کے بنیادی حقوق کی حفاظت سپریم کورٹ کا بنیادی دائرہ کار ہے اور بنیادی حقوق کے سلسلہ میں کسی اور عدالت سے رجوع کیے بغیر عدالت عظمیٰ میں اپیل دائر کی جا سکتی ہے۔

آرٹیکل 185- عدالت عظمیٰ کا اختیار سماعت اپیل:

(Appellate Jurisdiction of Supreme Court):

1- اس آرٹیکل کے تابع عدالت عظمیٰ کو کسی عدالت عالیہ کے صادر کردہ فیصلوں، ڈگریوں، حتمی احکام یا سزاؤں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرنے اور ان پر فیصلہ صادر کرنے کا اختیار ہوگا۔

2- کسی عدالت کے صادر کردہ کسی فیصلہ، ڈگری، حتمی حکم یا سزا کے خلاف اپیل عدالت عظمیٰ میں دائر کی جا سکے گی۔

(الف) اگر عدالت عالیہ نے اپیل پر کسی ملزم کے بری ہونے کے حکم کو بدل دیا ہو

اور اسے سزائے موت یا حبس دوام بہ عبور دریائے شور یا عمر قید کی سزا دے دی ہو یا نگرانی کی درخواست پر کسی سزا کو بڑھا کر مذکورہ بالا کسی سزا سے بدل دیا ہو یا

(ب) اگر عدالت عالیہ نے کسی ایسی عدالت سے جو اس کے ماتحت ہو کسی مقدمہ کو اپنے روبرو سماعت کے لیے منتقل کر لیا ہو اور ایسی سماعت مقدمہ میں ملزم کو مجرم قرار دے دیا ہو اور مذکورہ بالا کوئی سزا دے دی ہو یا

(ج) اگر عدالت عالیہ نے کسی شخص پر عدالت عالیہ کی توہین کی بناء پر کوئی سزا عائد کی ہو یا

(د) اگر نفس الامر نزاع کی رقم یا مالیت ابتدائی عدالت میں پچاس ہزار روپے سے یا ایسی دوسری رقم سے جس کی صراحت اس سلسلہ میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ کی جائے کم نہ ہو اور جس فیصلے یا ڈگری یا حکم حتمی کے خلاف اپیل کی گئی ہو اس میں عین ماتحت عدالت کے فیصلے ڈگری یا حکم حتمی کو بدل دیا گیا ہو یا منسوخ کر دیا گیا ہو یا

(ہ) اگر فیصلہ ڈگری یا حکم حتمی میں بلاواسطہ طور پر اتنی ہی رقم یا مالیت کی جائیداد سے متعلق کوئی دعویٰ یا امر تنقیح طلب شامل ہو اور اس فیصلے ڈگری یا حکم حتمی میں جس کے خلاف اپیل کی گئی ہو عین ماتحت عدالت کا فیصلہ ڈگری یا حکم حتمی بدل دیا گیا ہو یا منسوخ کر دیا گیا ہو یا

(و) اگر عدالت عالیہ اس امر کی تصدیق کر دے کہ مقدمے میں دستور کی تعبیر کے بارے میں کوئی اہم قانونی مسئلہ درپیش ہے۔

-3 کسی ایسے مقدمے میں جس پر شق (2) کا اطلاق نہ ہوتا ہو کسی عدالت عالیہ کے کسی فیصلے ڈگری، حکم یا سزا کے خلاف عدالت عظمیٰ میں کوئی اپیل صرف اسی وقت دائر کی جائے گی جب عدالت عظمیٰ اپیل دائر کرنے کی اجازت دے دے۔

آرٹیکل 186- مشاورتی اختیار سماعت (Advisory Jurisdiction):

-1 اگر صدر کسی وقت مناسب خیال کرے کہ کسی قانونی مسئلے کے بارے میں جس کو وہ عوامی اہمیت کا حامل خیال کرتا ہو عدالت عظمیٰ کی رائے حاصل کی جائے تو وہ اس مسئلے کو عدالت عظمیٰ کے غور کے لیے بھیج سکے گا۔

-2 عدالت عظمیٰ بہ ایں طور پر محولہ مسئلہ پر غور کرے گی اور صدر کو اس مسئلے کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع کرے گی۔

آرٹیکل 186- (الف)[8] عدالت عظمیٰ کا مقدمات منتقل کرنے کا اختیار:

(Power of Supreme Court to transfer cases):

عدالت عظمیٰ اگر انصاف کے مفاد میں ایسا کرنا قرین مصلحت خیال کرے تو کسی مقدمہ میں اپیل یا دیگر کارروائی کو کسی عدالت عالیہ کے سامنے زیر سماعت ہو کسی دوسری عدالت عالیہ میں منتقل کر سکے گی۔

آرٹیکل 187- عدالت عظمیٰ کے حکم ناموں کا اجراء اور تعمیل:

(Issue and execution of process to transfer cases):

[9]-1 آرٹیکل 175 کی شق (2) کے تابع عدالت عظمیٰ کو اختیار ہو گا کہ وہ ایسی ہدایات' احکام یا ڈگریاں جاری کرے جو کسی ایسے مقدمہ یا معاملہ میں جو اس کے سامنے زیر سماعت ہو مکمل انصاف کرنے کے لیے ضروری ہوں۔ ان میں کوئی ایسا حکم بھی شامل ہے جو کسی شخص کے حاضر کیے جانے یا کسی دستاویزات کو برآمد کرنے یا پیش کرنے کے لیے صادر کیا جائے۔

-2 کوئی ایسی ہدایت' حکم یا ڈگری' پاکستان بھر میں قابل نفاذ ہو گی اور جب اس کی تعمیل کسی صوبہ میں یا کسی ایسے قطعہ یا علاقہ میں کی جانی ہو جو کسی صوبہ کا حصہ نہ ہو لیکن اس صوبے کی عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار میں شامل ہو تو اس کی اسی طرح سے تعمیل کی جائے گی گویا کہ اسے اس صوبہ کی عدالت عالیہ نے جاری کیا ہو۔

-3 اگر یہ سوال پیدا ہو جائے کہ عدالت عظمیٰ کی ہدایت' حکم یا ڈگری کو کون سی عدالت عالیہ نافذ کرے گی تو اس سوال کے بارے میں عدالت عظمیٰ کا فیصلہ قطعی ہو گا۔

آرٹیکل 188- عدالت عظمیٰ کا فیصلوں یا احکام پر نظر ثانی کرنا:

(Review of Judgments or orders by the Supreme Court):

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے کسی ایکٹ کے اور عدالت عظمیٰ کے وضع کردہ کسی قواعد کے احکام کے تابع عدالت عظمیٰ کو اپنے صادر کردہ کسی فیصلے یا دیئے ہوئے کسی حکم پر نظر ثانی

-8 صدارتی فرمان آرڈر نمبر 14 آف 1985ء کی رو سے متعارف ہوا۔

-9 دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1976 (62 آف 1976) کی رو سے تبدیل ہوا۔

کرنے کا اختیار ہو گا۔

آرٹیکل 189- عدالت عظمیٰ کے فیصلے دوسری عدالتوں کے لیے واجب التعمیل ہیں:
(Decisions of Supreme Court binding on other Courts):

عدالت عظمیٰ کا کوئی فیصلہ جس حد تک کہ اس میں کسی امر قانونی کا تصفیہ کیا گیا ہو یا وہ کسی اصول قانون پر مبنی ہو یا اس کی وضاحت کرتا ہو پاکستان میں تمام دوسری عدالتوں کے لیے واجب التعمیل ہو گا۔

آرٹیکل 190- عدالت عظمیٰ کی معاونت میں عمل :
(Act in aid of Supreme Court):

پورے پاکستان کے تمام حکام عاملہ' عدلیہ' عدالت عظمیٰ کی معاونت کریں گی۔

آرٹیکل 191- قواعد' طریق کار (Rules of Procedure) :

دستور اور قانون کے تابع' عدالت عظمیٰ عدالت کے معمول اور طریق کار کو منضبط کرنے کے لیے قواعد وضع کر سکے گی۔

باب سوئم

عدالت ہائے عالیہ

The High Courts

آرٹیکل 192- عدالت عالیہ کی تشکیل (Constitution of High Courts) :

1- کوئی عدالت عالیہ ایک چیف جسٹس اور اتنے دیگر ججوں پر مشتمل ہو گی جن کی تعداد قانون کے ذریعہ متعین کی جائے گی یا اس طرح متعین ہونے تک صدر مقرر کرے گا۔

2- [1]عدالت عالیہ سندھ' بلوچستان' بلوچستان اور سندھ کے صوبوں کے لیے مشترکہ عدالت عالیہ کے طور پر کام کرنا بند کر دے گی۔

1- شقات 2 تا 4 دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1976 (62 آف 1976) کی رو سے موجودہ صورت تشکیل پا گئیں

3- [2]صدر فرمان کے ذریعہ بلوچستان اور سندھ کے صوبوں میں سے ہر ایک کے لیے ایک عدالت عالیہ قائم کرے گا اور فرمان میں دو عدالت ہائے عالیہ کے صدر مقامات مشترکہ عدالت عالیہ کے ججوں کے تبادلے، دو عدالت ہائے عالیہ کے قیام سے عین قبل مشترکہ عدالت عالیہ میں زیر سماعت مقدمات کے انتقال کے لیے اور عام طور پر مشترکہ عدالت عالیہ کے کام بند کرنے اور دو عدالت ہائے عالیہ کے قیام مستلزمہ یا ذیلی امور کے لیے ایسے احکام وضع کر سکے گا جو وہ موزوں سمجھے۔

4- کسی عدالت کے اختیار سماعت کو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ پاکستان کے کسی ایسے علاقے پر وسعت دی جا سکے گی جو کسی صوبہ کا حصہ نہ ہو۔

آرٹیکل 193- عدالت عالیہ کے ججوں کا تقرر:
(Appointment of High Court Judges):

1- کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کا تقرر صدر کی طرف سے حسب ذیل سے مشورے کے بعد کیا جا سکے گا۔

(الف) چیف جسٹس پاکستان۔

(ب) متعلقہ صوبے کے گورنر۔

(ج) اس عدالت کے چیف جسٹس سے بجز جب کہ وہ تقرر چیف جسٹس کا ہو۔

2- کوئی شخص کسی عدالت عالیہ کا جج مقرر نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ وہ پاکستان کا شہری نہ ہو کم از کم اس کی عمر 45 [پینتالیس] [2ا-]سال سے کم نہ ہو اور

(الف) کم از کم دس سال تک یا مختلف اوقات میں اتنی مدت تک جو مجموعی طور پر دس سال سے کم نہ ہو کسی عدالت عالیہ کا ایڈووکیٹ رہا ہو (جس میں کوئی ایسی عدالت عالیہ جو یوم آغاز سے قبل کسی وقت بھی پاکستان میں موجود تھی شامل ہے) یا

(ب) وہ کسی ایسی سول ملازمت کا جو اس پیرے کی اغراض کے لیے قانون کی رو سے متعین کی گئی ہو رکن نہ ہو اور کم سے کم دس سال کی مدت تک رکن رہا

2- سندھ بلوچستان عدالت ہائے عالیہ کے متعلق ملاحظہ ہو صدارتی فرمان نمبر 6 آف 1976 مجریہ 29-11-1976 اور گزٹ پاکستان غیر معمولی حصہ اول کے صفحات 595 تا 599 دیکھیے۔

2ا- لفظ چالیس کو پینتالیس کیا گیا لیگل فریم ورک آرڈر 2002 تاریخ 12 اگست 2002 کے تحت کیا گیا ہے۔

ہو اور کم از کم تین سال کی مدت تک پاکستان میں ضلعی جج کی حیثیت سے خدمات انجام دے چکا ہو یا اس کے کارہائے (امور) منصبی انجام دے چکا ہو۔

(ج) کم از کم دس سال کی مدت تک پاکستان میں کسی عدالتی عہدہ پر فائز رہ چکا ہو۔

تشریح:[3]

وہ مدت شمار کرنے میں جس کے دوران کوئی شخص عدالت عالیہ کا ایڈووکیٹ رہا ہو یا عدالتی عہدے پر فائز رہا ہو وہ مدت شامل کی جائے گی جس کے دوران وہ ایڈووکیٹ ہو جانے کے بعد عدالتی عہدے پر فائز رہا ہو یا جیسی بھی صورت ہو وہ مدت جس کے دوران وہ عدالتی عہدے پر فائز رہنے کے بعد ایڈووکیٹ رہا ہو۔

3- اس شق میں ضلعی جج سے مراد ہے اعلیٰ دیوانی عدالت کا جج ہے یاد رہے کہ آئین کی پانچویں ترمیم کی رو سے چار سال تک عدالت عالیہ کا چیف جسٹس اپنے فرائض منصبی انجام دے سکتا ہے۔

آرٹیکل 194- عہدے کا حلف (Oath of office):

اپنا عہدہ سنبھالنے سے قبل کسی عدالت عالیہ کا چیف جسٹس گورنر کے سامنے اور عدالت کا کوئی دوسرا جج چیف جسٹس کے سامنے اس عبارت میں حلف اٹھائے گا جو جدول سوئم میں درج کی گئی ہے۔

آرٹیکل 195- [4]فارغ خدمت ہونے کی عمر (Retiring age):

1- کسی عدالت عالیہ کا کوئی جج باسٹھ سال کی عمر کو پہنچنے تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔۔ تاوقتیکہ وہ قبل ازیں مستعفی نہ ہو جائے یا آئین کے مطابق عہدے سے برطرف نہ کر دیا جائے۔

آرٹیکل 196- قائم مقام چیف جسٹس (Acting Chief Justice):

کسی وقت بھی جبکہ:

3- تشریح کا اضافہ دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974، (33 آف 1974) کی رُو سے ہوا۔

4- دستور کی سترہویں ترمیم ایکٹ 2003 مورخہ 31-12-2003 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

(الف) کسی عدالت عالیہ کا چیف جسٹس موجود نہ ہو یا کسی اور وجہ سے اپنے عہدے کے (کارہائے) امور منصبی انجام دینے سے قاصر ہو۔

[6,5]تو صدر چیف جسٹس کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے:

(اس عدالت عالیہ کے دیگر ججوں میں سے کسی کو) مقرر کرے گا۔

(یا عدالت عظمٰی کے ججوں میں سے کسی سے درخواست کر سکے گا)

-11 صدارتی فرمان نمبر 14 مجریہ 1985ء کی رو سے تبدیل ہوا۔

آرٹیکل 197- زائد جج (Additional Judges):

کسی وقت جبکہ

(الف) کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کا عہدہ خالی ہو یا

(ب) کسی عدالت عالیہ کا کوئی جج موجود نہ ہو یا کسی اور وجہ سے اپنے عہدے کے کارہائے (امور) منصبی انجام دینے سے قاصر ہو یا

(ج) کسی وجہ سے کسی عدالت عالیہ کے ججوں کی تعداد بڑھانا ضروری ہو تو

صدر آرٹیکل نمبر 193 کی شق (1) میں مقررہ طریقے سے کسی ایسے شخص کو جو عدالت عالیہ کا جج مقرر کیے جانے کا اہل ہو اس عدالت کے زائد جج کے طور پر اتنی مدت کے لیے مقرر کر سکے گا جو صدر متعین کرے جو ایسی مدت سے اگر کوئی ہو جو قانون کی رو سے مقرر کی جائے تجاوز نہ کرے۔

آرٹیکل 198- [7]عدالت عالیہ کا صدر مقام (Seat of the High Court):

-1 یوم آغاز سے عین قبل موجود ہر عدالت عالیہ کا صدر مقام اس مقام پر رہے گا جہاں اس کا مذکورہ مقام اس دن سے پہلے موجود تھا۔

[8]-2 ہر ایک عدالت عالیہ اور جج صاحبان اور اس کی ڈویژنل عدالتیں اس کے صدر مقام پر اور اس کی بینچوں کے مقامات پر اجلاس کریں گی اور اپنے علاقائی اختیار سماعت کے اندر کسی مقام پر ایسے ججوں پر مشتمل سرکٹ عدالتیں منعقد کر سکیں گی جس طرح کہ چیف جسٹس نامزد کرے۔

6,5- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے مطابق عمل میں آیا۔

7- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے دوبارہ شماری ہوئی۔

8- شقات 2 تا6 کا اضافہ عمل میں آیا۔

3- عدالت عالیہ لاہور کا ایک بنچ بہاولپور' ملتان اور راولپنڈی میں ہو گا۔ عدالت عالیہ سندھ کا ایک بنچ سکھر میں ہو گا۔ عدالت عالیہ پشاور کا ایک بنچ ایبٹ آباد اور ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوگا اور عدالت عالیہ بلوچستان کا ایک بنچ سبی میں ہو گا۔

4- عدالت ہائے عالیہ میں ایک ایسے دیگر مقام پر بنچ قائم کیے جائیں گے جس طرح کہ گورنر کابینہ کی رائے سے اور عدالت کے چیف جسٹس سے مشورہ سے تعین کرے۔[9]

5- شق نمبر (3) میں محولہ یا شق (4) کے تحت قائم کردہ کوئی بنچ عدالت عالیہ کے ایسے ججوں پر مشتمل ہو گا جس طرح سے چیف جسٹس کی طرف سے وقتاً فوقتاً کم از کم ایک سال کی مدت کے لیے نامزد کیے جائیں۔

6- گورنر' عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے ساتھ مشورے سے حسب ذیل معاملات کا انتظام کرنے کے لیے قواعد وضع کر سکے گا یعنی

(الف) ایسا علاقہ تفویض کرنا جس کے تعلق سے ہر ایک بنچ عدالت عالیہ کو حاصل اختیار سماعت کر سکے گا اور

(ب) تمام اتفاقی' ضمنی اور مستلزمہ امور کے لیے۔

آرٹیکل 199- عدالت عالیہ کا اختیار سماعت (Jurisdiction of High Court):

1- اگر کسی عدالت عالیہ کو اطمینان ہو کہ قانون میں کسی اور مناسب چارہ جوئی کا انتظام نہیں ہے تو وہ دستور کے تابع۔

(الف) کسی فریق دادخواہ کی درخواست پر بذریعہ حکم۔

(اول) اس عدالت کے علاقائی اختیار سماعت میں وفاق' کسی صوبے یا کسی مقامی ہئیت مجاز کے امور کے سلسلہ میں فرائض انجام دینے والے کسی شخص کو ہدایت دے سکے گی کہ وہ کوئی ایسا کام کرنے سے اجتناب کرے جس کے کرنے کی اجازت اسے قانون نہیں دیتا یا وہ کوئی ایسا کام کرے جو قانون کی رو سے اس پر واجب ہے یا

(دوئم) یہ اعلان کر سکے گی کہ عدالت کے علاقائی اختیار سماعت میں وفاق کسی صوبہ یا کسی مقامی ہئیت مجاز کے امور کے سلسلہ میں فرائض انجام دینے والے کسی

9- شق نمبر 4 کے تحت حیدرآباد میں بھی عدالت عالیہ کا بنچ بنا دیا گیا۔

شخص کی طرف سے کیا ہوا فعل یا کی ہوئی کوئی کارروائی قانونی اختیار کے بغیر کی گئی ہے اور کوئی قانون نہیں رکھتی یا

(ب) کسی شخص کی درخواست پر بذریعہ حکم:

(اول) ہدایت دے سکے گی کہ اس عدالت کے علاقائی اختیار سماعت میں زیر حراست کسی شخص کو اس کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ عدالت ذاتی طور پر اطمینان کر سکے کہ اسے قانونی اختیار کے بغیر کسی غیر قانونی طریقہ سے زیر حراست نہیں رکھا جا رہا ہے یا

(دوئم) کسی شخص کو جو اس عدالت کے علاقائی اختیار سماعت میں کسی سرکاری عہدہ پر فائز ہو یا جس کا فائز ہونا مترشح ہوتا ہو حکم دے سکے گی کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ کس قانونی اختیار کے تحت اس عہدہ پر فائز ہونے کا دعویدار ہے۔

(ج) کسی فریق داد خواہ کی درخواست پر اس عدالت کے اختیار سماعت کے اندر کسی علاقے میں یا اس علاقے کے بارے میں کسی اختیار کو استعمال کرنے والے کسی شخص یا ہئیت مجاز بشمول کسی حکومت کو ایسی ہدایت دیتے ہوئے حکم صادر کر سکے گی جو حصہ دوئم کے باب (1) میں تفویض کردہ بنیادی حقوق سے کسی حق کے نفاذ کے لیے موزوں ہو۔

-2 دستور کے تابع حصہ دوئم کے باب (1) میں تفویض کردہ حقوق میں سے کسی حق کے نفاذ کے لیے کسی عدالت عالیہ سے رجوع کرنے کا حق محدود نہیں کیا جائے گا۔

-3 [1]شق (1) کے تحت اس درخواست پر حکم صادر نہیں کیا جائے گا جو کسی ایسے شخص کی طرف سے یا اس کے بارے میں جو مسلح افواج پاکستان کا رکن ہو یا جو فی الوقت مذکورہ افواج میں سے کسی سے متعلق کسی قانون کے تابع ہو۔ اس کی شرائط ملازمت کی نسبت اس کی ملازمت سے پیدا ہونے والے کسی معاملہ کی نسبت یا مسلح افواج پاکستان کے ایک رکن کے طور پر یا مذکورہ قانون کے تابع کسی شخص کے طور پر اس کے بارے میں کی گئی کسی کارروائی کی نسبت پیش کی گئی ہو۔

-3(الف) [2][x x x]

1- دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

2- شق 3 الف دستور کی چوتھی ترمیم ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعہ متعارف ہوئی تھی اب حذف کر دی گئی۔

4- جبکہ

(الف) کوئی درخواست کسی عدالت عالیہ کو شق (1) کے پیرا (الف) یا پیرا (ج) کے تحت کوئی حکم صادر کرنے کے لیے پیش کی جائے اور

(ب) کسی حکم عارضی کا اجراء کسی سرکاری کام کے انجام دینے میں مداخلت یا مضرت کے طور پر اثر انداز نہ ہوتا ہو یا بصورت دیگر مفاد عامہ یا (سرکاری املاک) کے لیے نقصان دہ ہو یا سرکاری محاصل کی وصولی یا تشخیص میں مزاحم ہونے پر منتج ہوتا ہو۔

تو عدالت حکم عارضی جاری نہیں کرے گی جب تک کہ مقررہ افسر قانون کو درخواست کا نوٹس نہ دیا جا چکا ہو اور اس کو یا اس سلسلہ میں اس کی طرف سے درخواست کا نوٹس نہ دیا جا چکا ہو اور اس کو یا اس سلسلہ میں اس کی طرف سے تجویز کردہ کسی دوسرے شخص کو سماعت کا موقع فراہم نہ کر دیا گیا ہو اور عدالت ایسی وجوہ کی بناء پر جو تحریر ریکارڈ کی جائیں مطمئن نہ ہو کہ عارضی حکم۔

(i) مذکورہ بالا طور پر اثر انداز نہیں ہوگا اور

(ii) کسی ایسے حکم یا کارروائی کو معطل کرنے کا اثر رکھے گا جو از روئے ریکارڈ اختیار کے بغیر ہے۔

4- (الف)[1] کسی عدالت کی طرف سے پیش کردہ کسی ایسی درخواست پر جو کسی ایسی درخواست پر جو کسی ہیئت مجاز یا شخص کی طرف سے جاری کردہ کسی حکم کی گئی کسی کارروائی یا کیے گئے کسی فعل کے جواز یا قانونی اثر پر اعتراض کرنے کے لیے ہو جو جدول اول کے حصہ (i) میں مصرحہ کسی قانون کے تحت جاری کیا گیا ہو کی گئی ہو یا کیا گیا یا جس کا جاری ہونا کیا جانا یا کرنا مترشح ہوتا ہو یا جو[2] سرکاری املاک یا سرکاری محاصل کی تشخیص یا تحصیل سے متعلق یا اس کے سلسلہ میں ہو صادر کردہ کوئی حکم عارضی اس دن کے بعد جس کو وہ صادر کیا جائے۔[3] (چھ ماہ) کی مدت گزر جانے پر موثر نہیں رہے گا[4] تاوقتیکہ عدالت کی طرف سے اس سے قبل مقدمہ کا قطعی فیصلہ نہ کر دیا جائے یا حکم عارضی واپس نہ لیا جائے۔

1- دستوری چوتھی ترمیم ایکٹ 1975، (71 آف 1975) کے ذریعہ متعارف ہوا۔

2- صدارتی فرمان نمبر 14 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

3- ہندسہ 6 میں تبدیل کیا گیا۔

4- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

4-(ب)[5] [x x x]

5- اس آرٹیکل میں بجز اس کے سیاق و سباق سے کچھ اور ظاہر:
''شخص'' میں کوئی ہیئت اجتماعی' وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی یا اس کے تحت کوئی ہیئت مجاز اور کوئی عدالت یا ٹربیونل شامل ہے۔ سوائے عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ یا کسی ایسی عدالت یا ٹربیونل کے جو پاکستان کی مسلح افواج سے متعلق کسی قانون کے تحت قائم کیا گیا ہو اور ''مقررہ افسر قانون'' سے

(الف) کسی ایسی درخواست کے سلسلہ میں جو وفاقی حکومت پر یا وفاقی حکومت کی یا اس کے تحت کسی ہیئت مجاز پر اثر انداز ہوتی ہو ''اٹارنی جنرل'' مراد ہے اور

(ب) کسی دوسری صورت میں اس صوبہ کا (ایڈووکیٹ جنرل) مراد ہے۔ جس میں درخواست دی گئی ہو۔

آرٹیکل 200- عدالت عالیہ کے ججوں کا تبادلہ:

(Transfer of High Court Judges):

1- صدر کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کا تبادلہ ایک عدالت عالیہ سے کسی دوسری عدالت عالیہ میں کر سکے گا۔ لیکن کسی جج کا اس طرح تبادلہ نہیں کیا جائے گا بجز اس کی رضامندی سے اور صدر کی طرف سے چیف جسٹس پاکستان اور دونوں عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹسوں کے مشورے سے۔[6]

مگر شرط یہ ہے کہ مذکورہ رضامندی یا عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹسوں سے مشورہ ضروری نہیں ہے مگر ایسا تبادلہ ایسی مدت کے لیے ہوگا جو ایک وقت میں[7] دو سال سے زائد نہ ہو۔

تشریح:

اس آرٹیکل میں ''جج'' میں کوئی چیف جسٹس[8] شامل نہیں ہے (لیکن کوئی ایسا جج شامل ہے جو فی الوقت کسی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی حیثیت سے کام کر رہا ہے ماسوائے

5- شق 4- بی حذف کی گئی بذریعہ لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 2002-8-21 آئے۔

6 دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1976، (62 آف 1976) کی رُو سے تبدیل ہوا۔

7- دستور کی تیسری ترمیم حکم 1985 صدارتی فرمان نمبر 24 آف 1985 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

8- دستور کی تیسری ترمیم حکم 1985 صدارتی فرمان نمبر 24 آف 1985 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

عدالت عظمیٰ کے کسی جج کے جو آرٹیکل 196 کے پیرا (ب) کے تحت کی گئی درخواست کی تعمیل میں مذکورہ حیثیت سے کام کر رہا ہو۔

2- "جب کسی جج کا بہ اس طرح سے پر تبادلہ کر دیا جائے یا اس جج کے عہدے کے علاوہ کسی عہدے پر عدالت عالیہ کے صدر مقام کے علاوہ کسی مقام پر تقرر کیا جائے تو وہ اس مدت کے دوران جس کے لیے وہ اس عدالت عالیہ کے جج کے طور پر خدمت انجام دے جہاں اس کا تبادلہ کیا گیا ہو یا مذکورہ دیگر عہدے پر فائز ہو اپنے مشاہرے کے علاوہ ایسے بھتوں (Allowances) اور مراعات کا مستحق ہو گا جس طرح کہ صدر فرمان کے ذریعہ متعین کرے۔

[1]3- اگر کسی وقت کسی وجہ سے عارضی طور پر کسی عدالت عالیہ کے ججوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ضروری ہو تو مذکورہ عدالت عالیہ کا چیف جسٹس کسی دوسری عدالت عالیہ کے کسی جج کو اتنی مدت کے لیے جو ضروری ہو قبل الذکر عدالت عالیہ کے اجلاس میں شریک ہونے کا حکم دے سکے گا اور جب وہ اس عدالت عالیہ کے اجلاس میں اسی انداز میں شریک ہو گا تو اس جج کو مذکورہ عدالت عالیہ کے کسی جج جیسا ہی اختیار اور اختیار سماعت ہو گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی جج کو بہ ایں طور پر حکم نہیں دیا جائے گا بجز اس کی رضامندی سے اور صدر کی منظوری سے اور چیف جسٹس پاکستان اور اسی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے مشورے کے بعد جس کا وہ جج ہو۔

<u>تشریح</u>:[2]

(اس آرٹیکل میں عدالت عالیہ میں کسی عدالت عالیہ کا کوئی بنچ شامل ہے)

[3]4- کسی عدالت عالیہ کا کوئی جج جو شق (1) کے تحت کسی دوسری عدالت عالیہ میں تبادلہ قبول نہ کرے اپنے عہدے سے فارغ خدمت تصور کیا جائے گا اور مذکورہ فارغ الخدمتی

9- شق نمبر 2 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے تبدیل ہوئی۔

1- شق نمبر 3 کا اضافہ دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کے ذریعہ ہوا۔

2- اس تشریح کا اضافہ صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ ہوا۔

3- شق نمبر 4 کا اضافہ صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ ہوا۔

ہر ایسی پنشن وصول کرنے کا مستحق ہو گا جو بحیثیت جج اس کی ملازمت کی مدت اور پاکستان کی ملازمت میں مجموعی ملازمت کی اگر کوئی ہو بنیاد پر شمار کی گئی ہو۔

آرٹیکل 201- عدالت عالیہ کا فیصلہ ماتحت عدالتوں کے لیے واجب التعمیل ہو گا:

(Decision of High Court binding on Subordinate Courts):

آرٹیکل 189 کے تابع کسی عدالت عالیہ کا کوئی بھی فیصلہ جس حد تک کہ اس میں کسی امر قانونی تصفیہ کیا گیا ہو یا وہ کسی اصول قانون پر مبنی ہو یا اس کی وضاحت کرتا ہو ان تمام عدالتوں کے لیے واجب التعمیل ہو گا جو اس کے ماتحت ہوں۔

وضاحت:

ہائی کورٹ یعنی عدالت عالیہ کو ماتحت عدالتوں سے اپنے ہاں مقدمے منتقل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ ہر عدالت عالیہ کو ان تمام علاقوں کی جو اس کے دائرہ اختیار میں ہیں تمام عدالتوں کی نگرانی کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ وہ ماتحت عدالتوں/عدالت سے مقدمہ کی کیفیت طلب کر سکتی ہے یا ایک عدالت سے دوسری عدالت کو منتقل کرنے کی ہدایت کر سکتی ہے۔

آرٹیکل 202- قواعد وطریق کار (Rules of Procedure):

دستور اور قانون کے تابع کوئی عدالت عالیہ اپنے یا اپنی کسی ماتحت عدالت کے معمول اور طریق کار کو منضبط کرنے کے لیے قواعد وضع کر سکے گی۔

وضاحت:

اس دفعہ کے مطابق عدالت عالیہ کو وکلاء کی رجسٹریشن اور اندراج کے بارے میں بھی قواعد وضوابط وضع کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ (PLD 1965 SC 227)

ماتحت عدالتوں کی معمول کی کارروائیوں کے لیے عدالت عالیہ وہ مناسب فارم بھی بنا سکتی ہے جس کے مطابق عدالتوں کو رجسٹر اور حسابات رکھنے ہوں گے۔ عدالت عالیہ کو اس بات کا بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ ان فیسوں کی شرح مقرر کرے جن کو ماتحت عدالتوں کے ناظر، دوسرے اہلکار اور وہاں پریکٹس کرنے والے ایڈووکیٹس اور وکیل لے سکتے ہیں۔

آرٹیکل 203- عدالت عالیہ ماتحت عدالتوں کی نگرانی کرے گی:
(High Court to superintend subordinate Courts):

ہر عدالت عالیہ اپنی تمام ماتحت عدالتوں کی نگرانی اور نگہداشت کرے گی۔

وضاحت:

ہر عدالت عالیہ کو اپنی ماتحت عدالتوں کی نگرانی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے تاہم وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے وقت قانون سے تجاوز نہیں کر سکے گی۔

باب 3 (الف)[4]

تعارف
Introduction

1956ء، 1962ء اور 1973ء کے دساتیر میں ایک ایسے ادارے کے قیام پر زور دیا گیا جو موجودہ یا مجوزہ قوانین کو قرآن و سنت کے احکام کے مطابق بنانے کے لیے صدر مملکت یا مقننہ کو مشورہ دے سکے۔ 1973ء کے دستور میں بھی تمام قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنانے کا ذکر آرٹیکل 227 میں موجود ہے جس میں کیا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے برسر اقتدار آ کر ملک میں اسلامی نظام کے سلسلہ میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو بھی متحرک کیا اور کونسل نے انتہائی تیز رفتاری سے چند ماہ کے اندر قوانین حدود کا مسودہ تیار کر کے صدر کو ارسال کر دیا اور صدر نے 1979ء میں چھ قوانین حدود نافذ کر دیئے۔ 1979ء میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ ہر عدالت عالیہ میں تین ججوں پر مشتمل ایک شریعت بنچ اور سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) میں تین ججوں پر مشتمل ایک شریعت اپیلٹ بنچ قائم کیا گیا اور 1980ء میں وفاقی شرعی عدالت قائم کر دی گئی جو صوبائی عدالت عالیہ کے ایک جج اور عدالت عظمیٰ کے جج کے مرتبے کے ایک چیرمین پر مشتمل تھی۔

شریعت بنچوں میں جو مقدمات زیر سماعت تھے وہ بھی وفاقی شرعی عدالت کو منتقل ہو گئے۔ 1981ء میں ایک ترمیم کے ذریعہ وفاقی شرعی عدالت کو نظرثانی کے اختیارات بھی دے

4- دستور کی ترمیم آرڈر 1980 (صدارتی فرمان نمبر 1 آف 1980 کے ذریعہ تبدیل ہوا اور پھر باب 3 الف صدارتی فرمان نمبر 3 آف 1979 دستور کے حکم 1979 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

دیئے گئے اور اس کے چار جج ارکان میں تین علماء کا اضافہ کر کے وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کی تعداد بشمول چیف جسٹس آٹھ کر دی گئی۔ علماء جج صاحبان دینی علوم کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی ڈگریوں کے بھی حامل تھے۔ فروری 1982ء مزید ترمیمات کے ذریعہ وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات میں مزید اضافہ کر دیا گیا۔

آرٹیکل 203- (الف) اس باب کے احکام دستور کے دیگر احکام پر غالب ہوں گے:

(Provisions of Chapter to override other Provisions of constitution):

دستور میں شامل کسی امر کے باوجود اس باب کے احکام موثر ہوں گے۔

وضاحت:

اسلامی قانون چونکہ تمام قوانین پر فوقیت رکھتا ہے اس لیے دستور میں احکام شامل کیے گئے ہیں۔ وہ اس باب کے احکام کے تابع ہوں گے۔

آرٹیکل 203- (ب) تعریفات (Definitions):

اس باب میں جب تک کوئی امر موضوع یا سیاق و سباق کے منافی نہ ہو۔

(الف)[5] ''چیف جسٹس'' سے عدالت کا چیف جسٹس مراد ہے۔

(ب) ''عدالت'' سے آرٹیکل 203 ج کے بموجب تشکیل کردہ وفاقی شرعی عدالت مراد ہے۔

(ب-ب)[6] ''جج'' سے مراد اس عدالت کا جج ہے۔

(ج) ''قانون'' میں کوئی رسم یا رواج شامل ہے جو قانون کا اثر رکھتا ہو۔ مگر اس میں دستور مسلم شخصی قانون، کسی عدالت یا ٹربیونل کے ضابطہ کار سے متعلق کوئی قانون یا اس باب کے آغاز نفاذ سے[7] دس سال کی مدت گزرنے تک کوئی مالی قانون محصولات یا فیسوں کے عائد کرنے اور جمع کرنے یا بنکاری یا بیمہ کے عمل اور طریقہ سے متعلق کوئی قانون شامل نہیں ہے۔

(د) [8] حذف کر دیا گیا۔

5- دستور کی دوسری ترمیم حکم 1982 صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

6- اضافہ عمل میں آیا۔

7- صدارتی فرمان نمبر 2 آف 1984 اور صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

8- دستور کی دوسری ترمیم حکم 1982 صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982 کی رو سے حذف کر دی گئی۔

آرٹیکل C-203 وفاقی شرعی عدالت (The Federal Shariat Court):

1- اس باب کی اغراض کے لیے ایک عدالت کی تشکیل کی جائے گی جس کو وفاقی شرعی عدالت کہا جائے گا۔

2- [9]عدالت چیف جسٹس سمیت زیادہ سے زیادہ آٹھ مسلم [1](ججوں) پر مشتمل ہو گی جن کا تقرر صدر مملکت کریں گے۔[2]

3- [3]چیف جسٹس ایسا شخص ہو گا جو عدالت عظمیٰ کا جج ہو یا رہ چکا ہو یا بننے کا اہل ہو یا جو کسی عدالت عالیہ کا مستقل جج رہ چکا ہو۔

(الف) ججوں میں زیادہ سے زیادہ چار ایسے اشخاص ہوں گے جن میں سے ہر ایک کسی عدالت عالیہ کا جج ہو یا رہ چکا ہو یا بننے کا اہل ہو اور زیادہ سے زیادہ تین جج علماء کرام ہوں گے جو اسلامی قانون کا وافر اور کافی علم رکھتے ہوں گے۔

4- چیف جسٹس[4] اور کوئی جج زیادہ سے زیادہ تین سال کی مدت کے لیے اپنے عہدے پر فائز رہے گا مگر اسے ایسی مزید مدت یا مدتوں کے لیے مقرر کیا جا سکے گا جو صدر مملکت متعین کریں۔

مگر شرط یہ ہے کہ ایک جج کے طور پر کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کا تقرر دو سال سے زائد مدت کے لیے نہیں کیا جائے گا۔ ماسوائے اس کے کہ اس کی رضامندی سے ہو اور [5](ماسوائے جبکہ جج خود چیف جسٹس ہو) اس عدالت عالیہ کے چیف جسٹس سے صدر کے مشورہ کے بعد کیا جائے گا۔

4- (الف)[6] چیف جسٹس اگر وہ عدالت عظمیٰ کا جج نہ ہو اور کوئی جج جو کسی عدالت عالیہ کا جج نہ ہو صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دے سکے گا۔

4- (ب)[7] صدر کسی بھی وقت تحریری حکم کے ذریعہ۔

9- صدارتی فرمان نمبر 7 آف 1981 اور دستور کی دوسری ترمیم 1981 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

1- صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

2- لفظ چیرمین تبدیل ہوا۔

3- صدارتی فرمان نمبر 24 آف 1985 شق 3،3 الف میں تبدیلی ہوئی۔

4- دستور کی تیسری ترمیم حکم 1985 کے ذریعہ تبدیلی ہوئی۔

5- صدارتی فرمان نمبر 4 آف 1980 اور دستور کی دوسری ترمیم حکم 1980 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

6- شق 4 الف دستور کی دوسری ترمیم 1980 کے ذریعہ متعارف ہوئی۔

7- شق 4، ب، ج، صدارتی فرمان نمبر 14 کے ذریعہ متعارف ہوئی۔

(الف) کسی جج کے تقرر کی شرائط تبدیل کر سکے گا۔

(ب) کسی جج کو کوئی اور عہدہ تفویض کر سکے گا اور

(ج) کسی جج کو ایسے دیگر کارہائے (امور) منصبی انجام دینے کا حکم دے سکے گا جو وہ مناسب سمجھے۔

تشریح:

ایسے دیگر احکام صادر کر سکے گا جو وہ ضروری خیال کرے۔ اس شق اور شق (4 ج) میں "جج" میں چیف جسٹس شامل ہے۔

ج جبکہ وہ ایسے کارہائے (امور و فرائض) منصبی انجام دے رہا ہو جن کے انجام دینے کا اسے شق (4 ب) کے تحت اختیار دیا گیا ہو یا مذکورہ شق کے تحت اسے تفویض کردہ کسی دیگر عہدے پر فائز ہو تو کوئی جج اس کے مشاہرے' بھتوں (Allowances) اور مراعات کا مستحق ہو گا جو اس عدالت کے چیف جسٹس یا جیسی بھی صورت ہو جج کے لیے قابل فعال ہوں۔

5- کسی عدالت کا کوئی جج جو ایک [8](جج) کے طور پر تقرر منظور نہ کرے اس کا اپنے عہدے سے فارغ خدمت ہونا تصور کیا جائے گا اور مذکورہ فارغ الخدمتی پر وہ بحیثیت جج اپنی مدت ملازمت اور ملازمت پاکستان میں کل مدت ملازمت کی اگر کوئی ہوں کی بنیاد پر شمار کردہ پنشن حاصل کرنے کا مستحق ہو گا۔

6- عدالت کا صدر مقام اسلام آباد میں ہو گا لیکن عدالت وقتاً فوقتاً پاکستان میں ایسے دیگر مقامات اور اجلاس کر سکے گی جو چیف جسٹس صدر کی منظوری سے مقرر کرے۔

7- عہدہ سنبھالنے سے قبل [9](چیف جسٹس) اور کوئی جج' صدر یا اس کی طرف سے نامزد کردہ کسی شخص کے سامنے اس عبارت میں حلف اٹھائے گا جو جلد سوئم میں درج ہے۔

8- کسی بھی وقت جب چیف جسٹس اور یا کوئی [10]جج غیر حاضر ہو یا اپنے عہدے کے کارہائے (امور و فرائض) منصبی انجام دینے سے قاصر ہو تو صدر چیف جسٹس یا جیسی بھی صورت ہو جج کے طور پر کام کرنے کے لیے اہل کسی دوسرے شخص کا تقرر کرے گا۔

9- کوئی چیف جسٹس [11] جو عدالت عظمیٰ کا جج نہ ہو اسی مشاہرے' بھتوں اور مراعات کا

8- دستور کی دوسری ترمیم 1982 کے ذریعہ تبدیل ہوئی۔

9- دستور کی دوسری ترمیم 1982 کے ذریعہ تبدیل ہوئی۔

10- دستور کی دوسری ترمیم 1982 کے ذریعہ تبدیل ہوئی۔

11- لفظ تنخواہ لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

مستحق ہو گا جن کی عدالت عظمیٰ کے کسی جج کے لیے اجازت ہے اور کوئی اجج کو جو کسی عدالت عالیہ کا جج نہ ہو ایں [2]مشاہرے بھتوں اور مراعات کا مستحق ہو گا جن کی کسی [3]عدالت عالیہ کے کسی جج کے لیے اجازت ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر کوئی جج پاکستان کی خدمت گزاری کی پنشن وصول کر رہا ہو تو پنشن کی رقم اس پنشن میں سے منہا کر دی جائے گی جو اس شق کے تحت اسے جاری کی جائے گی۔

آرٹیکل CC-203:[4]

علماء اور علماء کرام کے ارکان کا پینل حذف کر دیا گیا۔

آرٹیکل D-203- عدالت کے اختیارات' اختیار سماعت اور کارہائے فرائض (امور) منصبی:

(Powers, jurisdiction and functions of the Court):

1- عدالت یا تو خود اپنی تحریک پر یا پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی درخواست پر[5] اس سوال کا جائزہ لے سکے گی اور فیصلہ کر سکے گی کہ آیا کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم ان اسلامی احکام کے خلاف ہے یا نہیں جس طرح کہ قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے جن کا حوالہ اس کے بعد اسلامی احکام کے طور پر دیا گیا ہے۔

(الف)[6] جب کہ عدالت شق (1) کے تحت کسی قانون کے کسی حکم کا جائزہ لینا شروع کرے اور اسے ایسا قانون یا قانون کا حکم اسلامی احکام کے منافی ہو تو عدالت ایسے قانون کی صورت میں جو وفاقی فہرست قانون سازی یا مشترکہ قانون سازی میں شامل معاملہ سے متعلق ہو وفاقی حکومت کو یا کسی ایسے معاملہ سے متعلق جو ان فہرستوں میں سے کسی ایک میں بھی شامل نہ ہو صوبائی حکومت کو ایک نوٹس دینے کا حکم دے گی جس میں ان خاص احکام کی صراحت کی جائے گی جو اسے بہ ایں طور پر منافی معلوم ہوں اور مذکورہ حکومت کو اپنا نقطۂ نظر عدالت کے سامنے پیش کرنے کے لیے مناسب موقع دے گی۔

1- دستور کی دوسری ترمیم 1982 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔
2- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے لفظ تنخواہ تبدیل ہوا۔
3- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔
4- صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1981 کی رُو سے حذف ہوا۔
5- صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982 کے ذریعہ متعارف ہوا۔
6- صدارتی فرمان نمبر 1 آف 1984 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

-2 اگر عدالت فیصلہ کرے کہ کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم اسلامی احکام کے منافی ہے تو وہ اپنے فیصلے میں حسب ذیل وضاحتی بیان دے گی۔

(الف) اس کے مذکورہ رائے قائم کرنے کی وجوہ اور

(ب) وہ حد جس تک وہ قانون یا حکم بہ ایں طور منافی ہے اور اس تاریخ کی صراحت کرے گی جس پر وہ فیصلہ موثر ہو۔[7]

مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کوئی فیصلہ اس معیاد کے گزرنے سے پہلے جس کے اندر عدالت عظمیٰ میں اس کے خلاف اپیل داخل ہو سکتی یا جبکہ اپیل بہ ایں طور پر داخل کر دی گئی ہو تو اس اپیل کے فیصلہ سے پہلے موثر نہیں ہو گا۔

-3 اگر عدالت کی طرف سے کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم اسلامی احکام کے منافی قرار دے دیا جائے تو

(الف) وفاقی فہرست قانون سازی یا مشترکہ فہرست قانون سازی میں شامل کسی امر کے سلسلہ میں کسی قانون کی صورت میں صدر یا کسی ایسے امر کے سلسلہ میں جو ان فہرستوں میں سے کسی میں بھی شامل نہ ہو کسی قانون کی صورت میں گورنر اس قانون میں ترمیم کرنے کے لیے اقدام کرے گا تاکہ مذکورہ قانون یا حکم کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے اور

(ب) مذکورہ قانون یا حکم اس حد تک جس حد تک اسے بہ ایں طور منافی قرار دے دیا جائے اس تاریخ سے جب عدالت کا فیصلہ اثر پذیر ہو موثر نہیں رہے گا۔

-4[8] صدارتی فرمان نمبر 4 آف 1980ء اور دستور کی (دوسری ترمیم) 1980ء کی رو سے حذف ہوا۔

آرٹیکل 203-DD-[9] عدالت کا اختیار سماعت، نگرانی اور دیگر اختیارات:

(Revisional and other jurisdictions of the Court):

-1 عدالت حدود کے نفاذ سے متعلق کسی قانون کے تحت کسی فوجداری عدالت کی طرف سے فیصلہ شدہ کسی مقدمہ کا ریکارڈ اس غرض سے طلب کر سکے گی اور جائزہ لے سکے گی کہ مذکورہ عدالت کے قلم بند یا صادر کردہ کسی نتیجہ، تفتیش، حکم، سزا یا حکم کی صحت

7- صدارتی فرمان نمبر 1 آف 1984 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

8- شق نمبر 4 دستور کی دوسری ترمیم حکم 1980 (صدارتی فرمان نمبر 4 آف 1980 کی رو سے حذف ہوگئی۔)

9- دستور کی دوسری ترمیم حکم 1980 (صدارتی فرمان نمبر 4 آف 1980 کے ذریعہ متعارف ہوا۔)

قانونی جواز یا معقولیت کے بارے میں اور اس کی کسی قانونی کارروائی کی قانون کی روشنی میں اپنا اطمینان کرے گی اور مذکورہ ریکارڈ طلب کرتے وقت یہ ہدایت بھی دے سکے گی کہ جب تک اس ریکارڈ کا جائزہ نہ لے لیا جائے کسی بھی حکم سزا کی تعمیل روک دی جائے اور اگر ملزم زیر حراست ہو تو اس کی ضمانت پر یا اس کے اپنے مچلکہ پر رہا کر دیا جائے۔

-2 کسی ایسے مقدمہ میں جس کا ریکارڈ عدالت نے طلب کیا ہو عدالت ایسا حکم صادر کر سکے گی جو وہ مناسب خیال کرے اور سزا میں اضافہ بھی کر سکے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس آرٹیکل میں کسی امر سے عدالت کی کسی تجویز کو تجویز سزا یابی میں تبدیل کرنے کا مجاز کرنا مقصود نہیں ہو گا اور اس آرٹیکل کے تحت کوئی حکم ملزم کی مضرت میں صادر نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ اسے خود اپنی صفائی میں سماعت کا موقع فراہم نہ کر دیا جائے۔

-3 عدالت کو ایسا دیگر اختیار سماعت بھی حاصل ہو گا جو اسے کسی قانون کے ذریعہ یا اس کے تحت تفویض کر دیا جائے۔

-1 دستور کی (دوسری ترمیم) حکم 1982ء صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982ء کی رو سے تبدیل ہوا۔

وضاحت:

اس آرٹیکل کے تحت وفاقی شرعی عدالت حدود آرڈیننس کے تحت کسی فوجداری عدالت سے نگرانی کی غرض سے ریکارڈ طلب کرتے وقت حکم سزا کی تعمیل کو روکنے اور ملزم کو ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔ عدالت کسی ایسے مقدے میں جس کا ریکارڈ عدالت نے طلب کیا ہو عدالت ایسا حکم جاری کر سکتی ہے جو وہ مناسب خیال کرے۔ وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے مجرم کی سزا میں اضافہ بھی کر سکتی ہے۔

عدالت کو ایسے مقدمات سننے کا بھی اختیار حاصل ہے جو اسے کسی قانون کے تحت تفویض کیا گیا ہو یا بعد ازاں کیا جائے۔

آرٹیکل E-203- عدالت کے اختیار اور ضابطہ کار:

(Power and procedure of the Court):

-1 اپنے کارہائے (امور و فرائض) منصبی کی انجام دہی کی اغراض کے لیے عدالت کو حسب

ذیل امور کی نسبت مجموعہ ضابطہ دیوانی 1908ء (ایکٹ نمبر 5 بابت 1908ء) کے تحت کسی مقدمہ کی سماعت کرنے والی کسی عدالت دیوانی کے اختیارات حاصل ہوں گے یعنی

(الف) کسی شخص کو طلب کرنا اس کو عدالت میں حاضر ہونے کا پابند کرنا اور اس کا حلفیہ بیان حاصل کرنا۔

(ب) کسی دستاویزات کے انکشاف اور پیش کرنے کا حکم دینا۔

(ج) بیانات حلفی پر شہادت لینا اور

(د) گواہوں یا دستاویزات کے لیے کمیشن کا اجراء کرنا۔

-2 عدالت کو ہر لحاظ سے ایسی کارروائی کرنے کا اہتمام کرنے اور اپنے طریق کار کو منضبط کرنے کا اختیار حاصل ہوگا جیسا کہ وہ مناسب خیال کرے۔

-3 عدالت کو خود اپنی توہین کی سزا دینے کے سلسلہ میں عدالت عالیہ کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

-4 آرٹیکل 203-D شق (1) کے تحت عدالت کے سامنے کسی کارروائی کے کسی فریق کی نمائندگی کوئی ایسا پیشہ ور قانون دان شخص جو مسلمان ہو اور کم از کم 5 سال کی مدت کے لیے کسی عدالت عالیہ کے ایڈووکیٹ کے طور پر یا عدالت عظمیٰ کے ایڈووکیٹ کے طور پر درج فہرست رہ چکا ہو یا کوئی ایسا ماہر قانون کر سکے گا جسے اس غرض کے لیے عدالت کی طرف سے مرتب شدہ ماہرین قانون کی فہرست میں سے اس فریق نے منتخب کیا ہو۔

-5 شق (4) میں محولہ ماہرین قانون کی فہرست میں اپنا نام درج کرائے جانے کا اہل ہونے کے لیے کوئی شخص ایسا عالم ہوگا جسے عدالت کی رائے میں شریعت پر عبور حاصل ہو۔

-6 عدالت کے سامنے کسی فریق کی نمائندگی کرنے والا کوئی قانون دان شخص یا ماہر قانون اس فریق کی وکالت نہیں کرے گا بلکہ کارروائی سے متعلق اسلامی احکام کو جس حد تک اس کو ان کا علم ہو بیان کرے گا ان کی تشریح اور توضیح کرے گا اور مذکورہ اسلامی احکام کی مذکورہ توضیح پر مبنی تحریری بیان عدالت میں پیش کرے گا۔

-7 عدالت پاکستان یا بیرون ملک سے کسی شخص کو جسے عدالت اسلامی قانون کا ماہر خیال کرتی ہو اپنے سامنے ہونے اور ایسی معاونت یا اعانت کرنے کے لیے مدعو کر سکے گی جو اس سے طلب کی جائے۔

-8 آرٹیکل 203/D کے تحت [1] عدالت کو پیش کی جانے والی کسی عرضی یا درخواست کی

1- دستور کی دوسری ترمیم 1980 صدارتی فرمان نمبر 4 آف 1980 کے مطابق تبدیل ہوا۔

بابت کوئی رقوم عدالت کو واجب الادا نہیں ہوں گی۔

9-[2] عدالت کو اپنے دیئے ہوئے کسی فیصلے یا جاری کردہ کسی حکم پر نظر ثانی کا اختیار ہو گا۔

آرٹیکل F-203- عدالت عظمیٰ کو اپیل (Appeal to Supreme Court):

1- اس آرٹیکل f-203 کے تحت عدالت کے سامنے کسی کارروائی کا کوئی فریق جو مذکورہ کارروائی میں عدالت کے قطعی فیصلہ سے مجروح ہو مذکورہ فیصلہ سے ساٹھ یوم کے اندر عدالت عظمیٰ میں اپیل داخل کر سکتا ہے۔[3]

مگر شرط یہ ہے کہ وفاق یا کسی صوبہ کی طرف سے اپیل مذکورہ فیصلہ سے چھ ماہ کے اندر داخل کی جا سکے گی۔

2- آرٹیکل f 203 کی شقات (2)' (3) اور آرٹیکل 0203 کی شقات (4) تا (8) کے احکام کا عدالت عظمیٰ پر اور اس کے سلسلہ میں اس طرح اطلاق ہو گا گویا کہ ان احکام میں عدالت کا حوالہ عدالت عظمیٰ کا حوالہ ہے۔

2- وفاقی شرعی عدالت کے کسی فیصلہ، حکم قطعی یا سزا کے خلاف کوئی اپیل عدالت عظمیٰ میں قابل سماعت ہو گی۔

(الف) [4]اگر وفاقی شرعی عدالت نے اپیل پر کسی ملزم شخص کا کوئی حکم بریت منسوخ کر دیا ہو اور سزائے موت یا عمر قید یا چودہ سال سے زائد مدت کے لیے سزائے قید دی ہو یا نظر ثانی پر مذکورہ بالا طور پر کسی سزا میں اضافہ کر دیا ہو یا

(ب) اگر وفاقی شرعی عدالت نے کسی شخص کو توہین عدالت پر کوئی سزا دی ہو۔

2- (ب) کسی ایسے مقدمہ میں جس پر ماقبل شقات کا اطلاق نہ ہوتا ہو وفاقی شرعی عدالت کی کسی تجویز، فیصلے، حکم یا سزا کے خلاف کوئی اپیل عدالت عظمیٰ میں صرف اس وقت قابل سماعت ہو گی جب عدالت عظمیٰ اپیل کی اجازت عطا کر دے۔

3-[5] اس آرٹیکل کی رو سے تفویض کردہ اختیار سماعت کے استعمال کی غرض کے لیے عدالت عظمیٰ میں ایک بنچ تشکیل کیا جائے گا جو شریعت مرافعہ بنچ کے نام سے جانا جائے گا۔ اس کی تشکیل حسب ذیل ہو گی۔ (الف) عدالت عظمیٰ کے تین مسلمان جج اور

2- دستور کی ترمیم حکم 1981 صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1981 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

3- دستور کی تیسری ترمیم آرڈر 1983 صدارتی فرمان نمبر 9 آف 1983 کی رُو سے تبدیل ہو۔

4 مشق (2 الف) اور 2 ب دستور کی دوسری ترمیم 1982 اور صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

5 دستور کی تیسری ترمیم آرڈر 1982 صدارتی فرمان نمبر 12 آف 1982 کے ذریعے تبدیل ہوا۔

(ب) وفاقی شرعی عدالت کے ججوں سے یا علماء کی ایسی فہرست میں سے جسے صدر چیف جسٹس کے مشورے سے ترتیب دے گا زیادہ سے زیادہ دو علماء جنہیں صدر بنچ کے اجلاس میں شرکت کے لیے بطور ارکان بغرض خاص مقرر کرے گا۔

4- شق (3) کے پیرا (ب) کے تحت مقرر شدہ کوئی شخص ایسی مدت کے لیے عہدے پر فائز رہے گا جس طرح سے صدر متعین کرے۔

5- شقات (1) اور (2) میں ''عدالت عظمیٰ'' کے حوالہ سے شریعت مرافعہ بنچ کے حوالہ کا مفہوم لیا جائے گا۔

6- شریعت مرافع بنچ میں شرکت کرتے ہوئے شق (3) کے پیرا (ب) کے تحت مقرر شدہ کسی شخص کو وہی اختیار اور اختیار سماعت حاصل ہو گا اور انہی مراعات کا مستحق ہو گا جو عدالت عظمیٰ کے کسی جج کو حاصل ہیں اور اسے ایسے بھتے (Allowances) ادا کئے جائیں گے جس طرح سے صدر متعین کرے۔

آرٹیکل 203-G- اختیار سماعت پر پابندی (Bar of Jurisdiction):

بجز جیسا کہ دفعہ (203-G) میں مقرر کیا گیا ہے کوئی عدالت یا ٹریبونل بشمول عدالت عظمیٰ اور کوئی عدالت عالیہ' کسی ایسے معاملہ کی نسبت کسی کارروائی پر غور نہیں کرے گی یا کسی اختیار یا اختیار سماعت کا استعمال نہیں کرے گی جو عدالت کے اختیار یا اختیار سماعت میں نہ ہو۔

آرٹیکل 203-GG- [6]عدالت کا فیصلہ' عدالت عالیہ اور اس کی ماتحت عدالتوں کے لیے واجب التعمیل ہو گا:

(Decision of Court binding on High Court and Courts subordinate to it):

آرٹیکل (203 د) اور (203 و) کے تابع اس باب کے تحت اپنے اختیار سماعت کے استعمال میں عدالت کا کوئی فیصلہ کسی عدالت عالیہ پر اور کسی عدالت عالیہ کی ماتحت تمام عدالتوں کے لیے واجب التعمیل ہو گا۔

آرٹیکل 203-H- زیر سماعت کارروائیاں جاری رہیں گی وغیرہ:

(Pending Proceedings to continue etc.):

1- شق (2) کے تابع اس باب میں کسی امر سے کسی ایسی کارروائی کو جو اس بات کے آغاز

6- دستور کی دوسری ترمیم 1982 صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982 کے ذریعے متعارف ہوا۔

نفاذ سے فوراً قبل کسی عدالت یا ٹربیونل میں زیر سماعت ہو یا اس کی ابتدا مذکورہ آغاز نفاذ کے بعد ہوئی ہو صرف اس وجہ سے ملتوی یا موقوف کر دینا مطلوب متصور نہیں ہوگا کہ عدالت کو اس امر کا فیصلہ کرنے کی درخواست دی گئی ہے کہ آیا مذکورہ کارروائی میں امر تنقیح طلب کے فیصلے سے متعلق کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم اسلامی احکام کے مطابق ہے یا نہیں اور ایسی تمام کارروائیاں جاری رہیں گی اور اس امر تنقیح طلب کا فیصلہ فی الوقت نافذالعمل قانون کی مطابقت میں کیا جائے گا۔

-2 دستور کے آرٹیکل 203 ب کی شق (1) کے تحت ایسی تمام کارروائیاں جو اس باب کے آغاز نفاذ سے فوراً قبل کسی عدالت عالیہ میں زیر سماعت تھیں اس عدالت کو منتقل ہو جائیں گی اور یہ عدالت اس مرحلے سے کارروائی کرے گی جس سے وہ بہ ایں طور پر منتقل کی گئی ہوں۔

-3 اس باب کے تحت اپنا اختیار سماعت کرتے وقت نہ اس عدالت کو اور نہ ہی عدالت عظمیٰ کو کسی دوسری عدالت یا ٹربیونل میں زیر سماعت کسی کارروائی کے سلسلہ میں حکم امتناعی عطا کرنے یا کوئی عبوری حکم جاری کرنے کا اختیار ہوگا۔

آرٹیکل 203-I -(Administrative arrangements)[7]:

(انتظامی اقدامات وغیرہ) حذف کر دیا گیا۔

-1 آئین کی (دوسری ترمیم) آرڈر 1982ء (صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982ء) کی رو سے حذف کر دیا گیا۔

آرٹیکل 203-J- قواعد وضع کرنے کا اختیار (Power to make rules) :

-1 عدالت سرکاری جریدہ میں بذریعہ اعلان اس باب کی اغراض کی بجا آوری کے لیے قواعد وضع کر سکے گی۔

-2 بالخصوص اور قبل الذکر اختیار کی عمومیت کو متاثر کئے بغیر مذکورہ قواعد میں مندرجہ ذیل جملہ معاملات یا ان میں سے کسی کی بابت حکم وضع کیا جا سکے گا یعنی

(الف) ماہرین قانون، ماہرین اور گواہوں کو جنہیں عدالت کی طرف سے طلب کیا گیا ہو ایسے اخراجات اٹھانے کے لیے اگر کوئی ہوں اعزازیہ کی ادائیگی کے پیمانے جو انہیں عدالت

7- دستور کی دوسری ترمیم 1982 صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982 کی رُو سے حذف ہوگیا۔

کے پیمانے جو انہیں عدالت کے سامنے کارروائی کی اغراض کے لیے پیش ہونے میں برداشت کرنے پڑتے ہوں۔[8]

(ب) عدالت کے سامنے پیش ہونے والے ماہر قانون ماہر یا گواہ سے لیے جانے والے حلف کی شکل۔[9]

(ج) عدالت کے اختیارات اور کارہائے (امور) منصبی جو چیف جسٹس کی تشکیل کردہ ایک یا زیادہ ججوں پر مشتمل بنچوں کی طرف سے استعمال کیے جا رہے ہوں یا انجام دیئے جا رہے ہوں۔

(د) عدالت کا فیصلہ جو اس کے ججوں یا جیسی بھی صورت ہو کسی بنچ میں شامل ججوں کی اکثریت کی رائے کی صورت میں سنایا جا رہا ہو اور

(و) ان مقدمات کا فیصلہ جن میں کسی بنچ میں شامل آراء مساوی ہوں۔

-3 جب تک شق (1) کے تحت قواعد وضع نہ کئے جائیں اعلیٰ عدالتوں کی شرعی بنچوں کے قواعد 1979ء ضروری ترمیات کے ساتھ اور جس حد تک وہ اس باب کے احکام سے متناقص نہ ہوں، بدستور نافذ العمل رہیں گے۔

باب 4

نظام عدالت کی بابت عام احکام

General Provisions Relating to the Judicalur

آرٹیکل 204- توہین عدالت[1] (Contempt of Court):

-1 اس آرٹیکل میں ''عدالت'' سے مراد عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ ہے۔

-2 کسی عدالت کو کسی ایسے شخص کو سزا دینے کا اختیار ہو گا جو

-8 لفظ ''اور'' صدارتی فرمان نمبر 4 آف 1980 کے ذریعہ حذف کر دیا گیا۔

-9 شق e'a'c اور شق 3 کا اضافہ صدارتی فرمان نمبر (4) 1980 کے ذریعہ ہوا۔

-1 صدارتی فرمان نمبر آف 1985 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

(الف) عدالت کی قانونی کارروائی کی کسی طرح مذمت کرے' اس میں مداخلت یا مزاحمت کرے یا عدالت کے کسی حکم کی نافرمانی کرے۔

(ب) عدالت کو بدنام کرے یا بصورت دیگر کوئی ایسا فعل کرے جو اس عدالت یا عدالت کے جج کے بارے میں نفرت' تضحیک یا توہین کا باعث ہو۔

(ج) کوئی ایسا فعل کرے جس سے عدالت کے سامنے زیر ساعت کسی معاملے کا فیصلہ کرنے پر مضر اثر پڑ جانے کا احتمال ہو یا

(د) کوئی ایسا دوسرا فعل کرے جو ازروئے قانون توہین عدالت کا موجب ہو۔

3- اس آرٹیکل کی رو سے کسی عدالت کا عطا کردہ اختیار قانون کے ذریعہ اور قانون کے تابع عدالت کے وضع کردہ قواعد کے ذریعہ منضبط کیا جا سکے۔

آرٹیکل 205- ججوں کا مشاہرہ وغیرہ (Remuneration etc. of Judges):

عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کا مشاہرہ اور دوسری شرائط ملازمت وہ ہوں گی جو جدول پنجم میں درج ہیں۔

آرٹیکل 206- استعفیٰ[2] (Resignation):

1- عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا کوئی جج صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکتا ہے۔

2- کسی عدالت عالیہ کا کوئی جج جو عدالت عظمیٰ کے جج کی حیثیت سے تقرر قبول نہ کرے اپنے عہدے سے فارغ تصور کیا جائے گا اور ایسی فارغ الخدمتی پر پنشن وصول کرنے کا مستحق ہو گا جس کا شمار جج کے طور پر اس کے عرصہ ملازمت اور ملازمت پاکستان میں کل ملازمت کی اگر کوئی بنیاد ہو پر کیا گیا ہو۔

وضاحت:

عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا جج کسی مجبوری کی وجہ سے یا بیرون ملک جانے کی غرض سے مستعفی ہونا چاہے تو وہ اپنا استعفیٰ دستخطی تحریر کے ساتھ صدر کو پیش کر سکتا ہے۔

اور جب صدر پاکستان کسی عدالت عالیہ کے جج کو عدالت عظمیٰ کا جج مقرر کریں تو

2- آرٹیکل 206 کی شق نمبر 1 کے بعد شق نمبر 2 کا اضافہ بذریعہ دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1976 (62آف 1976) کے ذریعہ ہوا۔

متعلقہ جج ایسا عہدہ قبول کرنے سے انکار کرے تو وہ اسے عہدہ سے مستعفی سمجھا جائے گا تاہم اپنی مدت ملازمت کی پنشن اور دیگر مراعات کا مستحق ہو گا۔

آرٹیکل 207- جج کسی منفعت بخش عہدہ وغیرہ پر فائز نہیں ہو گا:

(Judges not to hold office of Profit etc.):

-1 عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا کوئی جج:

(الف) ملازمت پاکستان میں کوئی دیگر منفعت بخش عہدہ نہیں سنبھالے گا۔ اگر اس کی وجہ سے اس کے مشاہرے میں اضافہ ہو جائے یا

(ب) کسی دوسرے منصب پر فائز نہیں ہو گا جس میں خدمات انجام دینے کے عوض تنخواہ وصول کرنے کا حق ہو۔

-2 کوئی شخص جو عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کے جج کے عہدے پر فائز رہ چکا ہو۔ اس عہدے کو چھوڑنے کے بعد دو سال گزرنے سے قبل ملازمت پاکستان میں کوئی. منفعت بخش عہدہ جو عدالتی یا نیم عدالتی عہدہ یا چیف الیکشن کمشنر یا قانون کمیشن کے چیرمین یا رکن اسلامی نظریات کی کونسل کے چیرمین یا رکن کا عہدہ نہیں سنبھالے گا۔

-3 کوئی شخص:

(الف) جو عدالت عظمیٰ کے مستقل جج کی حیثیت سے عہدہ پر فائز رہ چکا ہو پاکستان میں کسی عدالت یا کسی ہیئت مجاز کے روبرو وکالت یا کام نہیں کرے گا۔

(ب) جو کسی عدالت عالیہ کے مستقل جج کی حیثیت سے عہدے پر فائز رہ چکا ہو اس کے دائرہ اختیار کے اندر کسی عدالت یا کسی ہیئت مجاز کے روبرو وکالت یا کام نہیں کرے گا اور

(ج) جو عدالت عالیہ مغربی پاکستان کے جس طرح کہ وہ فرمان تنسیخ صوبہ مغربی پاکستان 1970ء کے نفاذ سے عین قبل موجود تھی۔ مستقل عہدہ پر فائزہ رہ چکا ہو اس عدالت کے صدر مقام پر جیسی بھی صورت ہو اس عدالت عالیہ کے مستقل بنچ کے جس میں وہ مقرر کیا گیا تھا دائرہ اختیار کے اندر کسی عدالت یا کسی ہیئت مجاز کے روبرو وکالت یا کوئی کام نہیں کرے گا۔

آرٹیکل 208- عدالتوں کے عہدیدار اور ملازمین :
(Officers and servants of Courts):

عدالت عظمٰی اور[3] وفاقی شرعی عدالت صدر کی منظوری سے اور کوئی عدالت عالیہ متعلقہ گورنر کی منظوری سے عدالت کے عہدیداروں اور ملازمین کے تقرر اور ان کی شرائط ملازمت کے بارے میں قواعد وضوابط وضع کر سکے گی۔

آرٹیکل 209- سپریم (اعلیٰ) عدالتی کونسل :
(Supreme judicial Council):

-1 پاکستان کی ایک اعلیٰ عدالتی کونسل ہو گی جس کا حوالہ اس باب میں کونسل کے طور پر دیا گیا ہے۔

-2 کونسل مندرجہ ذیل ہیئت مجاز اشخاص پر مشتمل ہو گی۔

(الف) چیف جسٹس آف پاکستان

(ب) عدالت عظمٰی کے دو مقدم ترین جج صاحبان اور

(ج) عدالت عالیہ کے دو مقدم ترین چیف جسٹس

تشریح:

اس شق کی غرض کے لیے عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹس صاحبان کا باہم دیگر تقدیم چیف جسٹس کے طور پر (بجز بحیثیت قائم مقام چیف جسٹس) [4]ان کے تقرر کی تاریخوں کے حوالہ سے اور اگر ایسے تقرر کی تاریخیں ایک ہی ہوں تو کسی عدالت عالیہ میں ججوں کے طور پر ان کے تقرر کی تاریخوں کے حوالہ سے متعین کیا جائے گا۔

-3 اگر کسی وقت کونسل کسی ایسے جج کی اہلیت یا طرز عمل کی تحقیقات کر رہی ہو جو کونسل کا رکن ہو یا کونسل کا کوئی رکن حاضر نہ ہو یا بوجہ عدالت یا کسی دوسری جوہ سے کام کرنے کے قابل نہ ہو تو

(الف) اگر ایسا رکن عدالت عظمٰی کا جج ہو تو عدالت عظمٰی کا وہ جج جو شق (2) کے پیرا (ب) میں محولہ ججوں کے بعد مقدم ترین ہو اور

(ب) اگر ایسا رکن کسی عدالت عالیہ کا چیف جسٹس ہو تو کسی دوسری عدالت عالیہ کا

3- دستور کی دوسری ترمیم آرڈر 1982 صدارتی فرمان نمبر 5 آف 1982 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

4- آئین دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کے ذریعہ متعارف ہوا۔

وہ چیف جسٹس جو باقی عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹس صاحبان سے مقدم ترین ہو اس کی بجائے کونسل کے رکن کی حیثیت سے کام کرے گا۔

4- اگر کسی ایسے معاملہ پر جس کی تحقیق کونسل نے کی ہو اس، کے ارکان میں کوئی اختلاف رائے ہو تو اکثریت کی رائے غالب رہے گی اور صدر کونسل کی رپورٹ اکثریت کے نقطہ نظر کے اعتبار سے پیش کی جائے گی۔

5-[5] اگر کونسل کی طرف سے یا کسی اور ذریعہ سے موصول شدہ اطلاع پر صدر کی یہ رائے ہو کہ ممکن ہے کہ عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا کوئی جج:

(الف) جسمانی یا دماغی معذوری کی وجہ سے اپنے عہدے کے فرائض منصبی کی مناسب انجام دہی کے قابل نہ رہا ہو یا

(ب) بدعنوانی کا مرتکب ہوا ہو تو

صدر کونسل کو ہدایت کرے گا[6] یا کونسل اپنے طور پر معاملہ کی تحقیق کرے گی۔

6- اگر معاملہ کی تحقیقات کرنے کے بعد کونسل صدر کو رپورٹ پیش کرے کہ اس کی رائے یہ ہے۔

(الف) کہ وہ جج اپنے عہدے کے فرائض منصبی کی انجام دہی کے قابل نہیں ہے یا بدعنوانی کا مرتکب ہے اور

(ب) کہ اسے عہدے سے برطرف کر دینا چاہیے۔

تو صدر اس جج کو عہدے سے برطرف کر دے گا۔

7- عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کو بجز جس طرح اس آرٹیکل میں قرار دیا گیا ہے عہدے سے برطرف نہیں کیا جائے گا۔

8- کونسل ایک ضابطہ اخلاق جاری کرے گی جس کو عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ کے جج ملحوظ رکھیں گے۔

آرٹیکل 210- کونسل کا اشخاص وغیرہ کو حاضر ہونے کا حکم دینے کا اختیار:

(Power of council to enforce attendance of person etc.):

1- کونسل کو کسی معاملہ کی تحقیقات کی غرض کے لیے وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو عدالت عظمیٰ کو کسی شخص کو حاضر عدالت کرانے کے لیے یا کسی دستاویز کی برآمدگی یا اس

5- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کی رو سے تبدیل ہوا۔

6- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کی رو سے متعارف ہوا۔

کو پیش کرنے کے لیے ہدایات یا احکام جاری کرنے کے لیے حاصل ہیں اور کوئی ایسی ہدایات یا حکم اس طرح قابل نفاذ ہوگا گویا کہ وہ عدالت عظمیٰ کی جانب سے جاری ہوا ہو۔

-2 آرٹیکل 204 کے احکام کا اطلاق کونسل پر اس طرح ہو گا جس طرح ان کا اطلاق عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ پر ہوتا ہے۔

آرٹیکل 211- امتناع اختیار سماعت (Bar of Jurisdiction):

کونسل کے روبرو کارروائی پر صدر کو ارسال کردہ اس کی رپورٹ پر اور آرٹیکل 209 کی شق (6) کے تحت کسی جج کی برطرفی پر کسی عدالت میں کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

وضاحت:

اس آرٹیکل کے تحت کسی جج کی برطرفی کو اعلیٰ عدالتی کونسل کی طرف سے صدر کو بھیجی جانے والی رپورٹ کی روشنی میں اور دفعہ 209 کی شق (6) کی رو سے ملک بھر کی کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اعلیٰ عدالتی کونسل ملک کے سینئر ترین جج صاحبان پر مشتمل ہوتی ہے اور وہ تمام معاملات کی چھان بین اور تحقیق بڑی ذمہ داری سے کرتے ہیں تاہم اسے سپریم کورٹ عدالت عظمیٰ پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔

آرٹیکل 212- انتظامی عدالتیں اور ٹربیونل:
(Administrative Courts and Tribunals):

-1 قبل ازیں مذکور کسی امر کے باوجود متعلقہ مقننہ ایکٹ[7] کے ذریعہ حسب ذیل کی نسبت بلاشرکت غیرے اختیار سماعت کرنے کے لیے ایک یا ایک سے زیادہ انتظامی عدالتیں یا ٹربیونل (کے قیام کے لیے حکم وضع) کر سکے گی۔

(الف) ایسے اشخاص کی جو[8] ملازمت پاکستان میں (ہوں یا رہے ہوں) شرائط ملازمت بشمول تادیبی امور سے متعلق۔

(ب) حکومت یا ملازمت پاکستان میں کسی شخص یا کسی ایسی مقامی یا دیگر ہئیت مجاز کے کسی ایسے ملازم کو جس کو قانون کی رو سے کوئی محصول یا وجوب عائد کرنے کا اختیار ہو اور ایسی ہئیت مجاز کے کسی ملازم کے جو کسی ایسے ملازم کی

7- دستور کی دوسری ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رو سے تبدیل ہوا۔

8- دستور کی دوسری ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رو سے متعارف ہوا۔

حیثیت سے اپنے فرائض منصبی انجام دے رہا ہو افعال بے جا سے پیدا ہونے والے عادی سے متعلق امور یا

(ج) کسی ایسی جائیداد کے حصول، انصرام اور تصفیہ سے متعلق امور جو کسی قانون کے تحت دشمن کی جائیداد متصور ہوتی ہو۔

-2 اس سے پیشتر مذکور کسی امر کے باوجود کوئی انتظامی عدالت یا ٹربیونل شق (1) کے تحت قائم کی جائے تو کوئی دوسری عدالت کسی ایسے معاملے میں جس کا اختیار سماعت ایسی انتظامی عدالت یا ٹربیونل کو حاصل ہو کوئی حکمت امتناعی جاری نہیں کرے گی یا کسی کارروائی کی سماعت نہیں کرے گی اور کسی مذکور معاملے کے متعلق جملہ کارروائیاں[9] جو اس انتظامی عدالت یا ٹربیونل[1] کے قیام سے عین قبل ایسی کسی اور عدالت کے روبرو زیر سماعت ہوں ماسوائے ایسی اپیل کے جو عدالت عظمیٰ کے روبرو زیر سماعت ہوں مذکور قیام پر ساقط ہو جائیں گی۔

-3 کسی انتظامی عدالت یا ٹربیونل کے کسی فیصلے، ڈگری، حکم یا سزا کے خلاف عدالت عظمیٰ میں صرف اس صورت میں کوئی اپیل قابل سماعت ہو گی جبکہ عدالت عظمیٰ اس بات کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ مقدمہ میں عوامی اہمیت کا حامل کوئی ضروری اور اہم امر قانونی شامل ہے۔ اپیل دائر کرنے کی اجازت دے دے۔

آرٹیکل 212-A-[2] فوجی یا خصوصی عدالتوں کا قیام:
(Establishment of Military Courts or Tribunals):

آرٹیکل 212-B-[3] وحشیانہ جرائم کی سماعت کے لیے خصوصی عدالتوں کا قیام:
(Establishment of Special Courts for trial of heinous offences):

-1 ان ملزمان کے خلاف جن پر ایسے وحشیانہ جرائم کا الزام ہو جنہیں وفاقی حکومت نے بذریعہ قانون مخصوص کیے ہوں یا کسی بااختیار ادارے یا شخص نے انہیں مخصوص کیا ہو ان کی فوری سماعت کی غرض سے اور جو نوعیت کے اعتبار سے ہولناک، وحشیانہ، سنسنی خیز یا

-9 ضرورت کے مطابق متعارف کر دیا گیا۔

-1 دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1976 (62 آف 1976) کے ذریعے متعارف ہوا۔

-2 آرٹیکل A-212 دستور کی دوسری ترمیم آرڈر 1979ء صدارتی فرمان نمبر 21 آف 1979 کے ذریعہ اضافہ ہوا اور صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985ء کی رو سے حذف ہو گیا۔

-3 آرٹیکل B-212 کا ازروئے آئین بارہویں ترمیم ایکٹ (XIV of 1991) اضافہ ہوا۔

اخلاق عامہ کی رو سے پریشان کن ہو وفاقی حکومت بذریعہ قانون اگر ضروری سمجھے تو جس قدر چاہے خصوصی عدالتیں قائم کر سکتی ہے۔

-2 جب وفاقی حکومت نے ایک سے زیادہ خصوصی عدالتیں قائم کی ہوں تو وہ ان کے علاقائی حدود کا تعین کرے گی جس کے اندر وہ اپنا اختیار سماعت بروئے کار لاسکیں گے۔

-3 خصوصی عدالت ایک ایسے جج پر مشتمل ہو گی جو عدالت عالیہ کا جج ہو عدالت عالیہ کا جج رہ چکا ہو یا عدالت عالیہ میں جج کی تقرر کا اہل ہو اور وفاقی حکومت اس کی تقرری عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے صلاح مشورے کے بعد کرے گی۔

-4 عدالت عالیہ کے جج کے علاوہ جس شخص کی تقرری بطور خصوصی جج کے کی گئی ہو وہ آرٹیکل ہذا کے نافذالعمل ہونے تک اپنے عہدہ پر برقرار رہے گا اور اسے ماسوائے آرٹیکل 209 کے طریق کار کے اس کے عہدہ سے برطرف نہیں کیا جائے گا اور اس شق کے اطلاق کی غرض سے آئین کے آرٹیکل میں جج کا جو حوالہ دیا گیا ہے اسے خصوصی جج کے حوالہ کے طور پر باور کیا جائے گا۔

-5 قانون کا جو حوالہ شق نمبر 1 میں دیا گیا ہے اس کی رو سے اس تعداد میں سپریم اپیلٹ کورٹس تشکیل دی جائیں گی جتنی وفاقی حکومت مناسب خیال کرے اور خصوصی عدالت کے فیصلہ کے خلاف اپیل (سپریم کورٹ) عدالت عظمیٰ میں دائر کی جائیں گی جس میں مندرجہ ذیل شامل ہوں گے۔

(الف) عدالت عظمیٰ کے ایک جج کی تقرری بطور چیئرمین کے کی جائے گی اور یہ تقرری وفاقی حکومت چیف جسٹس کے صلاح مشورہ سے کرے گی۔

(ب) عدالت عالیہ کے دو جج جن کی تقرری وفاقی حکومت متعلقہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے مشورے سے کرے گی۔

-6 جب وفاقی حکومت ایک سپریم اپیلیٹ کورٹ سے زیادہ ایسی عدالتیں قائم کرے تو وہ ان کی علاقائی حدود کا تعین کرے گی جس کے اندر وہ اپنا اختیار سماعت بروئے کار لا سکیں گی۔

-7 خصوصی عدالت اور سپریم اپیلیٹ کورٹ کسی مقدمہ یا اپیل کا فیصلہ جیسی کہ صورت ہو تیس دن کے اندر کریں گی۔

-8 آئین میں موجود کسی امر کے باوجود کوئی بھی عدالت کسی ایسی کارروائی کے بارے میں کوئی فیصلہ یا کارروائی عمل میں نہ لائے گی جس میں خصوصی عدالت یا سپریم اپیلیٹ

کورٹ نے صادر اپنا اختیار سماعت استعمال کیا ہو جسے شق (1) میں بیان کئے گئے طریق کار کے مطابق تشکیل دیا ہو ماسوائے جیسا کہ اس قانون میں کیا گیا ہے۔

حصہ ہشتم

انتخابات
Elections
چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن
Chief Election Commissioner and Election Commission

آرٹیکل 213- چیف الیکشن کمشنر (Chief Election Commissioner):

1- ایک چیف الیکشن کمشنر ہو گا (جسے اس حصہ میں کمشنر کہا جائے گا) جس کا تقرر[5] صدر مملکت اپنی صوابدید پر کریں گے۔

2- کوئی شخص کمشنر مقرر نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ وہ عدالت عظمیٰ کا جج نہ ہو یا نہ رہا ہو یا کسی عدالت عالیہ کا جج نہ ہو یا نہ رہا ہو اور آرٹیکل 177 کی شق (2) کے پیراگراف (الف) کے تحت عدالت عظمیٰ کا جج مقرر کئے جانے کا اہل ہو۔

3- کمشنر کے اختیارات اور کارہائے منصبی وہ ہوں گے جو اس دستور اور قانون کی رو سے اسے تفویض کیے جائیں۔

آرٹیکل 214- کمشنر کے عہدے کا حلف (Commissioner's oath of office):

کمشنر عہدہ سنبھالنے سے پہلے چیف جسٹس آف پاکستان کے سامنے اس عبارت میں حلف اٹھائے گا جو جدول سوئم میں درج ہے۔

5- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

آرٹیکل 215- کمشنر کے عہدے کی معیاد:
(Term of office of commissioner):

-1 اس آرٹیکل کے تابع، کمشنر اپنا عہدہ سنبھالنے کی تاریخ سے تین سال کی مدت تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ قومی اسمبلی ایک قرار داد کے ذریعہ کمشنر کے عہدے کی معیاد میں اتنی مدت کی توسیع کر سکے گی جو ایک سال سے زیادہ نہ ہو۔

-2 کمشنر اپنے عہدے سے سوائے اس صورت کے نہیں ہٹایا جائے جو آرٹیکل 209 میں کسی جج کے عہدے سے علیحدگی کے لیے مقرر ہے اور اس شق کی اغراض کے لیے اس آرٹیکل کے اطلاق میں مذکورہ آرٹیکل میں جج کا کوئی حوالہ کمشنر کے حوالہ کے طور پر سمجھا جائے گا۔

-3 کمشنر، صدر مملکت کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو سکتا ہے۔

آرٹیکل 216- کمشنر کسی منفعت بخش عہدے پر فائز نہیں ہو گا:
Commissioner not to hold office of Profit

-1 کوئی کمشنر:

(الف) ملازمت پاکستان میں منفعت کا کوئی دوسرا عہدہ نہیں لے سکتا یا

(ب) کسی دوسرے منصب پر فائز نہیں ہو گا۔ جس میں خدمات انجام دینے کے لیے معاوضہ وصول کرنے کا حق ہو۔

-2 کوئی شخص جو کمشنر کے عہدہ پر فائز رہ چکا ہو اس عہدہ کو چھوڑنے کے بعد دو سال گزرنے سے قبل ملازمت پاکستان میں کوئی منفعت بخش عہدہ قبول نہیں کرے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ:

(الف) اس شق سے یہ تعبیر نہیں لی جائے گی کہ اس شخص کے لیے جو کمشنر ہونے سے عین قبل عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا جج تھا بطور کمشنر اپنی معیاد کے اختتار پر ایسے جج کی حیثیت سے دوبارہ فرائض سنبھالنے کی ممانعت ہے اور

(ب) کسی شخص کو جو کمشنر کے عہدے پر فائز رہا ہو مذکورہ عہدہ چھوڑنے کے بعد دو سال کی مدت گزرنے سے پہلے دونوں ایوانوں کی منظوری سے دوبارہ اس عہدہ پر مقرر کیا جا سکے گا۔

آرٹیکل 217- قائم مقام کمشنر (Acting Commissioner):

کسی وقت جبکہ:

(الف) کمشنر کا عہدہ خالی ہو یا

(ب) کمشنر غیر حاضر ہو یا کسی وجہ سے اپنے امور و فرائض منصبی انجام دینے سے قاصر ہو تو عدالت عظمیٰ کا کوئی جج جسے چیف جسٹس نامزد کرے کمشنر کی حیثیت سے کام کرے گا۔

آرٹیکل 218- الیکشن کمیشن (Election Commission):

-1 [6] مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کی اغراض کے لیے اور اس سلسلہ میں دوسرے سرکاری اہلکاروں کے انتخاب کے لیے جیسا کہ قانون اجازت دیتا ہو یا جب تک اس سلسلہ میں پارلیمنٹ کوئی قانون وضع نہ کرے صدر مملکت ایک مستقل الیکشن کمیشن قائم کرے گا جو اسی آرٹیکل کی روح کے مطابق ہو گا

-2 الیکشن کمیشن مندرجہ ذیل پر مشتمل ہو گا۔

(الف) کمشنر جو کمیشن کا چیئرمین ہو گا اور

(ب) [7] چار ممبران' ہر ایک صوبہ کی [8] عدالت عالیہ سے ایک جج' صدر مملکت متعلقہ چیف جسٹس کے مشورہ سے نامزد کریں گے جس میں کمشنر کی مشاورت بھی شامل ہو گی۔

-3 کسی انتخاب کے سلسلہ میں تشکیل کردہ کمیشن کا یہ فرض ہو گا کہ وہ انتخاب کا انتظام کرے اور اُسے منعقد کرائے اور ایسے انتظامات کرے جو اس امر کے اطمینان کے لئے ضروری ہوں کہ انتخاب ایمانداری حق اور انصاف کے ساتھ اور قانون کے مطابق منعقد ہوں اور یہ کہ بدعنوانیوں کا سدِ باب ہو سکے۔

آرٹیکل 219- کمشنر کے فرائض (Duties of Commissioner):

کمشنر پر یہ فرض عائد ہو گا کہ وہ:-

(الف) قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے لئے انتخابی فہرستیں تیار کرے اور ان فہرستوں پر ہر سال نظر ثانی کرے۔

-6 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 2002-8-21 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

-7 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 2002-8-21 کی رُو سے 2 ممبران کی بجائے 4 ممبران بنا دیئے گئے۔

-8 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 2002-8-21 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

(ب) سینٹ کیلئے یا کسی ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی میں کسی اتفاقی خالی نشستوں کو پُر کرنے کے لئے انتخابات کا انتظام کرے ورنہ اُسے منعقد کرائے۔ اور

(ج) انتخابی ٹریبونل قائم کرے۔

آرٹیکل 220- حکام عاملہ کمیشن وغیرہ کی مدد کریں گے:

(Executive authorities to assist commissioner etc):

وفاق اور صوبوں کے تمام حکام عاملہ کا فرض ہو گا کہ وہ کمشنر اور الیکشن کمیشن کو اس کے یا اُن کے کارہائے منصبی کی انجام دہی میں مدد دیں۔

آرٹیکل 221- افسران اور ملازمین (Officers and servants):

جب تک کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) بذریعہ قانون بصورت دیگر قرار نہ دے کمشنر صدر کی منظوری سے ایسے قواعد وضع کر سکے گا جن کے تحت وہ کمشنر یا کسی الیکشن کمیشن کے کارہائے منصبی کے سلسلہ میں افسران اور ملازمین کا تقرر کر سکے۔ اور اُن شرائط ملازمت کا تعین کر سکے۔

باب 2

انتخابی قوانین اور انتخاب کا انعقاد

Electoral Laws and Conduct of Elections

آرٹیکل 222- انتخابی قوانین:

دستور کے تابع مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) قانون کے ذریعہ حسب ذیل احکام وضع کر سکتی ہے:-

(الف) قومی اسمبلی میں آرٹیکل 51 کی شقات (3) اور (4) کی رُو سے مطلوبہ طور پر نشستوں کا تعین

(ب) الیکشن کمیشن کی جانب سے انتخابی حلقوں کی حد بندی

(ج) انتخابی فہرستوں کی تیاری، کسی حلقۂ انتخاب میں سکونت کے متعلق شرائط، انتخابی فہرستوں

کے بارے میں اور اُن کے آغاز کے خلاف عذرداریوں کا تصفیہ

(د) انتخابات اور عذرداریوں کا انصرام' انتخابات کے سلسلہ میں پیدا ہونے والے شکوک اور تنازعات کا فیصلہ

(ہ) انتخابات کے سلسلہ میں بدعنوانیوں اور دوسرے جرائم سے متعلق امور یا

(و) دونوں ایوانوں اورصوبائی اسمبلیوں کی باقاعدہ تشکیل سے متعلق تمام دیگر امور' لیکن کوئی مذکورہ قانون اس حصہ کے تحت کمشنر یا کسی الیکشن کمیشن کے اختیارات میں سے کسی اختیار کو سلب کرنے یا کم کرنے کے اثر کا حامل نہ ہو گا۔

آرٹیکل 223- دوہری رُکنیت کی ممانعت:

(Bar against double membership):

-1 کوئی شخص بیک وقت حسب ذیل کا رُکن نہیں ہو گا۔

(الف) دونوں ایوانوں کا یا

(ب) ایک ایوان اور کسی صوبائی اسمبلی کا یا

(ج) دو یا اس سے زیادہ صوبوں کی اسمبلیوں کا یا

(د) ایک سے زیادہ نشستوں کی بابت ایک ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی کا

-2 شق (1) میں کوئی امر کسی شخص کے بیک وقت دو(2) یا دو(2) سے زیادہ نشستوں کیلئے خواہ ایک ہی مجلس میں یا مختلف مجالس میں' امیدوار ہونے میں مانع نہ ہو گا' لیکن اگر وہ ایک سے زیادہ نشستوں پر منتخب ہو جائے تو وہ مذکورہ نشستوں میں سے آخری نشست کے نتیجہ کے اعلان کے بعد تیس(30) دن کی مدت کے اندر' اپنی نشستوں میں سے ایک کے علاوہ وہ سب نشستوں سے استعفیٰ دے دے گا اور اگر وہ اس طرح استعفیٰ نہ دے تو مذکورہ تیس(30) دن کی مدت گزرنے پر وہ تمام نشستیں جن پر وہ منتخب ہوا ہو۔ ماسوائے اُس نشست کے خالی ہو جائیں گی جس پر وہ آخر میں منتخب ہوا ہو یا اگر وہ ایک ہی دن ایک سے زیادہ نشستوں کیلئے منتخب ہوا ہو تو ماسوائے اُس نشست کے خالی ہو جائے گی جن پر انتخاب کیلئے اُس کی نامزدگی آخر میں داخل ہوئی ہو۔

وضاحت۔

اس شق ''مجلس'' سے کوئی ایوان یا کوئی صوبائی اسمبلی مراد ہے۔

3- کوئی شخص جس پر شق (2) کا اطلاق ہوتا ہو' اُس وقت تک کسی ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی میں اُس نشست پر جس کے لیے وہ منتخب ہوا ہو' نہیں بیٹھے گا جب تک کہ وہ اپنی نشستوں میں سے ایک کے علاوہ سب نشستوں سے مستعفی نہ ہو جائے۔

4- شق (2) کے تابع' اگر کسی ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی کا کوئی رکن کسی دوسری نشست کا امیدوار ہو جائے جو وہ شق (1) کے بموجب' اپنی پہلی نشست کے ساتھ ساتھ نہ رکھ سکتا ہو تو اس کی پہلی نشست اس کے دوسری نشست پر منتخب ہوتے ہی خالی ہو جائے گی۔

آرٹیکل 224- انتخاب اور ضمنی انتخاب کا وقت:

(Time of Election and bye-Election):

1- [9] قومی اسمبلی یا کسی صوبائی اسمبلی کا عام انتخاب اُس دن سے عین قبل ساٹھ(60) دن کے اندر اندر کرایا جائے گا جس دن اسمبلی کی معیاد ختم ہونے والی ہو' بجز اس کے کہ اسمبلی اس سے بیشتر توڑ دی جائے اور انتخاب کے نتائج کا اعلان اس دن سے زیادہ سے زیادہ چودہ(14) دن کے اندر کر دیا جائے گا۔[1]

بشرطیکہ اسمبلی ٹوٹ جانے کے بعد صدر مملکت اپنی صوابدید کے مطابق اور صوبائی گورنر اپنی صوابدید پر صدر کی پہلے سے لی گئی منظوری سے ایک نگران کابینہ تشکیل کر دے گا۔

2- جب قومی اسمبلی یا کوئی صوبائی اسمبلی توڑ دی جائے تو اُس اسمبلی کا عام انتخاب اُس کے توڑے جانے کے بعد نوے(90) دن کی مدت کے اندر کرایا جائے گا اور انتخاب کے نتائج کا اعلان رائے دہی ختم ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ چودہ(14) دن کے اندر کر دیا جائے گا۔

3- سینٹ کی اُن نشستوں کو پُر کرنے کی غرض سے جو سینٹ کے ارکان کی معیاد کے اختتام پر خالی ہونے والی ہوں۔ انتخاب عین اُس دن سے جس پر نشستیں خالی ہونے والی ہوں زیادہ سے زیادہ تیس(30) دن پہلے منعقد ہو گا۔

4- جب قومی اسمبلی یا کسی صوبائی اسمبلی کے ٹوٹ جانے کے علاوہ مذکورہ اسمبلی میں[2] کوئی نشست اس اسمبلی کی معیاد ختم ہونے سے کم سے کم ایک سو بیس(120) دن پہلے خالی ہو

9- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

1- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

2- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 متعارف ہوا۔

جائے تو اس نشست کو پُر کرنے کیلئے انتخاب اس نشست کے خالی ہونے سے ساٹھ (60) دن کے اندر کرایا جائے گا۔

5- جب سینٹ میں کوئی نشست خالی ہو جائے تو اس نشست کو پُر کرنے کے لئے انتخاب اُس کے خالی ہونے سے تیس (30) دن کے اندر کرایا جائے گا۔

6- [3]اگر قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کی کوئی مخصوص نشست برائے خواتین یا غیر مسلم اقلیت کی بوجہ موت، استعفیٰ یا نا اہلیت کی بنا پر خالی ہو جائے، تو اُس نشست کو اُسی جماعت کی پیش کردہ فہرست برائے متوقع امیدواران جماعت نے برائے عام انتخابات الیکشن کمیشن کو پیش کی تھی اس میں مندرج شخص کے ذریعہ پُر کیا جائے گا۔

7- جب آرٹیکل 58 کی رُو سے قومی اسمبلی توڑ کر نگران کابینہ مقرر کر دی جائے اور یا آرٹیکل 112 کے تحت کوئی صوبائی اسمبلی توڑ دی جائے اور نگران کابینہ مقرر کر دی جائے۔ تو اس طرح سے نگران وزیر اعظم اور نگران وزیر اعلیٰ آنے والے عام انتخابات میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔

آرٹیکل 225- انتخابی تنازعہ (Election Dispute):

کسی ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی کے کسی انتخاب پر اعتراض نہیں کیا جائے گا بجز بذریعہ درخواست انتخابی عذرداری جو کسی ایسے ٹربیونل کے سامنے اور اس طریقہ سے پیش کی جائے گی جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ مقرر کیا جائے۔

آرٹیکل 226- انتخابات خفیہ رائے دہی کے طریقہ پر ہوں گے:

(Election to be by Secret Ballot):

آئین کے تحت تمام انتخابات خفیہ رائے دہی کے ذریعہ ہوں گے۔[4]

3- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 متعارف ہوا۔

4- الفاظ وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ دستور کی (تیسری ترمیم) آرڈر 1985 اور صدارتی فرمان نمبر 24 آف 1985 کے تحت حذف ہو گئے۔

حصہ نہم (Part IX)

اسلامی احکام

Islamic Provisions

آرٹیکل 227- قرآن پاک اور سُنت کے بارے میں احکام:

(Provisions relating to the Holy Quran and Sunnah):

-1 تمام موجودہ قوانین کو قرآن و سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا۔ جن کا اس حصہ میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔

وضاحت:[5]

کسی مسلم فرقے کے قانون شخصی پر اس شق کا اطلاق کرتے ہوئے (عبارت ''قرآن و سنت'' سے مذکورہ فرقے کی ہوئی توضیح کے مطابق قرآن و سنت مراد ہوگی)

-2 شق نمبر (1) کے احکام کو صرف اس طریقہ کے مطابق نافذ کیا جائے گا جو اس حصہ میں منضبط ہے۔

-3 اس حصہ میں کسی امر کا غیر مسلم شہریوں کے قوانین شخصی یا شہریوں کے بطور ان کی حیثیت پر اثر نہیں پڑے گا۔

آرٹیکل 228- اسلامی کونسل کی ہیئت ترکیبی وغیرہ:

(Composition etc of Islamic Council):

-1 یوم آغاز سے نوے(90) دن کی مدت کے اندر اسلامی نظریات کی[6] ایک کونسل تشکیل دی جائے گی جس کا اس حصہ میں بطور اسلامی کونسل حوالہ دیا گیا ہے۔

-2 اسلامی کونسل کم از کم آٹھ(8) [3] اور زیادہ سے زیادہ (7) بیس(20) ایسے ارکان پر مشتمل ہوگی جیسے صدر اُن اشخاص میں سے مقرر کرے، جنہیں اسلام کے اصولوں اور فلسفہ کا

5- دستور کی تیسری ترمیم آرڈر 1980 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1980 کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

6- اسلامی کونسل کی تشکیل بارے گزٹ آف پاکستان غیر معمولی 1974 حصہ دوئم صفحہ 165 ملاحظہ ہو۔

7- دستور کی چوتھی ترمیم آرڈر 1980 صدارتی فرمان نمبر 16 آف 1980 کی رُو سے ہندسہ 20

جس طرح کہ قرآن پاک اور سنت نبویؐ میں اُن کا تعین کیا گیا ہے، علم ہو یا پاکستان کے اقتصادی، سیاسی، قانونی اور انتظامی مسائل کا فہم و ادراک ہو۔

-3 اسلامی کونسل کے ارکان مقرر کرتے وقت ان امور کا تعین کرے گا کہ

(الف) جہاں تک قابل عمل ہو کونسل میں مختلف مکاتب فکر کو نمائندگی حاصل ہو۔

(ب) کم از کم دو ارکان ایسے اشخاص ہوں جن میں سے ہر ایک عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا جج ہو یا رہا ہو۔

(ج) کم از کم چار ارکان ایسے ہوں جن میں سے ہر ایک کم سے کم پندرہ سال کی مدت سے اسلامی تحقیق یا تدریس کے کام سے وابستہ چلا آ رہا ہو اور

-3 کم از کم ایک رُکن خاتون ہو۔

-4[8] صدر اسلامی کونسل کے ارکان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گا۔

-5 شق (6) کے تابع اسلامی کونسل کا کوئی رکن تین سال کی مدت کیلئے اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔

-6 کونسل کا کوئی رُکن صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکے گا یا اگر اسلامی کونسل کے کل ارکان کی اکثریت سے ایک قرار داد کونسل کے کسی رکن کی برطرفی سے متعلق منظور ہو جائے تو صدر اس کو برطرف کر دیں گے۔

آرٹیکل 229- اسلامی کونسل سے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) وغیرہ کا مشورہ طلب کرنا:

(Reference by (Majlis-e- Shoora) Parliament ect):

صدر یا صوبہ کا گورنر اگر کسی ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی کی کل رکنیت کا 2/5 حصہ رُکنیت کا مطالبہ کرے تو کسی بھی سوال پر اسلامی کونسل سے مشورہ کیا جائے گا کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلام کے احکام کے منافی ہے یا نہیں۔

وضاحت:

اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ کام سونپا گیا ہے کہ اگر کسی وقت صدر مملکت، کسی صوبے کے گورنر، قومی اسمبلی، سینٹ یا کسی صوبائی اسمبلی کی کل رکنیت کا 2/5 حصہ کسی سوال پر اسلامی کونسل سے یہ مطالبہ کرے کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہے یا منافی تو اس صورت میں اسے قرآن و سنت کے مطابق مذکورہ اداروں کو مشورہ دینا ہو گا۔

-8 دستور کی چوتھی ترمیم آرڈر 1982، صدارتی فرمان نمبر 13 آف 1982 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

آرٹیکل 230- اسلامی کونسل کے فرائض کارہائے امور منصبی:

(Functions of the Islamic Council):

1- اسلامی کونسل کے فرائض (کارہائے منصبی) حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے۔

(ب) کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔

(ج) ایسی تدابیر اور مشورے جن سے نافذالعمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جا سکے نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا ہو سفارش کرنا اور

(د) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے۔

2- آرٹیکل 229 کے تحت، کوئی سوال کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کی طرف سے اسلامی کونسل کو بھیجا جائے تو کونسل اس کے بعد پندرہ دن کے اندر اس ایوان، اسمبلی، صدر یا گورنر کو جیسی بھی صورت ہو اس مدت سے مطلع کرے گی جس کے اندر وہ مذکورہ مطلوبہ مشورہ فراہم کرنے کی توقع رکھتی ہو۔

3- جب کوئی ایوان، کوئی صوبائی اسمبلی صدر یا گورنر جیسی بھی صورت ہو، یہ خیال کرے کہ مفاد عامہ کی خاطر اُس مجوزہ قانون کا وضع کرنا جس کے بارے میں سوال اٹھایا گیا تھا مشورہ حاصل ہونے تک ملتوی نہ کیا جائے۔ تو اس صورت مذکورہ قانونی مشورہ مہیا ہونے سے قبل وضع کیا جا سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب کوئی قانون اسلامی کونسل کے پاس مشورے کے لئے بھیجا جائے اور کونسل یہ مشورہ دے کہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے تو ایوان، یا جیسی بھی صورت ہو، ایوان، صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر اس طرح وضع کردہ قانون پر دوبارہ غور کرے گا۔

4- اسلامی کونسل اپنے تقرر سے سات(7) سال کے اندر اپنی حتمی رپورٹ پیش کرے گی اور سالانہ عبوری رپورٹ پیش کیا کرے گی۔ یہ رپورٹ خواہ عبوری ہو یا حتمی، موصولی سے چھ(6) ماہ کے اندر دونوں ایوانوں اور ہر صوبائی اسمبلی کے سامنے برائے بحث پیش کی جائے گی اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور اسمبلی رپورٹ پر غور و خوض کرنے کے بعد حتمی رپورٹ کے بعد دو (2) سال کی مدت میں اس کی نسبت قوانین وضع کرے گی۔

آرٹیکل 231- قواعد ضابطہ کار[9] (Rules of Procedure):

اسلامی کونسل کی کارروائی ایسے قواعد و ضوابط کار کے ذریعہ منضبط کی جائے گی جو کونسل صدر کی منظوری سے وضع کرے۔

حصہ دہم

ہنگامی احکام

Emergency Provisions

آرٹیکل 232- جنگ، داخلی خلفشار وغیرہ کی بنا پر ہنگامی حالت کا اعلان:
(Proclamation of Emergency on account of war-internal disturbance etc.):

1- اگر صدر مطمئن ہو کہ ایسی سنگین ہنگامی صورت حال موجود ہے جس میں پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سلامتی کو جنگ یا بیرونی جارحیت کی وجہ سے یا داخلی خلفشار کی وجہ سے ایسا خطرہ درپیش ہے جس پر قابو پانا کسی صوبائی حکومت کے اختیار سے باہر ہے تو وہ ہنگامی حالت کا اعلان کر سکے گا۔

دستور میں شامل کسی امر کے باوجود جس دوران ہنگامی حالت اعلان زیر نفاذ ہو۔

2- (الف) [1] مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو اختیار ہو گا کہ وہ کسی صوبہ یا اُس کے کسی حصے کیلئے کسی ایسے معاملہ کے بارے قوانین وضع کرے جو وفاقی قانون سازی کی فہرست یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں درج نہ ہو۔

9- اسلامی ضابطۂ کار کیلئے ملاحظہ کریں گزٹ آف پاکستان 1974 (غیر معمولی) حصہ سوئم صفحات 771 تا 773۔
1- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

(ب) وفاق کا عاملانہ اختیار کسی صوبے کو اس طریقے کی بابت ہدایات دینے تک وسعت پذیر ہوگا جس کے مطابق اس صوبے کے عاملانہ اختیار کو استعمال کیا جاتا ہے اور

(ج) [2]وفاقی حکومت فرمان کے ذریعہ کسی صوبائی حکومت کے جملہ یا کوئی (کچھ) کار ہائے منصبی اور جملہ یا کوئی (کچھ) اختیارات جو صوبائی اسمبلی کے علاوہ اس صوبے کے کسی ادارے یا ہیئت مجاز کو حاصل ہوں یا اُس کے ذریعہ قابل استعمال ہوں، خود سنبھال سکے گی یا اُس صوبے کے گورنر کو ہدایت کر سکے گی کہ وفاقی حکومت کی جانب سے سنبھال لے اور ایسے ضمنی اور ذیلی احکام وضع کر سکے گی جو اس کی رائے میں اعلان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہو یا مناسب معلوم ہوتے ہوں۔ ان میں ایسے احکامات شامل ہیں جن کی رُو سے اس صوبہ میں کسی ادارے یا ہیئت مجاز سے متعلق دستور کے کسی احکام پر عمل درآمد کو کلی یا جزوی طور پر معطل کیا جا سکے۔

مگر شرط یہ ہے کہ پیرا (ج) میں کسی امر سے وفاقی حکومت کو یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ وہ ایسے اختیارات میں جو کسی عدالت عالیہ کو ہیں یا جو کسی عدالت عالیہ کے ذریعہ قابل استعمال ہیں کوئی اختیار خود اپنے ہاتھ میں لے لے یا صوبے کے گورنر کو ہدایت کرے کہ وہ اُن اختیارات میں سے کوئی اختیار اس کی جانب سے اپنے ہاتھ میں لے لے اور نہ یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ دستور کے احکام پر عمل درآمد کو جن کا تعلق عدالت ہائے عالیہ سے ہو کلی جزوی طور پر معطل کر دے۔

-3 کسی صوبے کے لئے کسی معاملے کے بارے میں قوانین وضع کرنے کی بابت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اختیار میں وفاق یا وفاق کے افسروں اور احکام کو مذکورہ معاملہ کے بارے میں اختیارات دینے اور فرائض عائد کرنے یا اختیارات اور فرائض عائد کرنے کا اختیار شامل ہوگا۔

-4 اس آرٹیکل میں کوئی امر کسی صوبائی اسمبلی کے کوئی ایسا قانون وضع کرنے کے اختیار پر پابندی عائد نہیں کرے گا جس کے وضع کرنے کا اُسے دستور کے تحت اختیار حاصل ہے لیکن اگر کسی صوبائی قانون کا کوئی حکم مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے کسی ایکٹ کے کسی حکم کا نقیض ہو جس کے وضع کرنے کا مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو اس آرٹیکل کے تحت اختیار حاصل ہے تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا وہ ایکٹ خواہ صوبائی قانون سے پہلے

-2 گزٹ آف پاکستان غیر معمولی 1975 صفحہ 329 اور گزٹ آف پاکستان 1976 غیر معمولی حصہ دوئم صفحہ 2279 کا مطالعہ کریں۔

پاس اور منظور ہوا یا بعد میں برقرار رہے گا اور صوبائی قانون' تناقض کی حد تک' لیکن صرف اُس وقت تک جب تک مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا ایکٹ موثر رہے' باطل ہو گا۔

-5 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا وضع کردہ کوئی ایسا قانون جس کے وضع کرنے کا اختیار مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو نہ ہوتا اگر ہنگامی حالت کا اعلان جاری نہ ہوا ہوتا' اعلان کے نافذالعمل نہ رہنے کے چھ(6) ماہ بعد اس حد تک کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو اس کے بنانے کا اختیار نہ تھا سوائے اُن امور کی بابت جو مذکورہ مدت کے ختم ہونے سے قبل انجام پا چکے ہوں یا انجام دہی سے نظرانداز ہو گئے ہوں۔

-6 جب ہنگامی حالت کا اعلان نافذالعمل ہو' تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) بذریعہ قانون قومی اسمبلی کی معیاد میں زیادہ سے زیادہ ایک سال کی توسیع کر سکے گی اور وہ توسیع مذکورہ اعلان کے ساقط العمل ہو جانے کے بعد کسی صورت میں بھی چھ(6) ماہ کی مدت سے زیادہ نہیں ہو گی۔

-7 ہنگامی حالت کا کوئی اعلان ایک مشترکہ اجلاس میں پیش کیا جائے گا جو صدر علان کے جاری کئے جانے سے تیس(30) دن کے اندر طلب کرے گا اور وہ

(الف) دو(2) ماہ کے اختتام پر ساقط العمل ہو جائے گا تاوقتیکہ اس مدت کے ختم ہو جانے سے پہلے اس[3] مشترکہ اجلاس کی ایک قرار داد کے ذریعہ منظور کر لیا گیا ہو۔ اور

(ب) [4]پیرا (الف) کے احکام کے تابع مشترکہ اجلاس میں دونوں ایوانوں کی مجموعی رُکنیت کی اکثریت کے ووٹوں سے ایک ایسی قرار داد منظور ہو جانے پر ساقط العمل ہو جائے گا جس میں اس اعلان کو نامنظور کیا گیا تھا۔

-8 شق (7) میں شامل کسی امر کے باوجود اگر قومی اسمبلی اس وقت ٹوٹ چکی ہو' جب ہنگامی حالت کا کوئی اعلان جاری کیا جائے تو وہ اعلان چار(4) ماہ کی مدت کے لئے نافذالعمل رہے گا لیکن اگر اسمبلی عام انتخاب مذکورہ مدت کے اختتام سے پہلے منعقد نہ ہو' تو وہ اس مدت کے اختتام پر ساقط العمل ہو جائے گا تاوقتیکہ اسے سینٹ کی قرارداد کے ذریعہ پہلے ہی منظور نہ کیا جا چکا ہو۔

-3 مشترکہ اجلاس میں منظور شدہ قرارداد مورخہ 5 ستمبر 1973 حد خطہ ہوا۔

-4 دستور کی تیسری ترمیم ایکٹ 1975 (22 آف 1975) کی رُو سے تبدیل ہو گیا۔

آرٹیکل 233- ہنگامی حالت کی مدت کے دوران بنیادی حقوق وغیرہ کو معطل کرنے کا اختیار:

(Power to suspend fundamental rights etc during emergency period):

1- آرٹیکل 15، 16، 17، 18، 19 اور 24 میں شامل کوئی امر جب کہ ہنگامی حالت کا اعلان نافذالعمل ہو، مملکت کے، جیسا کہ آرٹیکل 7 میں تعریف کی گئی ہے، کوئی قانون وضع کرنے یا کوئی عاملانہ قدم اُٹھانے کے اختیار پر جس کے کرنے یا اُٹھانے کی وہ مجاز ہوتی اگر مذکورہ آرٹیکل میں شامل احکام نہ ہوتے، پابندی عائد نہیں کرے گا۔ مگر اس طرح وضع شدہ کوئی قانون اس وقت جب کہ مذکورہ اعلان منسوخ کر دیا جائے یا نافذالعمل نہ رہے، اس عدم اہلیت کی حد تک غیر موثر ہو جائے گا اور منسوخ شدہ سمجھا جائے گا۔

2- جس دوران ہنگامی حالت کا اعلان نافذالعمل ہو، صدر بذریعہ فرمان یہ اعلان کر سکے گا کہ حصہ دوئم کے باب اوّل کی رو سے عطا کردہ[5] بنیادی حقوق میں سے اُن کے نفاذ کیلئے جن کی فرمان میں صراحت کر دی جائے کسی عدالت سے رجوع کرنے کا حق اور کسی عدالت میں کوئی کارروائی جو اس طرح مصرحہ حقوق میں سے کسی کے نفاذ کے لئے ہو یا جس میں ان حقوق میں سے کسی کی خلاف ورزی کے متعلق کسی سوال کا تعین مطلوب ہو اس مدت کیلئے معطل رہے گا جس کے دوران مذکورہ اعلان نافذالعمل رہے اور ایسا کوئی فرمان پورے پاکستان یا اس کے کسی حصہ کے بارے میں صادر کیا جا سکے۔

3- اس آرٹیکل کے تحت صادر کردہ ہر فرمان جتنی جلد ممکن ہو، مشترکہ اجلاس کی منظوری کیلئے پیش کیا جائے گا اور آرٹیکل 232 کی شقات[6] (7)، (8) کے احکام کا اطلاق ایسے فرمان پر اس طرح ہو گا جن کا اطلاق ہنگامی حالت کے اعلان پر ہوتا ہے۔

5- ملاحظہ ہو گزٹ پاکستان 1973 غیر معمولی حصہ اول صفحہ 602 اور پی ایم ایل اے آرڈر نمبر 1 آف 1977 دفعہ (3) 2

6- مشترکہ اجلاس میں 6 ستمبر 1973 کو منظور ہوا۔ مزید ملاحظہ ہو گزٹ آف پاکستان 1974 غیر معمولی حصہ ترمیم صفحہ 343۔

آرٹیکل 234- کسی صوبے میں دستور کا نظام ناکام ہو جانے کی صورت میں اعلان جاری کرنے کا اختیار:

(Power to issue proclamation in case of failure of constitutional machinery in a province):

1- اگر صدر کسی صوبے کے گورنر کی طرف سے کوئی رپورٹ موصول ہونے پر یا بصورت دیگر مطمئن ہو جائے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس میں صوبہ کی حکومت دستور کے احکام کے مطابق نہیں چلائی جا سکتی۔ تو صدر کو اختیار ہو گا یا اُس کے بارے میں مشترکہ اجلاس میں کوئی قرار دادمنظور ہو جائے تو صدر کے لئے لازم ہو گا کہ اعلان کے ذریعے:-

(الف) اس صوبے کی حکومت کے کل یا بعض کارہائے منصبی اور ایسے کل یا بعض اختیارات جو صوبائی اسمبلی کے علاوہ صوبے کے کسی بااختیار ادارے یا ہیئت مجاز کو حاصل ہوں یا جن کو استعمال کر سکے ...ں تو دسنبھال لے یا صوبے کے گورنر کو ہدایت دے کہ وہ صدر کی جانب سے انہیں سنبھال لے۔

(ب) یہ اعلان کر سکے کہ صوبائی اسمبلی کے اختیارات کا استعمال مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کرے گی یا اُس کے حکم سے کیا جائے گا اور

(ج) ایسے ضمنی اور ذیلی احکام وضع کرے جن کو صدر، اعلان کی غرض و غایت کو عمل لانے کے لئے ضروری خیال کرے۔ ان میں ایسے احکام بھی شامل ہیں جو صوبے کے کسی ادارہ یا ہیئت مجاز سے متعلق دستور کے کسی حکم پر عمل درآمد کو کُلی یا جزوی طور پر معطل کرنے کے لئے ہوں۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر صدر کو اس بات کو اختیار نہیں دے گا کہ وہ ان اختیارات کو جو کسی عدالت عالیہ کو حاصل ہوں یا جنہیں وہ استعمال کر سکتی ہے وہ خود سنبھال لے اور عدالت ہائے عالیہ سے متعلق دستور کے کسی حکم کے عمل درآمد کو کُلی یا جزوی طور پر معطل کر دے۔

2- آرٹیکل 105 کے احکامات کا اطلاق شق (1) کے تحت گورنر کے کارہائے منصبی کی بجاآوری پر نہیں ہو گا۔

3- اس آرٹیکل کے تحت جاری شدہ اعلان ایک مشترکہ اجلاس کے سامنے پیش کیا جائے گا

اور دو(2) ماہ کی مدت گزر جانے پر نافذالعمل نہیں رہے گا جب تک کہ مذکورہ مدت گزر جانے سے قبل اسے مشترکہ اجلاس کی قرارداد کے ذریعہ منظور نہ کر لیا گیا ہو اور ایسی ہی قرارداد کے ذریعہ اسے ایسی مزید مدت کے لئے بڑھایا جا سکے گا جو دو(2) ماہ سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن ایسا کوئی اعلان کسی بھی صورت میں چھ(6) ماہ سے زیادہ تک نافذالعمل نہیں رہے گا۔

-4 شق (3) میں شامل کسی امر کے باوجود اگر قومی اسمبلی اس وقت ٹوٹ چکی ہو جب اُس آرٹیکل کے تحت کوئی اعلان جاری کیا جائے تو وہ اعلان تین(3) ماہ کی مدت کے لئے بدستور نافذالعمل رہے گا۔ لیکن اسمبلی کا عام انتخاب مذکورہ مدت کے اختتام سے پہلے منعقد نہ ہو تو وہ اس مدت کے اختتام پر ساقط العمل ہو جائے گا تاقتیکہ اسے سینٹ کی ایک قرارداد کے ذریعہ پہلے ہی منظور نہ کیا جا چکا ہو۔

-5 جب اس آرٹیکل کے تحت جاری شدہ کسی اعلان کے ذریعہ اس امر کا اعلان کر دیا گیا ہو کہ صوبائی اسمبلی کے اختیارات کا استعمال مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کرے گی یا اس کے اختیار مجاز کے تحت ان کا استعمال کیا جائے گا تو :-

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو اختیار ہو گا کہ مشترکہ اجلاس میں صوبائی اسمبلی کے اختیار قانون سازی میں شامل کسی امر سے متعلق قوانین وضع کرنے کا اختیار صدر کے سپرد کر دے۔

(ب) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اجلاس یا صدر کو اگر اسے پیرا (الف) کے تحت مجاز کیا ہو، اختیار ہو گا کہ وہ وفاق یا اس کے افسروں اور حکام مجاز کو اختیارات عطا کرنے اور فرائض عائد کرنے یا اختیارات عطا کرنے اور فرائض عائد کرنے کا مجاز کرنے کے لئے قوانین وضع کرے۔

(ج) صدر کو جب مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا اجلاس نہ ہو رہا ہو، اختیار ہو گا کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے مشترکہ اجلاس سے ایسے خرچ کی منظوری ہونے تک، صوبائی مجموعی فنڈ سے خرچ کی منظوری دے، خواہ یہ خرچ دستور کی رُو سے مذکورہ فنڈ سے واجب الادا ہو یا نہ ہو، اور

(د) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو مشترکہ اجلاس میں یہ اختیار ہو گا کہ قرارداد کے ذریعہ پیرا (ج) کے تحت صدر کی طرف سے منظور کردہ خرچ کی اجازت دے۔

-6 کوئی قانون جسے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صدر نے وضع کیا ہو، جس کے وضع کرنے کا اختیار مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صدر کو نہ ہوتا۔ اگر اس آرٹیکل کے بموجب اعلان نہ ہوا ہوتا تو وہ اس آرٹیکل کے تحت اعلان کی مدت ختم ہونے کے چھ(6) ماہ بعد عدم اہلیت کی حد تک غیر موثر ہو جائے گا سوائے اُن امور کے جو مذکورہ مدت کے ختم ہونے سے قبل انجام پا چکے ہوں یا انجام دہی سے نظر انداز ہو گئے ہوں۔

آرٹیکل 235- مالی ہنگامی حالت کی صورت میں اعلان:

(Proclamation in case of Financial emergency):

-1 اگر صدر کو اطمینان ہو جائے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس سے پاکستان یا اُس کے کسی حصہ کی اقتصادی صورت حال، مالی استحکام یا ساکھ کو خطرہ لاحق ہے تو وہ صوبوں کے گونروں سے یا جیسی بھی صورت ہو، متعلقہ صوبے کے گورنر سے مشورے کے بعد، اس سلسلہ میں فرمان کے ذریعہ اعلان کر سکے گا اور جب ایسا اعلان نافذالعمل ہو تو وفاق کا انتظامی اختیار کسی صوبے کو ایسی ہدایات دینے پر کہ وہ ان ہدایات میں متعین کردہ مالیاتی موزونیت کے اصولوں پر عمل کرے اور ایسی دیگر ہدایات دینے پروسعت پذیر ہو گا جنہیں صدر پاسکتان یا اس کے کسی حصہ کی اقتصادی صورت حال (زندگی) مالی استحکام یا ساکھ کے مفاد کی خاطر ضروری خیال کرے۔

-2 دستور میں شامل کسی امر کے باوجود ایسی ہدایات میں ایسا حکم بھی شامل ہو سکے گا جس میں کسی صوبے کے امور کے سلسلہ میں ملازمت کرنے والے سب افراد یا اُن کے کسی طبقے کی تنخواہ اور بھتہ جات (Allowances) میں تخفیف کا حکم دیا گیا ہو۔

-3 جب اس آرٹیکل کے تحت جاری کردہ کوئی اعلان نافذالعمل ہو تو صدر وفاق کے امور کے سلسلہ میں ملازمت کرنے والے سب افراد یا اُن کے کسی طبقہ کی تنخواہوں اور بھتہ جات (Allowances) میں تخفیف کیلئے ہدایات جاری کر سکے گا۔

-4 آرٹیکل 234 کی شقات (3) اور (4) کے احکام اس آرٹیکل کے تحت جاری کردہ کسی اعلان پر اسی طرح اطلاق پذیر ہوں گے جس طرح وہ مذکورہ آرٹیکل کے تحت جاری کردہ اعلان پر اطلاق پذیر ہوتے ہیں۔

آرٹیکل 236- اعلان کی منسوخی یا تنسیخ وغیرہ:
(Revocation of proclamation etc):

-1 اس حصہ کے تحت جاری ہونے والا کوئی اعلان بعد میں جاری ہونے والے اعلان سے تبدیل کیا جا سکے گا یا منسوخ کیا جا سکے گا۔

-2 اس حصہ کے تحت جاری کئے جانے والے کسی اعلان یا صادر کئے جانے والے کسی فرمان کے جواز پر کسی عدالت میں اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

آرٹیکل 237- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) بریت وغیرہ کے قوانین وضع کر سکے گی:
(Majlis-e-Shoora (Parliament) may make laws of indemnity):

اس دستور میں کوئی عمل مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے لئے کسی ایسے شخص کی جو وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی ملازمت میں ہو یا کسی دیگر شخص کی کسی ایسے فعل کی نسبت بریت سے متعلق قانون وضع کرنے میں مانع نہ ہوگا' جو پاکستان کے کسی علاقے میں امن و امان رکھنے اور اُس کی بحالی کے سلسلہ میں کیا گیا ہو۔

حصہ یازدھم (11)

دستور کی ترمیم

Amendment of Constitution

آرٹیکل 238- دستور کی ترمیم (Amendment of Constitution):

اس حصے کے تابع اس دستور میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایک ایکٹ کے ذریعے ترمیم کی جا سکے گی۔

آرٹیکل 239- [1]دستور میں ترمیم کا بل (Constitution amendment Bill):

-1 دستور میں ترمیم کرنے کے بل کی ابتدا کسی بھی ایوان میں کی جا سکے گی اور جبکہ اس بل کو ایوان کی کُل رکنیت کے کم از کم دو تہائی ووٹوں سے منظور کر لیا جائے تو اسے دوسرے ایوان میں بھیج دیا جائے گا۔

-1 دستور کی دوسری ترمیم آرڈر 1985 صدارتی فرمان نمبر 20 آف 1985 کی رُو سے تبدیل ہوا۔

2- اگر بل کو اس ایوان کی کُل رکنیت کے کم از کم دو تہائی ووٹوں سے بلا ترمیم کل منظور کر لیا جائے جسے شق (1) کے تحت اسے بھیجا گیا تھا تو اسے شق (4) کے احکام کے تابع' صدر کی منظوری کیلئے پیش کیا جائے گا۔

3- اگر بل کو اس ایوان کی کُل رکنیت کے کم از کم دو تہائی ووٹوں سے ترمیم کے ساتھ منظور کیا جائے جسے شق (1) کے تحت اُسے بھیجا گیا تھا تو اس پر وہ ایوان دوبارہ غور کرے گا جس میں اس کی ابتداء ہوئی تھی۔ اور اگر بل کو جس طرح کہ اوّل الذکر ایوان میں اس میں ترمیم کی گئی تھی تو آخرالذکر ایوان کی طرف سے اس کی کل رکنیت کے کم از کم دو تہائی ووٹوں سے منظور کر لیا جائے تو اسے شق (4) کے احکام کے تابع' صدر کی منظوری کیلئے پیش کیا جائے گا۔

4- دستور میں ترمیم کے کسی بل کو جو کسی صوبہ کی حدود میں ردوبدل کا اثر رکھتا ہو' صدر کی منظوری کیلئے پیش کیا جائے گا تاوقتیکہ اُسے اس صوبے کی صوبائی اسمبلی نے اپنی کُل رکنیت کے کم از کم دو تہائی ووٹوں سے منظور نہ کر لیا ہو۔

5- دستور میں کسی ترمیم پر کسی عدالت مین کسی بنا پر چاہے جو کچھ ہو کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

6- ازالۂ شک کیلئے بذریعہ شق ہذا قرار دیا جاتا ہے کہ دستور کے احکام میں سے کسی میں ترمیم کرنے کے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اختیار پر کسی بھی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

❖❖❖❖❖

حصہ دوازدھم (12)

متفرقات

MISCELLANEOUS

باب 1

ملازمتیں

SERVICES

آرٹیکل 240- پاکستان کی ملازمت میں تقرر اور شرائط ملازمت:

(Appointment to service of Pakistan and conditions of service):

(الف) دستور کے تابع پاکستان کی ملازمت میں افراد کا تقرر اور اُن کی شرائط ملازمت کے تعین وفاق کی ملازمتوں، وفاق کے امور کے سلسلہ میں اسامیوں اور کل پاکستان ملازمتوں کے سلسلہ میں، مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے تحت یا اُس کے ذریعہ ہوگا اور

(ب) کسی صوبے کی ملازمتوں اور کسی صوبے کے امور کے سلسلے میں اسامیوں کی صورت میں اس صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے تحت یا اس کے ذریعہ ہوگا۔

وضاحت۔

اس آرٹیکل میں ''کل پاکستانی ملازمت'' سے وفاق اور صوبوں کی کوئی مشترکہ ملازمت مراد ہے جو یوم آغاز سے عین قبل موجود تھی یا جسے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعہ وضع کیا جائے۔

آرٹیکل 241- موجودہ قواعد وغیرہ جاری رہیں گے:

(Existing Rules etc to continue):

جب تک کہ متعلقہ مقننہ آرٹیکل 240 کے تحت کوئی قانون نہ بنائے یوم آغاز سے عین

ماقبل نافذالعمل قواعد اور احکام جہاں تک وہ دستور کے احکام سے مطابقت رکھتے ہوں' نافذالعمل رہیں گے اور اُن میں وفاقی حکومت یا جیسی بھی صورت ہو' صوبائی حکومت وقتاً فوقتاً ترمیم کر سکے گی۔

آرٹیکل 242- پبلک سروس کمیشن (Public Service Commission):

-1 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) وفاق کے امور سے متعلق اور کسی صوبے کی صوبائی اسمبلی اس صوبے کے امور سے متعلق قانون کے ذریعہ پبلک سروس کمیشن کے قیام اور تشکیل کے احکام وضع کر سکے گی۔

(الف) [2]وفاق کے امور سے متعلق تشکیل کردہ پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین کا تقرر صدر اپنی صوابدید پر کرے گا۔

-2 کوئی پبلک سروس کمیشن ایسے کارہائے منصبی انجام دے گا' جو قانون کے ذریعہ مقرر کئے جائیں گے۔

باب 2

مسلح افواج

Armed Forces

آرٹیکل 243- مسلح افواج کی کمان (Command of Armed Forces):

-1 مسلح افواج کی کمان اور کنٹرول وفاقی حکومت کے پاس ہو گا۔

(الف) [2] قبل الذکر حکم کی عمومیت پر اثرانداز ہوئے بغیر مسلح افواج کی اعلیٰ کمان صدر مملکت کے پاس ہو گی۔

-1 صدر مملکت کو قانون کے تابع یہ اختیار ہوگا کہ:-

(الف) [3]پاکستان کی بری' بحری اور فضائی افواج [4] کو محفوظ دستے قائم کرے اور ان کو محفوظ رکھے اور دیکھ بھال کرے۔

-2 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

-3 پہلے سے متعارف شدہ۔

-4 بذریعہ لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 متعارف ہوا۔

(ب) [5]مذکورہ افواج میں کمیشن عطا کرے اور

(ج)[6] [XXXX]

-3 [7]صدر، وزیراعظم کے [7-a]مشورے سے مندرجہ ذیل افسران تعینات کرے گا۔

(الف) چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی

(ب) چیف آف دی آرمی سٹاف (بری فوج کا چیف)

(ج) چیف آف دی نیول سٹاف (بحری فوج کا چیف)

(د) چیف آف دی ائر سٹاف (ہوائی فوج کا چیف)

اور ان کی تنخواہوں اور بھتہ جات (Allowances) کا تعین کرے گا۔

آرٹیکل 244- مسلح افواج کا حلف (Oath of Armed Forces):

مسلح افواج کا ہر رُکن جدول سوئم میں دی گئی عبارت میں حلف اٹھائے گا۔

آرٹیکل 245- [8]مسلح افواج کے کارہائے (فرائض) منصبی:

-1 مسلح افواج وفاقی حکومت کی ہدایات کے تحت، بیرونی جارحیت یا جنگ کے خطرے کے خلاف پاکستان کا دفاع کریں گی اور قانون کے تابع شہری حکام (سول پاور) کی امداد میں جب ایسا کرنے کے لئے طلب کی جائیں، کام کریں گی۔

-2 شق (1) کے تحت وفاقی حکومت کی طرف سے جاری شدہ کسی ہدایات کے جواز کو عدالت میں کارروائی کیلئے نہیں لایا جائے گا۔

-3 کوئی عدالت عالیہ کسی ایسے علاقہ میں جس میں پاکستان کی مسلح افواج فی الوقت آرٹیکل 245 کی تعمیل میں شہری حکام کی مدد کیلئے کام کر رہی ہوں۔ آرٹیکل 199 کے تحت کوئی اختیار سماعت استعمال نہیں کرے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس شق کا اس دن سے عین قبل پر جس پر مسلح افواج نے شہری حکام کی مدد کیلئے کام کرنا شروع کیا ہو کسی زیر سماعت کارروائی سے متعلق عدالت عالیہ کے اختیار سماعت کو متاثر کرنا مقصود نہ ہوگا۔

-4 شق (3) میں محولہ کسی علاقہ سے متعلق کوئی کارروائی جسے اس دن یا اُس دن کے بعد

-5 بذریعہ لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 عمل میں آیا۔

-6 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-4-2002 شق (ج) حذف کردہ گی۔

A-7 لفظ صوابدید اور مشورہ وزیراعظم دستور کی سترہویں ترمیم مجریہ 2003 مورخہ 31-12-2003 عمل میں آئے۔

-8 دستور کی ساتویں ترمیم کی رو سے شق 1'2'3 اور 4 کا اضافہ ہوا۔

دائر کیا گیا ہو جبکہ مسلح افواج نے شہری حکام کی مدد کیلئے کام شروع کیا ہو اور جو کسی عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہو' اس عرصہ کے لئے معطل رہے گی جس کے دوران مسلح افواج بہ ایں طور پر کام کر رہی ہوں۔

(1) شق (1)' (2)' (3) اور (4) کی دوبارہ ترتیب دیتے ہوئے اضافہ کیا گیا بروئے دستور کی (ساتویں ترمیم) ایکٹ 1997' 23- آف 1997۔

باب 3

قبائلی علاقہ جات

TRIBAL AREAS

آرٹیکل 246- قبائلی علاقہ جات (Tribal Areas):

اس دستور میں:-

''قبائلی علاقہ جات'' سے پاکستان کے وہ علاقہ جات مراد ہیں جو یوم آغاز سے عین قبل' قبائلی علاقہ جات تھے اور اُن میں حسب ذیل شامل ہیں۔

(اول) بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبے کے قبائلی علاقہ جات اور

(دوئم) امب' چترال' دیر اور سوات کی سابقہ ریاستیں۔

(ب) ''صوبہ کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات''[9] سے حسب ذیل علاقہ جات مراد ہیں۔

(اول) چترال' دیر اور سوات (جس میں کالام شامل ہے) کے اضلاع (ضلع کوہستان کا قبائلی علاقہ) مالاکنڈ کا محفوظ علاقہ ضلع (مانسرہ)[10] سے ملحقہ قبائلی علاقہ اور امب کی سابق ریاست اور

(دوئم) ضلع ژوب' ضلع لورالائی (تحصیل ڈکی کے علاوہ) ضلع چاغی کی تحصیل دالبندین اور ضلع سبی کے مری اور بگتی کے قبائلی علاقہ جات اور

9- دستور کی چھٹی ترمیم ایکٹ 1976 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

10- دستور کی چھٹی ترمیم ایکٹ 1976 (84 آف 1976) لفظ ہزارہ تبدیل ہوا۔

(ج) ''وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات'' حسب ذیل شامل ہیں:

(اول) ضلع پشاور سے ملحقہ قبائی علاقہ جات

(دوئم) ضلع کوہاٹ سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات

(سوئم) ضلع بنوں سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات

(چہارم) ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات

(پنجم) [5]باجوڑا ایجنسی

(پنجم الف) اورک زئی ایجنسی

(ششم) مہمند ایجنسی

(ہفتم) خیبر ایجنسی

(ہشتم) کرم ایجنسی

(نہم) شمالی وزیرستان ایجنسی اور

(دہم) جنوبی وزیرستان

آرٹیکل 247- قبائلی علاقہ جات کا انتظام:

(Administration of Tribal Areas):

(1) دستور کے تابع، وفاق کا عاملانہ اختیار مرکز کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات پر وسعت پذیر ہو گا اور کسی صوبے کا عاملانہ اختیار اس میں شامل صوبے کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات پر وسعت پذیر ہو گا۔

(2) صدر وقتاً فوقتاً کسی صوبہ میں شامل علاقہ جات یا ان کے کسی حصہ سے متعلق اس صوبے کے گورنر کو پورے قبائلی علاقے کے یا علاقے کے کچھ حصہ کیلئے ایسی ہدایات دے سکے گا جو وہ ضروری خیال کرے اور گورنر اس آرٹیکل کے تحت اپنے کار ہائے منصبی کی انجام دہی میں مذکورہ ہدایات کی تعمیل کرے گا۔

(3) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا کوئی ایکٹ وفاق کے زیر اہتمام و انتظام کسی قبائلی علاقہ یا اُس کے کسی حصہ پر اطلاق پذیر نہیں ہو گا جب تک کہ صدر اس طرح ہدایت نہ دے اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کا کوئی ایکٹ صوبے کے زیر انتظام کسی قبائلی علاقے یا اُس کے کسی حصے پر اطلاق پذیر نہ ہو گا جب تک کہ اُس صوبے کا

5- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 2002-8-21 کی رُو سے لفظ اور حذف ہوا۔

گورنر جس میں وہ قبائلی علاقہ واقع ہو۔ صدر کی منظوری سے' اس طرح ہدایت نہ دے اور کسی قانون کے متعلق کوئی ایسی ہدایت دیتے وقت' صدر یا جیسی بھی صورت ہو' گورنر یہ ہدایات دے سکے گا کہ اس قانون کا اطلاق کسی قبائلی علاقہ پر یا اس کے کسی مصرحہ حصے پر ایسی مستثنیات اور ترمیمات کے ساتھ ہوگا جس کی صراحت اس ہدایت میں کر دی جائے۔

(4) دستور میں شامل کسی امر کے باوجود' صدر' مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اختیارات قانون سازی کے اندر کسی معاملے سے متعلق اور کسی صوبے کا گورنر' صدر کی ماقبل منظوری سے صوبائی اسمبلی کے اختیارات قانون سازی کے اندر کسی معاملے سے متعلق' صوبے کے زیر انتظام کسی قبائلی علاقے یا اُس کے کسی حصے کے لیے جو اس صوبے میں واقع ہو' امن و امان اور بہتر نظم و نسق کے لیے ضوابط وضع کر سکے گا۔

(5) دستور میں شامل کسی امر کے باوجود' صدر کسی معاملہ کے متعلق' وفاق کے زیر انتظام کسی قبائلی علاقہ یا اُس کے کسی حصہ کے امن و امان اور بہتر نظم و نسق کے لیے ضوابط وضع کر سکے گا۔

(6) صدر' کسی وقت بھی' فرمان کے ذریعہ' ہدایت دے سکے گا کہ کسی قبائلی علاقے کا تمام یا کوئی حصہ قبائلی علاقہ نہیں رہے گا اور مذکورہ فرمان میں ایسے ضمنی اور ذیلی احکام شامل ہوسکیں گے جو صدر کو ضروری اور مناسب معلوم ہوں۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس شق کے تحت کوئی فرمان صادر کرنے سے پہلے صدر' اس طریقہ سے جو وہ مناسب سمجھے متعلقہ علاقے کے عوام کی رائے' جس طرح کہ قبائلی جرگے میں ظاہر کی جائے' معلوم کرے گا۔

(7) کسی قبائلی علاقے سے متعلق دستور کے تحت نہ عدالت عظمیٰ اور نہ کوئی عدالت عالیہ اپنا اختیار سماعت استعمال کرے گی تاوقتیکہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) بذریعہ قانون بصورت دیگر حکم نہ دے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس شق میں کوئی امر اس اختیار سماعت پر اثر انداز نہ ہوگا جو عدالت عظمیٰ یا کوئی عدالت عالیہ کسی قبائلی علاقہ سے متعلق یوم آغاز سے عین قبل استعمال کرتی تھی۔

❖❖❖❖❖

باب 4

عمومی

GENERAL

248: صدر، گورنر، وزیر وغیرہ کا تحفظ:

صدر، کوئی گورنر، وزیراعظم، کوئی وفاقی وزیر، کوئی وزیرمملکت، وزیر اعلیٰ اور کوئی صوبائی وزیر اپنے متعلقہ عہدے کے اختیارات استعمال کرنے اور ان کے کارہائے منصبی انجام دینے کی بنا پر یا کسی ایسے فعل کی بنا پر جو ان اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اور کار ہائے منصبی انجام دیتے ہوئے کئے گئے ہوں یا جن کا کیا جانا مترشح ہو، کسی عدالت کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں گے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس شق میں کسی امر سے کسی شخص کے وفاق یا صوبے کے خلاف مناسب قانونی کارروائیاں کرنے کے حق میں مانع ہونے کا مفہوم اخذ نہیں کیا جائے گا۔

(2) صدر یا کسی گورنر کے خلاف اُس کے عہدے کی میعاد کے دوران کسی عدالت میں کوئی فوجداری مقدمات نہ قائم کئے جائیں گے اور نہ ہی جاری رکھے جائیں گے۔

(3) صدر یا کسی گورنر کے عہدے کی میعاد کے دوران کسی عدالت کی طرف سے اس کی گرفتاری یا قید کے لیے کوئی حکم جاری نہیں ہوگا۔

(4) صدر یا کسی گورنر کے خلاف خواہ اُس کے عہدہ سنبھالنے سے پہلے یا بعد میں اُس کی ذاتی حیثیت میں کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے سے متعلق اس کے عہدے کی میعاد کے دوران کوئی دیوانی مقدمہ جس میں اُس کے خلاف داد رسی چاہی گئی ہو، قائم نہیں کیا جائے گا۔ تاوقتیکہ مقدمہ قائم ہونے سے کم از کم ساٹھ(60) دن پہلے اُس کو تحریری نوٹس نہ دیا گیا ہو یا قانون کے ذریعہ مقررہ طریقے کے مطابق نہ بھیجا گیا ہو جس میں مقدمہ کی نوعیت، کارروائی کی وجہ، اُس فریق کا نام، کیفیت اور جائے رہائش جس کی جانب سے مقدمہ قائم ہونا ہے اور داد رسی کا دعویٰ وہ فریق کرتا ہے، درج ہو۔

آرٹیکل 249- قانونی کارروائیاں (Legal Proceedings):

(1) کوئی قانونی کارروائی جو، اگر دستور نہ ہوتا تو، کسی ایسے معاملے کی بابت جو یوم آغاز

عین قبل' وفاق کی ذمہ داری تھا اور جو دستور کے تحت' کسی صوبہ کی ذمہ داری ہو گیا ہے وفاق کی طرف سے یا اُس کے خلاف کی جا سکتی تھی۔ متعلقہ صوبے کی طرف سے یا اُس کے خلاف کی جائے گی۔ اور اگر یوم آغاز سے عین قبل کوئی مذکورہ کارروائی (قانونی کارروائی) کسی عدلت میں تصفیہ طلب تھی تو اس صورت میں اس کارروائی میں اس دن سے وفاق کی بجائے صوبے کا تبدیل کیا جانا مقصود ہو گا۔

(2) کوئی قانونی کارروائی جو اگر دستور نہ ہوتا' تو کسی ایسے معاملے کی بابت جو یوم آغاز سے عین قبل صوبے کی ذمہ داری تھا اور جو دستور کے تحت وفاق کی ذمہ داری ہو گیا ہے کسی صوبے کی طرف سے یا اُس کے خلاف کی جا سکتی تھی' وفاق کی طرف سے یا اُس کے خلاف کی جائے گی اور اگر یوم آغاز سے عین قبل کوئی مذکورہ قانونی کارروائی کسی عدالت میں تصفیہ طلب تھی تو اُس صورت میں اس کارروائی میں اس دن سے اُس صوبے کی بجائے وفاق کا تبدیل کیا جانا مقصود ہو گا۔

آرٹیکل 250- صدر وغیرہ کی تنخواہیں' الاؤنسز:

(Salaries, allowances etc. of the President):

-1 یوم آغاز سے دو (2) سال کے اندر اندر' صدر' سپیکر اور ڈپٹی سپیکر اور قومی اسمبلی یا کسی صوبائی اسمبلی کے کسی رُکن' سینٹ کے چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین اور کسی رُکن' وزیر اعظم' کسی وفاقی وزیر' کسی وزیر مملکت' کسی وزیر اعلیٰ' کسی صوبائی وزیر اور چیف الیکشن کمیشنر کی تنخواہیں' بھتہ جات اور مراعات کا تعین کرنے کے لئے قانون کے ذریعہ احکام وضع کئے جائیں گے۔

-2 (الف) صدر' قومی اسمبلی یا کسی صوبائی اسمبلی کے سپیکر یا ڈپٹی سپیکر یا کسی رُکن' کسی وفاقی وزیر' وزیر مملکت'[6] کسی وزیر اعلیٰ' کسی صوبائی وزیر اور چیف الیکشن کمشنر کی تنخواہیں' بھتہ جات اور مراعات وہ ہی ہوں گی جن کا صدر' قومی اسمبلی پاکستان یا کسی صوبائی اسمبلی کا سپیکر' ڈپٹی سپیکر یا رُکن' کوئی وفاقی وزیر' کوئی وزیر مملکت[7,8]' کوئی وزیر اعلیٰ' کوئی صوبائی وزیر یا جیسی بھی صورت ہو چیف الیکشن کمشنر سے عین قبل مستحق تھا اور

(ب) صدر بذریعہ فرمان' چیئرمین' ڈپٹی چیئرمین' وزیر اعظم اور سینٹ کے کسی رکن کی تنخواہوں میں بھتہ جات اور مراعات کا تعین کرے گا۔

-6 دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رُو سے لفظ ''گورنر'' حذف ہوگیا۔
-7 دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رُو سے لفظ ''گورنر'' حذف ہوگیا۔
-8 دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رُو سے لفظ ''گورنمنٹ'' حذف ہوگیا۔

3- کسی شخص کی تنخواہ، بھتہ جات اور مراعات میں، جو

(الف) صدر

(ب) چیئرمین یا ڈپٹی چیئرمین

(ج) قومی اسمبلی کا کسی صوبائی اسمبلی کے اسپیکر یا ڈپٹی اسپیکر

(د) کسی گورنر

(ہ) چیف الیکشن کمشنر

(و) محاسب اعلیٰ

کے عہدے پر فائز ہو، کی میعاد عہدہ کے دوران اس کے مفاد کے منافی تغیر نہیں کیا جائے گا۔

4- کسی وقت جب کہ چیئرمین یا اسپیکر صدر کے طور پر فرائض انجام دے رہا ہو تو وہ ایسی تنخواہ بھتہ جات اور مراعات کا مستحق ہوگا جس کا صدر ہے لیکن وہ چیئرمین یا اسپیکر یا مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے رُکن کے فرائض منصبی انجام نہیں دے گا اور نہ وہ چیئرمین یا اسپیکر یا کسی مذکورہ رکن کی تنخواہ، بھتہ جات یا مراعات کا مستحق ہوگا۔

آرٹیکل 251- قومی زبان (National Language):

1- پاکستان کی قومی زبان اُردو ہے اور یوم آغاز سے پندرہ برس کے اندر اندر اس کو سرکاری و دیگر اغراض کے لیے استعمال کرنے کے انتظامات کئے جائیں گے۔

2- شق (1) کے تابع، انگریزی زبان اس وقت تک سرکاری اغراض کے لیے استعمال کی جائے گی جب تک کہ اس کے اردو سے تبدیل کرنے کے انتظامات نہ ہو جائیں۔

3- قومی زبان کی حیثیت کو متاثر کئے بغیر، کوئی صوبائی اسمبلی قانون کے ذریعہ قومی زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم، ترقی اور اُس کے استعمال کے لیے اقدامات تجویز کر سکے گی۔

آرٹیکل 252- بڑی بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں کے متعلق خاص احکام: (Special Provisions in relation to major ports and aerodromes):

1- دستور یا کسی قانون میں شامل کسی امر کے باوجود ''صدر، عام اعلان کے ذریعہ، اس امر کی ہدایت دے سکے گا کہ کسی مصرحہ تاریخ سے اس عرصہ تک جس کی میعاد تین (3) ماہ

سے زیادہ نہ ہوگی۔ کوئی مصرحہ قانون خواہ وفاقی قانون ہو یا صوبائی قانون کسی مصرحہ بڑی بندرگاہ' بڑے ہوائی اڈے پر اطلاق پذیر نہ ہوگا یا کسی مصرحہ بڑی بندرگاہ یا بڑے ہوائی اڈے پر اطلاق پذیر نہ ہوگا یا کسی مصرحہ بڑی بندرگاہ یا بڑے ہوائی اڈے پر مصرحہ مستثنیات اور ترمیمات کے تابع اطلاق پذیر ہوگا۔

-2 اس آرٹیکل کے تحت کسی قانون کے متعلق کسی ہدایت کا اجراء ہدایت میں مصرحہ تاریخ سے پہلے اس قانون کے عمل درآمد پر اثر انداز نہ ہوگا۔

آرٹیکل 253- جائیداد وغیرہ پر انتہائی تحدیدات:

(Maximum limits as to property etc):

-1 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) بذریعہ قانون:-

(الف) ایسی جائیداد یا اُس کے کسی قسم کے بارے میں جو کوئی شخص ملکیت' تصرف' قبضہ یا نگرانی میں رکھ سکے گا انتہائی تحدیدات (حدود) مقرر کی جا سکیں گی۔ اور

(ب) اعلان کر سکے گی کہ ایسے قانون میں مصرحہ کوئی کاروبار' تجارت' صنعت یا خدمت' وفاقی حکومت یا کوئی صوبائی حکومت یا ایسی کسی حکومت کے زیر نگرانی کوئی کارپوریشن دیگر اشخاص کو مکمل یا جزوی طور پر خارج کر کے چلائے گی یا زیر ملکیت رکھے گی۔

-2 کوئی قانون جو کسی شخص کو اس رقبۂ اراضی سے زیادہ اراضی کی منفعتی ملکیت یا منفعتی قبضہ کی اجازت دے جو وہ یوم آغاز سے عین قبل جائز طور پر منفعتی ملکیت میں رکھ سکتا تھا یا منفعتی قبضہ میں لا سکتا تھا' کالعدم ہوگا۔

آرٹیکل 254- مطلوبہ وقت کے اندر نہ ہونے کے باعث کوئی فعل کالعدم نہ ہوگا:

(Failure to comply with requirement as to time does not render an act invalid):

جب تک کوئی فعل یا امر دستور کی رُو سے ایک خاص مدت میں کرنا مطلوب ہو اور اس مدت میں نہ کیا جائے تو اس فعل یا امر کا کرنا صرف اس وجہ سے کالعدم نہ ہوگا یا بصورت دیگر غیر موثر نہ ہوگا کہ یہ مذکورہ مدت میں نہیں کیا گیا تھا۔

آرٹیکل 255- عہدے کا حلف (Oath of office):

-1 کوئی حلف جو دستور کے تحت کسی شخص سے لینا مطلوب ہو[9] ترجیحاً اردو میں دیا جائے گا یا اُس زبان میں جسے وہ شخص سمجھتا ہو۔

-9 صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ یہ تبدیلی کی گئی۔

-2 جہاں دستور کے تحت، کسی خاص شخص کے سامنے حلف اُٹھانا مطلوب ہو اور کسی وجہ سے اس شخص کے سامنے حلف اُٹھانا ناقابل عمل ہو تو وہ کسی ایسے شخص کے سامنے حلف اُٹھا سکے گا جسے اُس شخص نے نامزد کیا ہو۔

-3 جہاں دستور کے تحت کسی شخص کا اپنا عہدہ سنبھالنے سے پہلے حلف اُٹھانا مطلوب ہو اُس کا عہدہ سنبھالنا اس دن مقصود ہو گا جس دن اُس نے حلف اُٹھایا تھا۔

آرٹیکل 256- نجی افواج کی ممانعت:

Private Armies forbidden:

کوئی نجی تنظیم قائم نہیں کی جائے گی جو کسی فوجی تنظیم کی حیثیت سے کام کرنے کے قابل ہو اور ایسی مذکورہ تنظیم خلاف قانون ہو گی۔

آرٹیکل 257- ریاست جموں کشمیر کے متعلق احکام:

(Provisions relating to the state of Jammu and Kashmir):

جب ریاست جموں و کشمیر کے عوام، پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کریں، تو پاکستان اور مذکورہ ریاست کے درمیان تعلقات مذکورہ ریاست کے عوام کی خواہشات کے مطابق متعین ہوں گے۔

آرٹیکل 258- صوبوں سے باہر کے علاقہ جات کا نظم ونسق:

(Government of territories outside Provinces):

دستور کے تابع، جب تک مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) قانون کے ذریعہ بصورت دیگر حکم وضع نہ کرے، صدر، فرمان کے ذریعہ، پاکستان کے کسی ایسے حصے کے امن و امان اور اچھے نظم ونسق کے لئے جو کسی صوبہ کا حصہ نہ ہو، حکم صادر کر سکے گا۔

آرٹیکل 259- اعزازات (Awards):

-1 کوئی شہری، وفاقی حکومت کی منظوری کے بغیر کسی بیرونی ریاست سے کوئی خطاب، اعزاز یا اعزازی نشانی قبول نہیں کرے گا۔

-2 وفاقی حکومت یا کوئی صوبائی حکومت کسی شہری کو کوئی خطاب، اعزاز یا اعزازی نشانی عطا نہیں کرے گی، لیکن صدر، وفاقی قانون کے احکام کے مطابق "شجاعت"، مسلح افواج [1]

-1 دستور کی پہلی ترمیم (ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کی رو سے جاری ہوا۔

میں قابل تعریف خدمت تعلیمی امتیاز یا کھیلوں [2] کے میدان میں امتیاز کے اعتراف کے طور پر اعزازی نشانات عطا کر سکے گا۔

-3 یوم آغاز سے پہلے شہریوں کو پاکستان کی کسی بھی ہیئت مجاز کی جانب سے عطا کردہ وہ تمام خطابات' اعزازات اور اعزازی نشانات ماسوائے ان کے [3] جو شجاعت' مسلح افواج میں قابل تعریف خدمت یا تعلیمی امتیاز کے اعتراف کے طور پر دیئے گئے ہوں کالعدم ہو جائیں گے۔

باب پنجم

تشریح

INTERPRETATION

آرٹیکل 260- تعریفات (Definitions):

-1 دستور میں تاوقتیکہ سیاق و سباق عبارت سے کچھ اور مطلب نہ نکلتا ہو مندرجہ ذیل الفاظ کے وہ ہی معنی لیے جائیں گے جو بذریعہ ہذا ان کے لئے بالترتیب مقرر کئے گئے ہوں۔ یعنی

مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ سے وہ ایکٹ مراد ہے جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا قومی اسمبلی نے منظور کیا ہو اور صدر نے اس کی منظوری دی ہو یا صدر کی طرف سے اُس کا منظور شدہ ہونا ظاہر ہو۔

''صوبائی اسمبلی کے ایکٹ'' سے وہ ایکٹ مراد ہے جو کسی صوبہ کی صوبائی اسمبلی نے منظور کیا ہو اور گورنر نے اُس کی منظوری دی ہو یا گورنر کی طرف سے اس کا منظور شدہ ہونا ظاہر ہو۔

''زرعی آمدنی'' سے مراد وہ زرعی آمدنی ہے جس کی تعریف محصول آمدنی سے متعلق قانون کی اغراض کے لیے کی گئی ہے۔

''آرٹیکل'' سے دستور کا آرٹیکل مراد ہے۔

-2 دستور کی تیسری ترمیم آرڈر 1981 صدارتی فرمان نمبر 12 آف 1981 سے تبدیلی ہوئی۔

-3 دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974 (33 آف 1974) کے ذریعہ متعارف ہوا۔

''قرض لینے'' میں رقوم سالیانہ کے ذریعہ حاصل کرنا ہے اور قرضہ کے معنی بھی اسی طرح سے لئے جائیں گے۔

''چیئرمین'' سے مراد سینٹ کا چیئرمین ہے اور ماسوائے آرٹیکل 49 میں اس میں وہ شخص بھی شامل ہے۔ جو سینٹ کے چیئرمین کے طور پر کام کر رہا ہو۔

''چیف جسٹس''[4] میں عدالت عظمیٰ اور کسی عدالت عالیہ کے سلسلہ میں وہ جج بھی شامل ہے جو فی الوقت عدالت کے چیف جسٹس کے طور پر کام کر رہا ہو۔

''شہری'' سے پاکستان کا وہ شہری مراد ہے جس کی قانون کے ذریعہ تعریف کی گئی ہے۔

''شق (2)'' سے اس آرٹیکل کی شق مراد ہے جس میں وہ شامل ہے۔

''مشاورت''[5] سے مراد عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ کے ججوں کی تعیناتی کے سلسلہ میں چیف جسٹس صاحبان سے مشورہ کے ہیں۔

اس پر بحث وغیرہ کے معاملہ میں صدر پابند نہیں۔

''کارپوریشن محصول'' سے آمدنی پر کوئی محصول مراد ہے۔ جو کمپنیوں کی طرف سے واجب الادا ہو اور جس کی بابت حسب ذیل شرائط کا اطلاق ہوتا ہو۔

(الف) وہ محصول زرعی آمدنی کی بابت واجب الوصول نہ ہو۔

(ب) کمپنیوں کی طرف سے ادا کردہ محصول کی بابت کوئی تخفیف کسی قانون کی رُو سے جس کا اطلاق اس محصول پر ہوتا ہو کمپنیوں کی طرف سے افراد کو واجب الادا منافع سے نہ کی جاتی ہو۔

(ج) محصول آمدنی کے اغراض کے لئے مذکورہ منافع وصول کرنے والے افراد کی کل آمدنی شمار کرنے میں یا ایسے افراد کی طرف سے واجب الادا یا اُن کو قابل واپسی محصول آمدنی شمار کرنے میں اس طرح ادا کردہ محصول کو شامل کرنے کے لئے کوئی حکم موجود نہ ہو۔

''قرضہ'' میں وہ ذمہ داری شامل ہے جو کسی سرمایہ کی رقم کی بطور سالانہ ادائیگی کے وجوب کے متعلق ہو۔ اور اسی میں وہ ذمہ داری بھی شامل ہو گی جو کسی قسم کی ضمانت لینے کی وجہ سے پیدا ہو اور ''اخراجات قرضہ'' کے معنی اسی لحاظ سے نکالے جائیں گے۔

4- دستور کی دوسری ترمیم ایکٹ 1974 (49 آف 1974) کے ذریعہ متعارف ہوا۔

5- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 2002-8-21 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

''محصول ترکہ'' سے وہ محصول مراد ہے جو ایسی جائیداد کی جو کسی شخص کی وفات پر منتقل ہوئی ہو۔ مالیت پر یا اُس کے حوالہ سے تشخیص کیا جائے۔

''موجودہ قانون'' سے وہ معنی مراد ہیں جو آرٹیکل 268 کی شق (7) میں دیئے گئے ہیں۔

''وفاقی قانون'' سے وہ قانون مراد ہے جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا بنایا ہوا ہو یا اُس کے اختیار کے تحت وضع کیا گیا ہو۔

''مالی سال'' سے جولائی کی پہلی تاریخ سے شروع ہونے والا کوئی سال مراد ہے۔

''مال'' میں تمام مال و اسباب اور سامان و اشیا شامل ہیں۔

''گورنر'' سے کسی صوبے کا گورنر مراد ہے۔ اور اس میں کوئی ایسا شخص شامل ہے جو فی الوقت صوبہ کے قائم مقام گورنر کی حیثیت سے کام کر رہا ہو۔

''ضمانت'' میں ہر وہ وجوب شامل ہے جو کسی کاروبار کے منافع کا کسی مصرحہ رقم سے گر جانے کی صورت میں ادائیگی کرنے کے لئے یوم آغاز سے قبل قبول کیا گیا ہو۔

''ایوان'' سے سینٹ یا قومی اسمبلی سے مراد ہے۔

''مشترکہ اجلاس'' سے دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس مراد ہے۔

''جج'' میں عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کے سلسلہ میں اُس عدالت کا چیف جسٹس شامل ہے اور اس میں مندرجہ ذیل بھی شامل ہیں:

(الف) عدالت عظمیٰ کے سلسلہ میں وہ شخص جو عدالت کے قائم مقام جج کی حیثیت سے کام کر رہا ہو۔ اور

(ب) عدالت عالیہ کے سلسلہ میں وہ شخص جو اس عدالت کا زائد جج ہو۔

''مسلح افواج کے ارکان'' میں وہ افراد شامل نہیں جو فی الوقت مسلح افواج کے ارکان سے متعلق کسی قانون کے تابع نہ ہوں۔

''خالص آمدنی'' سے کسی محصول یا ڈیوٹی کے سلسلہ میں وہ آمدنی مراد ہے جو وصولی کے اخراجات وضع کرنے کے بعد باقی بچ رہے اور اُس کی تحقیق و تصدیق محاسب اعلیٰ کی طرف سے کی جائے۔

''حلف'' میں اقرار صالح شامل ہے۔

''حصہ'' سے دستور کا حصہ مراد ہے۔

''پنشن'' سے کسی بھی قسم کی پنشن مراد ہے خواہ وہ شرکتی ہو یا نہ ہو۔ جو کسی شخص کو یا اس

کی بابت ادا کی جائے اور اس میں فارغ خدمت ہونے کی تنخواہ یا انعامی رقم ''گریجوائٹی'' شامل ہے۔ جو مذکورہ طور پر ادا کی جائے اور اس میں وہ رقم یا رقوم بھی شامل ہیں جو کسی سرمایہ کفالت میں جمع کئے ہوئے روپے کے سود کے ساتھ یا بلا سُود یا کسی اضافہ کے ساتھ مذکورہ طور پر واپس ادا کی جائیں۔

''شخص'' میں کوئی ہیئت سیاسی یا ہیئت اجتماعیہ شامل ہے۔

''صدر'' سے صدر پاکستان مراد ہے اور اس میں وہ شخص شامل ہے جو فی الوقت قائم مقام صدر پاکستان کی حیثیت سے کام کر رہا ہو یا اُس کے کار ہائے منصبی انجام دے رہا ہو اور کسی اور امر کے متعلق جس کا دستور تحت یوم آغاز سے قبل کرنا ضروری تھا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عبوری دستور کے تحت صدر مراد ہے۔

''جائیداد'' میں منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد پر کوئی حق' استحقاق یا مفاد اور پیداوار' کے کوئی ذرائع اور وسائل شامل ہیں۔

''صوبائی قانون'' سے صوبائی اسمبلی کا بنایا ہوا یا اُس کے اختیار کے تحت وضع کردہ کوئی قانون مراد ہے۔

''مشاہرہ'' میں تنخواہ اور پنشن شامل ہے۔

''جدول'' سے دستور کی جدول مراد ہے۔

''پاکستان کی سلامتی'' میں پاکستان اور پاکستان کے ہر حصہ کا تحفظ' فلاح و بہبود' استحکام اور سالمیت شامل ہے لیکن اس میں تحفظ عامہ اس حیثیت سے شامل نہیں ہو گا۔

''ملازمت'' پاکستان سے وفاق یا کسی صوبے کے امور سے متعلق کوئی ملازمت اسامی یا عہدہ مراد ہے اور اس میں کوئی کل پاکستان ملازمت' مسلح افواج میں ملازمت اور کوئی دوسری ملازمت شامل ہے۔ جسے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کے کسی ایکٹ کے ذریعہ یا اُس کے تحت ملازمت پاکستان قرار دیا گیا ہو۔ لیکن اس میں سپیکر' ڈپٹی سپیکر' چیئرمین' ڈپٹی چیئرمین' وزیر اعظم' وفاقی وزیر' وزیر مملکت' وزیر اعلیٰ' صوبائی وزیر' اٹارنی جنرل [6] ایڈووکیٹ جنرل [7] پارلیمانی سکریٹری یا کسی قانونی کمیشن کا چیئرمین [8] یا رکن' اسلامی نظریاتی کونسل کا چیئرمین یا رکن'

6- دستور کی پہلی ترمیم 1974 ایکٹ (33 آف 1974) کی رُو سے جاری ہوا۔

7- دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1976 (62 آف 1976) متعارف ہوا۔

8- دستور کی چھٹی ترمیم ایکٹ 1976 (84 آف 1976) کے ذریعہ متعارف ہوا۔

وزیراعظم کا خصوصی معاون، وزیراعظم کا مشیر، کسی وزیر اعلیٰ کا خصوصی معاون، کسی وزیر اعلیٰ کا مشیر، یا کسی ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی کا رکن شامل نہیں ہے۔

''سپیکر'' سے قومی اسمبلی یا کسی صوبائی اسمبلی کا سپیکر مراد ہے اور اس میں کوئی ایسا شخص شامل ہے جو قائم مقام اسپیکر کی حیثیت سے کام کر رہا ہو۔

''محصولات'' میں کوئی محصول یا ڈیوٹی عائد کرنا شامل ہے۔ خواہ وہ عام ہو، مقامی ہو یا خاص ہو اور محصول لگانے کا مطلب اسی لحاظ سے نکالا جائے گا۔

''آمدنی پر محصول' میں زائد منافع کے محصول یا منافع تجارت کے محصول کی نوعیت کا محصول شامل ہے۔

(2) دستور میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ یا ''وفاقی قانون'' یا ''صوبائی اسمبلی'' کے ایکٹ یا ''صوبائی قانون'' میں صدر یا جیسی بھی صورت ہو، کسی گورنر کا جاری کردہ کوئی حکمنامہ (آرڈیننس) شامل ہوگا۔

(3) دستور[9] اور تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں تاوقتیکہ موضوع یا سیاق و سباق میں کوئی امر اس کے منافی نہ ہو۔

(الف) ''مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو وحدت توحید قادر مطلق اللہ تبارک تعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر ایمان نہ رکھتا ہو اور نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے، اور

(ب) ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو اور اس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقے سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کوئی شخص یا کوئی بھائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

9۔ دستور کی تیسری ترمیم حکم 1983 صدارتی فرمان نمبر 24 آف 1985 کی رُو سے شق 3 کا اضافہ ہوا۔ جو دستور کی دوسری ترمیم ایکٹ 1974 (49 آف 1974) کی رُو سے موجودہ شکل اختیار کر گیا۔

آرٹیکل 261- کسی عہدے پر قائم مقام کوئی شخص اپنے پیش رو کا جانشین وغیرہ نہیں سمجھا جائے گا:

(Person acting in office not to be regarded as successor to previous occupant of office etc):

دستور کی اغراض کے لئے کوئی شخص جو کسی عہدہ پر قائم مقامی کرے۔ وہ اُس شخص کو جو اس سے پہلے مذکورہ عہدہ پر فائز تھا' جانشین نہیں سمجھا جائے گا یا اس شخص کا پیشرو نہیں سمجھا جائے گا جو اس کے بعد مذکورہ عہدہ سنبھالے۔

آرٹیکل 262- گریگوریم نظام تقویم استعمال کیا جائے گا:

(Gregorian Calender to be used):

دستور کی ضروریات کی اغراض کے لیے کسی مدت اور دورانیے کا شمار گریگوریم نظام تقویم کے مطابق کیا جائے گا۔

وضاحت:

ہمارے ہاں عام طور پر ہجری کیلنڈر' عیسوی کیلنڈر رائج ہیں۔ لیکن دستور کی اغراض کے لئے عیسوی کیلنڈر استعمال ہوگا جو یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے۔

آرٹیکل 263- مذکر و مونث اور واحد اور جمع (Gender and Number):

دستور کی اغراض کے لیے اس دستور میں:-

(الف) وہ الفاظ جن سے صیغہ مذکر کا مفہوم نکلتا ہو' صیغہ مونث پر بھی حاوی سمجھا جائے گا اور

(ب) صیغہ واحد کے الفاظ میں جمع' کا اور صیغہ جمع' کے الفاظ میں واحد کا صیغہ شامل سمجھا جائے گا۔

آرٹیکل 264- تنسیخ قوانین کا اثر (Effect of Repeal of Laws):

جب کوئی قانون اس دستور کی روشنی میں' اس کے تحت یا اس کی وجہ سے منسوخ ہو جائے اور منسوخ شدہ سمجھا جائے تو بجز اس کے اس دستور میں بصورت دیگر مقرر ہو مذکورہ تنسیخ:-

(الف) کسی ایسی چیز کا احیا نہیں کرے گی جو اس وقت نافذ العمل یا موجود نہ ہو جب تنسیخ عمل میں آئے۔

(ب) مذکورہ قانون کے سابقہ عمل پر یا اسکے تحت باضابطہ کئے ہوئے کسی عمل پر یا برداشت کردہ کسی نقصان پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

(ج) مذکورہ قانون کے تحت حاصل شدہ کسی حق پر پیدا شدہ کسی استحقاق پر عائد شدہ کسی وجوب یا ذمہ داری پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

(د) مذکورہ قانون کے خلاف کسی جرم کے ارتکاب کی بنا پر عائد شدہ کسی تاوان' ضبطی یا سزا اس پر اثر انداز نہیں ہوگی یا

(ہ) کسی مذکورہ حق' استحقاق' وجوب' ذمہ داری' تاوان' ضبطی یا سزا کی بابت کسی تفتیش' قانون کی کارروائی یا چارہ جوئی پر اثر انداز نہیں ہوگی۔

اور مذکورہ کوئی تفتیش' قانونی کارروائی یا چارہ جوئی شروع کی جا سکے گی یا نافذ کی جا سکے گی اور مذکورہ کوئی تاوان ضبطی یا سزا اس طرح عائد کی جا سکے گی گویا مذکورہ قانون منسوخ نہیں ہوا تھا۔

باب 6

عنوان' آغاز' نفاذ اور تنسیخ

آرٹیکل 265- دستور کا عنوان اور آغازِ نفاذ:

(Title, Commencement and Repeal):

-1 یہ دستور' اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور کہلائے گا۔

-2 شقات (3) اور (4) کے تابع یہ دستور چودہ اگست سن ایک ہزار نو سو تہتر (14-08-1973) یا اس سے قبل کی کسی ایسی تاریخ سے نافذ ہوگا جو صدر سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعہ مقرر کرے' دستور میں جس کا حوالہ ''یوم آغاز'' کے طور پر دیا گیا ہے۔

-3 یہ دستور' اس حد تک جو مندرجہ ذیل کیلئے ضروری ہے:

(الف) پہلی سینٹ کی تشکیل کیلئے

(ب) کسی ایوان یا کسی مشترکہ اجلاس کی منعقد ہونے والی پہلی نشست کیلئے

(ج) صدر اور وزیر اعظم کے ہونے والے انتخاب کے لئے اور

(د) کسی ایسے دوسرے امر کی انجام دہی کو ممکن بنانے کیلئے جس کی انجام دہی دستور کی اغراض کیلئے ''یوم آغاز'' سے پہلے ضروری ہو۔

دستور کے وضع ہونے پر نافذ العمل ہو گا لیکن صدر یا وزیر اعظم کی حیثیت سے منتخب شدہ شخص یوم آغاز سے پہلے اپنا عہدہ نہیں سنبھالے گا۔

-4 جہاں دستور کے ذریعے اس کے حکم کے نفاذ کے متعلق یا کسی عدالت یا دفتر کے قیام یا کسی جج یا اس کے ماتحت کسی افسر کے تقرر کے متعلق یا اس شخص کے جس کے ذریعے اس وقت کے جب یا وہ اس مقام کے جہاں، یا اُس طریقہ کے متعلق جس سے ایسے کسی حکم کے تحت کچھ کیا جانا ہو، تو قواعد بنانے یا احکام صادر کرنے کا کوئی اختیار تفویض کیا جائے، وہ اختیار دستور کے وضع ہونے اور اس کے آغازِ نفاذ کے درمیان کسی بھی وقت استعمال کیا جا سکے گا۔

آرٹیکل 266- تنسیخ (Repeal):

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا عبوری دستور معہ ان ایکٹوں اور صدر کے (فرمانوں) فرامین کے جن کے ذریعہ اس دستور میں محذوفات، اضافے، ردوبدل یا ترمیمات کی گئیں بذریعہ ہذا منسوخ کیا جاتا ہے۔

باب 7

Transitional

عبوری

آرٹیکل 267- مشکلات کے ازالہ کیلئے صدر کے اختیارات:

(Power to President to remove difficulties):

-1 یوم آغاز سے قبل یا یوم آغاز سے تین ماہ کی مدت کے خاتمہ سے پہلے کسی بھی وقت صدر کسی قسم کی مشکلات کے ازالہ کی غرض سے یا دستور کے احکامات کو موثر طور پر زیر عمل لانے کی غرض سے، فرمان کے ذریعہ ہدایت دے سکے گا کہ اس دستور کے احکام ایسی مدت کے دوران جس کی صراحت اس فرمان میں کر دی گئی ہے ایسی تطبیقات کے ذریعہ، جس طرح بھی وہ ضروری یا قرین مصلحت سمجھے۔

-2 شق (1) کے تحت صادر شدہ کوئی فرمان بغیر کسی غیر ضروری تاخیر کے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس وقت تک نافذ العمل رہے گا جب تک کہ ہر ایوان اسے نامنظور کرنے کی قرار داد منظور نہیں کرتا یا دونوں ایوانوں میں اختلاف کی صورت میں اس وقت تک جب تک ایسی قرار داد مشترکہ اجلاس میں منظور نہ ہو جائے۔

آرٹیکل 268- بعض قوانین کے نفاذ کا تسلسل اور بعض قوانین کی تطبیق:

(Continuance in force, and adoptions of certain laws):

-1 بجز جیسا کہ اس آرٹیکل میں قرار دیا گیا ہے، تمام موجودہ قوانین، اس دستور کے تابع جس حد تک قابل اطلاق ہوں اور ضروری تطبیق کے ساتھ اس وقت تک بدستور نافذ رہیں گے جب تک کہ مناسب مقننہ انہیں تبدیل یا منسوخ نہ کر دے یا ان میں ترمیم نہ کرے۔

-2 جدول ششم میں مصرحہ قوانین[10] میں ردوبدل، تنسیخ، یا ترمیم صدر کی پیشگی منظوری کے بغیر نہیں[11] کی جائے گی۔ صدر اس سلسلہ میں وزیر اعظم[1] سے مشورہ کا پابند ہو گا۔

شرط یہ ہے[2] کہ وہ قوانین جو جدول ششم میں نمبر 27 تا 30 اور اندراج نمبر 35 میں درج ہیں عرصہ 6 سال کے بعد منسوخ تصور ہوں گے۔

-3 کسی موجودہ قانون کے احکام کو (اس دستور کے حصہ دوئم کے علاوہ) دستور کے احکام کی مطابقت میں لانے کی غرض سے، یوم آغاز سے دو(2) سال کی مدت کے اندر اندر صدر بذریعہ فرمان، خواہ بطور ترمیم، اضافہ یا حذف، ایسی تطبیق کر سکے گا جو وہ ضروری یا قرین مصلحت تصور کرے اور اس طرح صادر شدہ کوئی فرمان ایسی تاریخ سے نافذ العمل ہو گا جو یوم آغاز سے پہلے کی تاریخ نہ ہو اور جس کی صراحت فرمان میں کر دی جائے۔

-4 صدر کسی صوبہ کے گورنر[3] کو اس صوبہ کے سلسلہ میں اُن قوانین کی بابت جن کی بابت صوبائی اسمبلی کو قانون بنانے کا اختیار ہے ان اختیارات کے استعمال کرنے کا مجاز کر سکے گا جو صدر کو شق (3) کی رُو سے عطا کئے گئے ہیں۔

-10 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

-11 لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-8-2002 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

-1 دستور کی سترہویں ترمیم ایکٹ 2003 مورخہ 31-12-2003 کے ذریعہ تبدیلی آئی۔

-2 اس شق کا اضافہ دستور کی سترہویں ترمیم ایکٹ 2003 مورخہ 31-12-2003 کے ذریعہ عمل میں آیا۔

-3 ملاحظہ گزٹ پاکستان 1973 غیر معمولی حصہ صفحہ 2001

-5 شقات (3) اور (4) کے تحت قابل استعمال اختیارات متعلقہ' مقننہ' کے کسی ایکٹ کے احکام کے تابع ہوں گے۔

-6 کوئی ایسی عدالت' ٹربیونل یا ہیئت مجاز جسے کسی موجودہ قانون کے نفاذ کا حکم یا اختیار دیا گیا ہو۔ اس امر کے باوجود کہ شق (3) یا شق (4) کے تحت جاری کردہ کسی فرمان کے ذریعہ مذکورہ قانون میں کوئی تطبیق نہ کی گئی ہو۔ اُس قانون کی تعبیر ایسی جملہ تطبیقات کے ساتھ کرے گی جو اُسے اس دستور کے احکام کے مطابقت میں لانے کیلئے ضروری ہوں۔

-7 اس آرٹیکل میں ''موجود قوانین'' سے مراد جملہ قوانین (بشمول آرڈیننس' احکام یا اجلاس کونسل' فرامین' قواعد ذیلی قوانین اور ضوابط اور کسی عدالت عالیہ کے تشکیل کرنے والے لیٹرز پیٹنٹ اور کوئی اعلان اور قانونی اثر کی حامل دوسری دستاویزات) ہیں جو یوم آغاز سے عین قبل پاکستان میں یا پاکستان کے کسی حصے میں نافذالعمل ہوں یا بیرون ملک جواز رکھتے ہوں۔

تشریح:

اس آرٹیکل میں کسی قانون کے سلسلہ میں'' نافذالعمل'' سے مراد قانون کی حیثیت سے موثر ہونا ہے۔ خواہ اس قانون کی رُو سے یہ عمل میں لایا گیا ہو یا نہ لایا گیا ہو۔

آرٹیکل 269- قوانین اور افعال وغیرہ کی توثیق:

(Validation of Laws, Acts etc):

-1 بیس دسمبر سن ایک ہزار نو سو اکہتر (20-12-1971) اور بیس اپریل سن ایک ہزار نو سو بہتر (20-04-1972) بشمول (ہر دو(2) روز) کے دوران جاری کردہ تمام اعلانات' فرامین صدر' مارشل لاء کے ضوابط و احکام اور دیگر قوانین کے بارے میں بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی عدالت کے کسی فیصلے کے باوجود' وہ حاکم مجاز کی طرف سے جائز طور پر جاری کئے گئے ہیں اور ان پر کسی بنا پر بھی کسی عدالت میں اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

-2 کسی ہیئت مجاز یا کسی شخص کی طرف سے تمام وضع کردہ احکام کی گئی کارروائیاں اور کئے گئے افعال جو بیس دسمبر سن ایک ہزار نو سو اکہتر (20-12-1971) اور بیس اپریل سن ایک ہزار نو سو بہتر (20-04-1972) بشمول (ہر دو روز) کے مابین کسی فرامین صدر'

مارشل لاء کے ضوابط، مارشل لاء کے احکام، موضوعہ قوانین، اعلانات، قواعد، احکام یا ضمنی قوانین سے حاصل شدہ اختیارات کے استعمال میں یا مذکورہ اختیارات کے استعمال میں کسی ہیئت مجاز کی طرف سے وضع کردہ احکام یا صادر کردہ سزاؤں کی تعمیل میں وضع کئے گئے تھے، کی گئی تھیں یا کئے گئے تھے یا جن کا وضع کرنا یا کیا جانا، کی جانا یا کیا جانا مترشح ہوتا ہو، کسی عدالت کے کسی فیصلے کے باوجود جائز طور پر اور ہمیشہ سے جائز طور پر وضع شدہ کی گئی یا کئے گئے تصور کئے جائیں گے اور ان پر کسی بنا پر بھی چاہے جو کچھ ہو کسی عدالت میں اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

-3 کسی ہیئت مجاز یا کسی شخص کے خلاف کسی وضع کردہ حکم کی گئی کارروائی یا کئے گئے فعل کے لیے یا اس کی بنا پر یا اس کی نسبت جو خواہ شق (3) محولہ اختیارات کے استعمال میں یا مترشح استعمال میں مذکورہ اختیارات کے استعمال یا مترشح میں وضع کردہ احکام یا صادر کردہ سزاؤں کے استعمال یا تعمیل میں ہو، کسی عدالت میں، کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جائے گا یا دیگر قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

آرٹیکل 270- [4]بعض قوانین وغیرہ کی عارضی توثیق:

(Temporary validation of certain Laws etc):

-1 مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) وفاقی فہرست قانون سازی کے حصہ اوّل میں شامل کسی امر کے لئے قانون سازی کے مقررہ طریقے کے مطابق وضع کردہ قانون کے ذریعہ پچیس مارچ سن ایک ہزار نو سو اُنہتر (25-03-1969) اور انیس دسمبر سن ایک ہزار نو سو اکہتر (19-12-1971) (بشمول ہر دو روز) کے درمیان وضع کردہ تمام اعلانات، فرامین صدر، مارشل لاء کے ضوابط، مارشل لاء کے احکام اور دیگر قوانین کی توثیق کر سکے گی۔

-2 کسی عدالت کے فیصلے کے باوجود شق (1) کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے وضع کردہ کسی عدالت میں کسی بنا پر چاہے کچھ ہو اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

-3 شق (1) کے احکام اور کسی عدالت کے اس کے برخلاف کسی فیصلہ کے باوجود یوم آغاز سے دو (2) سال کیلئے ایسی تمام دستاویزات کے جن کا حوالہ شق (1) میں دیا گیا ہے کہ جواز کو کسی عدالت میں کسی بھی بنا پر چاہے کچھ ہو زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔

-4 کسی ہیئت مجاز یا کسی شخص کی طرف سے تمام وضع کردہ احکام کی کارروائیاں اور کئے گئے افعال جو پچیس مارچ سن ایک ہزار نو سو اُنہتر (25-03-1969) اور انیس دسمبر سن

ایک ہزار نو سو اکہتر (19-12-1971) (بشمول ہر دو روز) کے مابین کسی فرامین صدر، ملاشل لاء کے ضوابط، مارشل لاء کے احکام، موضوعہ قوانین اعلانات، قواعد، احکام یا ضمنی قوانین سے حاصل شدہ اختیارات کے استعمال میں یا مذکورہ بالا اختیارات کے استعمال میں کسی ہیئت مجاز کی طرف سے وضع کردہ احکام یا صادر کردہ سزاؤں کی تعمیل میں وضع کیے گئے تھے، کی گئی تھیں، کیے گئے تھے یا جن کا وضع کیا جانا، کی جانا یا کیا جانا مترشح ہوتا ہو، کسی عدالت کے کسی فیصلہ کے باوجود جائز طور پر اور ہمیشہ جائز طور پر وضع شدہ کی گئی یا کیے گئے متصور ہوں گے۔ تاہم ایسے کسی حکم کسی کارروائی یا فعل کو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یوم آغاز سے دو (2) سال کے عرصہ کے اندر کسی وقت بھی ہر دو ایوانوں کی قرار داد کے ذریعہ یا دونوں ایوانوں کے درمیان عدم اتفاق کی صورت میں، کسی ایسی قرار داد کے ذریعہ جو مشترکہ اجلاس میں منظور کی گئی ہو، ناجائز قرار دے سکتی ہے نیز اس پر کسی عدالت کے سامنے کسی بھی وجہ سے چاہے کچھ ہو، اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

آرٹیکل 270-A- [4] فرامین صدر وغیرہ کی توثیق:

(Validation of President's orders etc):

1- پانچ جولائی 1977ء (05-07-1977) کے اعلان، تمام فرامین صدر (حکمنامہ) آرڈیننس، مارشل لاء کے ضوابط، مارشل لاء کے احکام، بشمول فرمان ریفرنڈم، 1984 (فرمان صدر نمبر 11 مجریہ 1984) جس کے تحت انیس دسمبر 1984ء (19-12-1984) کو منعقدہ ریفرنڈم کے نتیجہ کے سبب سے جنرل محمد ضیاء الحق مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی مشترکہ نشست کے پہلے اجلاس کی تاریخ سے آرٹیکل 41 کی شق (7) میں مصرحہ مدت کیلئے پاکستان کے صدر بن گئے۔ 1973ء کے دستور کی بحالی کے فرمان 1975ء فرمان صدر نمبر 14 مجریہ 1985') فرمان دستور (ترمیم ثانی) 1985ء (فرمان صدر نمبر 24 مجریہ 1985ء) اور تمام دیگر قوانین کی جو پانچ جولائی 1977ء اور اس تاریخ کے درمیان وضع کیے جائیں جس پر یہ آرٹیکل نافذالعمل ہو، بذریعہ ہذا توثیق کی جاتی ہے انہیں تسلیم کیا جاتا ہے اور قرار دیا جاتا ہے کہ وہ کسی عدالت کے کسی فیصلے کے باوجود، ہیئت مجاز کی طرف سے جائز طور پر وضع کردہ ہیں اور دستور میں شامل کسی امر کے باوجود ان پر کسی عدالت میں کسی بھی بنا پر چاہے جو کچھ ہو اعتراض نہیں

4- دستور کی آٹھویں ترمیم ایکٹ 1985 آرٹیکل 270-A کے لیے صدارتی فرمان 14 آف 1985 کے ذریعہ متعارف کر دیا گیا۔

کیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ 30 دسمبر 1985ء (30-12-1985) کے بعد وضع کردہ کوئی فرمان صدر' مارشل لاء کا ضابطہ یا مارشل لاء کا حکم محض ایسے احکام وضع کرنے' تک محدود ہوگا جو پانچ جولائی 1977ء (05-07-1977) کے اعلان کی تنسیخ میں مد ہوں یا اس کے ضمن میں ہوں۔

-2 کسی ہیئت مجاز کی طرف سے کسی شخص کی طرف سے تمام وضع کردہ احکام کی گئی کارروائیاں اور کئے گئے اعمال جو پانچ جولائی 1977ء (05-07-1977) اور اس تاریخ کے درمیان جس پر یہ آرٹیکل نافذالعمل ہو' کسی اعلان' فرامین صدر' مارشل لاء کے ضوابط' مارشل لاء کے احکام' موضوعہ قوانین' اعلانات' قواعد' احکام یا قوانین سے حاصل شدہ اختیارات کے استعمال ہیں۔ یا مذکورہ بالا اختیارات کے استعمال میں کسی ہیئت مجاز کی طرف سے وضع کردہ احکام یا صادر کردہ سزاؤں کی تعمیل میں وضع کئے گئے تھے' کی گئی تھیں یا کئے گئے تھے یا جن کا کیا جانا' کی جانا' یا کیا جانا مترشح ہوتا ہو' کسی عدالت کے کسی فیصلہ کے باوجود جائز طور پر اور ہمیشہ سے جائز طور پر وضع شدہ کی گئی یا کئے گئے متصور ہوں گے اور ان پر کسی بھی عدالت میں کسی بھی بنا پر چاہے جو کچھ ہو اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

-3 تمام فرامین صدر' مارشل لاء کے ضوابط' مارشل لاء کے احکام' موضوعہ قوانین' اعلانات' قواعد' احکام یا ضمنی قوانین جو اس تاریخ سے عین قبل نافذالعمل ہوں جس پر یہ آرٹیکل نافذالعمل رہیں گے تاوقتیکہ مجاز انہیں تبدیل' منسوخ یا ترمیم نہ کردے۔

تشریح:-

اس شق میں ہیئت مجاز سے:-

(الف) فرامین صدر' حکمنامہ (آرڈیننس) مارشل لاء کے ضوابط' مارشل لاء کے احکام اور قوانین موضوعہ کی نسبت موزوں' مناسب مقننہ مراد ہے۔ اور

(ب) اعلانات' قواعد' احکام اور ضمنی قوانین کی نسبت وہ ہیئت مراد ہے جسے قانون کے تحت انہیں وضع کرنے' تبدیل کرنے' منسوخ کرنے یا ترمیم کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

-4 کسی ہیئت مجاز یا کسی شخص کے خلاف کسی وضع کردہ حکم' کی گئی کارروائی یا کئے گئے فعل کیلئے یا اس کے سبب سے یا اس کی نسبت جو خواہ شق (2) میں محولہ اختیارات کے استعمال یا مطلوبہ استعمال میں ہو یا مذکورہ اختیارات کے استعمال یا مطلوبہ استعمال وضع

کردہ احکام یا صادر کردہ سزاؤں کے انصرام یا تعمیل میں ہو کسی عدالت میں کوئی مقدمہ یا دیگر قانونی کارروائی قابل سماعت نہ ہو گی۔

5- شقات (1)، (2) اور (4) کی اغراض کے لئے کسی ہیئت مجاز یا شخص کی طرف سے تمام وضع کردہ احکام، کی گئی کارروائیاں، کئے گئے افعال یا جن کا وضع کیا جانا یا کرنا مترشح ہو نیک نیتی سے اور اس غرض کے لئے جس کا پورا کرنا ان کے ذریعے مطلوب تھا وضع کردہ، کی گئی یا کئے گئے سمجھے جائیں گے۔

6- شق (1) میں محولہ ایسے فرامین صدر کی جن کی صراحت جدول ہفتم میں کر دی گئی ہے ایسے طریقہ سے ترمیم کی جا سکے گی جو دستور کی ترمیم کیلئے قرار دیا گیا ہے اور مذکورہ شق میں محولہ تمام دیگر قوانین کی موزوں مقننہ کی طرف سے ایسے طریقہ سے ترمیم کی جا سکے گی جو مذکورہ قوانین کی ترمیم کیلئے قرار دیا گیا ہے۔

تشریح:

اس آرٹیکل میں ''فرامین صدر'' میں صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے فرامین اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے فرامین شامل ہیں۔

(1) یہ آرٹیکل دستور (ترمیم ہشتم) XVIII آف 1985 سے تبدیل ہوا۔ فرمان صدر نمبر 14 مجریہ 1985ء سے شامل ہوا۔

آرٹیکل 270-A-A- [5]الف الف (1) قوانین وغیرہ کی توثیق و منظوری:

(Validation and affirmation of Laws etc):

1- 14 اکتوبر 1999ء کو ہنگامی حالت کا اعلان، صدر مملکت کے تمام تر احکامات، حکمنامے (آرڈیننس) چیف ایگزیکٹو کے احکامات بشمول آئین کے ضمنی حکم نمبر 1 آف 1999ء، ججوں کے عہدے کا حلف اُٹھانے کا حکم، 2000 (نمبر 1 آف 2000)، چیف ایگزیکٹو کا حکم نمبر 12 آف 2002، آئین میں کی گئی ترمیمات بذریعہ تشکیل فریم ورک آرڈر 2002 (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 29 آف 2002)، لیگل فریم ورک کی (دوسری ترمیم) حکم 2002، (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 32 آف 2002) اور تمام دوسرے بنائے گئے قانون بارہ اکتوبر 1999ء اور اُس دن جس دن یہ آرٹیکل نافذ العمل ہو کے دوران (دونوں دن شامل) باقاعدہ قانونی حیثیت حاصل کر گئے ہیں ان کو تسلیم کر لیا

5۔ دستور کی (سترھویں ترمیم) ایکٹ 2003 مجریہ 31-12-2003 کی رُو سے تبدیل ہوئی۔

گیا ہے اور اعلان کر دیا گیا ہے اور ہیئت مجاز نے بھی ان کو تسلیم کیے جانے کی تصدیق کر دی ہے۔ اور اس کے متعلق یعنی اس کے خلاف کسی بھی مجاز عدالت میں کسی قسم کی قانونی شنوائی نہ ہو سکے گی۔ چاہے کسی بھی قسم کی ہو۔

-2 تمام اور جملہ جاری کردہ احکامات' کیے گئے اقدام' مختلف اشخاص کی تعیناتیاں اور ہیئت مجاز کی طرف سے عمل میں لائے گئے اقدامات جو ہیئت مجاز کے کسی نائب نے بھی کیے ہوں 12 اکتوبر 1999ء اور اُس دن کے دوران جس دن یہ آرٹیکل نافذ العمل ہوا سب کی سب قانونی اور جائز ہیں ۔صدر نے جو اپنے اختیارات کے مطابق اعلانات' احکامات' حکمنامے (آرڈیننس) چیف ایگزیکٹو کے جاری کردہ احکامات' قاعدے' ضابطے بشمول آئینی ترمیمات' نوٹیفکیشنز' قاعدے' ضابطے احکامات کے ذریعہ جاری کردہ احکامات' دی گئیں سزائیں جو مندرجہ بالا اختیارات کے تحت دی گئی ہوں اور عدالتی فیصلہ جات وغیرہ پر عمل درآمد ہو گا۔ اور انہیں ہمیشہ قانونی اور جائز تسلیم کیا جائے گا اور چاہے نوعیت کچھ بھی ہو ان کو کسی عدالت میں کارروائی کے لیے لانے کی اجازت نہ ہو گی۔

-3 وہ تمام اعلانات' صدارتی احکامات' حکمنامے (آرڈیننس) چیف ایگزیکٹو کے احکامات' بنائے گئے قانون' ضابطے' قانونی اقدامات بشمول آئینی ترمیمات' نوٹیفکیشنز' ضابطے' احکامات اور ملحقہ قانون اس آرٹیکل کے نافذ العمل ہونے سے پہلے اطلاق پذیر ہوں گے۔ اور ان پر اُس وقت تک عمل درآمد ہو گا اور یہ اطلاق پذیر رہے گا جب تک کہ اس میں ہیئت مجاز کوئی تبدیلی' ترمیم وغیرہ یا تنسیخ کا حکم جاری نہ کریں۔

تشریح:

اس شق میں ہیت مجاز سے مراد ہے:-

(الف) صدارتی احکامات' حکمنامے (آرڈیننس) چیف ایگزیکٹو کے احکامات' قانونی احکام وضع کرنے کا عمل بشمول آئینی ترمیمات اور مناسب قانون سازی کے اقدامات و لوازمات کے مطابق مراحل۔

(ب) نوٹیفکیشنز' ضابطے' احکامات اور قانونی احکامات' ہیئت مجاز کو بنانے جاری کرنے اور ترمیم کرنے کے متعلق اختیارات۔

-4 کسی قسم کا کوئی دعویٰ' مقدمہ' دیگر قانونی کارروائی معہ رٹ پٹیشنز وغیرہ عدالت میں

ہیئت مجاز کے خلاف دائر نہیں کئے جائیں گے۔ شق (2) کے مطابق اختیارات کے ذریعہ بھی کئے گئے اقدام اور دی گئی سزاؤں پر عمل درآمد جاری رہے گا۔

5- شق (1)، (2) اور (4) کی اغراض کے لئے تمام جاری احکامات' کارروائیاں تعیناتیاں اور مناسب ضروری احکامات جو کسی ہیئت مجاز نے جاری کیے ہوں جائز قانونی تسلیم کیے جائیں گے اور ان کو نیک نیتی پر مبنی تصور کیا جائے گا۔

آرٹیکل 270-B- [6] انتخابات دستور کے تحت منعقد شدہ منظور ہوں گے:

(Elections to be deemed to be held under constitution):

دستور میں شامل کسی امر کے باوجود' فرمان [1](انتخابات) ایوان ہائے پارلیمنٹ' صوبائی اسمبلیاں 1977 اور عام انتخابات کا انعقادی حکم مجریہ 2002 چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 7 آف 2002 بابت ایوان ہائے اور صوبائی اسمبلیاں کے انتخابات دستور کے تحت منعقد شدہ تصور کئے جائیں گے۔

آرٹیکل 270-C- [2] (ج) ججوں کے عہدوں کا حلف وغیرہ:

(Oath of the office of Judges):

دستور میں شامل کسی امر کے باوجود وہ تمام اشخاص جو بطور جج عدالت عظمیٰ' عدالت عالیہ اور فیڈرل شریعت کورٹ تعینات ہیں اور اُن سب نے اپنے عہدوں کا حلف ججوں کے عہدہ اُٹھانے کے حلف آرڈر 2000 (1 آف 2000) کے مطابق اُٹھانے کے پابند ہیں اور جو ایسا نہ کریں گے اُن کی حیثیت جج کے عہدہ کی نہیں رہے گی اور جو نئے لیگل فریم آرڈر کے مطابق حلف اُٹھا لیں اُن کی برقرار رہے گی جیسی بھی صورت ہو۔ اس طرح سے تعیناتی جاری رہنے اور ختم ہونے کے سلسلہ میں عمل میں آ جائے گا۔

آرٹیکل 271- [3] پہلی قومی اسمبلی (First National Assembly):

1- دستور میں شامل کسی امر کے باوجود لیکن (آرٹیکل 63[4])' (آرٹیکل 64) اور (آرٹیکل

6- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

1- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

2- آرٹیکل 1270-c لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مجریہ 21-8-2002 کے ذریعہ جاری ہوا۔

3- فرمان صدار نمبر 22 آف 1973 کی رُو سے۔

4- دستور کی چوتھی ترمیم ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعہ متعارف ہوا۔

223) کے تابع

(الف) [5] پہلی قومی اسمبلی حسب ذیل پر مشتمل ہوگی۔

(اول) ان اشخاص پر جو یوم آغاز سے عین قبل موجود پاکستان کی قومی اسمبلی میں حلف اُٹھا چکے ہیں اور

(دوئم) اُن اشخاص پر جو آرٹیکل 51 کی شق (2- الف) میں محولہ نشستوں کو پُر کرنے کے لیے اسمبلی کے ارکان کی طرف سے قانون کے مطابق منتخب کیے جائیں گے۔

اور تاوقتیکہ اسے اس سے قبل توڑ نہ دیا جائے چودہ اگست سن انیس سو ستتر (14-08-1977) تک برقرار رہے گی اور دستور میں قومی اسمبلی کی کل رُکنیت کے حوالے کا مفہوم حسب ذیل کر لیا جائے گا۔

(ب) پہلی قومی اسمبلی کے رُکن منتخب ہونے اور رہنے کے لیے اہلیتیں اور نا اہلیتیں ما سوائے یوم آغاز کے بعد اتفاقی طور پر خالی ہونے والی نشستیں پُر کرنے والے یا[6] آرٹیکل 51 کی شق (2- الف) میں محولہ زائد نشستوں کیلئے منتخب ہونے والے ارکان کے وہی ہوں گے (ہوں گی) جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عبوری دستور کے تحت مقرر کی گئی تھیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ملازمت پاکستان میں کسی منفعت بخش عہدہ پر فائز کوئی شخص یوم آغاز سے تین (3) ماہ کے ختم ہونے کے بعد، پہلی قومی اسمبلی کا رکن برقرار نہیں رہے گا۔

-2 اگر شق (1) کے پیرا (الف) میں محولہ کوئی شخص یوم آغاز سے عین قبل، کسی صوبائی اسمبلی کا بھی رُکن ہو تو وہ قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی میں کوئی نشست نہیں سنبھالے گا تاوقتیکہ کہ وہ اپنی کسی ایک نشست سے مستعفیٰ نہ ہو جائے۔

-3 پہلی قومی اسمبلی میں، کسی رُکن کی وفات یا استعفیٰ کی وجہ سے یا اس کے نااہل ہو جانے کے نتیجہ میں یا کسی انتخابی عذرداری کے حتمی فیصلے کی بنا پر رکن نہ رہنے کی وجہ سے اتفاقی طور پر خالی ہونے والی کسی نشست کو جس میں یوم آغاز سے قبل موجود پاکستان کی قومی اسمبلی کی کوئی ایسی خالی نشست بھی شامل ہے جو اُس دن سے پہلے پُر نہیں کی گئی تھی۔ اس طریقہ سے پُر کیا جا سکے گا جس طریقہ سے وہ یوم آغاز سے قبل پُر کی تھی۔

5- ترمیم کے ساتھ تبدیل ہوا۔

6- دستور کی چوتھی ترمیم ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعہ متعارف ہوا۔

4- شق (1) پیرا (الف) میں محولہ کوئی شخص قومی اسمبلی میں نہ بیٹھے گا نہ ووٹ دے گا' جب تک کہ اُس نے آرٹیکل 65 کے تحت مقررہ حلف نہ اٹھا لیا ہو۔ اور اگر ظاہر کردہ معقول وجوہ کی بنا پر قومی اسمبلی کے سپیکر کی جانب سے دی گئی اجازت کے بغیر وہ اسمبلی کے پہلے اجلاس کے دن سے اکیس دن کے اندر حلف اُٹھانے سے قاصر رہے۔ تو اس مدت کے اختتام پر اُس کی نشست خالی ہو جائے گی۔

آرٹیکل 272- [7]سینٹ کی پہلی تشکیل[1] (First Constitution of Senate):

دستور میں[1] شامل کسی امر کے باوجود لیکن آرٹیکل 63 [2] اور آرٹیکل 223 کے عین تابع

(الف) سینٹ دستور کے تحت پہلی قومی اسمبلی کا وجود برقرار رہنے تک' پینتالیس (45) ارکان پر مشتمل ہوگی اور آرٹیکل 59 کے احکام اس طرح موثر ہوں گے گویا کہ اس کی شق (1) کے پیرا (الف) میں لفظ چودہ(14) کی بجائے لفظ دس(10) اور مذکورہ شق کے پیرا (ب) میں لفظ پانچ(5) کی بجائے لفظ تین(3) تبدیل کر دیا گیا ہو۔ اور دستور میں سینٹ کی ''کل رکنیت'' کے حوالے کا مفہوم تاویل کر لیا جائے گا۔

(ب) سینٹ کے نتیجہ یا چُنے ہوئے ارکان کو قرعہ اندازی کے ذریعہ دو گروپوں میں تقسیم کر دیا جائے گا پہلے گروپ میں ہر صوبہ سے پانچ(5) ارکان' وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں دو (2) ارکان اور وفاقی دارالحکومت سے ایک رُکن شامل ہو گا۔
اور دوسرے گروپ بھی ہر صوبے سے پانچ(5) ارکان' مذکورہ علاقوں سے ایک رُکن اور وفاقی دارالحکومت سے ایک رُکن شامل ہو گا۔

(ج) پہلے گروپ اور دوسرے گروپ کے ارکان کی معیاد عہدہ بالترتیب دو2 سال اور چار (4) سال ہو گی۔

(د) سینٹ کے ارکان کی اپنی اپنی معیاد ختم ہونے کے بعد اُن کی جگہ منتخب ہونے یا چُنے جانے والے ارکان کے عہدوں کی معیاد چار(4) سال ہو گی۔

(ہ) اتفاقی طور پر خالی ہونے والی جگہ (سیٹ) پُر کرنے کے لیے منتخب ہونے یا چُنے جانے والے شخص کے عہدہ کی معیاد اس رکن کی باقی ماندہ میعاد عہدہ کے برابر ہو گی جس کی جگہ پُر کرنے کے لیے وہ منتخب ہوا یا چنا گیا ہو۔

7- صدارتی فرمان نمبر 8 آف 1973 ملاحظہ کریں۔
1- دستور کی (چوتھی ترمیم) ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعہ حذف ہوا۔
2- متعارف کرادیا گیا۔

(و) قومی اسمبلی کا پہلا عام انتخاب منعقد ہوتے ہی ہیں سینٹ کے لیے ہر صوبے سے چار[4] مزید ارکان اور وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں سے دو مزید ارکان منتخب کیے جائیں گے اور

(ز) پیرا (د) کے تحت ہونے والے ارکان میں سے نصف کی جن کا تعین بذریعہ قرعہ اندزی کیا جائے گا۔ میعاد پہلے گروپ کے ارکان کی باقی ماندہ میعاد ہو گی اور دوسرے نصف کی میعاد عہدہ دوسرے گروپ کے ارکان کی باقی ماندہ میعاد عہدہ ہو گی۔

آرٹیکل 273- [3] پہلی صوبائی اسمبلی (First Provincial Assembly):

دستور میں شامل کسی امر کے باوجود لیکن[4] آرٹیکل 63' آرٹیکل 64 اور آرٹیکل 223 کے تابع

(الف) [5]دستور کے مطابق کسی صوبے کی پہلی اسمبلی مندرجہ ذیل پر مشتمل ہو گی۔

(i) یوم آغاز سے عین قبل موجود اس صوبہ کی اسمبلی کے ارکان پر' اور

(ii) ان زائد ارکان پر جو آرٹیکل 106 کی شق (3) میں محولہ نشستوں کو پُر کرنے کے لیے ارکان کی طرف سے قانون کے مطابق منتخب کیے جائیں گے اور جب تک کہ اسے اس سے قبل توڑ نہ دیا جائے۔ چودہ اگست سن انیس سو ستتر (14-08-1977) تک برقرار رہے گی اور دستور میں کسی صوبہ کی اسمبلی کی کل رکنیت کا مفہوم تسلیم کر لیا جائے گا۔

(ب) کسی صوبہ کی پہلی اسمبلی کے رُکن منتخب ہونے اور رہنے کے لیے اہلتیں اور نا اہلتیں ما سوائے یوم آغاز کے بعد اتفاقی طور پر خالی ہونے والی نشستیں پُر کرنے والے یا آرٹیکل 106 کی شق[6] (3) میں محولہ زائد نشستوں کے لئے منتخب ہونے والے ارکان کے وہی ہوں گی جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عبوری دستور کے تحت مقرر کی گئی ہیں۔

مگر شرط یہ ہے کہ ملازمت پاکستان میں کسی منفعت بخش عہدہ پر فائز کوئی شخص یوم آغاز سے تین ماہ کے اختتام کے بعد اسمبلی کا رکن برقرار نہیں رہے گا۔

3- صدارتی فرمان نمبر 22 آف 1973 ملاحظہ ہو۔

4- دستور کی (چوتھی ترمیم) ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعہ متعارف ہوا۔

5- دستور کی (چوتھی ترمیم) ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

6- متعارف کیا گیا۔

-2 کسی صوبے کی پہلی اسمبلی میں کسی رُکن کی وفات، یا استعفیٰ کی وجہ سے یا اس کے نا اہل ہو جانے کی وجہ سے یا کسی انتخابی عذر داری کے حتمی فیصلے کی بنا پر رُکن نہ رہنے کی وجہ سے، اتفاقی طور پر خالی ہونے والی کسی نشست کو جس میں یوم آغاز سے عین قبل موجود اس صوبے کی اسمبلی کی کوئی ایسی خالی نشست بھی شامل ہے جو اُس دن سے قبل پُر نہیں کی گئی تھی۔ اسی طریقہ سے پُر کیا جائے گا جس طریقہ سے وہ یوم آغاز سے عین قبل پُر کی جاتی۔

-3 شق (1) کے پیرا (الف) میں محولہ کوئی رُکن، صوبائی اسمبلی میں نہ بیٹھے گا نہ ووٹ دے گا تاوقتیکہ اُس نے آرٹیکل 65 بشمول آرٹیکل 127 کے مطابق مقررہ حلف نہ اٹھا لیا ہو اور اگر ظاہر کردہ معقول وجوہ کی بنا پر صوبائی اسمبلی کے اسپیکر کی جانب سے دی گئی اجازت کے بغیر وہ صوبائی اسمبلی کے پہلے اجلاس کے دن سے اکیس(21) دن کے اندر اندر حلف لینے سے قاصر رہے تو اس مدت کے اختتام پر اُس کی نشست خالی ہو جائے گی۔

آرٹیکل 274- جائیداد، اثاثہ جات، حقوق، ذمہ داریوں اور وجوب کا تصرف:
(Vesting of Property, assests, rights, liabilities and obligations):

-1 تمام جائیداد اور اثاثے جو یوم آغاز سے عین پہلے صدر یا وفاقی حکومت کے تصرف میں تھے یوم مذکورہ سے وفاقی حکومت کے تصرف میں رہیں گے جب تک کہ انہیں ایسی اغراض کے لیے استعمال نہ کیا جاتا ہو جو یوم مذکورہ پر کسی صوبہ کی حکومت کی اغراض بن گئی ہوں تو ایسی صورت میں، اُس دن سے، ان پر اس صوبہ کی حکومت کا تصرف ہو جائے گا۔

-2 تمام املاک اور اثاثے جو یوم آغاز سے عین پہلے، کسی صوبے کی حکومت کے تصرف میں تھے، یوم مذکور سے، اس صوبے کی حکومت کے تصرف میں رہیں گے تاوقتیکہ انہیں ایسی اغراض کے لیے استعمال نہ کیا جاتا ہو جو یوم مذکور پر وفاقی حکومت کی اغراض بن گئی ہوں تو ایسی صورت میں اس دن سے اُن پر وفاقی حکومت کا تصرف ہو جائے گا۔

-3 وفاقی حکومت یا کسی صوبے کی حکومت کے جملے حقوق، ذمہ داریوں اور وجوب، خواہ وہ کسی معاہدے سے پیدا ہوئے ہوں یا بصورت دیگر، یوم آغاز سے بالترتیب وفاقی

حکومت یا اس صوبے کی حکومت کے حقوق، ذمہ داریاں اور وجوب رہیں گے بجز اس کے کہ۔

(الف) کسی ایسے معاملہ سے متعلق جملہ حقوق، ذمہ داریاں اور وجوب جو یوم مذکور سے عین پیشتر، وفاقی حکومت کی ذمہ داری تھے لیکن جو دستور کے تحت کسی صوبے کی ذمہ داری بن گئے ہیں۔ اس صوبہ کی حکومت کو منتقل ہو جائیں گے اور

(ب) کسی ایسے معاملہ سے متعلق جملہ حقوق، ذمہ داریوں اور وجوب جو، یوم مذکور سے عین پیشتر، کسی صوبائی حکومت کی ذمہ داری تھے لیکن جو دستور کے تحت، وفاقی حکومت کی ذمہ داری بن گئے، وفاقی حکومت کو منتقل ہو جائیں گے۔

آرٹیکل 275- ملازمت پاکستان میں اشخاص کا عہدوں پر برقرار رہنا وغیرہ:

(Continuance in office of persons in service of Pakistan etc):

1- دستور کے تابع اور آرٹیکل 240 کے مطابق قانون بننے تک، کوئی شخص جو یوم آغاز سے عین پیشتر ملازمت پاکستان میں تھا اس تاریخ سے اپنی شرائط پر ملازمت پاکستان میں برقرار رہے گا، جن کا اُس دن سے عین پہلے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عبوری دستور کے تحت اس پر اطلاق ہوتا تھا۔

2- شق (1) اس شخص کی بابت بھی اطلاق پذیر ہوگی جو یوم آغاز سے عین پہلے مندرجہ ذیل عہدہ پر فائز تھا۔

(الف) چیف جسٹس پاکستان یا عدالت عظمیٰ کا دیگر جج یا کسی عدالت عالیہ کا چیف جسٹس یا دیگر جج

(ب) کسی صوبے کا گورنر

(ج) کسی صوبے کا وزیر اعلیٰ

(د) قومی اسمبلی یا کسی صوبائی اسمبلی کا سپیکر یا ڈپٹی سپیکر

(ہ) چیف الیکشن کمشنر

(و) پاکستان کا اٹارنی جنرل یا کسی صوبے کا ایڈوکیٹ جنرل یا

(ز) پاکستان کا محاسب اعلیٰ

3- دستور میں شامل کسی امر کے باوجود، یوم آغاز سے چھ (6) ماہ کی مدت کے لئے کوئی وفاقی وزیر یا کوئی وزیر مملکت یا کسی صوبہ کا وزیر اعلیٰ یا کوئی صوبائی وزیر ایسا شخص ہو

سکے گا جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا جیسی بھی صورت ہو' اُس صوبے کی صوبائی اسمبلی کا رکن نہ ہو۔ اور ایسے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزیر کو صوبائی اسمبلی میں یا اس کی کسی ایسی کمیٹی میں' جس کا اُسے رکن نامزد کیا جائے' تقریر کرنے اور بصورت دیگر کارروائی میں حصہ لینے کا حق ہوگا۔ البتہ اس شق کی رُو سے وہ ووٹ دینے کا مستحق نہیں ہوگا۔

-4 کوئی شخص جو اس آرٹیکل کے مطابق کسی ایسے عہدے پر قائم رکھا جائے جس کے لئے جدول سوئم میں حلف کی عبارت مقرر کی گئی ہے یوم آغاز کے بعد جس قدر جلد قابل عمل ہو' شخص مجاز کے سامنے مذکورہ عبارت میں حلف اُٹھائے گا۔

-5 دستور اور قانون کے تابع:-

(الف) تمام تر دیوانی' فوجداری اور مال کی عدالتیں جو یوم آغاز سے عین پہلے اپنا اختیار سماعت استعمال کر رہی ہوں اور کارہائے (فرائض) منصبی انجام دے رہی ہوں۔ یوم مذکور سے اپنے اپنے اختیارات سماعت استعمال کرتی رہیں گی اور اپنے کارہائے (فرائض) منصبی انجام دیتی رہیں گی اور

(ب) تمام پاکستان میں جملہ ہیئت ہائے مجاز اور افسران (خواہ عدالتی' انتظامی' مال گزاری یا وزارتی) یوم آغاز سے عین پہلے' جو کارہائے (فرائض) منصبی انجام دے رہے تھے اور دے رہے ہوں' یوم مذکور سے اپنے کارہائے منصبی یا فرائض منصبی انجام دیتے رہیں گے۔

آرٹیکل 276- پہلے صدر کا حلف (Oath of first President):

دستور میں شامل کسی امر کے باوجود پہلا صدر' چیف جسٹس پاکستان کی غیر حاضری کی صورت میں آرٹیکل 42 میں محولہ حلف' قومی اسمبلی کے سپیکر کے سامنے اُٹھائے گا۔

آرٹیکل 277- عبوری مالی احکام (Transitional financial Provisions):

-1 تیس(30) جون سن ایک ہزار نو سو چوہتر (30-06-1974) کو ختم ہونے والے مالی سال کے لئے صدر کی مصدقہ منظور شدہ مصارف کی جدول' اس سال کے لئے وفاقی مجموعی فنڈ سے خرچ کے لئے بدستور اختیار جائیز رہے گی۔

-2 صدر یکم جولائی سن ایک ہزار نو سو تہتر (01-07-1973) سے شروع ہونے والے مالی سال سے پہلے کسی مالی سال کے لئے' وفاقی حکومت کے خرچ (جو اس سال کے لئے

منظور شدہ خرچ سے زیادہ ہو) کی بابت، وفاقی مجموعی فنڈ سے رقوم کی بازخواست کی منظوری دے سکے گا۔

-3 شق (1)، (2) کے احکام کا کسی صوبے پر اور اس کی بابت اطلاق ہو گا اور اس غرض کے لیے:

(الف) ان احکام میں صدر کے لئے کسی حوالہ کو اس صوبہ کے گورنر کے حوالے کے طور پر پڑھا جائے گا۔

(ب) ان احکام میں وفاقی حکومت کے لئے کسی حوالے کو اس صوبہ کی حکومت کے حوالے کے طور پر پڑھا جائے گا، اور

(ج) ان احکام میں وفاقی مجموعی فنڈ کیلئے کسی حوالے کو، اس صوبے کے صوبائی مجموعی فنڈ کے حوالے کے طور پر پڑھا جائے گا۔

آرٹیکل 278- حسابات جن کا یوم آغاز سے پہلے محاسبہ نہ ہوا:
(Accounts not audited before commencing day):

محاسب اعلیٰ اُن حسابات سے متعلق جو یوم آغاز سے پہلے مکمل نہ ہوئے ہوں یا جن کا محاسبہ نہ ہوا ہو وہی کارہائے (فرائض) منصبی انجام دے گا اور وہ ہی اختیارات استعمال کرے گا جو دستور کی رُو سے وہ دیگر حسابات کی بابت انجام دینے یا استعمال کرنے کا مجاز ہے اور آرٹیکل 17 ضروری ردو بدل کے ساتھ اطلاق پذیر اور موثر رہے گا۔

آرٹیکل 279- محصولات کا تسلسل (Continuance of Taxes):

دستور میں شامل کسی امر کے باوجود یوم آغاز سے عین پہلے نافذالعمل کسی قانون کے مطابق عائد کردہ تمام محصولات اور فیس اس وقت تک برقرار رہیں گے جب تک انہیں مناسب مقننہ کے ایکٹ کے ذریعہ تبدیل یا منسوخ نہ کر دیا جائے۔

آرٹیکل 280- ہنگامی حالت کے اعلان کا تسلسل:
(Continuance of Proclamation of Emergency):

تیس نومبر ایک ہزار نو سو اکہتر (30-11-1971) کو جاری کردہ ہنگامی حالت کا اعلان آرٹیکل 232 کیمطابق جاری کردہ ہنگامی حالت کا اعلان سمجھا جائے گا اور اس کی شق (7) اور (8) کی اغراض کے لئے یوم آغاز پر جاری کردہ تصور کیا جائے گا اور اس اعلان کی رُو سے کوئی

قانون قاعدہ، ضابطہ یا حکم جو جاری کیا گیا ہو یا جس کا جاری کیا جانا مترشح ہوتا ہو، جائز طور پر جاری کردہ سمجھا جائے گا (اور اس پر کسی[7] عدالت میں حصہ دوئم کے باب 1 کی رو سے عطا کردہ حقوق میں سے کسی عدم مطابقت کی بنا پر اعتراض نہیں کیا جائے گا)۔

Annex[8]

ضمیمہ

2- (الف) قرارداد مقاصد (The objectives of Resolution):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چونکہ اللہ تبارک تعالیٰ ہی کُل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم کُل ہے اور پاکستان کے جمہور کو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہو گا وہ ایک مقدس امانت ہے۔

مجلس دستور ساز نے جو جمہوریہ پاکستان کی نمائندہ ہے آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جس کی رُو سے مملکت اپنے اختیارات و اقتدار کو منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ استعمال کرے گی۔

جس کی رُو سے جمہوریت، حریت، مساوات، رواداری اور عدل و عمرانی کے اصولوں کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے اور مکمل طور پر ملحوظ رکھا جائے گا۔

جس کی رُو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات، مقتضیات کے مطابق جس طرح کہ قرآن پاک و سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے۔ ترتیب دے سکیں۔

جس کی رُو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام و انصرام کیا جائے گا کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہبوں پر عقیدہ رکھ سکیں اور اُن پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں۔

جس کی رُو سے وہ علاقے جو اب تک پاکستان میں داخل یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دوسرے علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں ایک وفاقیہ بنائیں گے جس کے

7- دستور کی پانچویں ترمیم ایکٹ 1976ء (62 آف 1976) کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

8- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985ء کی رُو سے متعارف ہوا۔

صوبوں کو مقرر اختیارات و اقتدار کی حد تک خودمختاری حاصل ہو گی۔

جس کی رُو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے گی ور اُن حقوق میں جہاں تک کہ قانون و اخلاق اجازت دیں مساوات یگانگت' حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری' عمرانی' اقتصادی' اور سیاسی انصاف اظہاری خیال' عقیدہ دین' عبارت اور شرکت کی آزادی شامل ہو گی۔

جس کی رُو سے اقلیتوں اور پسماندہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام اور بندوبست کیا جائے گا۔

جس کی رُو سے نظام عدل گستری کی آزادی پوری طرح محفوظ ہو گی۔

جس کی رُو سے وفاقیہ کے علاقوں کی صیانت' اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن مین اس کی خشکی و تری (بری و بحری) اور فضا پر صیانت کے حقوق شامل ہیں تحفظ کیا جائے گا۔

تاکہ عوام پاکستان (اہل پاکستان) فلاح و بہبود سے ہمکنار ہوسکیں۔ اور اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز و ممتاز مقام حاصل کرسکیں۔ اور امن عالم برقرار رکھنے اور بنی نوع انسان کی ترقی وخوش حالی کے لئے پوری کوشش کرسکیں۔

جدول اول[9]

First Schedule

آرٹیکل 8 (1) اور (2) کے نفاذ سے مستثنیٰ قوانین:

Laws exempted from operation of Article 8 (1) and (2):

فرامین صدر (President's Orders):

1- فرمان (حصول ومنتقلی) معدنیات 1961ء (فرمان صدر نمبر 8 مجریہ 1961)

2- فرمان جائیداد انضمامی ریاست 1961ء (فرمان صدر نمبر 12 مجریہ 1961)

3- فرمان اقتصادی اصلاحات 1972ء (فرمان صدر نمبر 1 مجریہ 1972)

9- دستور کی چوتھی ترمیم ایکٹ 1975ء (71 آف 1975) کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

4- فرمان (انتظامی ایجنسی اور انتخاب نظما) کمپنیات' 1972ء (فرمان صدر نمبر 2 مجریہ 1972)
5- فرمان (اصلاحات) انجمن ہائے امداد باہمی' 1972ء (فرمان صدر نمبر 9 مجریہ 1972)
6- فرمان (قومی تحویل میں لینا) بیمہ زندگی' 1972ء (فرمان صدر نمبر 10 مجریہ 1972)
7- فرمان (زیر سماعت مقدمات) مارشل لاء 1972ء (فرمان صدر نمبر 14 مجریہ 1972)
8- فرمان تنسیخ ریاست ہائے خاص و مراعات انضمامی ریاستوں کے حکمران 1972ء (فرمان صدر نمبر 15' 1972ء)
9- فرمان (تنسیخ) صنعتی منظوریاں اور اجازت نامے' 1972ء (فرمان صدر نمبر 16 مجریہ 1972)
10- فرمان (خصوصی عدالت) ترمیم قانون فوجداری' 1972 (فرمان صدر نمبر 20 مجریہ 1972)

2- ضوابط (II-Regulations):

1- ضابطہ (تصرف جائیداد) راولپنڈی 1959ء
2- ضابطہ دارالحکومت پاکستان' 1960ء
3- ضابطہ (املاک متروکہ) تنسیخ و عادلی 1961ء
4- ضابطہ (گوشواریوں اور غلط اظہار کی تصحیح) محصول آمدنی 1969ء
5- ضابطہ ناجائز تصرف جائیداد 1969ء
6- ضابطہ (احکام خاص) ملازمت سے برطرفی 1969ء
7- ضابطہ (سزا) ظاہری ذرائع سے بڑھ چڑھ کر زندگی گزارنا' 1969ء
8- ضابطہ (ناجائز قبضہ کی بازیافت) سرکاری زرعی اراضی 1969ء
9- ضابطہ (دشمن کو واجب الادا رقم کی ادائیگی) املاک دشمن 1970ء
10- ضابطہ (بڑی مالیت کے) کرنسی نوٹوں کی واپسی 1971ء
11- ضابطہ (بازیافت) املاک متروکہ مالیت اور سرکاری واجبات 1971ء
12- ضابطہ (تصفیہ تنازعات) ضلع پشاور اور قبائلی علاقہ جات 1971ء
13- ضابطہ (فنڈز کی جانچ پڑتال) کنونشن مسلم لیگ اور عوامی لیگ 1971ء
14- ضابطہ غیر ملکی زرمبادلہ کی واپسی 1972ء

-15 ضابطہ (اظہار) غیرملکی اثاثہ جات 1972ء

-16 (ضابطہ خصوصی احکامات) ملازمت سے برطرفی 1972ء

-17 (ضابطہ اصلاحات اراضی) 1972ء

-18 ضابطہ (درخواست نظرثانی) 1972ء

-19 ضابطہ (بلوچستان پٹ فیڈرل کینال) 1972ء

-20 ضابطہ (قبضہ) نجی انتظام کے تحت سکول' کالج) 1972ء

-21 ضابطہ (تنسیخ و فروخت) جائیداد دشمن 1972ء

-22 ضابطہ (توارث تقسیم جائیداد) دیر وسوات 1972ء

-23 ضابطہ (تصفیہ تنازعات جائیداد غیرمنقولہ) دیر وسوات 1972ء

-24 ضابطہ (تنسیخ و فروخت یا انتقال) مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن 1972ء

-25 ضابطہ (اقتصادی اصلاحات) تحفظ صنعت 1972ء

-26 ضابطہ (متولیان اور ناظمین بورڈ کی معطلی) نیشنل پریس ٹرسٹ 1972ء

-27 ضابطہ پنجاب (بازروائی قرضہ جات) بنک ہائے امداد باہمی 1972ء

-28 ضابطہ سندھ (بازوائی قرضہ جات) انجمن ہائے امداد باہمی 1972ء

3- صدر کے جاری کردہ حکمنامے (آرڈیننس):

(III-Ordinances Promulgated by the President):

-1 انضباط جہازرانی آرڈیننس 1959 (نمبر 13 مجریہ 1959)

-2 جموں وکشمیر (انتظامی جائیداد) آرڈیننس 1961 (نمبر 3 مجریہ 1961)

-3 مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961' (نمبر 8 مجریہ 1961)

-4 تحفظ پاکستان (ترمیمی) آرڈیننس 1961' (نمبر 14 مجریہ 1961)

-5 ایسوی ایٹیڈ پریس آف پاکستان (قبضہ) آرڈیننس 1961ء (نمبر 20 مجریہ 1961)

-6 تجارتی تنظیمیں آرڈیننس 1961 (XLV نمبر 45 آف 1961)

4- وفاقی ایکٹ (Federal Acts):

-1 فلموں کا سینسر شپ (احتسابی) ایکٹ 1963 (نمبر 18 آف 1963)

-2 اراضی کی اصلاحات کا ترمیمی ایکٹ 1974' (XXX (30) آف 1974)

آرٹیکل 8- (3) اور (4) حصہ اوّل (Article 8 (3) and (4) Part-1):

صدارتی فرامین (President's Orders):

1- فرمان جائیداد انضمامی ریاست' 1961' (صدارتی فرمان نمبر 12 مجریہ 1961)
2- فرمان اقتصادی اصلاحات 1972' (صدارتی فرمان نمبر 1 مجریہ 1972)

ضوابط (II-Regulations):

1- ضابطہ اصلاحات اراضی 1972
2- ضابطہ (بلوچستان فیڈر کینال) اصلاحات اراضی 1972
3- ضابطہ (صنعتوں کا تحفظ) اقتصادی اصلاحات 1972
4- ضابطہ (چترال) تقسیم جائیداد' 1974 (نمبر 2 مجریہ 1974)۔
5- ضابطہ (چترال تصفیہ تنازعات جائیداد غیر منقولہ' 1974' (نمبر 3 مجریہ 1974)۔
6- ضابطہ (ترمیمی) (توارث و تقسیم جائیداد اور تصفیہ تنازعات غیر منقولہ) دیر و سوات 1975ء (نمبر 3 مجریہ 1975)
7- ضابطہ (ترمیمی) (چترال) تصفیہ تنازعات جائیداد غیر منقولہ 1976' (نمبر 2 مجریہ 1976)

3- وفاقی قوانین (Federal Acts):

1- اصلاحات اراضی (ترمیمی) ایکٹ' 1974 (نمبر 30 بابت 1974)
2- اصلاحات اراضی (ترمیمی) ایکٹ' 1975' (نمبر 39 بابت 1975)
3- آٹا پینے کے ملوں کے انضباط اور ترقی کا ایکٹ' 1976ء' (نمبر 57 بابت 1976)
4- چاول چھڑنے کے ملوں کے انضباط اور ترقی کا ایکٹ' 1976 (نمبر 57 بابت 1976)
5- کپاس بیلنے کی ملوں کے انضباط اور ترقی کا ایکٹ' 1976' (نمبر 59 بابت 1976)

5- حکمنامہ سابق صوبہ مغربی پاکستان کے گورنر کے جاری کردہ آرڈیننس:
(Ordinances Promulgated by the Governor of Former Province of West Pakistan):

1- تعلیمی و تربیتی ادارہ ہائے حکومت مغربی پاکستان آرڈیننس 1960 (مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 11 آف 1960)

2- املاک وقف مغربی پاکستان آرڈیننس 1961ء؛ (مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 28 مجریہ 1961)

3- رجسٹری انجمن ہائے (ترمیم مغربی پاکستان) آرڈیننس 1962' (مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 9 مجریہ 1962)۔

4- صنعت ہائے مغربی پاکستان (انضباط قیام و توسیع) آرڈیننس 1963ء؛ (مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 4 مجریہ 1963)

6- شمال مغربی سرحدی صوبہ کے گورنر کے جاری کردہ آرڈیننس:
(Ordinances Promulgated by the Governor of the North-West Frontier Province):

1- تعلیمی و تربیتی ادارہ ہائے حکومت شمال مغربی سرحدی صوبہ آرڈیننس 1971 (شمال مغربی سرحدی صوبہ آرڈیننس نمبر 3 مجریہ 1971)

2- شمال مغربی سرحدی صوبہ خیمہ رائٹ بنک کینال پروجیکٹ (انضباط و انسداد سٹہ بازی و اراضی آرڈیننس 1971ء (شمال مغربی سرحدی صوبہ آرڈیننس نمبر 5 مجریہ 1971)

3- شمال مغربی سرحدی صوبہ گومل رام پروجیکٹ (انضباط و انسداد و سٹہ بازی' اراضی) آرڈیننس 1971ء (شمال مغربی سرحدی صوبہ آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1971ء)

جدول دوئم[1]

Second Schedule

آرٹیکل 41 - (3) صدر کا انتخاب (Election of President):

1- چیف الیکشن کمشنر صدر کے عہدے کے لئے انتخاب کا انعقاد اور انصرام کرے گا اور مذکورہ انتخاب کے لئے افسر رائے شماری (ریٹرننگ آفسر) مقرر کرے گا۔

2- چیف الیکشن نمبر کمشنر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ارکان ۔کے اجلاس اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کے اجلاس کی صدارت کرنے کے لیے افسران صدارت کنندہ (پرائیزائڈنگ افسران) کا تقرر کرے گا۔

1- صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 ملاحظہ ہو۔

-3 چیف الیکشن کمشنر عام اعلان کے ذریعہ کاغذات نامزدگی داخل کرنے کے لئے، جانچ پڑتال کرنے کے لئے، نام واپس لینے کے لئے، اگر کوئی ہو اور انتخاب کے انعقاد کیلئے اگر ضروری ہو وقت اور مقام مقرر کرے گا۔

-4 نامزدگی کے لئے مقرر کردہ دن کی دوپہر سے پہلے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کا کوئی رُکن نامزدگی کا ایک کاغذ جس پر بحثیت تجویز کنندہ خود اس کے اور بحثیت تائید کنندہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا جیسی بھی صورت ہو' اسمبلی کے کسی دوسرے رُکن کے دستخط ہوں اور جس کے ساتھ نامزد شخص کا ایک دستخط شدہ بیان منسلک ہو کہ وہ نامزدگی پر رضامند ہے' افسر صدارت کنندہ کو دے کر کسی ایسے شخص کو بحثیت صدر انتخاب کے لئے نامزد کر سکے گا جو بحثیت صدر انتخاب کا اہل ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی شخص تجویز کنندہ یا تائید کنندہ کی حیثیت سے کسی ایک انتخاب میں ایک سے زیادہ کاغذ نامزدگی پر دستخط نہیں کرے گا۔

-5 جانچ پڑتال چیف الیکشن کمشنر اس کی طرف سے مقرر کردہ وقت اور مقام پر کرے گا اور اگر جانچ پڑتال کے بعد صرف ایک شخص جائز طور پر نامزد رہ جائے تو چیف الیکشن کمشنر اُس شخص کو منتخب شدہ قرار دے دے گا۔ یا اگر ایک شخص سے زائد جائز طور پر نامزد رہ جائیں تو وہ عام اعلان کے ذریعہ' جائز طور پر نامزد اشخاص کے ناموں کا اعلان کرے گا جو بعد ازیں امیدوار کے نام سے موسوم ہوں گے۔

-6 کوئی امیدوار اس غرض کے لئے مقررہ دن سے قبل کسی وقت' اس افسر صدارت کنندہ کو' جس کے پاس اس کا کاغذ نامزدگی داخل کرا گیا ہو اپنا تحریری نوٹس دے کر اپنی امیدواری سے دستبردار ہو سکے گا اور کسی امیدوار کو جس نے اس پیرے کے تحت اپنی امیدواری سے دستبرداری کا نوٹس دے دیا ہو' مذکورہ نوٹس کو منسوخ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

-7 اگر ایک کے سوا باقی تمام امیدوار دست بردار ہو گئے ہوں تو کمشنر اس ایک امیدوار کو منتخب قرار دے دے گا۔

-8 اگر کوئی بھی امیدوار دستبردار نہ ہو' یا اگر دست برداریوں کے بعد' دو یا زیادہ امیدوار رہ جائیں تو چیف الیکشن کمشنر عام اعلان کے ذریعہ امیدواروں اور ان کے تجویز کنندگان کے ناموں کا اعلان کرے گا اور مابعد پیرول کے احکام کے مطابق خفیہ رائے دہی کے ذریعہ رائے دہی منعقد کرنے کی کارروائی کرے گا۔

9- اگر کوئی امیدوار جس کی نامزدگی درست پائی گئی ہو۔ نامزدگی کے لیے مقررہ وقت کے بعد فوت ہو جائے اور رائے دہی کے آغاز سے پہلے افسر صدارت کنندہ کو اس کی موت کی اطلاع مل جائے تو افسر صدارت کنندہ اُمیدوار کی موت کے امر واقع کے بارے میں مطمئن ہو جانے پر رائے دہی منسوخ کر دے گا اور اس اصل واقعہ کی اطلاع چیف الیکشن کمشنر کو دے گا اور اس انتخاب سے متعلق تمام کارروائی ہر لحاظ سے اس طرح از سرِ نو شروع کی جائے گی گویا کہ نئے انتخاب کے لئے ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی صورت میں جس کی نامزدگی رائے دہی کی تنسیخ کے وقت جائز تھی، مزید نامزدگی ضروری نہیں ہو گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ کوئی شخص جس نے رائے دہی منسوخ ہونے سے پہلے اس جدول کے پیرا 6 کے تحت اپنی امیدواری سے دستبرداری کا نوٹس دے دیا ہو، مذکورہ تنسیخ کے بعد انتخاب کے لئے بحیثیت امیدوار نامزد کئے جانے کا نااہل نہیں ہو گا۔

10- رائے دہی کا انعقاد مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور ہر ایک صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں ہو گا۔ اور متعلقہ افسران صدارت کنندہ ایسے افسروں کی اعانت سے رائے دہی کا بندوبست کریں گے جس طرح کہ وہ چیف الیکشن کمشنر کی منظوری علی الترتیب مقرر کریں۔

11- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور ہر ایک صوبائی اسمبلی کے، ہر ایک رُکن کو، جو خود کو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا جیسی بھی صورت ہو۔ اُس صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں ووٹ ڈالنے کے لئے پیش کرے جس کا وہ رکن ہو۔ (جس کا حوالہ بعد میں ووٹ دینے والے شخص کے طور پر دیا گیا ہے) ایک انتخابی پرچی جاری کی جائے گی اور وہ اپنا ووٹ اصالتاً پرچی پر مابعد پیروں کے احکام کے مطابق نشان لگا کر استعمال کرے گا۔

12- رائے دہی کا عمل خفیہ رائے دہی کے ذریعہ اسی انتخابی پرچیوں کی وساطت سے ہو گا جن پر ایسے تمام امیدواروں کے نام حروف تہجی کے لحاظ سے درج ہوں گے جو دست بردار نہ ہوئے ہوں۔ اور کوئی ووٹ دینے والا شخص اُس شخص کے نام کے سامنے جسے وہ ووٹ دینا چاہتا ہو نشان لگا کر ووٹ دے گا۔

13- انتخابی پرچیاں مثنیٰ کے ساتھ انتخابی پرچیوں کی ایک کتاب سے جاری کی جائیں گی۔ ہر مثنیٰ پر نمبر درج ہو گا اور جب کوئی انتخابی پرچی کسی ووٹ دینے والے شخص کو جاری کی

جائے تو اُس کا نام مثنیٰ پر درج کیا جائے گا اور افسر صدارت کنندہ کے مختصر دستخط کے ذریعہ انتخابی پرچی کی تصدیق کی جائے گی۔

14- انتخابی پرچی پر نشان لگا دینے کے بعد ووٹ دینے والا شخص اسے انتخابی پرچی کے صندوق میں ڈالے گا جو افسر صدارت کنندہ کے سامنے رکھا ہو گا۔

15- اگر کسی ووٹ دینے والے شخص سے کوئی انتخابی پرچی خراب ہو جائے تو وہ اسے افسر صدارت کنندہ کو واپس کر دے گا' جو پہلی انتخابی پرچی کو منسوخ کر کے اور متعلقہ مثنیٰ پر منسوخی کا نشان لگا کر اسے دوسری انتخابی پرچی جاری کر دے گا۔

16- کوئی انتخابی پرچی ناجائز ہو گی اگر:۔

(اوّل) اس پر کوئی ایسا نام' لفظ' یا نشان ہو جس سے ووٹ دینے والے شخص کی شناخت ہو سکے یا

(دوئم) اس پر افسر صدارت کنندہ کے مختصر دستخط نہ ہوں یا

(سوئم) اس پر کوئی نشان نہ ہو یا

(چہارم) دو یا زیادہ امیدواروں کے نام کے سامنے نشان لگایا گیا ہو یا

(پنجم) اس امیدوار کی شناخت کے بارے میں تعین نہ ہو سکے جس کے نام کے سامنے نشان لگایا گیا ہو۔

17- رائے دہی کا عمل ختم ہونے کے بعد ہر ایک افسر صدارت کنندہ ایسے امیدواروں یا اُن کے کارندگان مجاز کی موجودگی میں جو حاضر رہنا چاہیں' انتخابی پرچیوں کے صندوق کو کھولے گا اور انہیں خالی کرے گا اور اُن میں موجود انتخابی پرچیوں پر ہر ایک امیدوار کیلئے درج شدہ ووٹوں کی تعداد کا شمار کرے گا اور بہ ایں طور پر درج شدہ ووٹوں کی تعداد سے چیف الیکشن کمشنر کو مطلع کرے گا۔

18- (1) چیف الیکشن کمشنر انتخاب کا نتیجہ مندرجہ ذیل طریقے سے متعین کرے گا یعنی

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں ہر ایک امیدوار کے حق میں ڈالے ہوئے ووٹ شمار کئے جائیں گے۔

(ب) کسی صوبائی اسمبلی میں ہر ایک امیدوار کے حق میں ڈالے ہوئے ووٹوں کی تعداد کو اس صوبائی اسمبلی میں نشستوں کی مجموعی تعداد سے جس میں فی الوقت سب سے کم نشستیں ہوں ضرب دیا جائے گا اور اس صوبائی اسمبلی میں

نشستوں کی مجموعی تعداد سے جس میں ووٹ ڈالے گئے ہوں تقسیم کیا جائے گا اور

(ج) شق (ب) میں محولہ طریقے سے شمار کردہ ووٹوں کی تعداد کو شق (الف) کے تحت شمار کردہ ووٹوں کی تعداد میں جمع کر دیا جائے گا۔

تشریح:-

اس پیرے میں نشستوں کی مجموعی تعداد میں غیر مسلموں اور خواتین کے لئے مخصوص نشستیں شامل ہیں۔

(2) کسی کسر کو قریب ترین کُل میں بدل دیا جائے گا۔

19- اس امیدوار کو جس نے پیرا 18 میں مصرحہ طریقے سے مدون ووٹوں کی سب سے زیادہ تعداد حاصل کی ہو۔ چیف الیکشن کمشنر کی طرف سے منتخب قرار دے دیا جائے گا۔

20- جب کہ کسی رائے دہی میں کوئی سے دو یا زیادہ امیدوار ووٹوں کی مساوی تعداد حاصل کریں تو منتخب کئے جانے والے امیدوار کا چناؤ قرعہ اندازی کے ذریعہ کیا جائے گا۔

21- جبکہ کسی رائے دہی کے بعد ووٹوں کا شمار مکمل ہو گیا ہو اور رائے شماری کا نتیجہ متعین ہو گیا ہو، چیف الیکشن کمشنر فی الفور ان کے سامنے جو موجود ہوں۔ نتیجہ کا اعلان کرے گا اور نتیجہ سے وفاقی حکومت کو مطلع کرے گا جو فی الفور نتیجہ کو عام اعلان کے ذریعہ مشتہر کرنے کا حکم دے گا۔

22- چیف الیکشن کمشنر اعلان عام کے ذریعہ صدر کی منظوری سے، اس جدول کی[1] اغراض کی بجا آوری اور تکمیل کیلئے قواعد وضع کر سکے گا۔

جدول سوئم

Thrid Schedule

عہدوں کا حلف (Oath of Office):

آرٹیکل 42- صدر (President):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں __________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور

1- صدارتی انتخاب کے قواعد 1973ء گزٹ آف پاکستان 1973ء غیر معمولی حصہ دوئم صفحات 1051 تا 1060۔

وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک تعالیٰ' کتب الٰہی' جن میں قرآن پاک ختم الکتب ہے۔ نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت خاتم النبین جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا' روز قیامت اور قرآن پاک و سنت کی جملہ مقتضیات و تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں۔

کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت' صدر پاکستان' میں اپنے فرائض' کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری' سالمیت' استحکام' بہبود اور خوش حالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ' بلا خوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

اور یہ کہ میں کسی شخص کی بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی نہ اطلاع دوں گا اور نہ اُسے ظاہر کروں گا جو بحیثیت صدر پاکستان میرے سامنے غور کیلئے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا بجز جب کہ بحیثیت صدر اپنے فرائض کی کماحقہٗ انجام دہی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)[1]

آرٹیکل (4) 91- وزیر اعظم (Prime Minister):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک تعالیٰ' کتب الٰہیہ' جن میں قرآن پاک خاتم الکتب ہے' نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحیثیت خاتم النبین جن کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا روز

1۔ صدارتی فرمان 14 مجریہ 1985ء کی رُو سے اس کا اضافہ ہوا بلکہ شیڈول میں شامل عہدوں کے حلف ناموں میں اس کا اضافہ ہوا۔

قیامت اور قرآن پاک اور سنت کی جملہ مقتضیات و تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں۔

کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت وزیر اعظم پاکستان میں اپنے فرائض' کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق' اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری' سالمیت' استحکام' بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

اور یہ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ' بلاخوف و رعایت اور بلارغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

اور یہ کہ میں کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی نہ اطلاع دوں گا اور نہ اسے ظاہر کروں گا جو بحیثیت وزیر اعظم پاکستان میرے سامنے غور کیلئے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا۔ بجز جبکہ بحیثیت وزیر اعظم اپنے فرائض کی کماحقہ انجام دہی کیلئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل (2) 92- وفاقی وزیر یا وزیر مملکت:

(Federal Minister or Minister of State):

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی و فادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت وفاقی وزیر (یا وزیر مملکت) میں اپنے فرائض و کارہائے منصبی ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق' اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری' سالمیت' استحکام' بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کیلئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ کروں گا۔

کہ میں ہر حالت میں، ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلا خوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

اور یہ کہ میں کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی نہ اطلاع دوں گا نہ اُسے ظاہر کروں گا۔ جو بحیثیت وفاقی وزیر (یا وزیر مملکت) میرے سامنے غور کیلئے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا۔ بجز جبکہ بحیثیت وفاقی وزیر (یا وزیر مملکت) اپنے فرائض کی کماحقہ انجام دہی کیلئے ایسا کرنا ضروری ہو جس کی وزیر اعظم نے خاص طور پر اجازت دی ہو۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل (6) and (2) 53- قومی اسمبلی کا سپیکر یا سینٹ کا چیئر مین:

(Speaker of National Assembly or Chairman of SENATE):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے سپیکر (سینٹ کے چیئر مین) کی حیثیت سے اور جب کبھی مجھے بحیثیت صدر پاکستان کام کرنے کے لئے کہا جائے گا، میں اپنے فرائض منصبی اور کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق، اور قومی اسمبلی کے اسپیکر کی حیثیت سے اسمبلی کے قواعد کے مطابق یا سینٹ کے چیئر مین کی حیثیت سے سینٹ کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری، سالمیت، استحکام اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

یہ کہ میں ہر حالت میں، ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل 53 (2) and 61- قومی اسمبلی کا ڈپٹی سپیکر یا سینٹ کا ڈپٹی چیئر مین:

(Deputy Speaker of National Assembly or Chairman of Senate):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ جب مجھے بحیثیت سپیکر قومی اسمبلی (یا چیئر مین سینٹ) کام کرنے کو کہا جائے گا، میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی، ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، قانون اور اسمبلی (یا سینٹ) کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

اور یہ کہ میں ہر حالت میں، ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ، بلاخوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل 65- قومی اسمبلی کا رُکن یا سینٹ کا رُکن:

(Member of National Assembly or Member of SENATE):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت رُکن قومی اسمبلی (یا سینٹ) میں اپنے فرائض و کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور' قانون اور اسمبلی (یا سینٹ) کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری' سالمیت' استحکام' بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کیلئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

(اللہ تعالےٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین) :

آرٹیکل 102- صوبے کا گورنر (Governor of Province):

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت گورنر صوبہ ________ میں اپنے فرائض و کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری' سالمیت' استحکام' بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز ہونے نہیں دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ' بلاخوف و رعایت اور بلارغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

اور یہ کہ کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی اطلاع نہ دوں گا اور نہ اس پر ظاہر کروں گا جو بحیثیت گورنر صوبہ ________ میرے سامنے غور کیلئے پیش کیا جائے گا یا

میرے علم میں آئے گا۔ بجز جبکہ بحیثیت گورنر اپنے فرائض کی کماحقہٗ انجام دہی کیلئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل (2) 132 and (4) 131- وزیر اعلیٰ یا صوبائی وزیر:

(Chief Minister or Provincial Minister):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت وزیر اعلیٰ (یا وزیر) حکومت صوبہ ________ میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری' سالمیت' استحکام اور بہبود خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کر برقرار رکھوں گا اور اُس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلا خلاف و رعایت اور بلارغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

اور یہ کہ میں کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملہ کی اطلاع نہیں دوں گا نہ اس پر ظاہر کروں گا جو وزیر اعلیٰ (یا وزیر) کی حیثیت سے میرے سامنے غور کیلئے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا۔ بجز جبکہ وزیر اعلیٰ (وزیر) کی حیثیت سے اپنے فرائض کی کماحقہٗ انجام دہی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو (یا جس کی وزیر اعلیٰ نے خاص طور پر اجازت دی ہو)۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل (2) 53 and 127- صوبائی اسمبلی کا سپیکر:
(Speaker of Provincial Assembly):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت سپیکر صوبائی اسمبلی صوبہ ________ میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور' قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری' سالمیت' استحکام' بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

اور یہ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ' بلاخوف و رعایت اور بلارغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

(اللہ تعالےٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل (2) 53 and 127- کسی صوبائی اسمبلی کا ڈپٹی سپیکر:
(Deputy Speaker of a Provincial Assembly):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ جب کبھی مجھے بحیثیت سپیکر صوبائی اسمبلی صوبہ ________ میں کام کرنے کے لیے کہا جائے گا میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور' قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ

پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

اور یہ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ، بلاخوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل 65 and 127- کسی صوبائی اسمبلی کا ممبر:

(Member of a Provincial Assembly):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت سپیکر صوبائی اسمبلی صوبہ ________ میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل (2) 128- [6]آڈیٹر جنرل محاسب اعلیٰ پاکستان:

(Auditor-General of Pakistan):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں __________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت محاسب اعلیٰ پاکستان میں، اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور اپنے بہترین علم و واقفیت، صلاحیت اور قوت فیصلہ کے ساتھ، بلا خوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد انجام دوں گا۔

اور یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل 178 and 194- پاکستان یا کسی عدالت عالیہ کا چیف جسٹس یا عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا جج:

(Chief Justice of Pakistan or of a High Court or Judge of the Supreme Court or of a High Court):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں __________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت چیف جسٹس پاکستان (یا جج عدالت عظمیٰ پاکستان یا چیف جسٹس یا جج عدالت عالیہ صوبہ یا صوبہ جات __________) میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق انجام دوں گا۔

کہ میں اعلیٰ عدالتی کونسل کے جاری کردہ ضابطۂ اخلاق کی پابندی کروں گا۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔

اور یہ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ' بلاخوف و رعایت اور بلارغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل (7)C 203- وفاقی شرعی عدالت کا [1,2,3](چیف جسٹس یا جج):
(Chief Justice or (Judge) of the Federal Shariat Court):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس یا جج کی حیثیت سے اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی بہترین صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ قانون کے مطابق ادا کروں گا اور انجام دوں گا۔

اور یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل 214- چیف الیکشن کمشنر (Chief Election Commissioner):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ بحیثیت چیف الیکشن کمشنر میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق بلاخوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد انجام دوں گا۔

اور یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

---

1 دستور کے ترمیمی آرڈر 1980 (صدارتی فرمان نمبر 1 آف 1980 کے ذریعہ متعارف ہوا۔
2 لفظ "چیئرمین" صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔
3 لفظ ممبر بھی فرمان نمبر 14 آف 1985 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

آرٹیکل 244- مسلح افواج کے ارکان (Members of the Armed Forces):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ____________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی حمایت کروں گا جو عوام کی خواہشات کا مظہر ہے اور یہ کہ میں اپنے آپ کو کسی بھی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں مشغول نہیں کروں گا۔ اور یہ کہ میں مقتضیات قانون کے مطابق اور اس کے تحت پاکستان کی بری فوج (یا بحری یا فضائی فوج) میں پاکستان کی خدمت ایمانداری اور وفاداری کے ساتھ انجام دوں گا۔

اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

جدول چہارم
Fourth Schedule

آرٹیکل (4) 70- قانون سازی کی فہرستیں وفاقی قانون سازی کی فہرست وتفصیل:
(Legislative Lists Federal Legislative list):

حصہ اوّل:

1- امن یا جنگ میں وفاق یا اس کے کسی حصہ کا دفاع، وفاق کی بری، بحری اور فضائی افواج اور کوئی دوسری مسلح افواج جو وفاق کی طرف سے بھرتی کی جائیں یا رکھی جائیں، کوئی مسلح افواج جو وفاق کی افواج تو نہ ہوں گی مگر جو وفاق کی مسلح افواج مگر جو وفاق کی مسلح افواج، بشمول شہری مسلح افواج سے متعلق ہوں یا اُن کے ساتھ مل کر کارروائی کر رہی ہوں، وفاقی سرشتہ سراغ رسانی امور خارجہ، دفاع یا پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سلامتی سے متعلق ملکی مصلحتوں کی بنا پر امتناعی نظر بندی، اشخاص جو اس طرح نظر بند کیے گئے ہوں یا وہ صنعتیں جو وفاقی قانون کی رُو سے دفاعی مقصد کیلئے یا جنگ جاری رکھنے کیلئے ضروری قرار دی گئی ہوں۔

2- بری، بحری اور فضائی فوج کی تعمیرات، چھاؤنی کے علاقوں میں مقامی حکومت خوداختیاری، مذکورہ علاقہ میں چھاؤنی کے اداروں کی مجاز کی ہیئت ترکیبی اور اختیارات، مذکورہ علاقوں میں رہائشی جگہ کا نظم ونسق اور اُن علاقوں کی حد بندی۔

3- امور خارجہ دوسرے ملکوں کے ساتھ تعلیمی اور ثقافتی معاہدوں اور سمجھوتوں کے بشمول عہدناموں' معاہدوں پر عمل درآمد کرانا اور کرنا' تحویل ملزمان بشمول مجرمان اور ملزم اشخاص کو پاکستان سے باہر کی حکومتوں کے حوالہ کرنا۔

4- قومیت' شہریت اور عطائے حقوق شہریت۔

5- کسی صوبے یا وفاق کے دارالحکومت سے یا اس میں' نقل مکانی یا رہائش اختیار کرنا۔

6- پاکستان میں داخلہ اور پاکستان سے ترک وطن اور اخراج' بشمول اس سلسلہ میں پاکستان میں ایسے افراد اور اشخاص کی نقل و حرکت کے نظم و نسق اور انضباط کے جو پاکستان میں سکونت نہ رکھتے ہوں' پاکستان سے باہر کے مقامات کی زیارات۔

7- ڈاک' تار بشمول ٹیلی فون' لاسلکی' نشریات اور مواصلات کے ایسے ہی دیگر ذرائع ڈاک خانے کا سیونگ بنک۔

8- کرنسی' سکہ سازی اور زرِ زرِ قانونی۔

9- زرمبادلہ' چیک' مبادلہ ہنڈیاں' پرونوٹ اور اسی طرح کی دیگر دستاویزات۔

10- وفاق کا سرکاری قرضہ' بشمول وفاقی مجموعی فنڈ کی کفالت پر رقم قرض لینا' غیر ملکی قرضہ جات اور غیر ملکی امداد۔

11- وفاقی سرکاری ملازمتیں اور وفاقی پبلک سروس کمیشن۔

12- وفاقی پنشن' یعنی وفاق کی طرف سے یا وفاقی مجموعی فنڈ سے واجب الادا پنشن۔

13- وفاقی محتسب۔

14- وفاق کی رعایا کے لئے انتظامی عدالتیں اور ٹربیونل۔

15- کتب خانے' عجائب گھر اور اسی قسم کے ادارے جو وفاق کی زیر نگرانی ہوں یا اس کی طرف سے اُن میں سرمایہ لگایا جاتا ہو۔

16- ضروری اغراض کے لئے وفاقی ایجنسیاں اور ادارے یعنی تحقیقات کیلئے پیشہ وارانہ یا فنی تربیت کے لئے یا خصوصی تعلیم کی ترقی کے لئے۔

17- تعلیم جہاں تک کہ پاکستان طلباً کے غیر ممالک میں ہونے یا غیر ملکی طلباً کے پاکستان میں ہونے کا تعلق ہے۔

18- جوہری توانائی بشمول۔

(الف) معدنی وسائل کے جو جوہری توانائی پیدا کرنے کیلئے ضروری ہیں۔

(ب) جوہری ایندھن کی پیداوار اور جوہری توانائی پیدا کرنے اور استعمال میں لانے کے اور

(ج) شعاؤں کو برقانے کے

19- بندر گاہی قرنطینہ ملاحوں کے اور بحری ہسپتال اور بندر گاہی قرنطینہ سے متعلق ہسپتال۔

20- بحری جہاز رانی اور جہازوں کی آمدورفت' بشمول مد و جذر' سمندروں میں جہاز رانی اور جہازوں کی آمدورفت کے بحری اختیار سماعت۔

21- بڑی بندرگاہیں یعنی مذکورہ بندرگاہوں کا اعلان کرنا اور اُن کی حد بندی کرنا اور اُن میں مقتدرہ ہائے بندرگاہ کی تشکیل اور اختیارات۔

22- ہوائی جہاز' ہوابازی' ہوائی اڈوں کا اہتمام' ہوائی جہازوں کی آمدورفت اور ہوائی اڈوں کا نظم ونسق اور انتظام و انصرام۔

23- روشنی کے مینار' چھوٹے بحری جہاز (بادی جہاز) اشارہ گاہیں' بحری اور ہوائی جہازوں کی حفاظت کے لئے دیگر انتظامات۔

24- بحری یا ہوائی راستوں سے مسافروں اور مال کی نقل وحمل۔

25- حق تصنیف ایجادات' نمونے' تجارتی نشانات اورتجارتی مال کے نشانات۔

26- افیون جہاں تک کہ برآمد کے لئے اس کی فروخت کا تعلق ہے۔

27- دفاقی حکومت کی متعین کردہ کسٹم کی سرحدوں کے آر پار مال کی درآمد اور برآمد' بین الصوبائی تجارت و کاروبار' غیر ممالک کے ساتھ تجارت اور کاروبار۔ پاکستان سے برآمد کئے جانے والے مال کا معیار اور خوبی۔

28- بنک دولت پاکستان' بنکاری یعنی ایسی کارپوریشنوں کی طرف سے بنکاری کے کاروبار کا انتظام جو اُن کارپوریشنوں کے علاوہ ہوں جو کسی صوبے کی ملکیت یا نگرانی ہوں اور صرف اُس صوبہ کے اندر کاروبار کرتی ہیں۔

29- بیمہ کا قانون' سوائے جبکہ اس بیمہ کا تعلق ہو جس کی ذمہ داری کسی صوبہ نے لے لی ہو اور بیمہ کے کاروبار کے انتظام کو منضبط کرنا۔ سوائے جبکہ اس کاروبار سے متعلق ہو جس کی ذمہ داری کسی صوبے نے لے لی ہو جو سرکاری بیمہ' سوائے جس حد تک کسی صوبہ نے اُس کی ذمہ داری صوبائی اسمبلی کے اختیار قانون سازی کے کسی امر کی وجہ سے لے لی ہو۔

30- اسٹاک ایکسچینج اور وعدہ بازار' جس کے مقاصد اور کاروبار صوبے تک محدود نہ ہوں۔

31- کارپوریشنوں یعنی تجارتی کارپوریشنوں بشمول بنکاری' بیمہ اور مالی کارپوریشنوں کی تشکیل کرنا۔ انہیں منضبط کرنا اور ختم کرنا لیکن ان سب ایسی کارپوریشنیں جو کسی صوبے کی ملکیت یا نگرانی میں ہوں اور صرف اُس صوبے میں کاروبار کرتی ہوں یا انجمن ہائے امداد باہمی شامل نہیں ہیں اور ایسی کارپوریشنوں کا تشکیل دینا' منضبط کرنا اور ختم کرنا خواہ وہ تجارتی ہوں یا نہ ہوں۔ جن کے مقاصد ایک صوبے تک محدود نہ ہوں لیکن ان میں یونیورسٹیاں شامل نہیں ہیں۔

32- قومی منصوبہ بندی اور قومی معاشی ارتباط' بشمول سائنسی وصنعتیاتی تحقیق کی منصوبہ بندی اور ارتباط۔

33- سرکاری لاٹریاں۔

34- قومی شاہراہیں اور کلیدی سڑکیں۔

35- وفاقی مساحت بشمول ارضیاتی مساحت کے اور وفاقی موسمیاتی تنظیمیں۔

36- علاقائی سمندر سے پار ماہی گیر اور ماہی گاہیں۔

37- وفاق کی اغراض کے لئے حکومت کے تصرف یا قبضہ میں تعمیرات' اراضی اور عمارات (جوہری' بحری یا فضائی فوج کی تعمیرات نہ ہوں) لیکن کسی صوبے میں واقع جائیداد کے سلسلہ میں ہمیشہ صوبائی قانون سازی کے تابع' بجز جس حد تک وفاقی قانون بصورت دیگر حکم دے۔

38- مردم شماری۔

39- ناپ تول کے معیار قائم رکھنا۔

40- کسی صوبے سے متعلق کسی عملہ پولیس کے ارکان کے اختیارات اور دائرہ اختیار کو کسی دوسرے صوبے کے کسی علاقہ پر وسعت دینا لیکن اس طرح نہیں کہ کسی صوبے کی پولیس کو دوسرے صوبہ کی حکومت کی رضامندی کے بغیر اختیارات اور دائرہ اختیار استعمال کرنے کا اختیار دیا جائے۔

کسی صوبہ سے متعلق عملہ پولیس کے ارکان کے اختیارات اور دائرہ اختیار کو اُس صوبہ سے باہر ریلوے کے علاقوں پر وسعت دینا۔

41- صدر کے عہدہ' قومی اسمبلی' سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے انتخابات' چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن۔

42- صدر' قومی اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر' سینٹ کے چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین' وزیراعظم'

وفاقی وزراء، وزرائے مملکت کے مشاہرے بھتہ جات اور مراعات، سینٹ اور قومی اسمبلی کے ارکان کے مشاہرے، بھتہ جات اور مراعات اور اُن اشخاص کی سزا جو اُس کی کمیٹیوں کے روبُرو گواہی دینے یا دستاویزات پیش کرنے سے انکار کریں۔

43- محصولات کسٹم بشمول برآمدی محصولات کے۔

44- محصولات آبکاری بشمول نمک پر محصولات کے، لیکن ان میں ال کحل (Alcohal) مشروبات، افیون اور دیگر نشہ آور اشیاء کے محصولات شامل نہیں ہیں۔

45- وراثت، جائیداد کے بابت محصول۔

46- جائیداد کی بابت محصول ترکہ۔

47- زرعی آمدنی کے علاوہ آمدنی پر محصول۔

48- کارپوریشنوں پر محصول۔

49-[1] درآمدشدہ، برآمدشدہ، تیار کردہ، مصنوعہ یا صرف شدہ مال کی فروخت اور خرید پر محصولات۔

50- اثاثوں کی اصل مالیت پر محصول جس میں غیرمنقولہ جائیداد پر اصل منافع پر محصول شامل نہیں ہے۔

51- جوہری توانائی پیدا کرنے کے لئے استعمال ہونے والے معدنی تیل، قدرتی گیس اور دھاتوں پر محصول۔

52- کسی پلانٹ، مشینری، منصوبہ کارخانہ، یا تنصیب کی پیداواری صلاحیت پر اُن محصولات کی بجائے جن کی صراحت اندراجات 44، 47، 48 اور 49 میں کر دی گئی ہے یا اُن میں سے کسی ایک یا ایک سے زائد کی بجائے محصولات۔

53- ریل، بحری یا ہوائی جہاز سے لے جانے والے مال یا مسافروں پر منتہائی محصولات ان کے کرایوں اور باربرداری پر محصولات۔

54- اس حصہ میں مندرج کسی امر کی بابت فیسیں، لیکن ان میں کسی عدالت میں لی جانے والی فیس شامل نہیں ہے۔

55- اس فہرست میں مندرج امور میں سے کسی کی بابت اور ایسی حد تک جس کی دستور کی رُو سے یا اُس کے تحت صریحاً اجازت دی گئی ہے۔ عدالت عظمیٰ کے سوا تمام عدالتوں کا اختیار سماعت اور اختیارات عدالت عظمیٰ کے اختیار سماعت میں توسیع کرنا اور اس کو زائد اختیارات تفویض کرنا۔

1 دستور کی (پانچویں ترمیم) ایکٹ 1976ء (62 آف 1976) کی رُو سے تبدیل ہوا۔

56- اس حصہ میں مندرج کسی امر سے متعلق قوانین کے خلاف جرائم۔
57- اس حصہ میں مندرجہ کسی امر کی اغراض کے لئے تحقیقات اور امداد و شمار۔
58- امور جو اس دستور کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اختیار قانون سازی کے اندر ہیں یا وفاق سے متعلق ہیں۔
59- اس حصہ میں مندرج کسی امر کے ضمنی یا ذیلی امور۔

حصہ دوئم

1- ریلوے
2- معدنی تیل اور قدرتی مائعات اور مادے جن کے خطرناک طور پر آتش گیر ہونے کے وفاقی قانون کے ذریعے اعلان کر دیا جائے گا۔
3- صنعتوں کی ترقی، جبکہ وفاقی قانون کے ذریعے وفاقی نگرانی میں ترقی مفاد عامہ کی خاطر قرین مصلحت قرار دی جائے، ایسے ادارے، کارخانے، مجالس اور کارپوریشنیں جن کا انتظام یا اہتمام[2] یوم آغاز سے عین قبل وفاقی حکومت کرتی تھی بشمول مقتدرہ ترقی آب و برقیات پاکستان اور صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے تمام منصوبہ جات، پروجیکٹ اور اسکیمیں، صنعتیں، پروجیکٹ اور منصوبے جو وفاق کی یا وفاق کی طرف سے قائم کردہ کارپوریشنوں کی کلیتاً یا جزواً ملکیت ہیں۔
4- مشترکہ مفادات کی کونسل۔
5- اس حصہ میں مندرج کسی امر کی بابت فیس لیکن ان میں کسی عدالت میں لی جانے والی فیسیں شامل نہیں ہیں۔
6- اس حصہ میں مندرج کسی امر سے متعلق قوانین کے خلاف جرائم۔
7- اس حصہ میں مندرج کسی امر کے اغراض کے لئے تحقیقات اور اعداد و شمار۔
8- اس حصہ میں کسی امر کے ضمنی یا ذیلی امور۔

مشترکہ اور جاری فہرست قانون سازی (Concurrent Legislative List):

1- فوجداری قانون بشمول یوم آغاز پر مجموعہ تعزیرات پاکستان میں شامل جملہ اُمور کے لیکن بہ اخراج وفاقی قانون سازی کی فہرست میں مصرحہ امور میں سے کسی سے متعلق

2 دستور کی (پانچویں ترمیم) ایکٹ 1976ء (62 آف 1976) کی رُو سے ویسٹ پاکستان واپڈا اور ویسٹ پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن تبدیل ہوئے۔

قوانین کے خلاف جرائم کے اور بہ اخراج آمدنی حکومت کی امداد کے لئے بحری، بری اور فضائی افواج کے استعمال کے۔

2- ضابطہ فوجداری، بشمول یوم آغاز پر مجموعہ ضابطہ فوجداری میں شامل جملہ امور کے۔

3- ضابطہ دیوانی بشمول قانون میعاد سماعت اور یوم آغاز پر مجموعہ ضابطہ دیوانی میں مندرج جُملہ امور کے کسی صوبہ یا وفاقی دارالحکومت میں محصولات اور دیگر سرکاری مطالبات کی بابت مطالبات کی بازیابی، جن میں بقایا جات مالگزاری اور مذکورہ طور پر قابل وصول رقوم جو اس صوبہ سے باہر پیدا ہوئی ہوں۔

4- شہادت اور حلف، قوانین، سرکاری کاموں اور ریکارڈز اور عدالتی کارروائی کو تسلیم کرنا۔

5- شادی اور طلاق، شیرخوار اور نابالغان اور بے پالک۔

6- وصایا، وفات بلاوصیت اور وراثت، سوائے جہاں تک زرعی اراضی کا تعلق ہو۔

7- دیوالیہ پن اور دوالہ، مہتمان عام اور سرکاری امین۔

8- ثالثی۔

9- معاہدات بشمول شرکت، ایجنسی، معاہدات باربرداری اور معاہدات کی دیگر خاص صورتیں لیکن اس میں زرعی اراضی سے متعلق معاہدات شامل نہیں ہیں۔

10- وقف اور متولیان۔

11- زرعی اراضی کے علاوہ انتقال جائیداد، وثیقہ جات اور دستاویزات کی رجسٹری۔

12- افعال بے جا قابل ارجاع نالش، سوائے جس حد تک کہ وہ وفاقی فہرست قانون سازی میں مصرحہ امور میں سے کسی کی بابت قوانین میں شامل ہوں۔

13- قیدیوں اور ملزم اشخاص کو ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں منتقل کرنا۔

14- امن عامہ کے قیام یا معاشرے کے لئے ضروری رسد و خدمات برقرار رکھنے سے متعلق وجوہ کی بنا پر امتناعی نظربندی اشخاص جن کو اس طرح نظر بند کیا جائے۔

15- وفاقی اختیار کے تحت امتناعی نظر بند کئے جانے والے اشخاص۔

16- وفاقی اور صوبائی حکومت سے متعلق معاملات کے سلسلہ میں ارتکاب کردہ بعض جرائم سے نمٹنے کے لئے تدابیر اور مذکورہ غرض کے لئے ایک جمعیت پولیس کا قیام۔

17- اسلحہ، آتشیں اسلحہ اور گولہ بارود۔

-18 آتش گیر مادے۔

-19 افیون، جہاں تک اس کی کاشت اور تیاری کا تعلق ہے۔

-20 مفردات اور ادویات۔

-21 زہر اور خطرناک ادویات۔

-22 آدمیوں، جانوروں اور پودوں کو متاثر کرنے والی متعدی یا چھوت چھات کی بیماریوں یا کیڑوں کا ایک صوبہ سے دوسرے صوبے تک پھیلنے سے روکنا۔

-23 ذہنی بیماری، ذہنی پسماندگی بشمول ذہنی بیمار اور ذہنی پسماندہ اشخاص کی پذیرائی یا علاج کے لئے مقامات کے۔

-24 ماحول کی آلودگی اور ماحولیات۔

-25 آبادی کی منصوبہ بندی اور سماجی فلاح و بہبود۔

-26 مزدوروں کی فلاح بہبود، محنت کی شرائط، سرمایہ کفالت، آجروں کی ذمہ داری اور کارکنوں کا معاوضہ، صحت کا بیمہ بشمول معذوری کی پنشنوں کے اور بڑھاپے کی پنشن۔

-27 انجمن ہائے مزدوراں، صنعتی اور مزدوروں کے تنازعات۔

-28 دفاتر محنت، روزگار کے اطلاعاتی سررشتوں اور تربیتی اداروں کا قیام اور انصرام۔

-29 بوائلرز۔

-30 کانوں، کارخانوں اور تیل کے چشموں میں محنت اور تحفظ کا انضباط۔

-31 بیمہ بے روزگاری۔

-32 میکانی کل دار، سفینوں سے متعلق اندرونی آبی راستوں پر جہاز رانی، ترسیل اور کشتی رانی اور مذکورہ آبی راستوں پر قواعد شارع عام، اندرون ملک آبی راستوں پر مسافروں اور مال کی نقل وحمل۔

-33 میکانکی کل دار گاڑیاں۔

-34 بجلی۔

-35 اخبارات، کتابیں اور چھاپے خانے۔

-36 متروکہ جائیداد۔

-37 قدیم اور تاریخی یادگاریں، آثار قدیمہ کے مقامات وکھنڈرات۔

38- تعلیم کے درسیات، نصاب، منصوبہ بندی، حکمت عملی، امتیاز کے مراکز اور معیار۔

39- اسلامی تعلیم

40- زکوٰۃ

41- [3]متحرک فلموں کی تیاری، احتساب اور نمائش۔

42- سیاحت۔

43- قانونی، طبی اور دیگر پیشے۔

43-[4] (الف) اوقاف۔

44- اس فہرست میں مندرج کسی امر کی بابت فیسیں، لیکن ان میں کسی عدالت میں وصول کی جانے والی فیسیں شامل نہیں ہیں۔

45- اس فہرست میں مندرج کسی امر کی اغراض کے لئے تحقیقات اور امداد و شمار۔

46- اس فہرست میں مندرج کسی امر سے متعلق قوانین کے خلاف جرائم، ان امور میں سے کسی امر کے سلسلہ میں جو اس فہرست میں درج ہیں، عدالت عظمیٰ کے علاوہ تمام عدالتوں کے اختیارات سماعت اور اختیارات۔

47- اس فہرست میں مندرج کسی امر کے ضمنی یا ذیلی امور۔

3 دستور کی (پانچویں ترمیم) ایکٹ 1976ء (62 آف 1976) اندراج 111 موجودہ صورتحال اختیار کر گیا۔
4 اندراج نمبر 43 دستور کی (چوتھی ترمیم) ایکٹ 1975 (71 آف 1975) کے ذریعہ جاری ہوا۔

جدول پنجم

Fifth Schedule

آرٹیکل 205- ججوں کے مشاہرے اور ملازمت کی شرائط:

Remuneration and terms and conditions of Service of Judges:

عدالت عظمیٰ (The Supreme Court):

1- چیف جسٹس پاکستان کو[5] مبلغ -/9,900 روپے ماہوار تنخواہ ادا کی جائے گی۔ اور عدالت عظمیٰ کے ہر دوسرے جج کو[6] مبلغ -/9,500 روپے ماہوار تنخواہ ادا کی جائے گی۔[7] یا وہ زیادہ اور مزید مشاہدہ جو صدر مملکت تعین کریں۔

2- عدالت عظمیٰ کا ہر جج ایسی مراعات' بھتوں (Allowances) کا اور رخصت غیر حاضری اور پنشن کے بارے میں ایسے حقوق کا مستحق ہو گا جو صدر متعین کرے' اور اس طرح متعین ہونے تک ایسی مراعات' بھتوں (allowances) اور حقوق کا مستحق ہو گا جن کے یوم آغاز سے عین قبل عدالت عظمی پاکستان کے جج مستحق تھے۔

3- [8]عدالت عظمی کے کسی فارغ خدمت جج کو واجب الادا پنشن' اس کی' اس عدالت یا کسی عدالت عالیہ میں ملازمت کی طوالت کے مطابق درج کوائف سے کم نہیں ہوگی۔
ٹیبل ملاحظہ کریں۔

بشرطیکہ صدر مملکت وقتاً فوقتاً کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ پنشن کی رقم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

جج	کم سے کم رقم	زیادہ سے زیادہ رقم
چیف جسٹس	مبلغ -/7000	مبلغ -/8000
دیگر جج	مبلغ -/6250	مبلغ -/7125

---

5 اس کے لئے ملاحظہ ہو صدارتی فرمان نمبر 6 آف 1985ء صدارتی فرمان نمبر 13 آف 1981ء دستور کی (پانچویں ترمیم) حکم 1981ء اور صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1981ء

6-7 دستور کی (بارہویں ترمیم) ایکٹ 1991ء رُو سے ہندسے 7400,7900 بالترتیب' جو دستور کی ترمیم بحکم صدارتی فرمان نمبر 6 آف 1985ء تبدیل ہوئے۔ ملاحظہ ہو صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1981ء۔

8- صدارتی فرمان نمبر 6 آف 1985ء صدارتی فرمان نمبر 13 آف 1981ء اور صدارتی فرمان نمبر 14 آف 1981 دیکھیں۔

4- [9]عدالت عظمیٰ کے کسی جج کی بیوہ مندرجہ ذیل شرحوں پر پنشن کی حق دار اور مستحق ہو گی یعنی

(الف) اگر جج فارغ الخدمتی کے بعد وفات پائے۔ اُسے واجب الادا خالص پنشن کا پچاس فیصد (50%) یا

(ب) اگر جج کم از کم تین سال بحیثیت جج خدمات انجام دینے کے بعد اور جب اُسی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا ہو وفات پائے' اُسے کم سے کم خرچ پر واجب الادا پنشن کا پچاس فیصد۔

5- پنشن بیوہ کو تا حیات یا اگر وہ دوبارہ شادی کر لے تو اس کی شادی تک واجب الادا ہو گی۔

6- اگر بیوہ وفات پا جائے تو پنشن حسب ذیل طریقہ سے واجب الادا ہو گی۔

(الف) جج کے بیٹوں کو جن کی عمر 21 سال سے کم ہو اور جب تک وہ اس عمر کو نہ پہنچ جائیں۔

(ب) جج کی غیر شادی شدہ بیٹیوں کو جو 21 سال سے کم عمر کی ہوں اور جب تک وہ اس عمر کو نہ پہنچ جائیں یا اُن کی شادی نہ ہو جائے۔ جو بھی پہلے واقع ہو۔

عدالت عالیہ (The High Court):

1-[10] کسی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کو مبلغ[10] (9,400/-) روپے ماہوار تنخواہ ادا کی جائے گی اور کسی عدلت عالیہ کے ہر دیگر جج کو مبلغ (8,400/-) روپے ماہوار تنخواہ ادا کی جائے گی اور صدر زیادہ تنخواہ بھی وقتاً فوقتاً دئے جانے کا حکم صادر کر سکتے ہیں۔

2- کسی عدالت عالیہ کا ہر جج ایسی مراعات اور بھتوں (Allowances) کا اور رخصت غیر حاضری اور پنشن کے بارے میں ایسے حقوق کا مستحق ہو گا جو صدر متعین کرے اور اس طرح متعین ہونے تک ایسی مراعات' بھتوں اور حقوق کا مستحق ہو گا جن کا آغاز سے عین قبل عدالت عالیہ کے جج مستحق تھے۔

9- دستور کے ترمیمی حکم 1985ء صدارتی فرمان نمبر 6 آف 1985ء کے ذریعہ اضافہ ہوا۔

10- دستور کی بارہویں ترمیم ایکٹ 1991ء کی رُو سے تبدیل ہوا دستور کا ترمیمی حکم 1985ء صدارتی فرمان نمبر 6 آف 1985ء دستور کی چوتھی ترمیم حکم 1981ء صدارتی فرمان نمبر 13/14 آف 1981ء ملاحظہ کریں۔

3- [11] کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کو جو جج کی حیثیت سے کم از کم پانچ سال کی ملازمت کے بعد فارغ خدمت ہو۔ واجب الدا پنشن اس کی جج کی حیثیت سے ملازمت اور ملازمت پاکستان میں کل ملازمت کے مطابق اگر کوئی ہو۔
بشرطیکہ صدر وقتاً فوقتاً پنشن کی رقم میں کم سے کم اور زیادہ سے اضافہ کر سکتا ہے۔ پنشن کا ٹیبل حسب ذیل ہو گا۔

جج	کم از کم رقم	زیادہ سے زیادہ رقم
چیف جسٹس	مبلغ -/5,640	مبلغ -/7,050
دیگر جج	مبلغ -/5,040	مبلغ -/6,300

4- [12] عدالت عالیہ کے کسی جج کی بیوہ حسب ذیل شرحوں کے مطابق پنشن کی مستحق ہو گی۔
(الف) اگر جج ریٹائرڈ کے بعد وفات پائے تو اُسے واجب الادا خالص پنشن کا پچاس فیصد (50%) یا
(ب) اگر جج کم از کم پانچ سال بحیثیت جج خدمات انجام دینے کے بعد اور اُسی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا ہو وفات پائے۔ اسے کم سے کم شرح پر واجب الادا پنشن کا پچاس فیصد (50%)۔

5- پنشن بیوہ کو تاحیات یا اگر وہ دوبارہ شادی کرے تو اُس کی شادی تک واجب الادا ہو گی۔

6- اگر بیوہ وفات پا جائے تو پنشن حسب ذیل طریقہ سے واجب الادا ہو گی۔
(الف) جج کے بیٹوں کو جو اکیس(21) سال سے کم عمر کے ہوں جب تک وہ اس عمر کو پہنچ جائیں اور
(ب) جج کے غیر شادی شدہ بیٹیوں کو جو اکیس(21) سال سے کم عُمر کی ہوں جب تک وہ اس عمر کو نہ پہنچ جائیں یا اُن کی شادی نہ ہو جائے جو بھی پہلے واقع ہو۔

11- تیسرا پیراگراف تبدیل ہو کر موجودہ طور پر تشکیل پا گیا۔
12- دستور کا ترمیمی حکم 1985ء صدارتی فرمان نمبر 6 آف 1985ء کی رُو سے اضافہ ہوا۔

(1) جدول ششم

Sixth Schedule

آرٹیکل (2)268- قوانین جن میں صدر کی ماقبل منظوری کے بغیر رد و بدل تنسیخ یا ترمیم کی جائے گی:

(Laws not to be altered, repealed or amended without the previous sanction of the President):

نمبر شمار	ضابطہ کی نوعیت
-1	ضابطہ ناجائز حصول جائیداد 1969ء
-2	ضابطہ (احکام خاص) ملازمت سے برطرفی 1969ء
-3	ضابطہ (سزا) ظاہری ذرائع سے بڑھ چڑھ کر زندگی گزارنا 1969ء
-4	ضابطہ (ناجائز قبضہ کی بازیافت) سرکاری زرعی اراضی 1969ء
-5	ضابطہ (دشمن کو واجب الادا رقم کی ادائیگی) املاک دشمن 1970ء
-6	ضابطہ (بڑی مالیت) کرنسی نوٹوں کی واپسی 1971ء
-7	ضابطہ (بازیافت) جائیداد، ترکہ کی مالیت اور سرکاری واجبات 1971ء
-8	ضابطہ (تصفیہ تنازعات) ضلع پشاور اور قبائلی علاقہ جات 1971ء
-9	ضابطہ (فنڈز کی جانچ پڑتال) کنونشن مسلم لیگ اور عوامی لیگ 1971ء
-10	ضابطہ غیر ملکی زرمبادلہ کی واپسی 1972ء
-11	ضابطہ (اظہار) غیر ملکی اثاثہ جات 1972ء
-12	ضابطہ (احکام خاص) ملازمت سے برطرفی 1972ء
-13	ضابطہ اصلاحات اراضی 1972ء
-14	ضابطہ (درخواست پر نظر ثانی) ملازمت سے برطرفی 1972ء
-15	ضابطہ (بلوچستان فیڈر کینال) اصلاحات اراضی 1972ء
-16	ضابطہ (قبضہ لینا) نجی انتظام کے تحت سکول اور کالج 1972ء

17- ضابطہ (تنسیخ فروخت) املاک دشمن 1972ء
18- ضابطہ (توارت وتقسیم جائیداد) دیر اور سوات 1972ء
19- ضابطہ (تصفیہ تنازعات جائیداد غیر منقولہ) دیر اور سوات 1972ء
20- ضابطہ (تنسیخ فروخت یا انتقال) مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن 1972ء
21- ضابطہ (صنعتوں کا تحفظ) اقتصادی اصلاحات 1972ء
22- ضابطہ (متولیاں و ناظمین کے بورڈ کی معطلی) نیشنل پریس ٹرسٹ 1972ء
23- ضابطہ (بازادائی قرضہ جات) بنک ہائے امداد باہمی 1972ء
24- ضابطہ (بازادائی قرضہ جات) (سندھ) انجمن ہائے امداد باہمی 1972ء
25- [1]ضابطہ سٹیٹ بنک آف پاکستان ایکٹ 1956ء (XXXIII آف 1956)
26- ضابطہ قومی احتساب بیورو آرڈیننس 1999 (XVIII آف 1999)
27- ضابطہ بلوچستان مقامی حکومت آرڈیننس 2001' (XVIII آف 2001)
28- ضابطہ شمالی مغربی سرحدی صوبہ مقامی حکومت آرڈیننس 2001' (XIV آف 2001)
29- ضابطہ پنجاب مقامی حکومت آرڈیننس 2001 (XIII آف 2001)
30- ضابطہ سندھ مقامی حکومت آرڈیننس 2001 (XXVII آف 2001)
31- حکمنامہ الیکشن کمیشن 2002 (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 1 آف 2002)
32- کنڈکٹ عام انتخابات آرڈر 2002 (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 7 آف 2002)
33- پولیٹیکل پارٹیز آرڈر 2002 (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 18 آف 2002)
34- سرکاری عہدوں کیلئے تعلیمی استعداد کا حکم 2002 (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 19 آف 2002)
35- دی پولیس آرڈر 2002 (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 22 آف 2002)

1- لیگل فریم ورک آرڈر 2002 مورخہ 21-08-2002 کے ذریعہ نمبر 25 تا 35 تک کا اضافہ ہوا۔

جدول ہفتم[2]

Seventh Schedule

آرٹیکل 270-A(6)- قوانین جن کی ترمیم دستور کی ترمیم کیلئے وضع کردہ طریقے پر کی جائے گی:

(Laws to be amended in the manner provided for amendment of the constitution):

1- ذولفقار علی بھٹو ٹرسٹ اور بیلز فاؤنڈیشن ٹرسٹ (دوبارہ نام کرنے اور انتظام) کا فرمان 1978ء (صدارتی فرمان نمبر 4 آف 1978)

2- چھاؤنیوں (شہری نمبر منقولہ جائیداد ٹیکس اور تفریح ٹیکس) کا حکم نامہ 1979ء (صدارتی فرمان نمبر 13 آف 1979)

3- پاکستان ڈیفنس آفیسرز ہاؤسنگ اتھارٹی کا فرمان 1980 (صدارتی فرمان نمبر 7 آف 1980)

4- غیر ملکی کرنسی کے قرضہ جات (شرح مبادلہ) کا فرمان 1982 (صدارتی فرمان نمبر 3 آف 1982)

5- وفاقی محتسب کے عہدے کے قیام کا فرمان 1983 (صدارتی فرمان نمبر 1 آف 1983)

6- آغا خان یونیورسٹی کا فرمان 1983 (صدارتی فرمان نمبر 3 آف 1983)

7- قومی کالج برائے پارچہ بافی انجینئری (ہیئت حاکمہ اور حبوب) کا فرمان 1983 (صدارتی فرمان نمبر 11 آف 1983)

8- لاہور یونیورسٹی برائے انتظامی علوم کا فرمان' 1985' صدارتی فرمان نمبر 25 آف 1985

حکمنامہ (Ordinance):

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی آرڈیننس 1985 (نمبر 30 مجریہ 1985ء)

2- دستور کی (آٹھویں ترمیم) ایکٹ 1985ء کی رُو سے متعارف ہوا۔

مارشل لاء کا باضابطہ اعلان مورخہ 5- جولائی 1977ء:

(Proclamation of Martial Law 5th July 1977):

اب جبکہ میں، جنرل محمد ضیاء الحق چیف آف دی آرمی سٹاف نے پورے پاکستان میں باضابطہ طور پر مارشل لاء کا اعلان کر دیا ہے اور مارشل لاء کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے مندرجہ ذیل احکامات جاری کرتا ہوں۔

(الف) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور معطل (التوا) رہے گا۔

(ب) قومی اسمبلی سینٹ اور صوبائی اسمبلیاں برخاست کر دی گئیں۔

(ج) وزیر اعظم، وفاقی وزراء، وزرائے مملکت، مشیران وزیر اعظم، سپیکر اور ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی اور سپیکرز اور ڈپٹی سپیکر صاحبان چاروں صوبائی اسمبلیاں، سینٹ کے چیئر مین اور ڈپٹی چیئر مین اور ڈپٹی چیئر مین، صوبائی گورنر صاحبان، تمام صوبائی وزرائے اعلیٰ اور تمام صوبوں کے صوبائی وزرا کے عہدے فی الفور ختم کر دیئے گئے۔

(د) صدر مملکت اپنے عہدے پر برقرار رہیں گے۔

(ر) پورا ملک مارشل لاء کی انتظامیہ کے تحت ہو گا۔

وہ قوانین جن کا نفاذ اور اطلاق جاری رہے گا۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آرڈر نمبر 1 آف 1977 5- جولائی 1977ء:

(The Laws (Continuance in Force) Order 1977 [CMLA. order] of 1977 [5th July, 1977]:

5- جولائی 1977ء کے باضابطہ اعلان کے پیش نظر چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اپنے تمام تر اختیارات کے بخوشی مندرجہ ذیل احکامات جاری کرتا ہے۔

1- اس حکم کو موجودہ جاری قوانین کا آرڈر، 1977 کہا جائے گا۔

2- اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہو گا۔

3- یہ فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

2- اب جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور معطل ہے اور اُس کے احکامات نافذ العمل نہیں۔ اب آئینی احکامات[3] مارشل لاء کے اس آرڈر کے تابع اور صدر مملکت کے جاری کردہ حکم کے مطابق آئین کی قریب ترین منشاء کے مطابق قابل عمل رہیں گے۔

3- ضابطہ قانون نافذ العمل چوتھا ترمیمی حکم 1977ء۔

تشریح:4

اس حکم کے مطابق آئین کو مندرجہ ذیل طریقہ سے تصور کیا جائے گا۔

(الف) دستور کے آرٹیکل 175 کی شق (3) میں الفاظ 5 [5] سال کو 12 سال میں تبدیل کر دیا گیا۔

(ب) دستور کے آرٹیکلز 179، 195 اور 199 میں کسی بھی ایکٹ کے ذریعہ ترمیم نہیں کی گئی۔[6] ماسوائے دستور کی پہلی ترمیم ایکٹ 1974ء (XXXIII آف 1974)۔

-1 جیسا کہ پہلے کیا جا چکا ہے کہ تمام تر عدالتیں حسب سابق اس قانون سے جاری ہونے سے پہلے کی طرح اپنا عدالتی کام جاری رکھیں گی۔

شرط[6] یہ ہے کہ عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ دستور کے آرٹیکل 199 کے مطابق چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے اختیارات کے خلاف کسی قسم کی عدلتی سماعت اور کارروائی کی مجاز نہ ہوں گی۔

-3 دستور کے باب اوّل حصہ دوئم کے مطابق بنیادی حقوق کے متعلق جو کارروائی کسی بھی عدالت میں زیر سماعت تھیں وہ کارروائی بھی تا حکم ثانی معطل رہے گی۔

2-الف۔[8] دستور کے آرٹیکل 2 کے مطابق کسی دائر کردہ درخواست بابت اس امر کے کہ مارشل لاء کا حکم قانونی ہے یا اس پر عمل ہونا ضروری ہے۔ یا سرکاری واجبات کے متعلق احکامات بھی ختم تصور ہوں گے' اور ان کی میعاد جب یہ احکامات جاری ہوئے تھے چھ(6) ماہ کے بعد از خود ختم ہو جائے گی اور عدالت عالیہ اس کی سماعت کی مجاز نہ ہوگی۔

-3 (1) [9]صدر اگر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے اختیارات سے بہرہ ور نہیں تو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی رائے اور ہدایت کے مطابق عمل کرے گا۔

(2) گورنر (صوبہ کا) اگر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نہیں ہے تو وہ صوبہ کے امور صوبائی مارشل لاء

-4 نافذالعمل قانون کا چھٹا ترمیمی حکم 1978ء اور پانچواں ترمیمی حکم مجریہ 1977ء مارشل لاء آرڈر نمبر 6 آف 1977ء ملاحظہ ہو۔

-5 مارشل لاء آرڈر نمبر 1 آف 1978ء کا چیف مارشل آرڈر نمبر 1 آف 1984ء تک ملاحظہ کریں۔

-6 نافذالعمل قانون کی نویں ترمیم حکم 1979ء کی رُو سے اضافہ ہوا۔

-7 نافذالعمل قانون کی ترمیم حکم 1977ء کی رُو سے تبدیل ہوا۔

-8 نافذالعمل دوسری ترمیم اور مارشل لاء کے حکم نمبر 3 آف 1977ء کی رُو سے متعارف ہوا۔

-9 چیف مارشل لا حکم نمبر 2 آف 1978ء ساتویں ترمیم حکم 1978ء کی رُو سے اضافہ ہوا۔

ایڈمنسٹریٹر کی رائے اور ہدایت کے مطابق چلائے گا۔ جس کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے تعینات کیا ہو۔

4- (1) کوئی بھی عدالت' ٹربیونل یا کوئی اور اتھارٹی مجاز نہ ہو گی کہ 5 جولائی 1977ء کے جاری کردہ اعلان یا اس کے بعد کے مارشل لاء احکامات یا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے اقدام اور اختیارات کے خلاف کسی قسم کی سماعت یا عدالتی کارروائی عمل میں لائے۔

(2) چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے خلاف کوئی بھی کارروائی' کسی درخواست خواہ کسی بھی قسم کی ہو کوئی بھی عدالت یا ٹربیونل سماعت کرنے کی مجاز نہ ہو گی۔

5- (1) [1]اب جبکہ دستور کے احکامات معطل ہیں۔ کوئی ایسا حکم جو صدر مملکت یا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جو قوانین بنائے جو دستور اور آرڈیننس کے علاوہ ہوں اور کچھ ضابطے جو جاری کئے جائیں اُن پر عمل درآمد جاری رہے گا۔ جب تک کہ کوئی ہیئت مجاز ان میں ترمیم' تبدیلی یا ختم کرنے کا اعلان نہ کر دے۔

(2) شق (1) میں نفاذ اور اطلاق کے معنی ہیں اور اس پر قانونی طور پر عمل ہو سکتا ہے۔

6- [2]آرٹیکل 3 کی شق 2 کے مطابق گورنر کے اختیارات وہ ہوں گے جو اُسے وفاقی حکومت اپنے کارہائے منصبی صوبائی حکومت کو چلانے کے لئے دستور کے آرٹیکل 232 کے احکام کے مطابق عطا کرے۔

7- (1) صدر یا گورنر کی طرف سے جاری کردہ آرڈیننس (حکمنامہ) دستور میں بیان کردہ معیاد کا پابند نہ ہو گا۔

(2) شق (1) کے احکامات اُس آرڈیننس (حکمنامہ) پر بھی اطلاق پذیر ہوں گے جو اُس حکمنامہ سے پہلے جاری ہو چکا تھا۔

8- دستور کے آرٹیکل نمبر 260 میں مترشح تعریفات کے مطابق وہ تمام اشخاص جو اس حکمنامہ کے جاری ہونے سے پہلے حکومت پاکستان کی ملازمت میں تھے اور عدالت عظمیٰ' عدالت ہائے عالیہ کے جج تھے یا حکومت پاکستان کے محتسب اعلیٰ (اڈیٹر جنرل)[3] تھے پہلے کی طرح شرائط ملازمت پر اپنے اپنے عہدوں پر کام کرتے رہیں گے اور ان کے تمام تر اختیارات اور مراعات پہلے ہی کی طرح ہوں گی۔[4]

1- نافذ العمل قانون کی چوتھی ترمیم حکم 1977ء چیف مارشل لاء آرڈر نمبر 5 آف 1977 کی رُو سے تبدیل ہوا۔
2- نافذ العمل قانون کی ترمیم حکم 1977ء چیف مارشل لاء آرڈر نمبر 2 آف 1977 کی رُو سے تبدیل ہوا۔
3- نافذ العمل قانون کی ترمیم حکم 1977ء چیف مارشل لاء آرڈر نمبر 2 آف 1977 کی رُو سے تبدیل ہوا۔
4- چیف مارشل لاء آرڈر نمبر 6 آف 1977ء کی رُو سے تبدیل ہوا۔

بشرطیکہ[5] ان افسران میں سے کوئی ریٹائر ہو جائے اور ترمیم بے اثر ہو جائے[(12)] کوئی قانونی حکم بابت کسی مذاحمت، حق تلفی برائے نظرثانی کسی بورڈ، ہر لحاظ سے بے اثر ہو گا۔

جدول (The Schedule):

آرٹیکل[6] 2-A الف کے نافذ العمل قوانین۔ آرڈر نمبر 1977:
(Article 2-A of Laws (Continuance in force) order, 1977):

I- فرمان صدر (President's order) -I:

1- فرمان جائیداد انضامی ریاست، 1971 (فرمان صدر نمبر 12 مجریہ 1971۔
2- فرمان اقتصادی اصلاحات 1972، فرمان صدر نمبر 1 مجریہ 1972۔
(1) حکمنامہ کی دوسری ترمیم بمطابق سی ایم ایل اے آرڈر نمبر 3 آف 1977 اضافہ ہوا۔

II- ضوابط (Regulations) -II:

1- ضابطہ اصلاحات اراضی 1972۔
2- ضابطہ (بلوچستان پٹ فیڈر کینال) اصلاحات اراضی 1972۔
3- ضابطہ (صنعتوں کا تحفظ) اقتصادی اصلاحات 1972۔
4- ضابطہ (چترل) تقسیم جائیداد 1974، (نمبر 2 مجریہ 1974)۔
5- ضابطہ (چترال) تصفیہ تنازعات جائیداد غیر منقولہ 1974 نمبر 3 مجریہ 1974۔
6- ضابطہ (ترمیمی) (توارث، تقسیم جائیداد اور تصفیہ تنازعات جائیداد غیر منقولہ) دیر و سوات 1975ء (نمبر 3 مجریہ 1975)۔
7- ضابطہ (ترمیمی) (چترال) تصفیہ تنازعات جائیداد غیر منقولہ 1976 (نمبر 2 مجریہ 1976)۔

III- وفاقی قوانین (-Federal Acts) -III:

1- اصلاحات اراضی (ترمیمی) ایکٹ 1974ء (نمبر 3 بابت 1974)۔
2- اصلاحات اراضی (ترمیمی) ایکٹ 1975ء (نمبر 39 بابت 1975)۔

5- شق کا اضافہ کیا گیا۔
6- نافذ العمل قوانین دوسری ترمیم آرڈر 1977ء چیف مارشل لاء آرڈر نمبر 3 آف 1977 کے ذریعہ اضافہ ہو۔

-3 آٹا پیسنے کے ملوں کے انضباط اور ترقی کا ایکٹ 1976 ' (نمبر 57 بابت 1976)۔

-4 چاول چھڑنے کے ملوں کے انضباط اور ترقی کا ایکٹ' 1976ء (نمبر 57 بابت 1976)۔

-5 کپاس بیلنے کی ملوں کے انضباط اور ترقی کا ایکٹ' 1976ء (نمبر 59 بابت 1976)۔

-6 اصلاحات اراضی (ترمیمی) ایکٹ 1975 مجریہ LXXII آف 1975۔

-7 اصلاحات اراضی ایکٹ 1977 (II آف 1977)۔

IV- صوبائی ایکٹ (Provincial Acts) -iv:

-1 اصلاحات اراضی (ترمیمی بلوچستان) ایکٹ 1974 (بلوچستان ایکٹ نمبر 11 بابت 1974)۔

-2 اصلاحات اراضی (ضابطہ پٹ فیڈر کینال) (ترمیمی) ایکٹ 1975ء (بلوچستان ایکٹ نمبر 7 بابت 1975)۔

V- صوبائی آرڈیننس (Provincial Ordinance) -V:

-1 اصلاحات اراضی (پٹ فیڈر کینال) (ترمیمی) آرڈیننس 1976۔

دستور 1973ء کے احیاء حکمنامہ 1985

The Revival of the Constitution of 1973 Order , 1985

صدارتی فرمان نمبر 14 مجریہ 1985 2- مارچ 1985ء:

President's order No 14 of 1985:

5- جولائی 1977ء کے جاری کردہ اعلان کے تسلسل میں اپنے تمام تر اختیارات کے تحت صدر پاکستان مندرجہ ذیل احکام کا بخوشی اجراء فرماتے ہیں۔

1- مختصر عنوان اور آغاز (Shorttile and Commencement):

(1) اس حکم کو دستور 1973 کے احیاء کے حکم سے بولا اور پکارا جائے گا۔

(2) یہ فوراً نافذالعمل ہو گا۔

2- آ ئینی ترمیم (Amendment of the Constitution):

[7]اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آ ئین میں 1973ء میں شیڈول کے تیسرے کالم میں مترشح مواد کے مطابق ترمیم کی گئی ہے۔

3- پہلی نیشنل (قومی) اسمبلی' سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس:

(1) صوبائی اسمبلی کا پہلا اجلاس 12- مارچ 1985ء کو ہو گا جس میں خواتین کی مخصوص نشستوں اور سینٹ کے ممبران کا انتخاب کیا جائے گا اور صدر کی ہدایت کے مطابق اسمبلی کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(2) مجلس شوریٰ (قومی اسمبلی) کا پہلا اجلاس بیس (20) مارچ 1985ء کو منعقد ہوگا جس میں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب عمل میںآئے گا مزید اس میں خواتین کی مخصوص نشستوں کیلئے قبائلی علاقوں جو وفاق کے زیر انتظام ہیں۔ اور وفاقی دارلحکومت کی نشستوں کو بھی پُر کیا جائے گا اور اسمبلی کی کارروائی بموجب ہدایت صدر مملکت عمل میں لائی جائے گی۔

(3) سینٹ کا پہلا اجلاس اکیس(21) مارچ 1985ء کو منعقد ہو گا جس میں چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب کیا جائے گا۔

(4) تئیس(23) مارچ 1985ء کو قومی اسمبلی اور سینٹ کا مشترکہ اجلاس ہو گا۔

4- دستور 1973ء کا احیا(2):Revival of constitution of 1973 ect[8]

اس حکم کے مطابق جو دستور میں ترمیم ہوئی اس کا اعلان صدر مملکت بذریعہ نوٹیفکیشن سرکاری گزٹ میں کریں گے۔ اور صدر دوسرے احکامات بھی ضرورت کے مطابق جب وہ مناسب سمجھیں جاری کرتے رہیں گے۔

5- مشکلات کا ازالہ:Removal of Difficulties

1- اور اس حکم نالہ کے کسی حکم پر عمل درآمد کرنے میں مشکل پیش آئے تو صدر ضرورت کے

7- جدول کے تحت تمام ترامیم آ ئین میں بھی کر دی گئی ہیں۔

8- 10 مارچ کو آ ئین کی اُن شقات کا جن میں ترمیم کی جاچکی سرکاری اعلان کیا جا سکا اور یہ عمل صدارتی اعلانیہ 10 مارچ 1985ء کے مطابق ہو گا اور 1985-22-30 کو مارشل لاء اٹھا دیا جائیگا۔

مطابق اہم احکامات جاری کر دیں گے۔

2- شق (1) کے تحت جاری کردہ احکامات یا منظور شدہ اقدامات کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

دستور کا نفاذ' آرڈر 1985

Enforcement of Constitution Order-1985

احیائے دستور 1973' حکم مجریہ 1985 صدارتی فرمان نمبر 14 مجریہ 1985' آرٹیکل 4 کے مطابق صدر مملکت اپنے تمام تر اختیارات کے تحت بخوشی اعلان کرتے ہیں کہ 10 مارچ 1985 سے دستور میں کی ہوئی ترامیم نافذالعمل ہوں گی۔ ان میں ذیل میں دی گئی ترامیم شامل نہیں۔

آرٹیکلز 6' 8 سے 28 تک کی شقات (2) اور (2-الف) آف آرٹیکل 101' اور آرٹیکلز 199 تا 216 شامل ہیں اور اس میں آرٹیکل 270 الف بھی شامل ہے۔

وزارت انصاف کا دستور کے نفاذ کیلئے نوٹیفکیشن

29- دسمبر 1985ء

آرٹیکل 4 کے مطابق صدر مملکت اپنے اختیارات کے تحت احیاء دستور کا اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں (صدارتی فرمان 14 مجریہ 1985) صدر مملکت اُس تاریخ اور دن کا جلد اعلان فرمائیں گے جس دن 5 جولائی 1977ء کے جاری کردہ حکم کو منسوخ کر دیا جائے گا۔

وزارت انصاف کا آرٹیکل 212- الف' کو ترک کرنے کا نوٹیفکیشن 29- دسمبر 1985

احیائے دستور 1973- آرڈر 1985 (صدارتی فرمان نمبر 14 مجریہ 1985) کے شیڈول میں اندراج 45 کے سبب صدر مملکت اپنے تمام تر اختیارات کے تحت 5- جولائی 1977ء کے جاری کردہ اعلان کو منسوخ کرنے کیلئے جلد ہی کسی تاریخ کا اعلان بخوشی فرما دیں گے۔ اور اس طرح سے آئین کا آرٹیکل 212- الف بھی متروک تصور ہو گا۔

زیر غور حکم کی کارروائی کے بابت آرڈر 1985 [مارشل لاء آرڈر نمبر 107]

Pending Proceeding Order, 1985 [Martial Order No.-107]

1- اس حکم کو زیر غور حکم کی کارروائی کا آرڈر 1985 کہا جا سکے گا۔

2- یہ فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

3- اس حکم میں جب تک کوئی بات ناگوار نہ ہو اس کا متن

(الف) مقررہ دن سے مراد وہ دن ہے جس دن 5- جولائی 1977ء کو کئے جانے والے اعلان کو منسوخ کرنا ہے۔

(ب) مارشل لاء سے مراد ہے وہ مارشل لاء ہے جو 5- جولائی 1977ء کو باضابطہ اعلان کے ذریعہ نافذ کیا گیا۔

(ج) ''مارشل لاء کی ہیئت مجاز'' سے مراد ہر وہ شخص یا ادارہ ہے یا عدالت ہے جسے کسی مارشل لاء کے ضابطہ یا مارشل لاء کے حکم سے امور منصبی کی ادائیگی کے لئے اختیارات سونپے گئے ہوں اور

(د) مارشل لاء کا دورانیہ (زمانہ) سے مراد 5 جولائی 1977ء سے لے کر اُس وقت تک کا

دورانیہ ہے جس دن تک 5- جولائی 1977ء کے حکم کو منسوخ کیا جائے گا۔

4- (1) 5- جولائی 1977 یا اس کے بعد جو بھی مارشل لاء کے ضابطے اور قانون جو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جہاں زون اے، بی، سی، ڈی اور ای نے بنائے اور جاری کیے وہ مارشل لاء آرڈر وہ منسوخ سمجھے جائیں گے ما سوائے ان کے جن کی نشاندہی کر دی گئی ہے یہ عمل مقررہ دن سے عمل میں آئے گا۔

(2) اس حکم کی جدول میں مارشل لا آرڈر اور مارشل لاء کے ضابطے جن کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے اس سے ''چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر'' سے مراد ''صدر مملکت'' ''مارشل لا۔ ایڈمنسٹریٹر'' سے مراد متعلقہ صوبہ کا گورنر ہے۔ زون E کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے بارے فورس کمانڈر شمالی علاقہ جات مراد ہوں گے۔ اور ملٹری کورٹ، سپیشل ملٹری کورٹ یا سمری ملٹری کورٹ کو فوجداری عدالت کے نام سے پکارا اور تصور کیا جائے گا۔ ان سب پر اطلاق اس دن سے ہوگا جب مقررہ دن کو مارشل لاء اُٹھائے جانے کا اعلان کر دیا جائے گا۔

(3) مارشل لاء آرڈر نمبر 5 اور مارشل لاء ریگولیشن نمبر 14 کے مطابق کسی مارشل لاء آرڈر یا کسی مارشل لاء کے ضابطہ کی خلاف ورزی پر شیڈول میں مندرج خصوصی سزائیں مارشل لاء آرڈر نمبر 5 اور مارشل لاء کے ضابطہ 14 کے مطابق عمل میں لائی جائیں گی۔

5- مارشل لاء آرڈر اور مارشل لاء کے ضابطوں کی منسوخی کے دن سے پہلے سے کیے گئے اقدام، اغراض، سزائیں وغیرہ اس کی منسوخی کے آرڈر سے متاثر نہیں ہوں گی جیسا کہ پیرا 3 کی شق (1) میں رائج ہے۔ اُن کو قانونی حیثیت حاصل ہوگی۔

6- (1) ہر ایسا مقدمہ یا معاملہ جو اس اعلان سے پہلے کسی ملٹری کورٹ سپیشل ملٹری کورٹ یا سمری ملٹری کورٹ میں زیر سماعت تھا اُس کو فوجداری عدالت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ عدالت مجاز اس کا فیصلہ عام قانون کے مطابق صادر کرے گی۔

(2) ایسا مقدمہ جو کسی فوجداری عدالت میں (1) کے مطابق منتقل ہوا ہو اُس کی سماعت، اس کے مطابق فوجداری ضابطوں کے مطابق عمل میں آئے گی۔

7- (1) کوئی ایسا مقدمہ جس کا فیصلہ مارشل لاء اُٹھائے جانے کے مقررہ اعلان سے پہلے کسی ملٹری کورٹ نے کر دیا ہو اس ضمن میں کیے گئے فیصلوں کی تائید و تصدیق، کی زیادتی

ردوبدل یا معافی وغیرہ کے تمام فیصلے صدر مملکت کریں گے۔ اور اگر سزائے موت یا عمر قید کے مسائل ہوں تو متعلقہ صوبہ کا گورنر، اور شمالی علاقہ جات کی صورت میں فورس کمانڈر کرے گا۔

(2) ایسا مقدمہ/ معاملہ جس کو سمری ملٹری کورٹ نے نمٹا دیا ہو اور اعلان مارشل لاء سے پہلے اس پر تائیدی دستخط ہونا مقصود ہوں یا نظر ثانی ہونا ہو تو اسی قسم کے تمام مقدمات، معاملات پر سماعت اور فیصلہ متعلقہ گورنر کرے گا اور شمالی علاقہ جات کی صورت میں فورس کمانڈر کو مجاز ہو گا۔کوئی ایسا شخص جو ملٹری کورٹ کی سزا سے متاثر ہوا وہ اس کی اپیل صدر مملکت کو کر سکتا ہے۔ اور اگر سزا، سزائے موت یا ہاتھ کاٹنے کی ہو اور دیگر دوسرے مقدمات میں ہو تو اس کی اپیل متعلقہ صوبہ کے گورنر کو کی جائے گی۔ اور شمالی علاقہ جات کی صورت میں اپیل سننے کا مجاز فورس کمانڈر علاقہ شمالی جات ہو گا۔

8-(1) اس قسم کی اپیل اور درخواست جیسی بھی صورت ہو گورنر متعلقہ یا فورس کمانڈر شمالی علاقہ جات سزا کو منسوخ بھی کر سکتا ہے۔ معاف بھی کر سکتا ہے۔کم بھی کر سکتا ہے رد و بدل بھی کر سکتا ہے معطل اور رد بھی کر سکتا ہے۔

شرط یہ ہے کہ ایسا کرنے کیلئے گورنر متعلقہ، یا فورس کمانڈر کو شمالی علاقہ جات جیسی بھی صورت ہو صدر کی پیشگی منظوری حاصل کرنا ہو گی۔

9- (1) سزائے موت جس کا حکم مارشل لاء کے زمانے میں سپیشل ملٹری کورٹ نے دیا ہو اور اس پر مارشل لاء کے دوران عمل نہ ہو سکا ہو۔ اعلان کے بعد اُس پر عمل درآمد صوبائی حکومت کے حکم کے مطابق ہو گا۔

(2) ایسی سزا جو مارشل لاء کے دوران کسی سپیشل ملٹری کورٹ، یا سمری ملٹری کورٹ نے دی ہو اور اُس پر عمل درآمد نہ ہو اہو تو اعلان کے بعد اُس پر عمل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے وارنٹ پر عمل میں لایا جائے گا۔ اور سزا اُس دن سے شمار ہو گی جس دن مجرم کو جیل میں لایا جائے گا۔

(3) جرمانے کی ایسی سزا جو مارشل لاء کے زمانے میں سپیشل ملٹری کورٹ یا سمری ملٹری کورٹ نے سنائی ہو اور جرمانہ مذکورہ جمع نہ کرایا گیا ہو تو اُس پر عمل درآمد اُس ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ذریعہ ہو گا جس ضلع میں ملزم متعلقہ رہائش پذیر ہو۔ اور اس پر عمل ضابطہ فوجداری ایکٹ V، 1898 کے مطابق ہو گا۔ تاہم باب XXIX

احکام ایسی کسی سزا سے لاگو نہیں ہوں گے۔

-10 اس حکم کے تحت مقدمات اور معاملات کو بھگتانے کیلئے صدر، گورنر متعلقہ، اور فورس کمانڈر شمالی علاقہ جات اپنے اختیارات اُسی انداز اور طرز پر عمل میں لائیں گے جیسا کہ اعلان سے پہلے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یا متعلقہ فورس کمانڈر اپنے اختیارات استعمال کرتا تھا۔

-11 اسی حکم کے لوازمات کے مطابق مارشل لاء کے احکام اور ضابطے منسوخ اور متروک ہو جائیں گے۔

مارشل لاء اُٹھائے جانے کا اعلان -1985 (30 دسمبر 1985ء):

(Proclamation of withdrawal of Martial Law Order-1985 [December, 30, 1985]):

ترجمہ

اب جبکہ بموجب حکمیہ اعلان مجریہ پانچ جولائی1977 (5-7-1977) ملک بھر میں مارشل لاً نافذ ہو گیا ہے۔

اور چیف آف دی آرمی سٹاف اور چیف مارشل لاً ایڈمسٹریٹر نے جموریت کی بحالی اور نمائندہ اداروں کے قیام پر مارشل لاً اٹھانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اور یہ کہ چیف آف دی آرمی سٹاف اور چیف مارشل لاً ایڈمنسٹریٹر نے اعلان فرمایا کہ آئین میں کئی ناگزیر اور اسلامی احکامات کی ترامیم کر کے آئین کو بحال کر دیا جائیگا۔

اور حسب وعدہ عام انتخابات کا انعقاد ہوا اور منتخب عوامی نمائندوں پر مشتمل (مجلس شوریٰ) پارلیمنٹ وجود میں آئی اور اپنے امور منصبی پر عمل درآمد شروع کر چکی ہے۔

اور یہ کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) نے آئین کی آٹھویں ترمیمی ایکٹ مجریہ 1985 کی منظوری دیتے ہوئے انتقال اقتدار کا عمل شروع کر دیا ہے۔

اس لئے اب بموجب اعلان مجریہ پانچ جولائی 1977 (5-7-1977) چیف آف دی آرمی سٹاف اور چیف مارشل لاً ایڈمنسٹریٹر اپنے تمام تر اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے بخوشی مندرجہ ذیل اعلان جاری فرماتے ہیں۔

-1 تمام تر مروجہ قوانین بحکم،1977 ،اور حکم نمبر1 آف1977 عبوری آئینی حکم مجریہ 1981 (سی۔ایم۔ایل۔رے آرڈر نمبر1 آف 1981)

تمام تر منسوخ کئے جاتے ہیں اور حکم نامہ مجریہ پانچ جولائی1977 بھی باطل ہو گیا ہے۔

2- چیف مارشل لأ ایڈمنسٹریٹر، مارشل لأ ایڈمنسٹریٹر، دیگر مارشل لأ اتھارٹیز کے دفاتر اور فوجی عدالتیں جو متذکرہ بالا حکم مجریہ 1977-7-5 قائم کی گئیں تھیں ختم کردئے گئے ہیں

3- چیف مارشل لأ ایڈمنسٹریٹر کے وہ تمام اختیارات جن کے تحت وہ مارشل لأ ضابطے مارشل لأ کے احکامات اور عبوری آئینی احکامات جاری کرتے تھے اور چیف مارشل لأ ایڈمنسٹریٹر کے تحت مارشل لأ اتھارٹیز جو اس قسم کے ضابطے اور قانونی احکام جاری کرتے تھے، وہ سب اختیارات مفقود ہوگئے ہیں۔

شرعی ایکٹ کا نفاذ1991 18 جون 1991ء

(Enforcement of Shari'ah Act, 1991 Act X of 1991):

مندرجہ ذیل قانون جو مجلس شوریٰ پارلیمنٹ نے منظور کر لیا تھا۔ کی منظوری صدر مملکت نے بھی مورخہ 5- جون 1991ء کو دے دی۔ اور اب عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

جبکہ تمام کائنات کا مالک کُل اللہ تبارک تعالیٰ ہے۔ اور امور ملک چلانے کی ذمہ داری عوام کے منتخب کردہ نمائندوں پر ہے جو اس مقدس امانت کی پاسداری کرتے ہوئے ملک کا نظم و نسق چلاتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں شریعت کے نفاذ کی خاطر اسلامی شریعت کے مقاصد کے حصول کے لئے شامل کر لیا گیا ہے۔

اور جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سرکاری مذہب کے طور اسلام مذہب قرار دے دیا گیا ہے۔

یہ سب مسلمانوں کا (اہل پاکستان) کا فرض ہے کہ اسلام کے قوانین اور قرآن و سنت کے احکام پر عمل کریں اپنی زندگیاں اسلامی کاموں پر مرکوز کر کے خدائی قانون کو اپنائیں۔

یہ باعث اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کی عزت و ناموس' زندگی' آزادی اور بنیادی حقوق جو اُن کو دستور نے عطا کئے ہیں اور حصول انصاف اور امن و امان قائم رکھنے میں شہریوں کو تحفظ اور یقین دلایا جائے اور بلا امتیاز سب کو اسلامی نظام عدل کے مطابق تمام تر حقوق دستیاب ہوں۔

اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرہ قائم کیا جائے اور جن باتوں سے اسلام نے منع فرمایا اُن سے اجتناب کیا جائے اور اسلام نے جن باتوں پر عمل کرنے کیلئے زور دیا ہے انہیں اپنایا جائے۔ اچھے بُرے میں تمیز کی جائے۔ (امر بالمعروف و نہی المنکر)

متذکرہ بالا مقاصد اور منازل کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ ان کو آئینی اور دستوری طور پر اپنایا جائے اور رائج کیا جائے۔

ان کی اسطرح سے قانون سازی کی گئی ہے۔

1- مختصر عنوان، احاطہ اور آغاز:

1- اس قانون کا نام نفاذ شرعی قانون 1991ء ہو گا۔

2- یہ پورے ملک پاکستان میں نافذالعمل اور اطلاق پذیر ہو گا۔

3- یہ فوراً نافذ العمل ہو گا۔

4- اس کا قانونی اور مذہبی نقطۂ نظر غیر مسلموں کی مذہبی آزادی، روایات، رسم و رواج اور طرز زندگی پر کوئی اثر یا دباؤ نہیں ہو گا۔

2- تعریفات:

''شرعی قانون'' سے مراد اسلامی اصول ہیں جو قرآن اور سنت کے مطابق ہیں۔

تشریح:

شریعت کے بنیادی اصولوں کی وضاحت یہ ہے کہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق علماء کرام اور محقق حضرات کی رائے سے فائدہ اُٹھایا جائے گا اور مختلف ممالک کے عظیم علمائے کرام اور محققین سے استفادہ کیا جائے گا۔

3- شریعت کی اوّلیت:

1- شرعی قانون یعنی اسلامی اصولوں جن کا قرآن میں ذکر ہے اور سنت میں بیان ہے وہ پاکستان کا اعلیٰ ترین اور اوّل قانون ہو گا۔

2- اس قانون میں شامل، کسی عدالت کے فیصلہ اور مروجہ قانون، موجود سیاسی نظام بشمول مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں اور حکومت کے موجودہ نظام کو کسی عدالت بشمول عدالت عظمیٰ، فیڈرل شریعت کورٹ یا ٹریبونل میں چیلنج نہیں کیا جائے گا۔

بشرطیکہ غیر مسلموں کے حقوق جن کی ضمانت اُنہیں دستور نے مہیا کی ہے متاثر نہ ہوں۔

4- قانون شریعت کی ترجمانی اور رُوح پر مبنی ہوں گے:

(الف) جب اس قانون کو مقننہ (قانون) کی وضاحت کیلئے استعمال کرنا مقصود ہو اگر ایک سے زیادہ وضاحت ممکن ہے تو عدالت اسلامی اصولوں کے مطابق قانون کو زیرِ عمل لائے گی۔

(ب) اور اگر دو اسلامی قانونی وضاحتیں برابر کی حیثیت سے موجود ہوں تو عدالت اُس وضاحت کو عدالتی کارروائی میں شامل کرے گی جس کی وضاحت اسلامی اظہار کے دستوری تقاضے پوری کرتی ہو۔

5- مسلمان شہری شریعت کی تکریم اور پابندی کریں گے:

پاکستان کے تمام مسلمان شہری شریعت کے تقاضوں کی تکریم عملی طور پر پابندی سے کریں گے اور اس کے مطابق ہی طرز زندگی اپنائیں گے اور مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) بھی سرکاری امور کے معاملہ میں ضابطۂ عمل بنانے کا لائحہ عمل تیار کرے گی۔

6- شریعت کی تعلیم کی تدریس اور تربیت:

حکومت موثر انتظامات کرے گی:-

(الف) حکومت شرعی قانون کی مختلف مسالک کے مطابق ہر سطح پر تدریس اور تربیت کا پیشہ وارانہ انداز میں اہتمام کرے گی۔

(ب) لاء کالجز میں شریعت کے مطابق قانون شامل کئے جائیں گے۔

(ج) عربی زبان تدریس کا انتظام کیا جائے گا۔

(د) شرعی اسلامی قانون میں ماہرین افراد کی خدمات سے استفادہ کرنا اور جو اسلامی عدالتی نظام کے علوم پر بھی عبور رکھتے ہوں۔

7- اسلامی کی رواج کے مطابق تعلیم:

1- حکومت اس بات کا اہتمام کرے گی اور مناسب اقدام اُٹھائے گی کہ پاکستان میں نظام تعلیم اسلامی اقدار پر مبنی ہو۔ اور اسی علم کے حصول، تدریس کو کردار کی تعمیر کیلئے عمل میں لایا جائے۔

-2 اس قانون کے آغاز کے دن سے وفاقی حکومت تیس(30) دن کے اندر اندر علماء، قانون دان، فقہیہ، ماہرین اور منتخب نمائندوں پر مشتمل ایک کمیشن بنائے گی اور اس کے ممبران میں سے ایک چیئر مین مقرر کیا جائے گا۔

-3 کمیشن کی یہ ذمہ داری اور فرض ہو گا کہ نظام تعلیم کو اسلام اور اس کے حصول کے اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے ذیلی دفعہ (1) کے مطابق ڈھالنے کی سفارشات کرے۔

-4 کمیشن اپنی سفارشات پر مشتمل رپورٹ وفاقی حکومت کو پیش کرے گا۔ اور پھر حکومت اسے (مجلس شوریٰ) پارلیمنٹ اور سینٹ کے ایوان ہائے میں پیش کرے گی۔

-5 کمیشن اس معاملہ میں بااختیار ہو گا کہ اپنی دی ہوئی تجاویز پر عمل درآمد کرانے کیلئے مناسب تدابیر زیر عمل لائے۔

-6 تمام مجاز اختیارات کے حامل افراد، اداروں کے سربراہاں اور مقامی حکومت کے افسران اور مشیران، کمیشن کی پیش کردہ تجاویز پر عمل درآمد کرانے کیلئے معاونت کریں گے۔

-7 پاکستان کی وزارت تعلیم اس بات کی ذمہ دار ہو گی کہ کمیشن کے انتظامی امور میں معاونت کرے۔

8- اسلامی معیشت:

-1 حکومت اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گی کہ اقتصادیات اور معیشت کو اسلامی اغراض، مقاصد اور اصولوں کے مطابق بنانے پر زور دیا جائے۔

-2 حکومت اس قانون کے آغاز سے تیس(30) دن کے اندر ماہرین معاشیات و اقتصادیات، بینکرز، محقق، قانون دانوں، علماء کرام منتخب نمائندوں پر مشتمل ایک کمیشن تشکیل کرے گی اور اُن ممبران میں سے کسی ایک کو کمیشن کا چیئر مین مقرر کر دیا جائے گا۔

-3 کمیشن کے اغراض اور امور منصبی حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) ایسے اقدام اور تدابیر بشمول مناسب نعم البدل طور طریقہ جس کے ذریعہ اس معاشی نظام کو اسلام کی اساس کے مطابق ڈھالا جا سکے۔

(ب) ایسے اقدامات، ذرائع اور لائحہ عمل کی سفارشات کرے جو پاکستان کے اقتصادی نظام کو پاکستانی عوام کی سماجی بہبود اور ترقی میں دستور کے آرٹیکل 38 کے مطابق آسودہ اور خوشحال بنانے میں مدد کرے۔

(ج) غیر موزوں ٹیکسز، محصولات کے متعلق بینکنگ اور بیمہ کاری کے قوانین کا جائزہ لے کر انہیں اسلام شرعی نظام کے قریب تر لانے کی کوشش۔

(د) اسلامی معیشت کی ترقی و ترویج کیلئے، موجودہ رکاوٹوں کو دور کیا جائے اور مناسب راہ اور تجویز جو اس مشکل سے نجات دینے میں مدد دے۔

4- حکومت اس امر کا بغور مشاہدہ کرے گی کہ معیشت سے رِبا کو بالکل نکال دیا گیا ہے اور ایسے اقدامات کی سفارش بھی کی جائے گی کہ مختصر ترین وقت میں رِبا کا اخراج کر دیا جائے۔

5- کمیشن باقاعدگی سے وقفوں کے بعد حکومت کو اپنی تجاویز پر مشتمل رپورٹ ارسال کرتا رہے گا۔ اور حکومت اُسی رپورٹ کو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور سینٹ کے ایوان ہائے میں پیش کرے گی اور حکومت کے پوچھے گئے سوالات کی وضاحت بھی کمیشن کرے گا۔

6- کمیشن کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ اپنی تجاویز، عوامل اور اقدامات کو باضابطہ بنائے اور ہر طریقہ سے قابل عمل بنائے۔

7- تمام مجاز اختیارات کے افراد، ادارے اور مقامی حکومت کے کارپردازان کمیشن کے لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنانے میں معاونت کریں گے۔

8- حکومت پاکستان کی وزارت مالیات و خزانہ کمیشن کے انتظامی معاملات اور امور کو چلانے کی ذمہ دار ہو گی۔

9- اسلامی اقدار کی ترویج و ترقی کیلئے عوامی ذرائع:

1- حکومت عوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلامی اقدار کی ترویج و ترقی کیلئے مناسب اقدام پر عمل پیرا ہو گی۔

2- ایسی طباعت اور ترقیاتی پروگرام جو اسلامی شریعت کی نفی کرتے ہوں فی الفور ممنوع قرار دے دیئے جائیں گے۔

10- جان و مال کی حفاظت اور آزادی:

حکومت شہریوں کے جان و مال، عزت، آزادی، جائیداد اور اُن کے حقوق کے تحفظ کیلئے قانونی اور انتظامی اقدام عمل میں لائے گی۔

(الف) انتظامی اور پولیس میں اصلاحات کے اقدام۔
(ب) دہشت گردی، توڑ پھوڑ، انتشار انگیزی، تفرقہ بازی کو منع کرے گی ناجائز اسلحہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا اور اس کی نمائش کو منع کرے گی۔

11- رشوت اور بداعمالی، بدعنوانی وغیرہ کی بیخ کنی:-

حکومت رشوت ستانی، بداعمالی بدعنوانی وغیرہ کے خاتمہ کیلئے انتظامی اور قانونی سطحوں پر ان جرائم کے خلاف سزاؤں پر غور کر کے عملی جامہ پہنائے گی۔

12- فحاشی، ناشائستگی، بے ہودگی وغیرہ کا قلع قمع:

فحاشی، ناشائستگی، بے ہودگی وغیرہ کے قلع قمع کے لئے انتہائی مؤثر انتظامی اور قانونی اقدامات برائے کار لائے جائینگے۔

13- سماجی برائیوں کا قلع قمع:

حکومت سماجی برائیوں کے خاتمہ کیلئے انتہائی موثر قانونی اقدامات کرے گی اور پھر معاشرے میں اسلامی خیروبرکت کی فضا پیدا کی جائے گی معاشرہ میں قرآن کے مطابق قانون نافذ کیا جائے گا۔

14- نظام عدل:

حکومت عدالتی نظام قائم کرنے کے لئے انتہائی مناسب اقدام اُٹھائے گی اور عدالتی کارروائی میں بے جا اور غیرضروری تاخیر کا بھی خاتمہ کرے گی مقدمہ بازی اور عدالتی اخراجات کو کم سے کم کرنے کی کوشش کرے گی۔

15- بیت المال (بہبود فنڈ):

حکومت بیت المال قائم کرنے کیلئے قانون سازی کرے گی اور بیت المال کے فنڈز سے غریبوں، ضرورتمندوں، ناداروں، معذوروں، اپاہجوں، بیواؤں، یتیموں، قلاش وغریب لوگوں کی مدد کرے گی۔

16- نظریۂ پاکستان کا تحفظ:

حکومت، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تحفظ، سالمیت، اتحاد اور نظریۂ پاکستان کی بطور ایک اسلامی ریاست کے تحفظ کرے گی۔

17- پاکستان پر غلط الزام تراشی اور بہتان بازی سے بچاؤ:

حکومت پاکستان، ملک کی عزت، عظمت اور شان کے خلاف ہر قسم کی الزام تراشی اور بہتان بازی کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔ اس قسم کی شرمناک حرکات کی روک تھام کے لئے انتظامی امور اور قانون کا روائی عمل میں لانے کے علاوہ قانون سازی بھی کی جائے گی۔

18- بین الاقوامی مالیاتی ذمہ داریاں:

جب تک اس سلسلہ میں قانون سازی کا عمل پورا نہ ہو جائے یا کوئی عدالتی فیصلہ صادر نہ ہو جائے۔ اس وقت تک کوئی مالی لین دین کیلئے بین الاقوامی متبادل طریقہ سے عمل کیا جائے گا۔ اور دوسرے ممالک سے طے شدہ معاہدات اور سمجھوتوں پر اُسی طریقہ سے عمل کیا جائے گا۔

تشریح:

نیشنل انسٹی ٹیوٹ سے مراد وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت ہے اس سے مراد کوئی قانونی کارپوریشن، ادارے یا کمپنی کے بھی ہیں۔ جو بیرون ملک مختلف قسم کے مالیاتی امور کے ذریعہ لین دین اور کاروبار کرتی ہیں اور برآمد، اور درآمد کا کاروبار بھی کرتے ہیں۔

19- موجودہ ذمہ داریوں کی تکمیل:

جب تک اس قانون کی قانون سازی عمل میں نہ آ جائے اور کوئی فیصلہ عمل میں نہ آ جائے۔ تو وفاقی حکومت، کسی بھی صوبائی حکومت، مالیاتی ادارے، کارپوریشن، کمیٹی وغیرہ جو بھی کاروبار اور لین دین بین الاقوامی سطح پر کر رہی ہے پہلے سے طے شدہ، معاہدوں پر انہی مالیاتی شرائط پر جاری و ساری رکھیں گے۔ اور یہ عمل اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ متبادل لائحہ عمل وجود میں نہ آ جائے۔

20- خواتین کے حقوق متاثر نہ ہوں:

بشمول اُس قانون، دستور میں فراہم کردہ خواتین کے حقوق متاثر نہیں ہوں گے۔

21- قانون سازی مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں میں ہوگی:-

کوئی قانون، کوئی عدالتی فیصلہ بشمول فیصلہ عدالت عظمیٰ سب ہی قوانین کی قانون سازی مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں میں ہوگی اور اُس وقت تک کسی بھی قانون کو قانونی اور عدالتی قانون تسلیم نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اُس کی قانون سازی دستور میں دئے گئے

طریقہ کے مطابق عمل نہ آئے۔

22- رولز' ضابطے' اصول:

اس قانون پر عمل درآمد کرنے کیلئے وفاقی حکومت بذریعہ سرکاری نوٹیفکیشن کچھ ضابطوں کو اعلان کر سکتی ہے۔

ہنگامی حالت کا فرمان (14- اکتوبر 1999ء)

Proclamation of Emergency (14th October 1999)

نوٹیفکیشن نمبر 2-10/1999-Min مورخہ 14- اکتوبر 1999ء

1- مسلح افواج کے سربراہوں اور پاکستان آرمی کے کور کمانڈروں کی باہمی مشاورت اور فیصلوں کے مطابق میں جنرل پرویز مشرف چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور چیف آف آرمی سٹاف ملک بھر میں ہنگامی حالت کے نفاذ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ سنبھالنے کا اعلان کرتا ہوں۔

2- اور میں اپنے حکم کے ذریعہ درج ذیل اعلان کرتا ہوں۔

(A-) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین ملتوی رہے گا۔

[1](B) صدر مملکت جو اس ہنگامی حالت کے ترمیمی آرڈر 2001 کے اعلان سے پہلے صدر تھے اُن کا عہدہ صدارت ختم تصور ہو گا۔

[2](C) قومی اسمبلی' صوبائی اسمبلیاں اور سینٹ فی الفور معطل کر دیئے گئے۔

[3](D) سینٹ کا چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین اپنے عہدوں پر قائم نہیں رہے سپیکر' ڈپٹی سپیکرز قومی اسمبلی کے عہدے بھی فوری طور پر ختم ہو گئے۔

(E) وزیر اعظم' وفاقی وزرا' وزرائے مملکت' وزیر اعظم کے مشیر' پارلیمانی سکریٹری'

1- آرڈر 2001 مجریہ 20- جون 2001 اعلان ہنگامی حالت بذریعہ ترمیم تبدیل ہوا کہ صدر بدستور اپنے عہدے پر قائم رہے گا۔

2- آرڈر 2001 مجریہ 20 جون 2001ء لفظ 'معطل' ''ترمیم'' میں تبدیل ہو۔

3- حکم 2001 مجریہ 20 جون 2001ء میں ترمیم کے بعد سینٹ کے چیئرمین' ڈپٹی چیئرمین اور قومی صوبائی اسمبلیوں کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکرز بھی معطل تصور ہوئے۔

صوبائی گورنر، صوبائی وزرائے اعلیٰ، صوبائی وزراٗ اور وزرائے اعلیٰ کے مشیر اپنے عہدوں پر قائم نہیں رہے۔

(F) پورے پاکستان کا نظم ونسق مسلح افواج کے تحت ہوگا۔

-3 اس فرمان کا نفاذ فوری طور پر عمل میں آئے گا جس کا اطلاق 12- اکتوبر 1999ء کے دن سے ہوگا۔

عبوری آئینی حکم 1999
نمبر 1 مجریہ 14- اکتوبر 1999ء
(Provisional Constitutional[Order No-1 of 1999])

14- اکتوبر 1999ء کے فرمان کے تسلسل اور تعمیل کے مطابق اور تمام اختیارات بروکار لاتے ہوئے جو اُنہیں اس کے تحت تفویض کئے گئے ہیں۔ چیئرمین جوائینٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور چیف آف آرمی سٹاف، 14- اکتوبر 1999ء کے ہنگامی حالت کے فرمان کے اختیارات کے مطابق بحیثیت چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان نے، مندرجہ ذیل عبوری آئین کا حکم نمبر 1 ، 1999 جاری کیا۔

(2) اس حکم کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

(3) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

-2 (1) اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعات پر عمل درآمد معرض التوا میں جانے سے قطع نظر پاکستان کا نظم ونسق، جہاں تک یہ حکم اور چیف ایگزیکٹو کی طرف سے جاری کئے گئے دوسرے احکامات اجازت دیں۔ جتنی حد تک ممکن ہو آئین کے مطابق چلایا جائے گا۔

(2) جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ وہ تمام عدالتیں جو اس حکم کے نفاذ سے پہلے قائم تھیں کام کرتی رہیں گی اور اپنے عدالتی اختیارات جو اُن کو حاصل ہیں استعمال کرتی رہیں گی۔

بشرطیکہ سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) ہائی کورٹ (عدالت عالیہ) یا کسی دوسری عدالت کو چیف ایگزیکٹو یا اُن کی اتھارٹی کے تحت دائرہ اختیارات یا اختیار استعمال کرنے والے کسی شخص کے خلاف حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

-3 آئین کے حصہ دوئم باب اول میں دیئے گئے بنیادی حقوق جو ہنگامی حالت کے فرمان

یا کسی اور فرمان کے تحت وقتاً فوقتاً جاری ہونے والے کسی حکم سے متصادم نہ ہوں نافذالعمل رہیں گے۔

[4]-4. اعلان 14۔اکتوبر1999 کے قانونی ضابطوں کے اعلان کے مطابق نافذالعمل قانون میں اسلام کے مطابق قوانین بشمول آرٹیکلز 2،-2اے 31، 203-اے سے 303 جے

4- عبوری آئین کے ترمیمی حکم نمبر7 آف2000 مورخہ 2000-7-15 کے مطابق متعارف ہوا 227 سے 231 اور (3) 260 اے اور بی۔

(i) صدرمملکت' چیف ایگزیکٹو کی ہدایت اور ایڈوائس کے مطابق کام کریں گے۔

(ii) ہرصوبے کا گورنر' چیف ایگزیکٹو کی ہدایات کے مطابق عمل کرے گا۔

4- (1) کوئی بھی عدالت یا ٹربیونل' چیف ایگزیکٹو یا کوئی اور ہیئت مجاز' ہنگامی حالت کے نفاذ کے فرمان (14- اکتوبر 1999ء) یا کوئی اور فرمان جو اس کے تابع ہو۔ کے خلاف کسی قسم کی سماعت کا اختیار نہیں رکھتی۔

(2) کسی عدالت یا ٹربیونل کی جانب سے چیف ایگزیکٹو یا اُن کی طرف سے نامزد کی گئی کسی ہیئت مجاز کے خلاف کسی بھی قسم کا کوئی فیصلہ' ڈگری رٹ' حکم یا کارروائی نہیں کی جائے گی۔

5- (1)[5] آئین کی دفعات پر عمل درآمد معرض التوا میں ڈالے جانے سے قطع نظر لیکن چیف ایگزیکٹو اورکوئی نیا حکم جاری نہ کرے کارہائے منصبی چیف ایگزیکٹو کے احکام کے تحت آئین کے سوا تمام[6] قوانین نافذالعمل رہیں گے جب تک کہ چیف ایگزیکٹو یا اُن کی طرف سے مقرر کردہ کوئی ہیئت مجاز اِن میں ردّوبدل یا ترمیم کرے۔ جب تک چیف ایگزیکٹوکوئی نیا حکم جاری نہ کرے اور گورنراپنے کارہائے منصبی چیف ایگزیکٹو کی ہدایت کے مطابق انجام دیتے رہیں گے۔

(2)[7] تمام قوانین' ضابطے اور آرڈیننس جو جاری ہوتے رہے چاہے وہ آرڈیننس صدر نے جاری کیے یا صوبائی گورنر نے الفاظ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کی جگہ چیف ایگزیکٹو اور گورنر کے لفظ استعمال ہوں گے۔

4- عبوری آئین کے ترمیمی حکم نمبر 7 آف 2000 مورخہ 2000-7-15 کے مطابق متعارف ہوا۔
5- عبوری آئینی ترمیمی حکم نمبر 10 آف2000 مورخہ 2000-11-14 کے مطابق کے ترتیب ہوا
6- عبوری آئین کے ترمیمی حکم نمبر 9 آف1999 مورخہ 1999-11-14 کے ذریعہ متعارف ہوا
7- عبوری آئین کے ترمیمی حکم نمبر10 آف 2000 مورخہ 2000-11-14 کے مطابق متعارف ہوا

(5- الف)[8] (1) صدر مملکت یا صوبائی گورنر کا جاری کردہ آرڈیننس اُن شرائط کا پابند نہیں ہوگا جو دستور میں مندرج ہیں۔

(2) صدر مملکت یا صوبائی گورنر کے جاری کردہ وہ آرڈیننس جو اعلان ہنگامی حالت اکتوبر 1999ء سے پہلے جاری کئے گئے اُن پر شق (1) کے احکامات اطلاق پذیر ہوں گے۔

6- 28- مئی 1998ء کو جاری ہونے والا ہنگامی حالت کا فرمان جاری رہے گا۔ البتہ اس پر فرمان ہنگامی حالت مجریہ اکتوبر 1999 کے دیگر احکام کا اطلاق بھی ہوگا۔

7- تمام اشخاص جو اس حکم کے نفاذ اور اعلان سے پہلے آئین کے آرٹیکل 260 میں دی گئی تعریف، شرائط کے مطابق پاکستان کی خدمت (سروس) میں تھے اور وہ تمام افراد جو اس حکم کے اعلان سے بیشتر عدالت عظمٰی اور عدالت ہائے عالیہ جج تھے شرعی عدالت کے جج تھے یا اڈیٹر جنرل، محتسب[9] چیف الیکشن کمشنر، چیف احتساب کمشنر اُن ہی شرائط کے مطابق اور اُسی استحقاق کے ساتھ اپنے اپنے عہدوں پر فائز رہیں گے۔

گورنروں کی تقرری اور عہدہ کی حلف برداری کا حکم 1999 (آرڈر نمبر 4 مجریہ 1999، 23- اکتوبر 1999ء):

(Governors [Appointment and oath of office] order, 1999 Order No-4 of 1999):

فرمان 14- اکتوبر 1999ء اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999 اور ان کے ذریعہ حاصل شدہ تمام تر اختیارات کے تحت چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان گورنروں کی تقرری کے بارے میں حسب ذیل حکم نافذ کرتے ہیں۔

1- یہ حکم گورنروں کی تقرری اور حلف برداری کا حکم (حکم نمبر 4 آف 1999ء) کہلائے گا۔

2- یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس کا اطلاق 14- اکتوبر 1999ء سے ہوا ہے۔

3- جیسا کہ عبوری آئین کے حکم نمبر 1- آف 1999ء کی دفعہ 3 میں کہا گیا ہے کہ چیف ایگزیکٹو کے مشورے سے صدر پاکستان ہر صوبہ کے گورنر کی تقرری کریں گے۔

4- گورنر اُس وقت تک اپنے عہدہ پر برقرار رہ سکے گا جب تک اُسے چیف ایگزیکٹو کی

8- عبوری آئین کے ترمیمی حکم نمبر 9 آف 2000 مورخہ 2000-11-14 کے مطابق متعارف ہوا۔
9- عبوری آئین کے حکم نمبر 2 آف 1999 مورخہ 1999-10-16 کے مطابق متعارف ہوا

خوشنودی حاصل رہے گی۔ اور ایسی تنخواہ' الاؤنس (بھتہ) اور مراعات کا مستحق ہو گا جس کا تعین چیف ایگزیکٹو کریں گے۔

5- گورنر اپنی دستخط شدہ تحریر کے ذریعہ اپنا استعفیٰ صدر مملکت کو پیش کر سکتا ہے۔

6- چیف ایگزیکٹو ایسے احکام کا تعین کریں گے جو گورنر کے فرائض منصبی سرانجام دینے کیلئے ضروری سمجھیں جائیں گے۔

7- گورنر پاکستان کی ملازمت میں کوئی منفعت بخش عہدہ یا کوئی دوسرا ایسا منصب یا عہدہ قبول نہیں کرے گا جس کی خدمات کی انجام دہی کے سلسلہ میں کسی معاوضہ/صلہ کے حق کی حامل ہو۔

8- اگر گورنر پاکستان سے غیر حاضر ہوں یا اپنے فرائض کی انجام دہی کے قابل نہ ہوں تو چیف ایگزیکٹو کسی ایسے شخص کو اس عہدہ پر فائز کر دیں گے جو اس کا اہل ہو۔

9- اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی کے دوران گورنر' صدر کی ہدایات اور مشورے کے مطابق عمل کرے گا۔

10- گورنر عہدہ سنبھالنے سے پہلے عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے سامنے اپنے عہدہ کا حلف شیڈول میں دی گئی عبارت پڑھ کر اٹھائے گا۔

شیڈول (آرٹیکل 10 کا ملاحظہ فرمائیں)

جدول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں' __________ صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں۔

کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت گورنر صوبہ __________ میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری' سالمیت' استحکام' بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔

کہ میں 14- اکتوبر 1999ء کے فرمان اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999 کی جو چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی' چیف آف آرمی اور چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان نے 14- اکتوبر 1999ء کو جاری کیا اور اس کے بعد جاری کئے جانے والے تمام احکامات کی تعمیل اور پابندی کروں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کیلئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

اور یہ کہ میں کسی شخص کو بلا واسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملہ کی اطلاع نہ دوں گا نہ اس پر ظاہر کروں گا جو بحیثیت گورنر صوبہ ____________ میرے سامنے غور کیلئے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا سوائے اس کے کہ جب بحیثیت گورنر اپنے فرائض کی کماحقہ انجام دہی کیلئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

گورنر کے اختیارات اور فرائض منصبی کا حکم 1999 نمبر 5 آف 1999 (مورخہ 30- اکتوبر 1999):

(Powers and Functions of the Governors Order, 1999 Order No-5 of 1999 [Dated 30-10-1999]):

14- اکتوبر 1999ء کے ہنگامی حالت کے نفاذ کے فرمان' عبوری آئین کے حکم نمبر 1 اور اس کے تحت تمام اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان نے گورنروں کے اختیارات اور فرائض منصبی کی انجام دہی کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حکم جاری فرمایا۔

1- مختصر عنوان اور آغاز:

(1) یہ حکم گورنروں کے اختیارات اور فرائض منصبی کا حکم نمبر 5 آف 1999 کہلائے گا۔

(2) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

2- گورنروں کے اختیارات اور فرائض منصبی:

(1) عبوری آئین کے حکم نمبر 1- آف 1999 کی شق 2 دفعہ 3 کے مطابق گورنر کے اختیارات اور فرائض منصبی وہ ہی ہوں گے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تحت انہیں تفویض کیے گئے ہیں۔ ان میں وزیر اعلیٰ کے اور ایسے دیگر تمام اختیارات بھی شامل ہوں گے جو چیف ایگزیکٹو انہیں تفویض کریں گے۔

گورنر اگر خود ضرورت محسوس کرے یا چیف ایگزیکٹو انہیں حکم دیں تو وہ صوبے میں امن و امان اور انتظامی امور میں تعاون کے لئے فوج طلب کر سکتے ہیں۔

نیشنل سیکورٹی کونسل کا قیام اور عہدے کا حلف:

Appointment of National Security Council and Oath of officeorder, 1999 order No-6 of 1999

14- اکتوبر 1999ء کے ہنگامی حالت نافذ کرنے کے فرمان اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1- آف 1999ء اور ان میں ودیعت شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے چیف ایگزیکٹو نے ملکی امور کو چلانے کی معاونت اور مشاورت کیلئے قومی سلامتی کونسل جسے بعد میں صرف کونسل کے نام سے کہا جائے گا کی تشکیل کئے جانے اور تقرری کا حکم جاری کیا ہے۔

مختصر عنوان اور آغاز:

1- یہ حکم قومی سلامتی کونسل کی تقرری تشکیل اور عہدے کی حلف برداری کا حکم آرڈر نمبر 6 مجریہ 1999ء کہلائے گا۔

2- یہ فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

3- چیف ایگزیکٹو سلامتی کونسل کے چیئرمین ہوں گے۔ سلامتی کونسل چیف آف نیول سٹاف' چیف آف سٹاف اور ایسے دیگر ممبران (ارکان) پر مشتمل ہو گی جن کی تقرری کا حکم نامہ چیف ایگزیکٹو جاری کریں گے۔

4- کونسل کے ارکان اُس وقت سلامتی کونسل کے ارکان رہیں گے جب تک انہیں چیف ایگزیکٹو کی خوشنودی حاصل رہے گی۔

5- چیف ایگزیکٹو' کونسل کا اجلاس ایسے وقت اور مقام پر طلب کریں گے جو کونسل کی کارروائی اور بحث مباحثہ (گفت وشنید) کیلئے موزوں ہو گا۔

6- سلامتی کونسل اُن امور پر چیف ایگزیکٹو کو مشورہ دے گی جو قومی سلامتی امور اور نازک مسائل پر جیسے کہ ملک کی سلامتی اور بقا کا مسئلہ' امور خارجہ' امن و امان اور قانون کی بالادستی' بدعنوانی' احتساب' نادہندگان سے بنک قرضوں اور سرکاری واجبات کی وصولی' اقتصادی اور سماجی بہبود' صحت' تعلیم' اسلامی نظریہ کی ترویج' انسانی حقوق' اقلیتوں کے حقوق کی ضمانت اور تحفظ' خواتین کی ترقی اور بہبود شامل ہیں۔ اور وہ تمام مقاصد جن کا

ذکر قرار داد مقاصد 1949ء میں کیا گیا ہے۔

7- قومی سلامتی کونسل میں دیئے گئے مشوروں اور کئے گئے فیصلوں پر چیف ایگزیکٹو عملی جامہ پہنانے کے لئے فوری اقدام عمل میں لائیں گے۔

8- چیف ایگزیکٹو اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کسی رُکن کو تبدیل یا نئے رکن کا اضافہ کر سکتے ہیں۔

9- ایسا رکن جو پاکستان کی سرکاری ملازمت میں نہ ہو اپنی دستخط شدہ تحریر کے ذریعہ چیف ایگزیکٹو کو اپنا استعفیٰ پیش کر سکتا ہے۔

10- ایسا رکن جو پاکستان کی سرکاری ملازمت میں نہ ہو تو وہ شیڈول میں مندرج عبارت میں صدر مملکت کے سامنے حلف اُٹھائے گا۔

شیڈول The Schedule

آرٹیکل 10 ملاحظہ فرمائیں۔

حلف نامہ رکن قومی سلامتی کونسل

شیڈول (آرٹیکل 10 ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ____________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

کہ بحیثیت رُکن قومی سلامتی کونسل میں اپنے فرائض اور کار ہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی بہترین صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبود اور خوش حالی کی خاطر سرانجام دوں گا۔

کہ میں ہنگامی حالت کے نفاذ کے حکم مجریہ 14- اکتوبر 1999ء اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999ء ازاں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی، چیف آف آرمی سٹاف اور چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان مورخہ 14- اکتوبر 1999ء اور اس کے بعد جاری کردہ احکامات کا پابند رہوں گا۔

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو کہ قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

کہ ہر حال میں، میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف و رعایت اور بلارغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

اور یہ کہ میں کسی شخص کو بلا واسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملہ کی اطلاع نہ دوں گا نہ اُس پر ظاہر کروں گا جو رُکن قومی سلامتی کونسل کی حیثیت سے میرے سامنے غور کیلئے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا۔ بجز جب کہ رکن قومی سلامتی کونسل کی حیثیت سے اپنے فرائض کی کماحقہ انجام دہی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

وفاقی وزراٗ کی تقرری اور عہدے کی حلف برداری کا حکم 1999:

Appointment of Federal Ministers and oath of office order No-7 of 1999): .

وفاقی وزراٗ کی تقرری اور عہدے کی حلف برداری حکم نمبر 7 مجریہ 1999 ہنگامی حالت کے نفاذ کے فرمان مجریہ 14- اکتوبر 1999ء اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999ء کی تعمیل کے سلسلہ میں اور چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنے تمام اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے وفاقی وزرا [1]وزرائے مملکت ''جنہیں ازاں بعد کابینہ کہا جائے گا'' مندرجہ ذیل حکم جاری اور نافذ کرتے ہیں۔

مختصر عنوان اور آغاز۔

1- یہ حکم وفاقی وزراٗ کی تقرری اور عہدے کی حلف برداری کا حکم نمبر 7 مجریہ 1999 کہلائے گا۔

2- یہ فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

3- چیف ایگزیکٹو کی سربراہی میں ایک کابینہ قائم کی جائے گی۔ کابینہ کے رُکن کی تقرری صدر، چیف ایگزیکٹو کے مشورے سے کریں گے۔ کابینہ چیف ایگزیکٹو کے فرائض منصبی کی انجام دہی میں اُن سے معاونت کرے گی اور مشورے دے گی۔

4- وفاقی وزرائے مملکت [2] چیف ایگزیکٹو کی خوشنودی حاصل کرنے تک اپنے عہدے پر فائز رہ سکیں گے۔

5- چیف ایگزیکٹو ایک ایسے وقت اور مقام پر جہاں وہ مناسب سمجھیں گے کابینہ کا اجلاس

1- ترمیمی حکم نمبر 16 آف 2002 مجریہ 21-6-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

2- ترمیمی حکم نمبر 16 آف 2002 مجریہ 21-6-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

طلب کریں گے اور اس کی صدارت کے فرائض بھی چیف ایگزیکٹو ہی انجام دیں گے۔

-6 کابینہ کے فیصلوں پر چیف ایگزیکٹو کی ہدایت کے مطابق عمل کرایا جائے گا۔

-7 چیف ایگزیکٹو اپنی صوابدید پر وفاقی وزرائے مملکت[3] کو قائم مقام' تبدیل یا کسی وزیر رُکن کا اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔

-8 چیف ایگزیکٹو' وفاقی وزرائے مملکت[4] کی شرائط ملازمت' تنخواہ' الاؤنس اور مراعات کو تعین کریں گے۔

-9 [5]وفاقی وزرائے مملکت اپنی زیر دستخطی تحریر کے ذریعہ صدر کو اپنا استعفیٰ پیش کر سکتا ہے۔

-10 [6]عہدہ سنبھالنے سے قبل وفاقی وزرائے مملکت صدر اسلامی جمہوریہ کے سامنے شیڈول میں مندرج عبارت کے تحت اپنے عہدے کا حلف اُٹھائے گا۔

-11 وفاقی حکومت کے موجودہ رولز آف بزنس برقرار رہیں گے لیکن وہ عبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999ء اور اس میں وقتاً فوقتاً کی جانے والی ترامیم سے شروع ہوں گے۔

-12 موجودہ قوانین میں وفاقی حکومت کے رولز آف بزنس میں جس جگہ بھی وزیر اعظم کے الفاظ آتے ہیں اُن کی جگہ چیف ایگزیکٹو کے الفاظ استعمال کئے جائیں گے۔

وفاقی وزیر کا حلف نامہ:

شیڈول (آرٹیکل 10 ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں' ________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

یہ کہ بحیثیت وفاقی وزیر یا وزرا مملکت[7] میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ چیف ایگزیکٹو کے وقتاً فوقتاً جاری ہونے والے احکامات کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان خودمختاری' یکجہتی' سالمیت' استحکام' بہبود اور خوشحالی کی خاطر سرانجام دوں گا۔

-3 ترمیمی حکم نمبر 16 آف 2002 مجریہ 21-6-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

c-4 ترمیمی حکم نمبر 16 آف 2002 مجریہ 21-6-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

-5 ترمیمی حکم نمبر 16 آف 2002 مجریہ 21-6-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

-6 ترمیمی حکم نمبر 16 آف 2002 مجریہ 21-6-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

-7 ترمیمی حکم نمبر 16 آف 2002 مجریہ 21-6-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

یہ کہ میں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی چیف آف آرمی سٹاف کے 14-
اکتوبر 1991ء کے فرمان ہنگامی حالت اور عبوری آئین کے فرمان کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999 اور
چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بعد میں جاری کئے گئے تمام احکامات کی تعمیل اور اُن
پر عمل درآمد کروں گا۔

یہ کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کیلئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد
ہے۔

یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں
ہونے دوں گا۔

یہ کہ میں ہر حال میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف' رعایت اور بلارغبت و عناد
قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

یہ کہ میں کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملہ کی نہ اطلاع دوں گا نہ اُسے
ظاہر کروں گا جو بحثیت وفاقی وزیر میرے سامنے غور کرنے کے لئے پیش کیا جائے گا۔ یا میرے
علم میں آئے گا۔ بجز جب کہ بحثیت وزرا مملکت [8] وفاقی کابینہ کا رُکن کے اپنے فرائض کی کماحقہ
انجام دہی کیلئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

صوبائی وزراءُ کی تقرری اور حلف برادری وزارت کا حکم' 1999

(حکم نمبر 8 آف 1999' مجریہ 15- نومبر 1999):

(Appointment of Provincial Ministers and oath of office order, 1999, order No-8 of 1999, 15-11-1999):

ہنگامی حالت کے فرمان مورخہ 14- اکتوبر 1999ء اورعبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ
1999 جسے گورنروں کی تقرری اور عہدے کی حلف برداری کے حکم نمبر 4- آف 1999 اور
گورنروں کے اختیارات اور فرائض' کارہائے منصبی کے حکم نمبر 6- آف 1999 کے ساتھ پڑھا
جائے گا اور چیف ایگزیکٹو اپنے تمام تر اختیارات جو انہیں بطور چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ
پاکستان حاصل ہیں۔صوبوں کے وزراءُ کی تقرری کا حسب ذیل حکم (جسے بعدازاں صوبائی کابینہ
کہا جائے گا) نافذ کیا۔

8- ترمیمی حکم نمبر 16 آف 2002 مورخہ 21-6-2002 کی رُو سے متعارف ہوا۔

مختصر عنوان اور آغاز:

1- یہ حکم صوبائی گورنروں کی تقرری اور حلف برداری کا حکم (حکم نمبر 8 آف 1999) کہلائے گا۔

2- یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا اور اسکا اطلاق 23-اکتوبر 1999 ہوگا۔

3- اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر صوبے میں وزراء کی ایک کابینہ مقرر کی جائے گی جس کا سربراہ صوبائی گورنر ہو گا۔ کابینہ کے ارکان کا تقرر چیف ایگزیکٹو کی پیشگی منظوری کے ساتھ گورنر کرے گا۔ کابینہ گورنر کو اپنے فرائض منصبی کو انجام دینے کے لئے اُسے مشورہ دے گی۔

4- صوبائی وزراء اُس وقت تک اپنے عہدوں پر کام کرتے رہیں گے جب تک انہیں گورنر کی خوشنودی حاصل رہے گی۔

5- گورنر اپنی صدارت میں کابینہ کا اجلاس ایسے وقت اور مقام طلب کر سکے گا جسے وہ موزوں اور مناسب خیال کرے۔

6- گورنر کی ہدایات کے مطابق کابینہ کے فیصلوں پر عمل درآمد ہو گا۔

7- گورنر، چیف ایگزیکٹو کی پیشگی منظوری کے ساتھ صوبائی وزیر کو قائم مقام مقرر کر سکے گا، تبدیل کر سکے گا یا کسی وزیر کا اضافہ بھی کر سکے گا۔

8 گورنر، صوبائی وزراء کی تنخواہ، الاؤنسز اور مراعات کا تعین کرے گا۔

9 صوبائی وزیر اپنی زیر دستخطی تحریر سے اپنے عہدے کا استعفیٰ دے سکے گا۔

10 صوبائی وزیر اپنا عہدہ سنبھالنے پر شیڈول میں دی گئی عبارت کے مطابق حلف اُٹھائے گا۔

11 وفاقی حکومت کے موجودہ رولز آف بزنس برقرار رہیں گے لیکن عبوری آئین کے حکم نمبر 1 آف 1999 اور اس میں 14- اکتوبر 1999ء کے ہنگامی حالت کے فرمان یا چیف ایگزیکٹو کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کئے جانے والے احکامات (اصلاح و ترامیم کے ساتھ) یا کوئی اور حکم جو[9] گورنر، چیف ایگزیکٹو کی پیشگی منظوری کے ساتھ جاری کرے، نافذ ہوں گے۔

12 موجودہ قوانین میں وفاقی حکومت کے رولز آف بزنس میں جہاں جہاں بھی لفظ وزیر اعلیٰ آئے ہیں ان کی جگہ گورنر کے الفاظ استعمال ہوں گے۔

9- صوبائی وزراء کی تقرری اور حلف برادری کے ترمیمی حکم 2001 مجریہ 28-6-2001 کی رُو سے متعارف ہوا۔

صوبائی وزیر کا حلف نامہ:

جدول (آرٹیکل 10 ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں، __________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، یکجہتی، سالمیت، استحکام، بہبود اور خوشحالی کی خاطر سرانجام دوں گا۔

یہ کہ میں 14- اکتوبر 1999ء کے ہنگامی حالت کے نفاذ کے فرمان اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 آف 1999 کے تحت جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی، چیف آف آرمی سٹاف اور چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 14- اکتوبر 1999ء اور گورنر کی جانب سے چیف ایگزیکٹو کی پیشگی منظوری اور اس کے بعد جاری کئے گئے احکامات کی تعمیل اور پابندی کروں گا۔

یہ کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو کہ قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

یہ کہ میں ہر حال میں کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی اطلاع نہ دوں گا نہ ہی اسے ظاہر کروں گا جو بحیثیت صوبائی وزیر میرے سامنے غور کے لئے پیش کیا جائے گا۔ یا میرے علم میں آئے گا بجز جب کہ بحیثیت صوبائی کابینہ کے رکن کے اپنے فرائض کی کماحقہ انجام دہی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

ججوں کی حلف برداری کا حکم 2000 نمبر 1 آف 2000ء:

Oath of office (judges) order, 2000 order No-1 of 2000:

بہ سلسلہ تعمیل و تائید فرمان ہنگامی حالت مجریہ 14- اکتوبر 1999ء اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 آف 1999ء معہ آئینی ترمیمات، یہ کہ آئین التوا کی حالت میں ہے۔

پاکستان کے نظم ونسق اور دیگر امور کی کارروائی کے لیے چیف ایگزیکٹو اپنے اختیارات کے تحت آئین میں مناسب ترمیم کر سکیں گے۔[1]

یہ کہ تمام عدالت ہائے جو نفاذ ہنگامی حالت کے قانون سے پہلے موجود تھیں۔ اپنے اپنے کارہائے منصبی اور عدالتی امور بعینہ اپنے عدلتی اختیارات اور دائرکار رکھنا کے مطابق جاری و ساری رکھیں گی۔ تاہم عدالتوں کو عبوری آئین کا حکم نمبر 1 ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔

عدالت عظمیٰ کے ججوں کو اپنا عدالتی نظام جاری رکھنے کیلئے اور عدالتی فرائض انجام دینے کیلئے ضروری ہے کہ وہ حسب ذیل حلف اُٹھائیں۔

ان حقائق کی موجودگی میں اول الذکر احکامات کی تعمیل و تائید کے سلسلہ میں چیف ایگزیکٹو مندرجہ حکم جاری فرماتے ہیں۔

1- مختصر عنوان اور آغاز:

(1) اس حکم کو ججوں کی حلف برداری کا حکم کہا جائے گا۔

(2) یہ فوری طور پر نافذالعمل ہوگا۔

2- وضاحت وتوضیح:

اس حکم میں ''اعلیٰ عدالت'' سے مراد عدالت عظمیٰ پاکستان' عدالت ہائے عالیہ اور وفاقی شرعی عدالت کے ہیں۔

3- ججوں کا حلف:

(1) ایسا شخص جو اس اعلان سے ماقبل کسی اعلیٰ عدالت کا جج یا چیف جسٹس تھا۔ وہ اس وقت اپنی عدالتی ذمہ داریاں جاری نہیں رکھ سکتا جب تک کہ وہ نئے شیڈول میں دی گئی عبارت کے مطابق اپنے عہدہ کا بطور جج حلف نہ اُٹھائے۔ حلف اُٹھانے کی معیاد چیف ایگزیکٹو بڑھانے کا اختیار رکھتے ہیں۔

(2) اور ایک ایسا جج جو 14- اکتوبر کے اعلان کے بعد جج مقرر کیا جائے اسے بھی نئے شیڈول میں مندرج عبارت کے مطابق حلف اُٹھانا پڑے گا۔

(3) ہر وہ جج جس نے شقات (i)' (ii) کے احکام اور اغراض کے مطابق حلف اُٹھا کر اپنے عہدہ پر فائز ہوا ہو۔ وہ 14- اکتوبر کو جاری کیے گئے نفاذ ہنگامی حالت اور عبوری آئین

1- ''گورنر چیف ایگزیکٹو کی پیشگی'' کے لفظ تبدیل ہو کر آگے بروئے صوبائی وزرا کی تعیناتی اور حلف برداری کے حکم 2001ء مجریہ 28 جون 2001ء۔

کے حکم نمبر 1 کے خلاف کوئی درخواست' رٹ یا پٹیشن کی سماعت کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(4) عدالت عظمیٰ اور فیڈرل شریعت کورٹ کے جج حلف صدر مملکت یا چیف ایگزیکٹو کے سامنے جب کہ عدالت ہائے عالیہ کے جج صاحبان گورنر یا نامزد اتھارٹی کے سامنے اپنے عہدہ کا حلف اُٹھائیں گے۔

4- چیف ایگزیکٹو مجاز ہیں کہ ان اقدامات پر پوری طرح عمل درآمدگی کیلئے اس میں مناسب تبدیلیاں لائیں لیکن ایسا اُس وقت کرنا ضروری ہوگا جب ان احکامات پر عمل درآمد کرنے میں مشکلات پیش آئیں۔

5- ججوں کے حلف اُٹھانے کا حکم نمبر 10 مجریہ 1999ء منسوخ کیا جاتا ہے۔

جدول

آرٹیکل نمبر 3- چیف جسٹس پاکستان یا چیف جسٹس عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ یا عدالت عالیہ کے جج کا حلف:

(Chief Justice of Pakistan or of a High Court or Judge of Supreme Court or of a High Court):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں' __________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

یہ کہ بطور چیف جسٹس پاکستان (یا جج عدالت عظمیٰ یا چیف جسٹس یا جج عدالت عالیہ صوبہ ________) میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری اپنی انتہائی بہترین صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ فرمان ہنگامی حالت مجریہ 14- اکتوبر 1999ء اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999 اور اس میں کی گئی ترمیمات کے مطابق سرانجام دوں گا۔

یہ کہ میں فرمان ہنگامی حالت مجریہ 14- اکتوبر 1999ء عبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999ء اور اس میں کی گئی ترامیم کے مطابق اس کی تائید و تعمیل کروں گا۔

یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز ہونے نہیں دوں گا۔

اور یہ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف اور رعایت اور بلارغبت

وعناد قانون انصاف کروں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

آرٹیکل 3-

چیف جسٹس یا جج وفاقی شرعی عدالت:

(Chief Justice or Judge of Federal Shariat Court):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ____________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں بطور چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت یا بطور جج وفاقی شرعی عدالت اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ بمطابق احکام فرمان ہنگامی حالت مجریہ 14- اکتوبر 1999ء اور عبوری آئین کے حکم 1 مجریہ 1999ء میں کئی گئی ترامیم کی روح کے مطابق سرانجام دوں گا۔

یہ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ، بلاخوف و رعایت اور بلارغبت وعناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

(اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین)

عدالت عظمیٰ کے ججوں کے پنشن کے متعلق استحقاقات

کا حکم 2000 چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 2 آف 2000 مورخہ 15- فروری 2000ء

یہ کہ عدالت عظمیٰ کے ریٹائرڈ جج صاحبان کو پنشن کے استحقاق کے علاوہ کچھ مزید سہولتیں فراہم کرنے کا حکم جاری کیا گیا ہے۔

فرمان ہنگامی حالت مجریہ چودہ(14) اکتوبر 1999ء اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 کے بعد چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان عدالت عظمیٰ کے ججوں کی پنشن کے بارے حسب ذیل

حکم بہ مسرت جاری کرتے ہیں۔

1- مختصر عنوان اور آغاز:

(1) اس حکم کو عدالت عظمیٰ کے ججوں کی پنشن کے استحقاق کا حکم 2000 کہا جائے گا۔

(2) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

2- وضاحت و توضیح:

اس حکم کے مطابق ''جج'' سے مراد عدالت عظمیٰ کا جج یا چیف جسٹس مراد ہے۔

3- دوسرے قوانین پر سبقت کا حکم:

اس آرڈر کے احکامات کا موجودہ نافذالعمل قوانین پر اثر نہ ہو گا کہ وہ پہلے سے نافذالعمل ہیں۔

4- پنشن کے استحقاق کا حق:

عدالت عظمیٰ کا وہ جج جو ججوں کے حلف کے آرڈر نمبر 1 آف 2000 آرٹیکل 3 کے تحت حلف نہیں اُٹھاتا اُس کو اپنی عدالتی ذمہ داریوں سے اس انداز میں فارغ تصور کیا جائے گا جیسا کہ وہ 65 سال کی عمر میں اپنی خدمات سے فارغ ہو رہا ہو اور پنشن کے مکمل استحقاق اور مراعات کا مستحق ہو گا۔[1]

لیکن پنشن کے متعلق اعداد شمار اور حساب اس کی اصل عمر کے حساب سے نکالا جائے گا۔[2]

عدالت عالیہ کے ججوں کی سروس بارے مفادات آرڈر نمبر 5 آف 2000

عدالت عالیہ کے وہ جج جن کی خدمات آرٹیکل 3' ججوں کا حلف' آرڈر' 2000' مورخہ 30-03-2000:

چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان نے حسب ذیل حکم بطور اطلاع عام جاری فرمایا ہے۔

1: سی۔ای آرڈر نمبر 4 آف 2000 مورخہ 30-03-2000 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

2- سی۔ای آرڈر نمبر 4 آف 2000 مورخہ 30-03-2000 کے ذریعہ متعارف ہو۔

8- کونسل میں دئے گئے مشوروں اور کئے گئے فیصلوں پر صدر عمل درآمد کرانے کیلئے اور اسے موثر بنانے کیلئے فوری اقدام کریں گے۔

9- ایسا رُکن جو پاکستان کی سرکاری ملازمت میں نہ ہو تو ہو شیڈول میں مندرج عبارت میں صدر کے سامنے حلف اُٹھائے گا۔

10- صدر اپنے کارہائے منصبی کی بجاآوری کی خاطر اور فرائض کی ادائیگی کیلئے اپنی صوابدید کے مطابق اپنے اختیارات بروئے کار لائیں گے۔

11- قومی سلامتی کونسل کی تقرری، تشکیل اور حلف نامہ مجریہ 1999 آرڈر نمبر 6 آف 1999 آج سے منسوخ کر دیا گیا ہے۔

شیڈول:

آرٹیکل نمبر 9 ملاحظہ کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ____________ صدق دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔

یہ کہ بحیثیت رکن قومی سلامتی کونسل میں اپنے فرائض اور کار ہائے منصبی کی بجاآوری اپنی انتہائی صلاحیتوں اور وفاداری کے ساتھ قانون کے مطابق اور پاکستان کی سالمیت، یکجہتی، خودمختاری، بہبود اور خوشحالی کیلئے عمل لاؤں گا۔

یہ کہ میں فرمان ہنگامی حالت کا نفاذ 14- اکتوبر 1999ء اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999 جاری کردہ چیئرمین جوائنٹ چیفس آف کمیٹی، چیف آف آرمی سٹاف اور چیف ایگزیکٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان اور اس کے بعد میں جاری کردہ احکام کی تائید و تعمیل کروں گا۔

یہ کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کیلئے کوشاں رہوں گا جو کہ قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز ہونے نہیں دوں گا۔

یہ کہ میں ہر حال میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلاخوف و رعایت اور بلارغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کروں گا۔

سیاسی پارٹیوں کے بارے آرڈر 2002
چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 18 مجریہ 2002
The Political parties order, 2002, Chief Executive order No-18 of 2002

جیسا کہ دستور میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ وفاقی جمہوری نظام کی ترویج اور زیر عمل لانا ضروری ہے۔

اور یہ کہ سیاسی جماعتیں دستوری وفاقی جمہوریت کی آبیاری، ترویج کیلئے محوری کردار ادا کرتی ہیں۔

اور یہ کہ سیاسی جماعتیں جمہوریت کے عمل او رجمہوری حکومت کی آشنائی کیلئے اور جمہوریت کو قائم کرنے کیلئے فعال کردار ادا کرتی ہیں۔

اور یہ کہ سیاسی جماعتوں کے ڈھانچہ بنانے اور تشکیل کرنے کیلئے قانونی ضابطوں کی ضرورت ہے۔

اور یہ کہ اب ضروری ہوگیا ہے کہ سیاسی جماعتوں کے قوانین اور ضابطوں کا اعادہ کیا جائے اور ان کے تمام تر معاملات جو ان سے متعلق ہیں اُن پر بھی اعادہ کی ضرورت ہے۔

اور یہ کہ چیف ایگزیکٹو موجودہ حالت میں مطمئن ہیں کہ اس معاملہ میں فوری لائحہ عمل کیا جانا چاہئے۔

سلسلہ تائید تعمیل فرمان ہنگامی حالت مجریہ 14- اکتوبر 1999ء اور آئین کے عبوری حکم نمبر 1 کے تحت حاصل شدہ تمام اختیارات کے ساتھ میں چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان بخوشی حسب ذیل حکم جاری کرتا ہوں۔

باب اوّل

سیاسی جماعتوں کا حکم 2002ء
ابتدائیہ

1- مختصر عنوان، آغاز اور حدود:

(1) اس حکم کو سیاسی جماعتوں کا حکم 2002 کہا جائے گا۔

(2) یہ پورے پاکستان میں نافذالعمل ہوگا۔

(3) یہ فوری طور پر اطلاق پذیر ہوگا۔

2- تعریفات:

اس حکم میں جب تک کوئی امر مانع نہ ہو۔

(الف) ''چیف الیکشن کمشنر'' سے مراد پاکستان کا چیف الیکشن کمشنر ہے۔

(ب) ''الیکشن کمیشن'' سے مراد پاکستان الیکشن کمیشن ہے۔

(ج) بیرونی ممالک سے امداد یافتہ جماعتوں'' وہ سیاسی جماعت ہے جو

(I) جو کسی غیر ملکی حکومت' غیر ملکی سیاسی پارٹی کے اُکسانے یا اشارے پر عمل میں آئی ہے۔

(II) اور اس کا الحاق کسی غیر ملکی حکومت' تنظیم یا جماعت سے ہے۔

(III) اور یہ غیر ملکی حکومتوں' تنظیموں' سیاسی جماعتوں سے امداد رقوم اور وہاں کے باشندوں سے فنڈز (مالیات) حاصل کرتے ہیں۔

(د) ''سیاسی جماعت'' سے مراد شہریوں کا ایک ایسا گروہ جماعت یا اجتماعی حیثیت ہے جو اس نظریہ سے عمل میں آئی ہو کہ وہ اپنے مشین اور سیاسی پروگرام کی تشہیر اور افادیت سے انتخاب میں شمولیت کر کے قانون سازی کیلئے اپنا کردار ادا کرے۔

(ر) ''مجوزہ'' سے مراد وہ ضابطے اور کلیے ہیں جو اس حکم کے تابع ہیں۔

باب دوئم

سیاسی جماعتوں کا ڈھانچہ

Formation of Political Parties

3- سیاسی جماعتوں کا ڈھانچہ (تشکیل) وغیرہ:-

(1) اس حکم کے احکام کے تابع شہریوں کی انفرادی اور اجتماعی طور پر قانون کے مطابق کوئی بھی تنظیم، جماعت، ایسوسی ایشن یا سیاسی جماعت کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔

(2) جہاں بھی ضرورت پڑے ہر سیاسی جماعت کی اپنی پہچان، شناخت اور اس کا قومی، صوبائی اور مقامی سطح پر وجود اور ڈھانچہ قائم ہوتا ہو۔

(3) یہ سیاسی جماعت کا ایک منفرد خاص نام ہو گا۔

(4) کسی امر کے تابع ذیلی دفعہ (1) کوئی بھی سیاسی جماعت:

(الف) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے متعلق تعصبانہ رائے، رویے کی تشہیر نہیں کرے گی جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں واضح ہے۔

(ب) یہ کہ پاکستان کی سالمیت، استحکام اور یکجہتی کے خلاف یا دہشت گردی میں ملوث نہ ہو گی۔

(ج) فرقہ واریت، علاقائی اور صوبائی تعصب، دشمنی و عداوت کا خاتمہ کرے گی۔

(د) جنگجو طرز گروپ بندی اور رہنماؤں کے ذریعہ پاک افواج کو زیر بحث لانا۔

(ر) اپنی پارٹی کے ارکان کو ملٹری تربیت دینا یا دوسرے افراد کو ملٹری کی تربیت دینے سے احتراز۔

(ش) بیرونی مالی امداد یا مدد کا کوئی اور بیرونی ذریعہ استعمال کرنے سے گریز۔

4- سیاسی جماعتوں کا دستور:

ہر سیاسی جماعت بشمول اُس سیاسی پارٹی کے جو پہلے سے موجود ہے، ایک دستور تشکیل دے گی جس میں اپنا نام بھی تجویز کرے گی اور:-

(الف) اپنی جماعت کے اغراض و مقاصد

(ب) وفاقی، صوبائی اور مقامی سطح پر تنظیمی ڈھانچہ

(ج) پارٹی رکنیت کا معیار
(د) رُکنیت فیس جوممبران نے ادا کرنی ہے
(ر) پارٹی لیڈر کے عہدہ کی معیاد اور استعداد اسی طرح سے دیگر رہنماؤں کی بھی
(س) پارٹی فنڈ کے حصول کیلئے رسید
(ش) طریق کار
(i) وفاقی، صوبائی اور مقامی سطحوں پر پارٹی کے عہدیداران کے انتخابات
(ii) چناؤ یا نامزدگی جماعتی امیدواران برائے انتخاب اور قانون سازی کا شعبہ
(iii) جماعت سے ممبران کا اخراج، معطلی وغیرہ پارٹی میں موجود ممبران کے درمیان جھگڑوں کا تصفیہ۔
(iv) پارٹی کے دستور میں ترمیم کرنے کا طریقہ اور ذریعہ
-2 ہر جماعت اپنے دستور کی ایک نقل الیکشن کمیشن کو فراہم کرے گی۔
-3 پارٹی میں دستور کے اندر کسی ترمیم بارے الیکشن کمیشن کو فوراً مطلع کیا جائے گا۔ کمیشن ہر سیاسی جماعت کے دستور کا باقاعدہ اور تازہ دستور اصلی حالت میں قائم رکھے گا۔

5- سیاسی جماعتوں کی رُکنیت سازی:

ہر وہ شہری جو پاکستان کی سرکاری ملازمت میں نہ ہو کو حق حاصل ہے کہ وہ کوئی سیاسی جماعت تشکیل کرے یا کسی سیاسی جماعت کی رُکنیت حاصل کرے اس طرح سے وہ بطور عہدیدار سیاسی سرگرمیوں میں اپنا کردار ادا کر سکے گا:

شرط یہ ہے کہ ایسے شخص کو جو تعلیمی، اخلاقی اور قانونی طور پر آئین کے آرٹیکل 63 کے مطابق مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا نافذالعمل قانون کے مطابق انتخاب میں حصہ نہ لے سکتا ہو۔[1] پارٹی کے عہدیدار کے لئے بھی اہل نہ ہوگا۔

بی۔اے کی تعلیمی شرط برائے رکنیت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا اطلاق پارٹی رکنیت کیلئے ضروری ہوگا۔[2]

(2) جب کوئی شخص کسی سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار کرے تو پارٹی کی طرف سے اسے باضابطہ شناختی کارڈ دستاویز بطور رکنیت وغیرہ جاری کی جائے گی۔
(3) کوئی بھی شخص ایک وقت میں دو مختلف سیاسی جماعتوں کی رکنیت حاصل نہیں کر سکے گا۔

-1 چیف ایگزیکٹو کے آرڈر نمبر 20 آف 2000 کے ذریعہ متعارف ہوا۔
-2 چیف ایگزیکٹو کے آرڈر نمبر 20 آف 2000 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

(4) کوئی بھی رکن اپنی سیاسی جماعت کے ریکارڈ وغیرہ دیکھنے کا مجاز ہوگا۔

6- رکنیت فیس اور چندہ:

(1) پارٹی کا کوئی بھی ممبر باقاعدگی سے رکنیت فیس کی ادائیگی کرے گا اور اپنے ایما پر پارٹی کی بقاء کی خاطر اپنے فیس مزید اضافی رقم بطور چندہ جمع کرائے گا۔

(2) ممبران کی طرف سے ادا کئے جانے والی رقوم کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے گا۔

(3) کسی غیر ملکی حکومت، کثیر الاقومی باہمی طور پر متحدہ ادارے/کمپنیز یا کسی پرائیویٹ کمپنی، فرم، تجارتی یا پیشہ وار اداروں سے براست یا بالواسطہ کسی بھی قسم کے امدادی چندہ لینا منع ہے تاہم سیاسی جماعتیں انفرادی طور پر مخصوص افراد سے چندہ اور عطیات حاصل کرسکتی ہیں۔

(4) ایسا چندہ یا عطیہ جو اس حکم کی منشاً کے خلاف ہے وہ حکم میں مندرج تشریح کے مطابق بحق سرکار ضبط کر لیا جائیگا۔

وضاحت (Explanation):

اس دفعہ کے مقاصد میں ''چندہ یا عطیہ'' میں ایسا چندہ (حصہ) اور عطیہ بھی شامل ہے جو نقدی اور قسم، سٹاک، مہمان نوازی کسی کو سہولتیں باہم پہچانا، ٹرانسپورٹ (نقل و حمل) ایندھن وغیرہ کی صورت اور اسی قسم کی مزید سہولتیں ہیں۔

7- کسی رکن کی معطلی یا جماعت سے اخراج:

(Supension or expulsion of member):

جماعت کے آئین میں دئے گئے طریق کار اور ضابطوں کے مطابق کسی ممبر کو جماعت کی رکنیت سے معطل یا اسکا پارٹی سے اخراج کیا جاسکتا ہے شرط یہ ہے کہ ایسا کرنے سے پہلے (پارٹی سے معطل یا خارج کرنے سے پہلے) متعلقہ ممبر کو اس پر لگائے گئے الزام کی بابت اسے اپنے حق میں دلائل اور صفائی دینے کا موقعہ فراہم کیا جانا چاہے اور پھر مناسب شنوائی کے بعد فیصلہ جاری کیا جانا چاہے۔

8- انتخابی عہدوں کے لئے چناؤ:

(Selection for elective offices):

سیاسی جماعتیں انتخابی عہدوں بشمول شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلی کی رکنیت بارے شفاف

طریقہ سے جموری انداز میں چناؤ کریں گی۔

9- منتخب سرکاری عہدوں کے حامل ارکان کیلئے جماعتی عہدے رکھنے کی ممانعت ہے:

(Holders of eleced pubbic offices prohibited to hold party offices):

کوئی منتخب رکن اگر کسی سرکاری عہدہ پر فائز ہوجائے تو اسکا جماعتی عہدہ ختم ہوجائیگا یا اور اگر ایسا رکن جسکے پاس تعیناتی سے پہلے ہی کوئی سرکاری عہدہ ہو تو وہ سرکاری عہدہ کے تقرر کے بعد فوراً جماعتی عہدہ سے دستبردار ہو جائیگا۔

وضاحت(Explanation):

اس دفعہ کی وضاحت کی منشاٴ کے مطابق منتخب سرکاری عہدہ سے مراد صدر پاکستان ،وزیراعظم ،گورنر، صوبائی وزیراعلےٰ ، چیرمین سینٹ ڈپٹی چیرمین سینٹ ،صوبائی وزیر،مشیر،خصوصی معاون برائے وزیراعظم یا صوبائی وزیر اعلےٰ یا دوسرے دیگر عہدے جن کی وفاقی حکومت منظوری دیدے۔

10- سیاسی جماعتوں کی کارگزاری اور فرائض:

(Functioning of political parties):

(1) ہر سیاسی جماعت کی ایک منتخب جنرل کونسل وفاقی سطح ،صوبائی سطح اور مقامی سطح پر قائم ہوگی۔ان کے امور مضی جہاں بھی وابستہ ہوں یہ کونسل عہدہ براہوگی اور انکو جیسے مناسب ہو نام دئے جاسکیں گے۔

(2) ہر سیاسی جماعت سال میں کم ازکم ایک مرتبہ ، وفاقی ،صوبائی اور مقامی سطح پر اپنے جنرل اجلاس طلب کرے گی۔جہاں جسطرح ضرورت پڑے جماعت کے ارکان یا وفود کوشرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

(3) سیاسی جماعت کا کوئی رکن یا ارکان کا کوئی گروپ کسی دوسرے ممبر کو بطور مندوب تحریری طور پر اظہار رائے یا نمائیندگی کیلئے پیش کرسکتا ہے۔

11- سیاسی جماعتوں کے اپنے انتخابات:

(Elections within a political party):

(1) سیاسی جماعت کا سربراہ اور دیگر عہدیداران اپنی جماعت کے منشور اور آئین کے

(1) سیاسی۔ ان۔ نمبر 20 مجریہ 22-7-2002 کی رؤ سے متعارف ہوا۔

مطابق معینہ مدت پر وفاقی، صوبائی اور مقامی سطح پر شفاف اور جمہوری طرز پر انتخاب کرائیں گے۔

شرط یہ ہے کہ ہر دو انتخابات میں 4 سال کے عرصہ کا وقفہ ہونا چاہئے۔

(2) سیاسی جماعت کا ہر رکن اپنی پارٹی کے آئین اور منشور کے مطابق ہر عہدہ کیلئے بشمول (سربراہ جماعت) انتخاب میں حصہ لینے کا مجاز ہے۔

(3) سیاسی جماعت کے تمام تر ارکان وفاقی ،صوبائی اور مقامی سطح پر جماعت کے جنرل کونسل کے انتخاب کیلئے ایک انتخابی ادارہ تشکیل دیں گے۔ یہ تشکیل ہر سہ سطحوں پر ہوگی۔

12- سیاسی جماعتوں کی طرف سے تصدیق نامہ:

(Certification by the political party):

(1) ہر سیاسی جماعت کا رہنما (سربراہ) اپنی سیاسی جماعت کے انتخاب منعقد کرانے بعد 7 دن کے اندر اندر ایک تحریری اطلاع بطور سرٹیفکیٹ اپنے دستخط کر کے الیکشن کمیشن کو ارسال کرے گا اور آگاہ کریگا کہ پارٹی الیکشن پارٹی کے منشور آئین کے مطابق عمل میں لائے گئے ہیں اور اب اسی حکم کے تحت پارٹی کے سربراہ اور دیگر عہدیداران کا وفاقی سطح ،صوبائی سطح اور مقامی سطح پر عہدوں کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔

(2) سرٹیفکیٹ بمطابق شق (1) حسب ذیل ہوگا۔

(a) پارٹی کے گزشتہ انتخاب کرائے جانے کی تاریخ

(b) وفاقی سطح ،صوبائی سطح اور مقامی سطح پر چنے گئے سربراہ ،اور دیگر عہدیداران کے نام۔

(c) انتخاب کے نتائج ،جو ورٹ استعمال ہوئے ان کی تعداد اور ہر ایک عہدیدار نے جو ووٹس حاصل کئے ان کی تعداد اور

(d) الیکشن کے انتخاب نوٹیفکیشن کے اعلان کی نقل۔

(3) شق (2) کے مطابق الیکشن کمیشن،سیاسی پارٹی کے الیکشن کے نتائج بشمول تفصیل بابت عہدیداران بطور اطلاع عام اشاعت کردے گا۔

13- پارٹی کے فنڈز کے وسائل بارے اطلاع:

(Information about the sources of party's fund):

(1) ہر سیاسی جماعت الیکشن کمیشن کے مجوزہ فارم میں ہر مالی سال کے اختتام کے دو ماہ بعد

کے عرصہ میں سال بھر کی جامع رپورٹ بابت اکاؤنٹس جن کی پڑتال کسی مستند چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ نے کی ہو الیکشن کمیشن کو پیش کرے گی جسمیں حسب ذیل کی تفصیل ہوگی۔

(a) سالانہ آمدنی اور خرچ۔

(b) فنڈز حاصل کرنے کے وسائل۔

(c) سرمایہ/اثاثہ اور ضروریات اور خرچ۔

(2) شق (1) کے مطابق ایک سٹیمنٹ ہمراہ ایک سرٹیفکیٹ جس پر پارٹی سربراہ کے دستخط ہوں مندرجہ ذیل کے بارے پیش کی جائے گی۔

(a) کسی بھی ممنوع ذریعہ یا ذرائع کے ذریعہ پارٹی نے کوئی فنڈ حاصل نہیں کیا۔

(b) اس رپورٹ سٹیمنٹ میں پارٹی کی درست اور صحیح مالی حیثیت ظاہر ہونا چاہئے

14- پارٹی کی انتخابی نشان حاصل کرنے کی موزونیت:

(Eligibility of party to obtain election symbol):

(1) قطع نظر آئین اور قانون رائج الوقت ،کوئی بھی سیاسی جماعت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کیلئے شق(12) ،(13) کے مطابق تصدیق نامہ (سرٹیفکیٹس)پیش کرنے کے بعد انتخابی نشان لینے کی اہل اور مجاز ہے۔

تاہم اگر پارٹی اور کسی جماعت کی معاونت سے الیکشن میں حصہ لے تو ان جماعتوں کو ایک ہی مشترکہ انتخابی نشان ملے گا اور ہر جماعت کو ایسا اشتراک کرنے کے بارے شق(12) ،(13) کے مطابق سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہونگے۔

(2) جب کوئی سیاسی جماعت یا سیاسی جماعتوں کا اشتراک باہمی ،اجتماعی طور پر یا الگ آرٹیکل 12 ،13 کی تشریحات کی خلاف ورزی کرے یا کریں تو انکو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)یا صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کے لئے جیسی بھی صورت ہو انتخابی نشان جاری نہیں کیا جائے گا۔

باب سوئم

15- سیاسی جماعتوں کی تحلیل برخاستگی:

(Dissolution of political parties):

(1) جب وفاقی حکومت کو کسی سیاسی پارٹی بارے یہ اطمینان اور تسلی ہو جائے کہ پارٹی متعلقہ غیر ملکی امداد یافتہ ہے اور یہ اسی لئے عمل میں لائی گئی ہے کہ پاکستان کی یک جہتی سالمیت اور اقتدار اعلیٰ کو نقصان پہنچائے یا یہ کہ یہ دہشت گردی میں ملوث ہے تو وفاقی حکومت ایسی پارٹی کے تحلیل کئے جانے کا سرکاری نوٹیفکیشن جاری کر دیتی ہے۔

(2) شق (1) کے مطابق جاری کئے گئے سرکاری نوٹیفکیشن کے اجرا کے 15 دن کے اندر حکومت یہ معاملہ عدالت عظمیٰ میں پیش کردے گی اس سلسلہ میں عدالت عظمیٰ کا فیصلہ قطعی ہو گا۔

(3) اگر عدالت عظمیٰ شق (1) کے حکومتی فیصلہ کو برقرار رکھے تو یہ پارٹی فوری طور پر تحلیل ہو جائے گی/ختم ہو جائیگی۔

16- سیاسی جماعت کے تحلیل ہونے کے اثرات:

(Effects of Dissolution of political party):

جب کوئی سیاسی جماعت آرٹیکل (15) کے مطابق ختم ہو جاتی ہے تو اس جماعت کا اگر کوئی رکن (مجلس شوریٰ) پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کا منتخب رکن ہے تو وہ اسمبلی کی باقی ماندہ معیاد کیلیئے نااہل تصور کیا جائیگا یعنی اسکی اسمبلی کی رکنیت باقی ماندہ معیاد کیلیئے ختم ہو جائے گی اور اگر اس ممبر نے عدالت عظمیٰ کے فیصلہ سے پہلے جماعت سے اعلحدگی ہونے کا اعلان کر دیا ہو اور اپنی رکنیت سے اپنی جماعت میں استعفیٰ پیش کر دیا ہو تو اسکی اسمبلی کی رکنیت برقرار رہتی ہے۔

(2) اگر کوئی شخص شق (1) کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صوبائی اسمبلی کی رکنیت کا نااہل ہو جائے تو وہ ممبر اسمبلی کی معیاد کے دوران (4 سال) یا اختتام تک مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) صوبائی اسمبلی کی رکنیت جیسی بھی صورت ہو کا اہل نہ ہو گا۔

(3) کسی سیاسی جماعت کے ارکان جن کو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) صوبائی اسمبلی کی رکنیت جیسی بھی صورت ہو کا نااہل قرار دے دیا جائے تو اس امر کا نوٹیفکیشن تحلیل کا اعلان سرکاری گزٹ کے ذریعہ کیا جائیگا۔

باب چہارم

متفرق

MISCELLANEOUS

17- عام انتخابات 2002 کے سلسلہ میں سیاسی جماعتوں کے اپنے جماعتی انتخاب:
(Intra party elections for General Elections 2002):

(1) ہر وہ سیاسی جماعت جو عام انتخابات 2000 میں حصہ لینے کی خواہشمند ہے اسے 15 - اگست 2002 تک اپنے جماعتی آئین کے مطابق اپنی جماعت کے انتخابات کرانے ضروری ہونگے اور ان انتخابات کے نتائج کا سرٹیفکیٹ آرٹیکل 12 کے مطابق الیکشن کمیشن کو ارسال کیا جائے۔

(2) ایسی سیاسی جماعت جس نے اس سے پہلے ہی اپنے جماعتی انتخابات آرٹیکل 11 کی منشاء کے مطابق مکمل کر لئے ہوں وہ جماعت آرٹیکل 12 کی منشاء کے مطابق انتخابات کا تصدیق نامہ (سرٹیفکیٹ) الیکشن کمیشن کو ارسال کردیگی۔

(3) ایسی سیاسی جماعت جوشق (1) ،(2) کے احکامات پر عمل نہ کرے اس جماعت کو عام انتخابات 2002 کیلئے انتخابی نشان نہیں دیا جائے گا۔

18- سیاسی جماعتوں کا ضابطہ کار:
(Code of conduct of politcal parties):

الیکشن کمیشن سیاسی جماعتوں کی مشاورت سے سیاسی جماعتوں کیلئے ایک ضابطہ کار تیار کر کے شائع کرے گا۔

19- ضابطے (Rules):

الیکشن کمیشن صدر کی [7]منظوری سے اس حکم کے مقاصد کی تکمیل کیلئے ضابطے بنائے گا۔

20- تنسیخ (Repeal):

سیاسی جماعتوں کا ایکٹ 1962 (III آف 1962) فوری طور پر منسوخ کردیا گیا۔

---

(7) سی ای او نمبر 20 آف 2002 مجریہ 22-7-2002 کی رو سے تبدیل ہوا۔

سیاسی جماعتوں کے ضابطے 2002

(The Political Parties Rules'2002):

ایس - آر - او 456(1) 2002 مورخہ 23 جولائی 2002 بمطابق اختیارات حاصل شدہ بذریعہ آرٹیکل 19 سیاسی جماعتوں کا حکم 2002 ، چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 18 آف 2002 الیکشن کمیشن صدر مملکت کی منظوری سے بخوشی مندرجہ ذیل ضابطے مرتب کرتی ہے۔

1- مختصر عنوان اور آغاز (Short title and commencement):

(1) ان ضابطوں کو سیاسی جماعتوں کے ضابطے 2002 کہا جائیگا۔

(2) یہ فوری نافذ العمل ہونگے۔

2- تعریفات (Definitios):

ان ضابطوں میں جب تک کوئی خلاف سیاق و سباق نہ ہو۔

(a) آرٹیکل سے مراد اس حکم کا آرٹیکل ہے۔

(b) فارم سے مراد ان ضابطوں کے متعلق مجوزہ فارم ہے۔

(c) آرڈر سے مراد سیاسی جماعتوں کا حکم 2002 چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 18 آف 2002 ہے اور۔

(d)(1) سربراہ جماعت سے مراد سیاسی جماعت کا اسکے آئین کے مطابق منتخب شدہ سربراہ (leader) ہے جو اس حکم کی تصریحات کے مطابق دیا گیا ہو اور جسکو (عہدہ) کوئی بھی نام دے دیا جائے۔

(2) الفاظ اور اظہار بیان جو استعمال کئے گئے ،لیکن ان کی تصریحات کی تعریف نہیں کی گئی ان کے معنی وہ ہی ہونگے جو اس حکم میں واضح کردئے گئے ہیں۔

3- سیاسی جماعتیں اپنے آئین کی طبع شدہ نقول مہیا کریں گی:

(Political parties to provide printed copy of constitution):

(a) اسکی تشکیل کے 10 دن کے اندر اندر۔

(b) سرکاری گزٹ میں ضابطوں کی طباعت کے بعد 10 دن کے اندر یا پہلے اگر یہ موجود ہوں مزید برآں ہر سیاسی جماعت اپنے آئین کی ایک طبع شدہ نقل ہمراہ سرٹیفکیٹ جس پر جماعت کے سربراہ کے دستخط ہوں اور اس تصدیق کے ساتھ پارٹی کا آئین اس حکم کی تائید کے مطابق ہے الیکشن کمیشن کو ارسال کرنے کی پابند ہے۔

4- حساب کتاب کی رپورٹ (سٹیٹمنٹ) کا پیش کرنا:

(Submission of statement of Accounts):

ہر سیاسی جماعت فارم I کی توضیحات کے مطابق اپنے اکاؤنٹس قائم اور جاری رہے گی اس میں آمدنی کے جملہ وسائل ،فنڈز کے دیگر ذرائع اثاثہ جات اور لین دین،اخراجات کی پوری تفصیل عیاں ہوگی۔اور ہر مالی سال کے اختتام (جولائی تا جون) کے60 دن کے اندر اندر اپنے حساب کی ایک جامع سٹیٹمنٹ جسکو کسی چارٹرڈ اکاؤنٹ نے جانچ پڑتال (audit) کی ہو اسکی باقاعدہ طور پر جماعت کے سربراہ نے یہ بھی تصدیق کی ہوکہ جماعت نے اس حکم کے مطابق کسی بھی ممنوع ذریعہ،ذرائع سے کوئی فنڈ حاصل نہیں کیا ہے یہ کہ پارٹی کے تمام حسابات انتہائی درست اورصحیح ہیں کی تصدیق نامہ بھی ہمراہ الیکشن کمیشن کو ارسال کیا جائیگا۔

5- جماعت کے اندرونی معاملات کیلئے مالی لین دین کی کاروائی:

(Financial Transations within a party):

ضابطہ 4 کے تحت بھیجے جانے والی حساب کتاب کی سٹیٹمنٹ (Accounts statement) میں جماعت میں کی گئی لین دین کی پوری تفصیل عیاں کی جائیگی۔

6- ممنوع فنڈز کی ضبطگی(Confiscation of probibited funds):

جب الیکشن کمیشن یہ فیصلہ کر لے کہ چندہ (امدادی رقم)اور عطیات جو بھی صورت ہو آرٹیکل 6 کی شق (3) کے مطابق سیاسی پارٹی نے ممنوع طریقے سے حاصل کئے ہیں تو الیکشن کمیشن متعلقہ سیاسی جماعت کو نوٹس دیکر الزام کی بابت انہیں پیش ہو کر صفائی کا موقعہ فراہم کریگا اور الزام ثابت ہونے پر کمیشن حکم جاری کردے گا کہ ممنوع امدادی رقم اور عطیات بحق سرکار ضبط کر لئے گئے ہیں اور ان کو مندرجہ ذیل خزانہ،ذیلی خزانہ میں مندرجہ ذیل ہیڈ اکاؤنٹ میں جمع کرادئے جائیں۔

"3000000-Deposits and Reserves-B Not Bearing interest 3500000-Departmental and Judical Deposits-3501000-Civil Deposits -3501010- Deposits in Connection will Election"

7- اپنی سیاسی جماعت کے انتخاب کے بارے الیکشن کمیشن کو سرٹیفکیٹ پیش کرنا:

(Submission of cerificate to the Election Commission regarding intra-party Elections):

(1) ہر سیاسی پارٹی کا سربراہ اپنی پارٹی کے انتخابات کے انعقاد کے بعد سات دن کے اندر فارم II پر مخصوص اندراجات کرکے وضاحت کے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ (تصدیق نامہ) پر تصدیق کرکے کہ جماعت کے الیکشن جماعت کے آئین کے مطابق اور جاری شدہ حکم کی توضیحات کی منشاٗ کے مطابق منعقد کرائے گئے ہیں۔

(2) الیکشن کمیشن اپنے اطمینان کے بعد کہ سیاسی جماعت کا پیش کردہ سرٹیفکیٹ اس حکم کے آرٹیکل 11، 12 کی تمام ضروریات کی تکمیل کرتا ہے تو الیکشن کمیشن متذکرہ سرٹیفکیٹ معہ تفصیلات الیکشن کمیشن سرکاری گزٹ میں شائع کردے گا۔

8- آنے والے عام انتخابات 2000 کے سلسلہ میں سیاسی جماعتوں کے انتخابات کا انعقاد:

(Intra-party Elections for the forthcoming General Elections 2002):

ہر سیاسی جماعت جو عام انتخابات 2002 میں حصہ لینے کی خواہشمند ہو وہ اپنی سیاسی جماعت کے انتخابات 5 اگست 2002 تک مکمل کر کے ایک تصدیق نامہ (سرٹیفکیٹ) مجوزہ فارم کے ذریعہ کہ انتخابات جماعتی آئین اور جاری شدہ اس حکم کی منشاٗ کے مطابق منعقد کئے گئے ہیں۔الیکشن کمیشن کو ارسال کیا جائیگا۔

9- سیاسی جماعت کے انتخابات جو اس حکم کے آغاز سے پہلے ہو گئے ہوں:

(Intra party Electoins held before commencement of the order):

ایسی سیاسی جماعت جنکے انتخابات اس حکم کے آغاز سے پہلے ہی تکمیل پا چکے ہوں وہ ان ضابطوں کی اشاعت بذریعہ سرکاری نوٹیفکیشن کے بعد سات دن کے اندر مجوزہ فارم IV کے مطابق ایک تصدیق نامہ الیکشن کمیشن کو پیش کرے گی جسمیں باور کرایا جائیگا کہ جماعت کے انتخابات حتی المقدور آرٹیکل 11 کی منشاٗ کے مطابق کرائے گئے ہیں۔

10-سیاسی جماعتوں کے آئین کی چھان بین/جانچ پڑتال اور اسکی اطلاع وغیرہ:

(Scrutiny of political partei's constitution and information etc):

جب الیکشن کمیشن یہ محسوس کرے کہ سیاسی جماعت نے آئین کے متعلق دوسری دستاویزات اور متعلقہ اطلاعات وغیرہ اس حکم کی تکمیل اور ضرورت کے مطابق پیش نہیں کی ہیں۔تو الیکشن کمیشن ایسی صورت میں یہ آئینی دستاویزات اور کاغذات متعلقہ سیاسی جماعت کو اس ہدایت کے ساتھ واپس بھیج دیگا کہ ان کاغذات اور آئینی مسودے کو اس حکم کی تشریحات کے مطابق مکمل کر کے دوبارہ الیکشن کمیشن میں پیش کیا جائے۔

11- دستاویزات پیش کرنے کا طریقہ:

(Mode of submission of document):

آئین سرٹیفکیٹس،دستاویزات وغیرہ جو اس حکم کی منشاء کے مطابق پیش کئے جاتے ہیں وہ سیاسی جماعت کا سربراہ جماعت کے کسی ایسے عہدیدار کے ذریعہ جسکو یہ اختیار دیا گیا ہو کی وساطت سے الیکشن کمیشن کو پیش کرے گا۔یہ دستاویزات ،ڈاک ،کوریئر فیکس وغیرہ کے ذریعہ الیکشن کمیشن وصول نہیں کرے گا۔

12- عمومی طور پر (General):

الیکشن کمیشن وقتاً فوقتاً ایسی توضیحات جاری کر سکے گا جو اس حکم کی منشاء کے لئے ضروری ہوں۔

13- تنسیخ (Repeal):

سیاسی جماعتوں کے ضابطے 1986 (Political parteis Rules'1986) منسوخ کئے جاتے ہیں۔

FORM I

Statement of accounts in respect of ______________________ (name of political party)

Financial year ______________

Sl. No.	Opening balance Funds/ amounts in balance at the commencement of financial year (July-June)	Total income/receipts for the year	Total expenses for the year	Net Balance on the close of year	Sources of funds with details	*Total value of assets on the close of year	*Total liabilities on the close of year	Name of Bankers	Remarks/ additional information if so desired
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10

It is certified that:-

(i) no funds from any source prohibited under the Political Parties Order, 2002 were received by the party;

(ii) statement contains an accurate financial position; and

(iii) the information is correct to the best of my knowledge and belief.

*Details/documents be annexed. Name, signature and seal of the Party Leader.

FORM-II

[See rule 7(1)]

CERTIFICATE REGARDING INTRA-PARTY ELECTIONS

I, ______________________ Party Leader (specify designation)
(Name)

______________________ do hereby certify that the intra-party
(Name of the political party)

elections have been held in accordance with the constitution of the party and the Political Parties Order, 2002 (CE's Order No. 18 of 2002) and furnish the following information and documents annexed hereto in respect of ---

(i) the date of the last intra-party elections:

(ii) the names, designations and addresses of the Party Leader and all other office-bearers elected at the Federal, Provincial and local levels, wherever applicable;

(iii) the election results, including the total number of votes cast and the number of votes secured by each contestant for all of its party offices; and

(iv). copy of the party's notification declaring the results of the election.

2. It is hereby certified that the information furnished alongwith this certificate is correct and nothing has been concealed thereform.

Name, Signature and seal of the Party Leader ....

Dated: ....

❖❖❖❖❖

FORM-III

[See rule 8]

CERTIFICATE REGARDING INTRA-PARTY ELECTIONS FOR GENERAL ELECTIONS, 2002

I, ______________________ Party Leader (specify designation)

(Name)

______________________ do hereby certify that the said political

(Name of the political party)

party is desirous of taking part in General Elections, 2002 and further certify that intra-party elections have been held by or before the 5th of August, 2002, in accordance with the constitution of the Party and the Political Parties Order, 2002 (CE's Order No. 18 of 2002) and furnish the following information and documents annexed hereto in respect of---

(i) the date of the last intra-party elections;

(ii) the names, designations and addresses of the Party Leader and all other office-bearers elected at the Federal, Provincial and local levels, wherever applicable;

(iii) the election results, including the total number of votes cast and the number of votes secured by each contestant for all of its party offices; and

(iv) copy of the party's notification declaring the results of the election.

2. It is hereby certified that the information furnished alongwith this certificate is correct and nothing has been concealed thereform.

Name, Signature and seal of the Party Leader ....

Dated: ....

FORM-IV

[See rule 9]

CERTIFICATE REGARDING INTRA-PARTY ELECTIONS FOR GENERAL ELECTIONS, 2002

I, ______________________ Party Leader (specify designation)
(Name)

______________________ do hereby certify that the intra-party
(Name of the political party)

elections in the aforesaid party have been held, before the commencement of the Political Parties Order, 2002 (CE's Order No. 18 of 2002), as far as possible, in accordance with requirements of Article 11 of the Order and the party constitution and furnish the following information and documents annexed hereto in respect of:--

(i) the date of the last intra-party elections:

(ii) the names, designations and addresses of the Party Leader and all other office-bearers elected at the Federal, Provincial and local levels, wherever applicable;

(iii) the election results, including the total number of votes cast and the number of votes secured by each contestant for all of its party offices; and

(iv) copy of the party's notification declaring the results of the election.

2. It is hereby certified that the information furnished alongwith this certificate is correct and nothing has been concealed thereform.

Name, Signature and seal of the Party Leader ....

Dated: ....

قومی سلامتی کونسل ایکٹ 2004

(ایکٹ I آف 2004)

20۔اپریل 2004

National Security Council Act 2004

20th April, 2004

ہر گاہ یہ مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ ایک ایسا ادارہ تشکیل کیا جائے جو قومی سلامتی کے معاملات بشمول ملکی سالمیت حاکمیت' دفاع' ریاستی تحفظ اور انتظامی بحران وغیرہ پر غور وفکر کر کے مناسب اقدام کرے۔

اسکی رو سے مندرجہ ذیل قانون بنایا جاتا ہے۔

1- آغاز وعنوان:

مختصر عنوان اور آغاز

اس ایکٹ کو سلامتی کونسل ایکٹ 2004 کہا جائے گا۔

-2 اسکا اطلاق پورے ملک پر ہوگا۔

-3 یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

2- تعریفات:

تاآنکہ حکم نامہ ہذا میں کوئی شے مضمون ومتن کے برخلاف نہ ہو

(a) چیرمین سے مراد کونسل کا چیرمین ہے۔

(b) کونسل سے مراد/ زیر دفعہ 3 سلامتی کونسل کا قیام وتشکیل ہے۔

(c) حکومت سے مراد جیسی بھی صورت ہو وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت ہے۔

(d) صدر سے مراد اسلامی جمہوریہ پاکستان کا صدر ہے اور ضابطوں سے مراد جو اس ایکٹ کے تحت عمل میں لائے گئے ہو۔

3- قومی سلامتی کونسل کا قیام اور تشکیل:

ایک قومی سلامتی کونسل ہو گی جو قومی سلامتی کے معاملات بشمول ملکی سالمیت' حاکمیت' دفاع اور ریاستی تحفظ اور انتظامی بحران وغیرہ پر غور وفکر کر کے مناسب اقدام کرے گی۔

4- کونسل کے اراکین:

کونسل مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہوگی۔

کونسل کے چیرمین صدر مملکت ہوں گے۔ دوسرے دیگر اراکین میں وزیر اعظم' سینٹ کے چیرمین' سپیکر قومی اسمبلی' قومی اسمبلی میں حزب اختلاف' کے سربراہ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ' پاکستان آرمی کے چیف آف سٹاف (آرمی' بحریہ اور فضائی چیف) شامل ہوں گے۔

5- کونسل کے امور منصبی (فرائض):

(1) کونسل حکومتی معاملات اور قومی سلامتی کے معاملات بشمول ملکی حاکمیت' سالمیت دفاع' ریاستی تحفظ اور انتظامی بحران جیسے معاملات پر صدر سے مشاورت کرے گی۔

(2) ذیلی دفعہ (1) کے تحت کونسل لائحہ عمل اختیار کر کے سفارشات مرتب کر کے صدر مملکت اور حکومت کو پیش کرے گی۔

(3) قومی اہمیت کے کسی مسلہ پر تجویز جس کو عملی جامہ پہنانا ضروری ہو کونسل کی طرف سے قومی اسمبلی اور سینٹ کو بھیج دی جائے گی تاکہ ضروری کاروائی عمل میں آ سکے۔

6- اجلاس:

(1) کونسل کا اجلاس صدر مملکت اپنی صوابدید پر یا وزیراعظم کی تحریک پر منعقد کر سکتے ہیں۔

(2) کونسل کا اجلاس کونسل کے عہدیدار کی تحریک پر بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔

(3) جب کونسل کا اجلاس طلب کر لیا گیا ہو تو کسی ایک یا ایک سے زیادہ اراکین کی غیر حاضری کی وجہ سے ملتوی نہیں کیا جائے گا۔

(4) کونسل کسی بھی شخص کو خصوصی دعوت پر کونسل کے اجلاس میں شرکت کی استدعا کر سکتی ہے۔

7- قومی کونسل کا سکریٹریٹ:

(1) کونسل کا چیرمین ایسی شرائط پر جن کو وہ مناسب سمجھے کونسل کے امور چلانے کے لئے ایک سکرٹری تعینات کرے گا۔

(2) سیکریٹری، سکریٹیریٹ کے امور کی نگرانی کا سربراہ ہوگا اور چیرمین کی طرف سے دیئے گئے اختیارات کے مطابق اپنے فرائض باضابطہ طور پر انجام دے گا۔ شرط یہ ہے کہ مرتب شدہ ضابطوں کی چیرمین سے منظوری لے لی گئی ہو۔

(الف) اپنے ایسے اختیارات استعمال کر سکے گا جو اس ایکٹ کی منشاء کے مطابق کونسل کے امور کو چلانے کے لئے ضروری ہوں۔

(ب) سیکرٹری ملازمت کی شرائط کے مطابق افسران اور اہلکاروں کی تعیناتی ایکٹ کے مطابق کرنے کا مجاز ہوگا۔

8- ضابطے بنانے کا اختیار:

کونسل بذریعہ سرکاری گزٹ نوٹیفیکشن اس ایکٹ کی منشاء کے مطابق کونسل کے امور کی انجام دہی کے لئے ضابطے بنانے کی مجاز ہوگی۔

9- تنسیخ:

قومی سلامتی آرڈر 2001 (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 5- آف 2001 منسوخ کیا جاتا ہے۔

نمائندہ عہدیداروں کے عہدوں کے معطل کئے جانے کا حکم مجریہ 2000

چیف ایگزیکٹو کا حکم نمبر 4 آف 2000

حکم بابت نمائندہ عہدیداروں کے عہدوں ،اختیارات کے معطل کئے جانے کا حکم

F.No-2-5/2000 مورخہ 15 فروری 2000

اب جبکہ نمائندہ عہدیداروں کے اختیارات عہدوں اور کارگزری کے بابت کئی قوائین کا معطل کیا جانا ضروری ہوگیا ہے۔

اور جبکہ قومی اسمبلی،سینٹ اور صوبائی اسمبلیاں بمطابق اعلان 14 اکتوبر 1999 اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 آف 1999 معطل ہیں۔

اور یہ کہ وہ تمام قوائین جو عبوری آئین کے آرٹیکل نمبر 5 کے حکم نمبر 1 آف 1999 بموجب احکامات چیف ایگزیکٹو نافذ العمل اور ملک بھر میں جاری ساری ہیں۔

اسلئے 14- اکتوبر 1999 کے جاری شدہ حکم اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 آف 1999 کے تسلسل میں چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنے تمام تر اختیارات کے ساتھ بخوشی مندرجہ ذیل حکم جاری کرتے ہیں۔

1- مختصر عنوان ،وسعت اور آغاز:

(1) اس حکم کو نمائندہ عہدیداروں کے عہدوں کے معطل کئے جانے کا حکم 2000 کہا جائیگا۔

(2) اسکا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

(3) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا اور 12 اکتوبر 1999 سے موثر ہوگا۔

2- تشریح:

اس حکم کی ''غرض و غایت'' نمائندہ عہدیدار سے مراد وہ نمائندہ شخص مراد ہے جو 12- اکتوبر 1999 کے دن تک قومی اسمبلی کا نمائندہ عہدیدار (ممبر) سینٹ کا ممبر،صوبائی اسمبلی کا ممبر،سینٹ کا چیئرمین یا ڈپٹی چیئرمین،سپیکر اور ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی یا سپیکر ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی

رہا ہو اور اس میں وہ افراد بھی شامل ہیں جو متذکرہ تاریخ (12-10-1999) کو پارلیمانی سکرٹری یا صوبائی پارلیمانی سکرٹری تھے۔

3- دیگر قوانین کو مسترد قرار دینے کا حکم:

اس حکم کی منشاء کے مطابق دیگر نافذ العمل قوانین آڑے نہیں آئیں گے۔

4- کئی قوانین پر عمل معطل ہوگا:

مندرجہ ذیل پر اس کا اطلاق ہوگا۔

(i) پارلیمنٹ کے ممبران کی تنخواہوں اور الاؤنسز کا ایکٹ 1974 (XXVII آف 1974)

(ii) چیئرمین سپیکر کی تنخواہوں الاؤنسز اور مراعات کا ایکٹ 1975 (LxxxII آف 1975)

(iii) ڈپٹی چیئرمین اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہوں، الاؤنسز اور مراعات کا ایکٹ 1975 (LXXXII آف 1975)

(iv) بلوچستان اسمبلی کے ممبران کی تنخواہوں، الاؤنسز اور کا ایکٹ 1975 (بلوچستان ایکٹ نمبر 11 آف 1975)

(v) بلوچستان صوبہ کے صوبائی سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہوں، الاؤنسز اور مراعات کا ایکٹ 1975 (بلوچستان ایکٹ نمبر V آف 1975)

(vi) شمال مغربی سرحدی صوبہ کی صوبائی اسمبلی کے ممبران کی تنخواہوں اور الاؤنسز کا ایکٹ 1974 (شمال مغربی سرحد صوبہ کا ایکٹ نمبر XI آف 1974)

(vii) شمالی مغربی سرحدی صوبہ کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہوں، الاؤنسز اور مراعات کا ایکٹ 1975 (شمال مغربی سرحدی صوبہ کا ایکٹ نمبر 111 آف 1975)

(viii) صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کی تنخواہوں الاؤنسز اور مراعات کا ایکٹ 1974 پنجاب ایکٹ نمبر XVI آف 1974)

(ix) پنجاب اسمبلی کے سپیکر کی تنخواہ، الاؤنسز اور مراعات کا ایکٹ 1975 پنجاب ایکٹ نمبر XLII آف 1975)

(x) پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر کی تنخواہ ،الاؤنسز اور مراعات کا ایکٹ 1975 پنجاب ایکٹ نمبرXLIII آف1975)

(xi) سندھ کی صوبائی اسمبلی کے ممبران کی تنخواہوں ،الاؤنسز کا ایکٹ 1974 (سندھ ایکٹ نمبرXXVI آف1974)

(xii) سندھ کی صوبائی اسمبلی کے سپیکر ،ڈپٹی سپیکر کی تنخواہوں ،الاؤنسز اور (مراعات کا ایکٹ 1975 سندھ ایکٹ نمبر V11 آف1975) اور

(xiii) مرکزی پارلیمانی سکرٹریز،صوبائی پارلیمانی سکرٹریز کے بابت کوئی قانون ضابطہ ،حکم ،منظوری یا نوٹیفکیشن وغیرہ۔جب تک قومی اسمبلی ،صوبائی اسمبلیاں اور سینٹ معطل ہیں متذکرہ بالاتمام ادارے بھی معطل رہیں گے اور کسی بھی شک و شبہ کو دور کرنے کیلئے مزید اعلان کیا جاتا ہے کہ جب تک قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیاں اور سینٹ کے ادارے14- اکتوبر1999ء کے اعلان اور عبوری آ ئین کے حکم نمبر 1 آف 1999 کے مطابق معطل ہیں کوئی بھی متعلقہ ممبر ،سپیکر ،ڈپٹی سپیکر ،چیئرمین وغیرہ کوئی بھی کسی قسم کا بھتہ ،رعایت،تنخواہ لینے کا مجاز نہیں۔

قانونی ڈھانچہ کا حکم 2002

Legal Frame work order 2004

چیف ایگزیکٹو کا حکم نمبر 24 آف2002

مجریہ 21- اگست 2002

اب جبکہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں کے عام انتخاب 10- اکتوبر 2002 اور سینٹ کے انتخاب 12- نومبر 2002 کو منعقد کئے جانے کا اعلان ہو چکا ہے۔

اور جب کہ ضروری ہوگیا ہے کہ تبدیلی کے شفاف اور ایماندارانہ عمل کیلئے باقاعدہ حالات پیدا کئے جائیں۔

اس لیے اب ہنگامی حالت کے اعلان مجریہ 14- اکتوبر1999 اور عبوری آ ئین کے حکم نمبر 1 مجریہ 1999 کے سلسلہ میں عدالت عظمیٰ پاکستان کئے کے گئے فیصلہ

مورخہ 12- مئی 2000 اور ان تمام اختیارات کے ساتھ جو چیف ایگزیکٹو کو حاصل ہیں کہ وہ آئین میں ضروری ترامیم کرنے کے مجاز ہیں چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان بخوشی مندرجہ ذیل حکم جاری فرماتے ہیں۔

1- مختصر عنوان اور آغاز (Short title and commencement):

(1) اس حکم کو قانونی ڈھانچہ کا حکم 2002 کہا جائیگا۔

(2) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

2- قومی اسمبلی سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے پہلے اجلاس:

(First Meetings of National Assambly,Senate and Provincial Assamblies):

(1) قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس صدر مملکت کی طرف سے مقرر کردہ تاریخ پر منعقد ہوگا جسمیں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب عمل میں آئیگا وفاقی دارالحلافہ سے سینٹ کے ممبران اور جن امور کی صدر مملکت نشان دہی کریں کی بجاآوری ہوگی۔

(2) صدر مملکت کے اعلان کے مطابق ان کی طرف سے مقرر کردہ تاریخ کو قومی اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوگا جسمیں آرٹیکل 91 کی ذیلی دفعہ 2-A کے مطابق اکثریت رائے سے وزیراعظم کا انتخاب کیا جائیگا اور اکثریت رائے حاصل کرنے والے ممبر کو صدر، وزیراعظم بننے کی دعوت دیں گے۔

(3) صوبائی اسمبلی کا پہلا اجلاس بھی صدر مملکت کی مقرر تاریخ پر منعقد ہوگا جسمیں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب عمل میں آئے گا اور سینٹ کے ممبران کا چناؤ اور ان سب امور پر غور کیا جائیگا جسکی صدر مملکت نشان دہی کریں۔

(4) ہر ایک صوبائی سمبلی کا اجلاس صدر مملکت کی مقرر کردہ تاریخ کو منعقد ہوگا ہر صوبائی اسمبلی اکثریت رائے سے ایک شخص کیلئے اعتماد کا ووٹ ڈالیں گے یہ عمل آئین کے آرٹیکل 130 کی ذیلی دفعہ 2-A کے مطابق عمل میں آئیگا اور صوبائی گورنر اکثریت حاصل کرنے والے رکن کو وزیر اعلیٰ بننے کی دعوت دیں گے۔

(5) سینٹ کا پہلا اجلاس صدر مملکت کی مقرر کردہ تاریخ کو بلایا جائیگا جسمیں

چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب عمل میں آئیگا اور ان امور کو نبٹایا جائیگا جنکی نشان دہی صدر مملکت کریں۔

3- مشکلات کے خاتمہ کیلئے آئینی ترمیم:
(Amendment of the constitution and removal of difficulties):

(1) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں 1973 کے جدول کے کالم 3 کی توضیحات کے مطابق کسی حد تک ترمیم کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

(2) اگر آئین میں مزید ترمیم کی ضرورت ہو یا اس حکم پر عمل درآمد کرنے میں کوئی مشکل ابھر کر سامنے آئے تو چیف ایگزیکٹو مناسب تصریحات کے ساتھ ایسا اعلان کر سکتے ہیں جو پیدا شدہ مشکل کو دور اور رفع کرنے کیلئے مناسب ہو۔

(3) شق نمبر 2،1 کے مطابق کی گئی تصریحات اور احکامات کے متعلق کسی قسم کا سوال یا اعتراض نہ کیا جاسکے گا اور نہ ہی کسی انداز میں یا کسی بنیاد پر عدالت میں پیش کیا جاسکے گا

4- آئین 1973 کی بحالی (Revival of constitution 1973):

اس حکم کے مطابق یا اس سے ملتے جلتے دوسرے احکامات کئی گئی ترامیم جنکا اعلان کیا جاچکا ہو برقرار رہیں گی جسکا اعلان چیف ایگزیکٹو مختلف اوقات میں بذریعہ مختلف سرکاری نوٹیفکیشنز کریں گے۔

5- دیگر قوانین کو مسترد کرنے کا حکم (Order to override other laws):

آئین کسی قانون یا حکم جو فی الوقت نافذالعمل ہوں کا اس حکم کے مطابق جاری شدہ احکامات پر کوئی اثر یا عذر نہ ہوگا۔

جدول
The Schedule
آرٹیکل 3 کا ملاحظہ کریں

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب وغیرہ	ترامیم جو کی گئیں۔
1	2	3
1	17	(1) شق (2) (a) پاکستان کی سالمیت کے الفاظ کے بعد دوبار الفاظ یا سرکاری حکم متعارف کرایا جائیگا (b) فل سٹاپ کی جگہ آخر میں کولن لگا یا جائیگا پھر مندرجہ ذیل شق کا اضافہ نہ کردیا جائیگا۔ بشرطیکہ کوئی بھی سیاسی پارٹی فرقہ بندی ،نسلی امتیاز علاقی تعصب نفرت اور آپس میں دشمنی پیدا کرنے کیلئے گروہ بندی نہ کرے۔ (2) شق نمبر 3 کے بعد مندرجہ ذیل نئی شق کا اضافہ کیا جائیگا۔ (4) ہر سیاسی جماعت قانون کے مطابق اپنی جماعت (پارٹی) کے انتخابات کا انعقاد کر کے عہدیدار اور رہنما منتخب کرے گی۔ شق(7) کی جگہ مندرجہ ذیل عبارت آئے گی۔
2	41	(7) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا چیف ایگزیکٹو:۔ (a) اپنے عہدے کو (چیف ایگزیکٹو) عدالت عظمیٰ پاکستان کے دئے گئے مورخہ 12- مئی 2000 فیصلہ کے مطابق چیف ایگزیکٹو کا عہدہ چھوڑدیں گے۔ (b) جمہوری مینڈیٹ اختیارات کے ذریعہ بطور صدر پاکستان کی 5 سالہ مدت اس دن سے شروع ہوگی جس دن چیف ایگزیکٹو کا عہدہ چھوڑا جائے اس سے اس آرٹیکل یا آرٹیکل نمبر 43 یا قانون کی یا آئین کی کوئی تصریح جو فی الوقت نافذالعمل ہو

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
3	51	آڑے نہیں آئیگی صدر فوری طور پر صدارت عرصہ پانچ سال کیلئے سنبھالیں گے اور اس پر آرٹیکل 44 اور آئین کی دیگر شقوں کا اطلاق ہوگا (1) شق (1) کی جگہ مندرجہ ذیل عبارت آئے گی۔ (1) قومی اسمبلی کی نشستوں کی تعداد 342 ہوگی اس میں خواتین اور غیر مسلم نشستیں بھی شامل ہونگی۔ (1A) شق (1) میں وضع کردہ نشستیں ماسوائے جو شق (2A) میں مندرج ہیں جو ہر صوبہ ،قبائلی علاقہ جات وفاقی انتظامیہ کے تحت اور وفاقی دارلخلافہ کیلئے مختص ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہوگی۔

نام	عام نشستیں	خواتین	میزان
بلوچستان	14	3	17
شمال مغربی سرحدی صوبہ	35	8	43
پنجاب	148	35	183
سندھ	61	14	75
وفاقی انتظامیہ کے تحت قبائلی علاقہ جات	12	-	12
وفاقی دارلخافہ	2	-	2
میزان	272	60	332

-2 شق (2) کے پیراگراف (b) میں لفظ 21 کی جگہ لفظ 18 تبدیل کردیا گیا۔

-3 (2A) کی مندرجہ ذیل شق تبدیل ہوگئی ہے۔

(2A) - شق (1A) میں مختص شدہ نشستوں کے علاوہ قومی اسمبلی کیلئے دس نشستیں غیر مسلموں کے لئے مخصوص ہونگی۔

4- شق (4) کی جگہ مندرجہ ذیل تبدیلی عمل میں آئے گی

(4) قومی اسمبلی کے انتخاب کے مقصد کیلئے:۔

(a) عام نشستوں کے لئے حلقہ جات واحد رکنیت کی بنیاد پر ہونگی ان حلقہ جات کے لئے انتخاب براہ راست اور آزادانہ رائے دہی کے ذریعہ قانون کے مطابق ہونگے۔

(b) قوانین کیلئے مخصوص تمام نشستوں کیلئے ہر صوبہ ایک حلقہ ہوگا جسے شق (1A) کے تحت ہر صوبہ کیلئے مختص کر دیا گیا ہے

(c) غیر مسلموں کیلئے تمام مخصوص نشستوں کیلئے حلقہ پورا ملک ہوگا۔

(d) خواتین کیلئے مخصوص نشستیں جو شق (1A) کے مطابق مختص ہیں ان کا انتخاب متناسب نمائیدگی کے سیاسی جماعتوں کے نظام کے مطابق عمل میں آئے گا۔اُمیدواروں کی مکمل فہرست اور عام نشستوں کی تعداد جو ہر سیاسی جماعت اپنے متعلقہ صوبہ سے قومی اسمبلی کیلئے حاصل کرے گی۔[1]

شرط یہ ہے کہ اس ذیلی شق کی منشأ کے مطابق کسی بھی سیاسی کی جیتی ہوئی نشستوں میں وہ آزاد نشستیں بھی شامل ہونگی جو سرکاری نوٹیفکیشن کے اعلان کے بعد تین دن کے اندر اندر اس جماعت میں شمولیت اختیار کرلیں۔

(e) غیر مسلم مخصوص نشستوں کا انتخاب قانون کے مطابق متناسب نمائیدگی کے نظام کے مطابق ہوگا ہر سیاسی جماعت کی جیتی ہوئی نشستیں جو قومی اسمبلی میں جیتیں اور عام نشستیں جو اس سیاسی جماعت نے حاصل کیں فہرست میں شامل ہونگی۔

اس ذیلی شق کی منشأ کے مطابق سیاسی جماعت کی عام جیتی ہوئی نشستوں میں وہ آزاد نشستیں بھی شامل ہونگی جو سرکاری نوٹیفکیشن کے اعلان کے بعد تین دن کے اندر اندر اس سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار کرلیں اور

شرط یہ ہے کہ یہ شمولیت ان سیاسی جماعتوں کو حاصل نہ ہوگی جو قومی اسمبلی میں 5 فیصد نشستیں بھی حاصل نہ کرسکیں ایسی صورت حال میں خواتین یا غیر مسلم کامیاب ممبران ایسی سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار نہ کرسکیں گے۔

(5) شق A-4 تا شق 6 منسوخ کر دی گئیں۔

1- لیگل فریم ورک آرڈیننس 2 (1) ترمیمی آرڈر 2002 نمبر 29 آف 2002 میں سیمی کولن کی جگہ کولن تبدیل کیا گیا۔ اور کالم نمبر 3 سے متعلقہ آرٹیکل 51 نمبر شمار 3 جدول کے کالم نمبر 1 نئی شق متعارف کرائی گئی بمطابق حکم 9- اکتوبر 2002۔

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
4	58	شق نمبر2 میں پیراگراف (a) کے بعد مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ ہوگا۔ (b) ایک ایسی صورت حال سامنے آتی ہے کہ وفاقی حکومت اسکی شرائط اور شقات کے مطابق حکومتی کاروبار جاری نہیں رکھ سکتی اور نمائیندہ گان کے انتخاب کی اپیل کرتی ہے۔
5	59	(1) شق(1) کی جگہ مندرجہ ذیل کر دیا گیا۔ (1) سینٹ ایک سوممبران پر مشتمل ہوگا جن کی تفصیل حسب ذیل ہوگی۔ (a) 14 ممبران ہرصوبائی اسمبلی سے منتخب کئے جائینگے (b)[1] آٹھ ممبران کا انتخاب قبائلی علاقہ جات زیرالضرام وفاقی حکومت صدرمملکت کے جاری کردہ حکم کے مطابق عمل میں آئیگا۔ (c) [2] دو عام نشستیں،ایک خاتون رکن اور ایک فنی ماہرعالم وفاقی دارلحکومت سے صدرمملکت کے جاری کردہ حکم کے مطابق لیا جائیگا۔ (d) ہرصوبائی اسمبلی سے چارخواتین ارکان کا انتخاب کی جائیگا۔ (e) چارفنی ماہرین بشمول علمأ کرام ہرصوبائی اسمبلی سے منتخب کئے جائیں گے۔اور (2) شق نمبر (3) میں (a) پیراگراف (c) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت آئیگی۔(c) متذکرہ شق کے پیرا (c) میں وضع کردہ ممبران کے متعلق۔ (i) عام نشست سے کامیاب ممبر پہلے تین سال کی مدت کے اختتام پر ریٹائر ہوجائیگا اور دوسرا کامیاب رکن دوسری تین سال کی مدت کے اختتام پر ریٹائر ہو جائیگا۔

1- [illegible] یم ورک آرڈر دوسری ترمیم حکم 2002 نمبر 32 آف 2000 کی رو سے ''براہ راست اور آزاد رائے'' حذف [illegible]

ترامیم جو کی گئیں۔	آرٹیکل نمبر یا باب وغیرہ	نمبر شمار
3	2	1
(ii) ایک فنی ماہر عالم مخصوص نشست سے کامیاب پہلے تین سال کے بعد دوسرا خواتین کی نشست پر کامیاب رکن اگلے تین سال کے اختتام پر ریٹائر ہوجائیگا اور(b) پیراگراف (d) کی جگہ مندرجہ ذیل عبارت آئیگی۔ (d) متذکرہ بالا شق کے پیرا(d) میں مندرج دوممبران سینٹ پہلے تین سال کی مدت کے اختتام پر اور دو مزید ممبران سینٹ اگلے تین سال کی مدت کے اختتام پر ریٹائر ہوجائیں گے۔ (e) متذکرہ باالا شق کے پیرا (e) مندرج دوممبران سینٹ پہلے تین سال لی مدت کے اختتام پر اور دوممبران سینٹ اگلے تین سال کی مدت کے اختتام پر ریٹائر ہوجائینگے۔		
شق (b) کی جگہ مندرجہ ذیل عمل میں آ گئی ہے (i) نیشنل اسمبلی کی صورت میں اسکی عمر 25 سال سے کم نہ ہو اور رائے دہندگان کی مجوزہ کسی بھی فہرست میں اسکا نام درج ہونا چاہیئے۔ (i) پاکستان کے کسی بھی حصہ میں مختص غیر مسلم نشستوں میں سے کسی ایک کیلئے عام نشست کیلئے برائے انتخاب۔ (ii) صوبہ کے کسی حصہ میں خواتین کی مختص نشستوں میں سے کسی ایک کیلئے جہاں سے نشست حاصل کی جاسکتی ہو۔	62	6
شق نمبر (1) میں (a) پیراگراف (h) (i) اور(j) کی جگہ نئی عبارت استعمال ہوگی۔ (h) وہ کسی با اختیار عدالت سے بدعنوانی ،اخلاقی جرم اور اختیارات کے بے جا اور ناجائیز استعمال کے جرم میں ملک میں نافذ قانون کے تحت سزا یافتہ ہو۔	63	7

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
7	63	(i) وہ کسی بھی ملازمت سے جسکا تعلق مرکزی حکومت صوبائی حکومت حکومت کی ماتحت کارپوریشن (صوبائی یا مرکزی) مقامی حکومت سے ہو بدعنوانی اور اخلاقی جرم کے تحت ملازمت سے برخاست ہوا ہو۔ (j) اسکو پاکستان کی صوبائی حکومت کی یا مرکزی حکومت کے زیر نظام کسی کارپوریشن یا مقامی حکومت کی ملازمت سے بدعنوانی یا اخلاقی جرم میں فارغ کردیا ہو یا جبری ریٹائر کردیا گیا ہو۔ (b) پیراگراف (p) کی جگہ مندرجہ ذیل عبارت آئے گی۔ (p) اسے فرار ہونے کے جرم میں ملک میں نافذ قوانین کے مطابق کسی بااختیار عدالت نے سزا دی ہو۔ (q) وہ جس نے کسی بنک، مالیاتی ادارے، کوآپریٹو سوسائٹی یا کسی کوآپریٹو ادارے سے اپنے نام اپنی شریک حیات کے نام ،اپنے زیرکفالت افراد کے نام 20 لاکھ روپے یا زیادہ مالیت کا قرضہ لیا ہو اور ایک سال سے زائد عرصہ واجب الادا ہونے کے باوجود ادا نہ کیا یا معاف کرایا ہو۔ (r) وہ شخص یا اسکی بیوی سرکاری واجیاب کا نادھندہ ہو اور یوٹیلیٹی بلز جیسا کہ ٹیلی فون کا بل بجلی، سوئی گیس، پانی کے بل جنکی مالیت دس ہزار روپے سے زیادہ ہوں اور عرصہ 6 ماہ گزرجانے کے باوجود جمع نہ کرائے ہوں کاغذات نامزدگی برائے انتخاب جمع نہ کراسکے گا[1] (s) وہ فی الوقت قومی اسمبلی مجلس شوریٰ، صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں قانون رائج الوقت کے مطابق حصہ نہ لے سکیگا۔[1] 2- شق (2) کی جگہ مندرجہ ذیل عبارت تبدیل ہوگئی۔

1- بمطابق ترمیم آرٹیکل 2 (2) لیگل فریم ورک آرڈر 2002 نمبر 29 ، 2002 شق (1) کی ذیلی دفعہ (b) اور یہ پیراجات شامل کئے گئے۔

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
		(2) جب یہ سوال ابھر کے سامنے آئے کہ کوئی رکن (ممبر) مجلس شوریٰ (قومی اسمبلی) نااہل ہوگیا ہے۔تو جیسی بھی صورت حال ہو سپیکر قومی اسمبلی یا چیئرمین،سوال پیدا ہونے سے تیس دن کے اندر اندر متذکرہ معاملہ چیف الیکشن کمیشنر کو پیش کردے گا اور
		(3) اور مندرجہ بالا شق (2) کے بعد ذیل عبارت کا اضافہ کردیا جائے گا۔
		(3) جب شق(2) کے مطابق معاملہ چیف الیکشن کمیشنر کو پیش کر دیا جائے تو وہ اس معاملہ کو الیکشن کمیشن کے حوالہ کردے گا اور ایسن کمیشن تین ماہ کے اندر (معاملہ وصول کرکے) اپنا فیصلہ چیف الیکشن کمیشنر کو پیش کردے گا۔
8	63A	آرٹیکل 63-A کی جگہ مندرجہ ذیل عبارت آئے گی۔
		63A کسی نقص،سرتابی،حکم عدولی،بغاوت وغیرہ کے سبب نااہلیت اگر کوئی رکن ایسی پارلیمانی جماعت کا جو ایوان میں واحد سیاسی جماعت جو
		(a) اپنی سیاسی جماعت سے استعفیٰ دیکر کسی دوسری سیاسی جماعت میں شمولیت کرے
		(b) اور مندرجہ ذیل معاملات میں اپنی جماعت کی ہدایات کے خلاف ووٹ دے یا ووٹ دینے سے احتراز کرے۔
		(i) وزیراعظم یا صوبائی وزیراعلیٰ کا انتخاب
		(ii) اعتماد کا ووٹ یا عدم اعتماد کا ووٹ
		(iii) کوئی مالیاتی بل
		تو سیاسی جماعت کا سربراہ ایسے رکن (ممبرکو) تحریری طور پر اسے اپنی جماعت سے لاتعلق ہونے کا اعلان کردے گا اور اس فیصلہ

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
		کی ایک نقل پرازائڈنگ افسر کو بھی ارسال کردے گا شرط یہ ہے کہ جماعت کا سربراہ ایسا کرنے سے پہلے رکن متعلقہ کو موقعہ فراہم کرے گا کہ اسکے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی پر کیوں نہ اسکے خلاف ایسے فیصلہ کا اعلان کر دیا جائے۔ (2) ایوان میں اس ممبر رکن کو پارلیمانی سیاسی جماعت کا رکن (ممبر) تسلم کیا جائیگا گر اس نے بطور امیدوار یا نامزد امیدوار ہونیکی حیثیت سے ایوان میں شرکت کی یا بطور امدوار،نامزد سیاسی جماعت امیدوار کی حیثیت سے انتخاب میں کامیاب ہوکر اس سیاسی جماعت میں شمولیت کا اعلان کردیاہے۔ (3) شق(1) کے تحت پرازائڈنگ افسرایسے فیصلہ کی وصول کے دو دن کے اندر متذکرہ فیصلہ/اعلان چیف الیکشن کمیشنر کے روبرو پیش کردے گا جو اس کی تصدیق وغیرہ کیلئے یہ معاملہ الیکشن کمیشن کے حوالہ کردے گا جوتیس دن کے اندر اندر توثیق کردے گا یا جوبھی فیصلہ کیا ہواس سے آگاہ کردے گا۔ (4) اور جب الیکشن کمیشن اس فیصلہ کی کردے توثیق توایسے رکن (ممبر) کی رکنیت شق(1) کے مطابق ختم ہوجائے گی اور اسکی نشست خالی ہوجائے گی۔ (5) جو جماعت یا فریق الیکشن کمیشن کے فیصلہ سے مجروح ہوا ہو یا فیصلہ کو اپنے خلاف تصور کرتا ہو وہ الیکشن کے فیصلہ کےتیس دن کے اندر اندر عدالت عظمیٰ میں اپیل دائر کردے جو تین ماہ کے اندر فیصلہ صادر کردے گی۔ (6) اس آرٹیکل کی منشأ اور اختیار سے ایوان کے سپیکر اور چیئرمین بالاتر ہیں۔

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
		(7) اس آرٹیکل کے مقصد کے حصول کے لئے۔ (a) وفاق کی صورت میں اس سے مراد قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) یا سینٹ کے ہیں اور صوبے کی صورت میں اس سے مراد صوبائی اسمبلی ہے۔ (b) پرانیراڈنگ افسر سے مراد قومی اسمبلی کا سپیکر سینٹ کا چیئرمین یا جیسی بھی صورت حال ہو صوبائی اسمبلی کا سپیکر ہے
9	70	(1) شق (2) الفاظ "Considered" مشترکہ اجلاس میں "referred to a meditation committee" کے بعد آرٹیکل 71 میں تبدیل کئے گئے۔ (2) شق نمبر 3 مندرجہ ذیل عبارت تبدیل کردی جائیگی۔ (3) جب کوئی بل میڈی ایشن کمیٹی. (ثالثی یا مصالحتی کمیٹی) Mediation commiltee کو شق (2) کے تحت پیش کیا جائے تو کمیٹی 90 دن کے اندر ایسا بل وضع کرے گی جسکو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) منظور کرے گی اور پھر یہ بل ہر دو ایوانوں کے سامنے الگ الگ پیش کردیاجائے گا اور جب دونوں ایوان ہائے اسکی منظوری دے دیں تو قطعی منظوری کیلئے صدر مملکت کو پیش کردیا جائے گا۔
10	پارٹIII باب2	مندرجہ بالا آرٹیکل 70 کے بعد مندرجہ ذیل نئے آرٹیکل کا اضافہ ہوگا۔ 71 Meditation Committee ثالثی یا مصالحتی کمیٹی۔ (1) ہر دوا یوانہائے مجلس شوریٰ، سینٹ، ثالثی، مصالحتی کمیٹی کی جانب سے پیش کردہ بل جو برائے منظوری پیش کیا گیا تھا آرٹیکل 70 کی شق (2) کے تحت آٹھ ممبران کی نامزدگی بطور ممبران ثالثی کمیٹی کرے گی۔

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
		(2) جس ایوان میں بل پیش کیا گیا ہو کمیٹی کے ممبر کو چیئرمین نامزد کر دیا جائے گا اور دوسرا ایوان کمیٹی کا وائس چیئرمین نامزد کردے گا۔ (3) یہ کمیٹی تمام تر فیصلہ جات اکثریت رائے سے کرے گی۔ (4) صدر سپیکر ،چیئرمین کی مشاورت سے کمیٹی کا نظام چلانے کیلئے ضابطے بناسکیں گے۔
11	73	شق (1) کی جگہ مندرجہ ذیل عبارت آئے گی۔ (1)1 آرٹیکل 70 کے باوجود مالیاتی بل قومی اسمبلی میں ہی منظور ہوگا بشرطیکہ جب مالیاتی بل ،بشمول مالیاتی بل بمعہ سالانہ تخمیہ بیک وقت یا ساتھ ساتھ قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) میں پیش کئے جائیں تو ان کی ایک نقل سینٹ میں بھی پیش کی جانی چاہئے جو سات دن کے اندر اپنی سفارشات کے ساتھ ان طبقوں کو قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) میں واپس بھیج دیگا۔ (1A) قومی اسمبلی ،(مجلس شوریٰ) سینٹ کی سفارشات پر غور کرے گی اور پھر جب یہ بل ان سفارت کے نتیجہ میں یا قومی اسمبلی کی اپنی کاروائی میں منظور ہوجائیں تو ان کو قطعی منظوری کیلئے صدر مملکت کو پیش کردیا جائیگا۔
12	75	شق نمبر (2) میں (a) لفظ مشترکہ نشست (اجلاس) (Joint Setting) خذف کردیا گیا اور۔ (b) الفاظ اور کومہ کی بجائے ہر دوا ایوان ہائے کے ممبران کی اکثریتی رائے کے نتیجہ میں (الفاظ اور ہندسہ) آرٹیکل 70 کے متعلق تبدیل ہوجائیں گے۔
13	101	شق (1) میں مشاورت کی ہدایات کے الفاظ کے بعد تبدیل کردئے جائیں گے۔

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
14	106	(1) شق (1) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت آ جائیگی۔ ہر صوبائی اسمبلی میں عام نشستیں اور خواتین، غیر مسلم ارکان کی نشستیں حسب ذیل مخصوص ہونگی۔

نام صوبہ	عام نشستیں	خواتین	غیر مسلم	میزان
بلوچستان	51	11	3	65
شمال مغربی سرحدی صوبہ	99	22	3	124
پنجاب	297	66	8	371
سندھ	130	29	9	168

(2) شق نمبر 2 کے پیرا گراف (b) میں لفظ ہندسہ 21 کی بجائے لفظ ہندسہ 18 تبدیل ہوجائیگا۔

(3) شق (3) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت آئیگی۔

(3) صوبائی اسمبلی کے انتخاب کے لئے۔

(a) عام انتخابات میں حلقہ انتخاب یک رکنی بنیاد (Single memberterritorial Constituencies) اور اسطرح ارکان کا انتخاب براہ راست اور آزاد رائے شماری کے ذریعہ ہوگا۔

(b) ہر صوبہ کو مخصوص نشستیں برائے خواتین، غیر مسلم ارکان کیلئے پورا صوبہ حلقہ ایک حلقہ انتخاب سمجھا جائیگا۔

(c) خواتین اور غیر مسلم نشستیں جو صوبوں کو مختص ہیں کا انتخاب شق (1) کے اور قانون کے مطابق سیاسی جماعتوں کے تناسب نمائندگی کے نظام کی بنیاد پر ہوگا جو سیاسی جماعت کی حاصل کردہ عام نشستوں کی فہرست کے مطابق ہوگا۔

شرط یہ ہے کہ اس ذیلی شق کی منشأ کے مطابق تمام نشستوں میں وہ آزاد جیتی ہوئی نشستیں جو سرکاری نوٹیفکیشن کے اعلان کے تین

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
17	پارٹ V باب 3	دن کے اندر سیاسی جماعت میں شمولیت کا اعلان کردیں بھی شامل ہوں گی۔اور[1] اس کو اس طرح پڑھا جائے گا۔ اگر سیاسی جماعت کی حاصل کردہ نشستیں کل نشستوں کا 5 فیصد سے کم ہوں تو اس سیاسی جماعت کیلئے خواتین اور غیر مسلم نشستیں مختص نہ کی جائیں گی۔ حصہ پنجم کے باب 3 میں آرٹیکل 153 سے پہلے نیا مندرجہ آرٹیکل متعارف ہوگا۔ 152-A نیشنل سیکیورٹی کونسل National Security Council ایک نیشنل سیکیورٹی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا جسکا کام مختلف قومی معاملات پر مشاورت خصوصی طور پر ملک کی خودمختاری، سالمیت اور تحفظ اور ایسے معاملات جنکا تعلق جمہوریت اور سب صوبوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہو۔ 2- ملک کا صدر اس سکیلورٹی کونسل کا چیئرمین ہوگا اور اسکے دیگر ممبران وزیراعظم،سینٹ کا چیئرمین ،قومی اسمبلی کا سپیکر حزب مخالف کا رہنما قومی اسمبلی چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ،چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور بحریہ افضائیہ اور بڑی افواج کے سربراہان ہونگے۔ 3- سکیلورٹی کونسل کے اجلاس باقاعدگی سے 1صدر مملکت اپنی صوابدید پر یا وزیراعظم جب اسکے اجلاس کی ضرورت محسوس کریں کی

1- لیگل فریم ورک آرڈر کے آرٹیکل 2 (3) کا ترمیمی حکم نمبر 201 سی۔ای۔او نمبر 29 آف 2002 کے مطابق ذیلی دفعہ (C) کی شق 3 تبدیل ہوگئی۔ آرٹیکل 114 میں نمبرشمار 14 جدول کے کالم I میں نئی ترمیم متعارف ہوئی جس کا اطلاق 9 اکتوبر 2002 سے ہوا۔

ترامیم جو کی گئیں	آرٹیکل نمبر یا باب	نمبر شمار
3	2	1
درخواست پر یا دیگر ممبران کی درخواست پر طلب کیا جائیگا۔[1]		
شق نمبر 1 میں الفاظ 65 سال کی بجائے الفاظ 68 تبدیل ہو جائیں گے۔[2]	179	[2]17-A
شق نمبر (2) میں الفاظ 40 کی بجائے الفاظ 45 تبدیل ہو جائیں گے۔	193	17-B
	195	17-C
شق نمبر 1 میں الفاظ 62 سال کی بجائے الفاظ 65 سال تبدیل ہو جائیں گے۔	199	18
(1) شق نمبر (4A) الفاظ 'کومہ' جب تک قطعی فیصلہ نہ ہو جائے یا عدالتی عبوری حکم واپس نہ لے لیا جائے کہ معاملہ کا تصفیہ عدالت عالیہ عبوری حکم کے جاری ہونے کی تاریخ سے 6 ماہ کی مدت میں صادر فرمادے گی تبدیل کر دیا گیا اور۔ (2) شق (4B) حذف کردی گئی۔	203C	19
شق (9) میں۔ (a) لفظ "تنخواہ" جو دو مرتبہ استعمال ہوا ہے کی جگہ لفظ اجرت تبدیل ہوگا۔ (b) فل سٹاپ کی جگہ کولن تبدیل کر کے مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ کیا جائیگا۔ اگر کوئی جج پاکستان کی خدمت (ملازمت) کسی اور حد میں پہلے ہی سے پنشن سے مستفید ہو رہا ہو۔تو پنشن کی وہ رقم اس شق کے مطابق پنشن کی رقم سے وضع کر لی جائیگی۔		
شق نمبر (5) میں۔	209	20

2- لیگل فریم ورک آرڈر کا آرٹیکل 2(4) کا ترمیمی حکم ی۔ ای۔ او نمبر 29 آف 2002 کے ذریعہ نئے نمبر شمار متعارف ہوئے اور مندرجہ جو نمبر 17 اور وہ مندرجات جو جدول کا کالم نمبر (2) اور (3) میں پر اطلاق 9۔ اکتوبر 2002 سے ہوگا۔

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
21	218	(i) الفاظ اور کومہ کونسل سے موصولہ یا کسی اور ذریعہ سے موصولہ کی بجائے الفاظ کسی ذریعہ کونسل یا تبدیل ہوجائیں گے۔ (ii) الفاظ'' کونسل'' کو کی بجائے الفاظ'' کونسل اپنے طور پر'' متعارف کرائے جائیں گے۔ (1) شق (1) کی جگہ مندرجہ ذیل عبارت آئے گی۔ قومی اسمبلی مجلس شوریٰ صوبائی اسمبلیوں اور دیگر عہدے جو نظام چلانے کے نلئے موجود ہیں جو قوانین وضع ہیں انتخاب انہی قوانین کے مطابق ہونگے جب تک کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) صدر کے حکم سے اس آرٹیکل کے مطابق نیا حکم جاری نہ کرے۔ (2) شق (2) پیراگراف (b)۔ (i) الفاظ ہندسہ (2) کی بجائے لفظ ہندسہ (4) تبدیل ہوجائیگا۔ (ii) الفاظ عدالت عالیہ جہاں پہلی مرتبہ استعمال ہوا الفاظ ہر صوبہ سے متعارف کرایا جائیگا۔
22	224	آرٹیکل 224 میں۔ (a) شق (1) میں۔ (i) لفظ "Preceding" پہلے کی جگہ لفظ "following" آنے والا تبدیل کیا جائیگا۔ (ii) آخر میں فل سٹاپ کی جگہ کولن لگایا جائیگا اور پھر مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ کر دیا جائیگا۔ اسمبلی مدت کی تکمیل کے بعد ختم ہونے پر صدر مملکت اور گورنر جیسی بھی صورت ہو مرکز اور صوبوں میں نگران حکومت تشکیل کر سکتے ہیں ۔البتہ گورنر کونگران حکومت بنانے سے پہلے کی پیشگی اجازت لیناہوگی۔

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
		(b) شق نمبر 4 میں لفظ کومہ صوبائی اسمبلی ایک لفظ جنرل متعارف کرایا جائیگا۔ (c) شق (5) کے بعد مندرجہ ذیل نئی شقات کا اضافہ کیا جائیگا۔ (6) اگر خواتین یا غیر مسلم کوئی نشست قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) یا صوبائی اسمبلی میں خالی ہوجائے اور خالی ہونے کا عمل کسی ممبر کی وفات، استعفیٰ یا نااہلیت کی وجہ سے ہوا ہو تو یہ خلا سیاسی پارٹی میں یقیناً فہرست میں نمبر کے حساب سے ہوگا ایسی فہرست کی ایک نقل الیکشن کمیشن کے پاس بھی ہوتی ہے جو گزشتہ عام انتخاب کے وقت جمع کرائی گئی تھی۔ (7) جب قومی اسمبلی کے ٹوٹنے پر (ختم ہونے) آرٹیکل 58 کے مطابق مرکز میں نگران حکومت قائم ہوجائے اور صوبائی اسمبلی ٹوٹنے پر صوبہ میں آرٹیکل 112 کے مطابق نگران حکومت قائم ہوجائے یا اسمبلی کی مدت ختم ہونے پر نگران حکومت قائم ہوجائے تو نگران حکومت کا وزیراعظم مرکز کی صورت میں اورصوبائی وزیراعلیٰ صوبائی حکومت کی صورت میں آنے والے الیکشن میں حصہ لینے کا مجاز ہوگا۔
23	243	(1) شق (2) میں (a) پیراگراف (a) میں آخر میں سیمی کولن (semi colon) کے بعد لفظ اور کا اضافہ ہوگا۔ (b) پیراگراف (b) میں لفظ اور سیمی کولن۔ اینڈ۔ اور فل ساپ لگایا جائیگا۔ (c) شق (c) خدف ہوجائیگی اور۔

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
		(2) شق(2) کے بعد جیسا کہ پہلے ترمیم ہوچکی ہے مندرجہ ذیل نئی شق کا اضافہ ہوگا۔ (3) صدر اپنی صوابدید کے مطابق تعینات کرے گا۔ (a) چیئرمین جوآئنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی ۔ (b) چیف آف دی آرمی سٹاف۔ (c) چیف آف نیول سٹاف (بحری فوج کا سربراہ)۔ (d) چیف آف دی ایئر سٹاف (ہوائی فوج کا سربراہ)۔ اور ان کی تنخواہوں اور بھتہ جات کا بھی تعین کرے گا۔
24	260	شق(1) میں اظہار مدعا کے بعد شق ایک نئی شق متعارف کرائی گئی۔ ''مشاورت'' عدالت عالیہ اور عدالت عظمٰی کے جج صاحبان کے تقرر بارے مشاورت سے کام لیا جائیگا تاہم بحث تمحیث کا صدر پابند نہیں۔
25	268	شق (2) میں۔ (a) لفظ ترمیم کیا گیا کی بجائے اظہار کے طور پر بغیر مفہوم کے دلالت متعارف کرایا گیا۔ (b) لفظ صدر کے بعد وزیراعظم سے مشاورت کا اضافہ ہوگا۔
26	پارٹ xii باب ہفتم	آرٹیکل 270-A کے بعد مندرجہ ذیل نئے آرٹیکلز متعارف کرائے جائیں گے۔ 270-A- قوانین کی توثیق۔ (1) اعلان ہنگامی حالت مجریہ 14- اکتوبر 1999 صدر کے تمام تر احکامات ،حکمنامے (ordinances) چیف ایگزیکٹو کے احکامات بشمول عبوری آئین کے حکم نمبر 1 آف 1999 ججوں کا حلف

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
		نامہ بمطابق حکم 2000 نمبر 1 آف 2000 ریفرنڈم کا حکم 2002 چیف ایگزیکٹو کا حکم 12 آف 2002 اور وہ تمام احکامات جو 12- اکتوبر 1999 اور جس دن یہ آرٹیکل وسعت پذیر ہوا کو باقاعدہ برقرار رکھا گیا ہے اور ان پر کسی بھی عدالت مجاز کے احکامات اور کوئی آئینی شق ،منشاً متصادم نہ ہونگے اور نہ انکے خلاف کسی عدالتی کاروائی کی اجازت ہوگی۔ (2) تمام تر جاری کردہ احکامات ،طریق کار ،کاروائی جو عمل میں آئی تقرریاں جو کی گئیں اور تائیدیں اور مہذوب وغیرہ کی تعیناتی اور امور جو کسی ہئیت مجاز نے کئے ہوں عمل میں لائے گئے ہوں اور یہ اختیارات 12- اکتوبر 1999 سے لیکر اس دن تک جس دن یہ آرٹیکل وسعت پذیر ہوا (ہر دو دن شامل) تمام تر اختیارات کے ساتھ جو بھی احکامات ضابطے بائی لاز حکمنامے ،نوٹیفیکشنز ،دی گئی سزائیں ہئیت مجاز سے کی گئیں وہ معیاد کے مطابق برقرار رہیں گی اور ان کو ہمیشہ درست اور معقول سمجھا اور تصور کیا جائیگا اور کسی بھی جواز کے تحت کسی عدالت میں کاروائی کیلئے پیش نہیں کیا جاسکے گا۔ (3) وہ تمام احکامات ،صدارتی احکامات ،حکمنامے اور چیف ایگزیکٹو کے جاری کردہ احکامات ضابطے قاعدے قوانین اور بائی لاز جو اس آرٹیکل کے وسعت پذیر ہونے سے پہلے جاری کئے جاچکے تھے جب تک ان میں ترامیم نہ کی جائے ان کو تبدیل نہ کردیا جائے یا منسوخ نہ کردیا جائے وہ جاری اور برقرار ہیں گے۔ وضاحت(Explanation)

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
27	270B	اس شق میں بااختیار اور مجاز کے معنی۔ (a) صدارتی احکامات ،حکمنامے اور چیف ایگزیکٹو کے احکامات اور قانونی احکامات کے بارے قانون سازی۔ (b) نوٹیفکیشنز ،ضابطے ،احکامات اور بائی لاز جس ہئیت مجاز نے یہ بنائے تبدیل کئے ،منسوخ کئے یا کوئی ترمیم کی تمام قانون کے مطابق ہیں ۔ (4) کوئی دعویٰ مقدمہ یا کسی قسم کی قانونی کاروائی اس آرٹیکل کے تحت جاری کردہ احکامات کے خلاف کسی عدالت میں نہ ہو سکے گی یا آرٹیکل کی منشأ کے مطابق کسی کاروائی کے خلاف کسی بھی عدالت میں کوئی قانونی چارہ جوئی نہ ہوگی اور شق(2) کے مطابق اختیارات کے تحت جاری کردہ احکامات دی گئی سزائیں اور دیگر معاملات میں اختیار کا استعمال عین قانونی اور درست ہوگا۔ (5) شقات (1) ،(2) اور(4) کے تحت جاری کردہ احکامات اور جو کاروائی عمل میں لائی گئی تقرریاں تعیناتیاں،تائیدیں اور مندوب وغیرہ تعینات کرنا ان شقات کے مطابق درست اور قابل عمل ہونگی اور اگر یہی احکامات ایسی ہئیت مجاز نے جاری کئے ہیں جسکو ان شقات کی منشأ کے مطابق اختیارات دئے گئے ہوں وہ بھی درست تصور ہونگے۔ آرٹیکل 270B میں ہندسہ اور کومہ کے بعد 1977 الفاظ کومہ،ہندسے ،بریکٹ اور الفاظ ''عام انتخابات'' کے انعقاد کا حکم 2002 (سی- ای- او نمبر 7 آف 2002) متعارف ہونگے۔

ترامیم جو کی گئیں	آرٹیکل نمبر یا باب	نمبر شمار
3	2	1
آرٹیکل 270B میں جیسا کہ اوپر ترمیم ہوچکی ہے مندرجہ ذیل نیا بھی متعارف ہوگا 270C.Oath of office of Judges etc. جج صاحبان کے عہدوں کا حلف آئین میں موجود کسی بھی کاروائی کے باوجود ایسے افراد جنکو بطور جج ،عدالت عالیہ یا وفاقی شرعی عدالت مقرر کیا گیا ہو اور انہوں نے ججوں کے عہدوں کے حلف کے حکم 2000 (1 آف2000) کے مطابق حلف نہیں اٹھایا تو ان کا عہدہ ختم ہوجائیگا اراس حکم کے مطابق حلف نہ اٹھانے والے ججوں کے عہدے بھتہ جات اور مراعات بھی مفقود ہوجائیں گی۔	حصہ xii باب ہفتم	28
اندراج نمبر 24 کے بعد مندرجہ ذیل نئے اندراجات کا اضافہ عمل میں لایا جائیگا۔ 25 سینٹ بنک ایکٹ آف پاکستان1956 (xxxii آف1956) 26 قومی احتساب بیوریو آرڈینس1999 (xviii آف1999) 27 بلوچستان کا مقامی حکومت کا آرڈینس 2001 (xviii آف2001) 28 شمال مغربی سرحدی صوبہ کا مقامی حکومت کا آرڈینس 2001 (xiv آف2001) 29- صوبہ پنجاب کی مقامی حکومت کا آرڈینس 2001 (xiii آف2001) 30- صوبہ سندھ کی مقامی حکومت کا آرڈینس 2001 (xxvii آف2001) 31- الیکشن کمیشن آرڈر 2002 (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 1 آف2002)	جدول ششم	29

نمبر شمار	آرٹیکل نمبر یا باب	ترامیم جو کی گئیں
1	2	3
		32- دی کنڈکٹ آف جنرل الیکشن حکم 2002 سی- ای- او عام انتخابات کے انعقاد کا حکم نمبر 7 آف2002 33- سیاسی جماعتوں کا حکم 2002 (سی- ای- او نمبر 18 آف2002) 34- سرکاری عہدوں کیلئے تعلیمی قابلیت کا حکم 2002 سی- ای- او نمبر 19 آف2002 35- پولیس آرڈر 2002 (سی- ای- او نمبر 22 آف2002)

الیکشن کمیشن حکم 2002

چیف ایگزیکٹو کا حکم نمبر 1 مجریہ 2002

The ELECTION COMMISSION Order 2002

C-E-O order No-1 of 2002

بہ سلسلہ اعلان ہنگامی حالت مجریہ 14- اکتوبر 1999 ہمراہ عبوری آئینی حکم نمبر 1 آف 1999

اب چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنے تمام تر اختیارات کے تحت بخوشی مندرجہ ذیل حکم جاری فرماتے ہیں۔

1- مختصر عنوان اور آغاز (Short title and Commencement):

(1) اس حکم کو انتخابی کمیشن حکم 2002 (Election Commission order 2002) کہا جائیگا۔

(2) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

2- چیف الیکشن کمیشنر (Chief Election commissioner)

(1) ایک چیف کمیشنر کا تقرر کیا جائیگا جسکو بعد ازاں صرف کمیشنر کے نام سے استعمال اور بولا جائیگا کمیشنر کی تقرری صدر مملکت اپنی صوابدید سے تین سال کی مدت کے لئے کریں گے

(2) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 کے آرٹیکل 213 کی شق (2) کے مطابق کسی ایسے شخص کی تقرری بطور کمیشنر نہ ہوگی جو سپریم کورٹ کا جج ہو یا عدالت عالیہ کا جج ہو اور آئین کے آرٹیکل 177 کی شق (2) پیراگراف (a) کے مطابق ایسی اہلیت اور صلاحت کا حامل ہو جسے بطور جج عدالت عظمیٰ میں تعینات کیا جا سکے۔

(3) کمیشنر اس حکم اور قانون کے مطابق اپنے فرائض اور امور جو اس پر عائد ہوتے ہیں ان کی بجا آوری کرے گا۔

(4) کمیشنر اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ صدر مملکت کو اپنا استعفیٰ پیش کرسکتا ہے۔

3- کمیشنر کے عہدے کا حلف (Commissioner's oath of office):

اپنا عہدہ سنبھالنے سے پہلے کمیشنر پاکستان کے چیف جسٹس کے سامنے جدول میں مقررہ فارم اور عبارت میں اپنے عہدہ کا حلف اٹھائیگا۔

4- قائم مقام کمیشنر (Acting commissioner):

کسی بھی وقت جب:۔

(a) کمیشنر کا عہدہ خالی ہے۔

(b) کمیشنر ملک سے غیر حاضر ہے کسی وجہ سے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے قاصر ہے

تو چیف جسٹس پاکستان کا نامزد عدالت عظمیٰ کا جج بطور قائم مقام کمشنر فرائض کی انجام دہی کرے گا۔

5- الیکشن کمیشن (Election Commission):

(1) قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) صوبائی اسمبلی اور سینٹ کے انتخاب کے مقاصد کے حصول کیلئے آئین کے اس آرٹیکل کے مطابق الیکشن کمیشن تشکیل دیا گیا ہے۔

(2) الیکشن کمیشن مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوگا۔

(a) کمیشنر جو کمیشن کا چیئرمین بھی ہوگا۔

(b) چار ممبران میں ہر صوبہ کی عدالت عالیہ کا ایک جج ہوگا جسکی تقرری صدر مملکت متعلقہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے مشورہ سے عمل میں لائیں گے۔

(3) کسی الیکشن کے بارے تشکیل کردہ کمیشن کا یہ فرض ہوگا کہ انتخاب کے عمل کو ایماندارانہ مصفانہ اور شفاف ہونے کو یقینی بنائے ۔اور بدعنوانی کے ہر عمل سے محفوظ رکھے۔

6- الیکشن کمیشن کے اختیارات (Powers of Election Commission):

(1) الیکشن کمیشن مکمل طور پر بااختیار ہوگا کہ ایسے احکامات اور ہدایات جاری جو ضروری امور اور فرائض منصبی کی ادائیگی کیلئے درکار ہوں اور کسی بھی معاملہ کی جو کمیشن کو پیش ہو ایماندارانہ طریقہ سے حکماً تعمیل کرے ۔کسی شخص کی حاضری یا کسی دستاویز کو پیش کرنا یقینی بنائے۔

(2) کمیشن کا جاری کردہ حکم اور ہدایت ملک بھر میں اطلاق پذیر ہوگی اور اسکی حیثیت ایسی ہوگی جیسا کہ اسکی تعمیل عدالت عالیہ کے حکم سے کرائی جارہی ہے۔

7- کمیشنر کے فرائض (Dutis commissioner):

کمیشنر کے مندرجہ ذیل فرائض ہونگے۔

(a) قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں خالی نشستوں کو پورا کرنے کے لئے انتخابات کا انتظام کرنا۔

(b) الیکشن ٹریبونلز کا تقرر

7A[1] کئی قوانین کا اطلاق (Application of certain laws etc):

(1) اس حکم اور چیف ایگزیکٹو کی طرف سے وقتاً فوقتاً احکامات اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے حصہ ہشتم کے حکامات اور تمام انتخابی قوانین ،احکامات، ایکٹس،حکمناےء،قاعدے ضابطے نوٹیفکیشنز اور ہدایات جو اس ضمن میں جاری ہوں اور فی الوقت نافذالعمل ہوں وہ اس حکم کا حصہ تصور ہونگی۔

(2) تمام انتخابی قوانین ،احکامات،ایکٹس ،حکمنامے،قاعدے،ضابطے ،نوٹیفکیشنز اور ہدایات اس آرٹیکل کے تحت جاری ہوئیں اور نافذالعمل ہوئیں اور جن میں وقتاً فوقتاً کوئی

(1) سی ای او نمبر 8 آف 2002 مورخہ 27-2-2002 کی رو سے متعارف ہوا۔

ترمیم) ہوئی وہ سب کی سب انتخابی فہرستیں ،رائے دہندگان کے حلقوں کی حلقہ بندیاں اور دوسرے ضروری متعلقہ معاملات اور انتخابات کے مقاصد بابت ہردو ایوان ہائے اور صوبائی اسمبلیوں بروئے کار لائے جائینگے۔

(3) کمیشنر یا الیکشن کمیشن کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حصہ ہشتم اور دیگر آرٹیکلز کے احکامات اور انتخابی قوانین ،احکامات ،ایکٹس ،حکمنامے اور کلیے ضابطے اور نوٹیفکیشنز ہدایات جو فی الوقت اطلاق پذیر ہیں وہ جیسی بھی صورت حال ہو وسعت پذیر رہیں گی۔

7-B افسران اور ملازمین(Officers and servants):

اس حکم کے شروع ہونے سے پہلے جو افسران اور ملازمین کمیشنر اور الیکشن کمیشن کے جملہ اغراض اور فرائض کی ادائیگی کیلئے تعینات تھے وہ اس حکم کے جاری ہونے کے بعد بھی اپنے امور منصبی کمشنر اور الیکشن کمیشن کے لئے انجام دیتے رہیں گے اور ان کی شرائط ملازمت جب تک ان میں ترمیم نہ ہو وہ تبدیل نہ کئے جائیں یا ان میں کوئی ردو بدل یا اضافہ نہ کیا جائے ،پہلے ہی کی طرح اثر پذیر ہونگی۔

8- کمیشن کے فیصلے وغیرہ(Decisions of Commission etc):

(1) الیکشن کمیشن کے تمام تر فیصلہ جات اکثریت رائے (ممبران) کے مطابق ہونگے جسمیں چیئرمین کی رائے بھی شامل ہوگی۔

(2) کوئی انتخابی امر،کام یا عمل جو الیکشن کمیشن کے کسی ممبر کی عدم دستیابی یا غیرحاضری میں کیا گیا ہو وہ غیر قانونی یا نامناسب تصور نہیں ہوگا۔

9- ہیئت مجاز برائے معاونت کمیشن:

(Executive Authorites to assist Commission):

یہ فرض ان سب وفاقی ایگزیکٹو اتھارٹیز اور صوبائی ایگزیکٹو اتھارٹیز کا ہوگا کہ وہ الیکشن کمیشن کے ساتھ فرائض کی ادائیگی ہرممکن تعاون کریں ۔

9-A[2] اختیارات اور فرائض(Delegation of powers and functions):

(1) کمشنر مناسب حالات اور شرائط کے تحت جب وہ مناسب سمجھے اپنے اختیارات کمیشن کے کسی ممبر کوتفویض کرسکتا ہے تاکہ وہ کمیشن کے فرائض کی انجام دہی کرسکے۔

(2) الیکشن کمیشن ،کمشنر یا کمیشن کے کسی ممبر کو اس حکم کے تحت کچھ امور و فرائض کی انجام

(2) سی ای او نمبر 8 آف 2002 (27-2-2002) کے ذریعہ سے متعارف ہوا

دہی کیلئے اختیارات دے یا سونپ سکتا ہے۔

9-B کئی معاملات بارے کمیشن کی ہدایات:

(Direction of Commission in certain matters):

اس حکم کے مطابق کئی ایک مقاصد کے حصول اور تعمیل کیلئے جب کوئی وضاحت سامنے نہ آئے تو پھر الیکشن کمیشن اپنی مناسب ہدایات جاری کر کے ایسا کرنے کا مجاز ہے۔

9-C عدالتی کاروائی کی ممالغت(Bar of Jarisdiction):

الیکشن کمیشن ،کمشنر،ریسٹرنگ افسر،پریذایڈنگ افسر یا معاون پریذانیڈنگ افسر جو اس حکم کے تحت تعینات کئے گئے ہوں کے جاری کردہ احکامات ،کئے گئے اقدامات ،کاروائی اور امور کے متعلق عدالتی کاروائی ممنوع ہے۔

9-D نیک نیتی سے کی گئی کارگزاری اور کاروائی کے تحفظات:

(Protection of actions taken in good faith):

اس حکم کے مطابق یا اس حکم کے کسی ضابطے ،ہدایت کے مطابق ،الیکشن کمیشن ،کمشنر یا کمیشن کے کسی افسر کی طرف سے کی گئی کوئی بھی ایسی کاروائی جو نیک نیتی پر مبنی ہو یا جسکے کئے جانے میں نیک نیتی عیاں ہو اسکے خلاف کسی عدالت میں دعویٰ ،مقدمہ یا کسی قسم کی کاروائی نہ ہوگی۔

9-E ضابطے بنانے کا اختیار:(Power to make Rules):

اس حکم کے مقاصد کے حصول کیلئے الیکشن کمشنر صدرمملکت کی منظوری حاصل کر کے ضابطے بنانے کا اختیار رکھتا ہے تاکہ کمیشن کے امور و فرائض درست طور پر چل سکیں۔

9-F تکلیفوں کا رفع کرنا(ازالہ)(Removal of difficulties):

اس حکم کے احکامات کے تحت کمیشن کے امور کی انجام دہی میں اگر کوئی رکاوٹ/تکلیف سامنے آئے تو صدر اس رکاوٹ کو رفع کرنے کیلئے مناسب حکم جاری کرسکتے ہیں

10- منسوخ(Repeal):

چیف کمشنر کے حکم مجریہ 2000 میں توسیع کے حکم کو چیف ایگزیکٹو کے حکم نمبر9 آف2000 کی رو سے منسوخ کیا جاتا ہے۔

جدول

آرٹیکل 3 ملاحظہ ہو

The SCHEDULE

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ______ صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں بحیثیت چیف الیکشن کمشنر اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ قانون کے مطابق اور ہنگامی حالت کے اعلان مجریہ 14- اکتوبر 1999 اور عبوری آئینی ترمیمی حکم نمبر 1 آف 1999 کے عین مطابق سرانجام دونگا۔اور یہ کہ میں بلاخوف و رعایت اور بلا رغبت و مفاد اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز ہونے نہیں دونگا

اور یہ کہ میں ہنگامی حالت کے اعلان مجریہ 14- اکتوبر 1999 اور عبوری آئینی ترمیمی حکم نمبر 1 آف 1999 کی پابندی کرونگا۔

(اللہ تعالےٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے آمین)

عام انتخابات کا انعقاد

حکم 2002

چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 7 آف 2002

The Conduct of General Elections

C-E-O-NO 7 of 2002

صدر کے بحالی جمہوریت کے اعلان مورخہ 14- اگست 2001 سے یہ ضروری ہوگیا ہے

کہ ملک میں قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات عمل میں لائے جائیں اور انکے متعلقہ امور کو بھی عملی جامہ پہنایا جائے۔

اور اب رائے دھندگان کی تازہ ترین فہرستیں تیار کی جائیں اور اسمبلیوں میں نشستوں کی بڑھی ہوئی تعداد کے مطابق حلقہ بندیاں کی جائیں۔

اسلئے اب ہنگامی حالت کے اعلان مجریہ 14- اکتوبر 1999 اور عبوری آئینی حکم نمبر 1 آف 1999 چیف ایگزیکٹو اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنے تمام تر اختیارات کے ساتھ بخوشی مندرجہ ذیل حکم جاری فرماتے ہیں۔

1- مختصر عنوان ،وسعت اور آغاز

(Short title,extent andcommencement):

(1) اس حکم کو عام انتخابات کے انعقاد کا حکم 2002 کہا جائیگا۔

(2) اس کا اطلاق پورے ملک پاکستان پر ہوگا۔

(3) یہ فوری طور پر نافذالعمل ہوگا۔

2- تعریفات(Definitions):

اس حکم کے سیاق و سباق میں جب تک کوئی بات مانع ،ناگوار نہ ہو۔

(a) چیف الیکشن کمشنر سے مراد ہے جسکی تقرری الیکشن کمیشن کے حکم 2002 (سی-ای- او نمبر 1 آف 2002) کے مطابق عمل میں آئی۔

[3](b) آئین سے مراد اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین 1973 ہے جو بمطابق اعلانیہ ہنگامی عدالت مجریہ 14- اکتوبر 1999 التوا میں ہے۔

[4](c) مقررہ مجوزہ سے مراد اس حکم کے تحت بنائے گئے ضابطے ہیں

[5](d) فنی ماہر عالم سے مراد ایسا شخص ہے جس نے کم از کم 16 سال تک پڑھ کر یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی منظور شدہ یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی ہو اور اسے 20 سال کا قومی اور بین الاقوامی سطح پر ماہرانہ شہرت حاصل کی ہو۔

3- دیگر قوانین کو مسترد کرنے کا حکم(Order to override other laws):

اس حکم کی توضیحات کے مطابق آئینی احکام کو مسترد کرنا نہ ہے البتہ اس حکم کے مطابق آنے والے انتخابات قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات اور سینٹ[6] کے

3- لفظ اور بمطابق سی ای او نمبر 21 آف 2002 مورخہ 31-7-2002 حذف کردیا گیا۔

4- فل سٹاپ بموجب حکم سی ای او نمبر 21 آف 2002 مورخہ 31-7-2002 تبدیل ہوا۔

5- سی ای او نمبر 21 آف 2002 مورخہ 31-7-2002 کی رو سے اضافہ ہوا۔

6- سی ای او نمبر 21 آف 2002 مورخہ 31-7-2002 کے مطابق تبدیل ہوا۔

انتخابات عمل میں لانا ہے۔

4- عام انتخابات کا انعقاد (Conduct of General Elections):

الیکشن کمیشن کے آرڈر نمبر 2002 (سی ای او نمبر 1 آف 2002)
اور کوئی ایسی چیز جو آئین میں اسکے مدمقابل ہو رائے دھندگان کی فہرستوں کا ایکٹ 1974 (xxi of 1974) حلقہ بندیوں کا ایکٹ 1974 (xxxiv of 1974) سینٹ کے انتخابات کا ایکٹ 1975 (Li of 19 75) عوام کا نمائندگی کا ایکٹ 1976 (1976 (Lxxxv of قومی اسمبلی ،صوبائی اسمبلی کے انتخاب کا حکم 1977 (of 1977 PPONo.5) یا کوئی اور قانون جو فی الوقت اطلاق پذیر ہو الیکشن کمشنر یا الیکشن کمیشن ایسے اقدامات کرے گا جن کے تحت رائے دھندگان کی فہرستیں ،حلقہ بندیاں نیز ایسا لائحہ عمل اختیار کر سکے گا اور ایسے احکامات جاری کئے جاسکیں گے اور ایسی ہدایات جاری کی جاسکیں گی اور ایسے طریقے عمل میں لائے جائیں گے جن کے ذریعہ سینٹ " قومی اسمبلی اور ہر صوبائی اسمبلی کے انتخابات اکتوبر 2002 میں عمل میں آجائیں

5- قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) کی نشستیں

(Number of seats in National Assembly):

(1) قومی اسمبلی کی کل نشستوں کی تعداد 332 ارکان پر مشتمل ہوگی اسمیں خواتین اور غیر مسلم نشستیں بھی شامل ہونگی۔

(2) قومی اسمبلی میں نشستوں کی تعداد جیسا کہ شق (1) میں واضح ہے اور شق (3) میں بھی دستیاب ہے ان میں ہر صوبہ وفاقی انتظام کے تحت قبائلی علاقہ جات اور وفاقی علاقہ جات اور وفاقی دارالخلافہ کے لئے مختص کردی گئی ہیں۔

نام	عام نشستیں	خواتین	میزان
بلوچستان	14	3	17
وفاقی انتظام کے تحت قبائلی علاقہ جات	12	-	12
وفاقی دارالحکومت	2	-	2
شمال مغربی سرحدی صوبہ	35	8	43
پنجاب	148	35	183

7- الیکشن کمیشن کا آرڈر نمبر 2002 (سی ای او نمبر 1 آف 2002) کے مطابق۔

سندھ	61	14	75
میزان	272	60	332

(3) شق(2) میں مندرج قومی اسمبلی کی نشستوں کے علاوہ آرٹیکل 260 کے مطابق 10 نشستیں غیر مسلموں کے لئے مختص ہونگی۔

(4) قومی اسمبلی کے انتخاب کے مقصد کیلئے:۔

(a) عام نشستوں کیلئے یک رکنی بنیاد پر علاقائی حلقہ بندیاں عمل میں آئیگی۔

(b) قومی اسمبلی میں عام نشستوں کا انتخاب براہ راست رائے دہی کے طریق کار پر ہوگا۔

(c) شق (2) کے مطابق ہر صوبہ میں خواتین کے مختص نشستوں کیلئے پورا صوبہ حلقہ تصور ہوگا۔ ہر صوبہ کیلئے خواتین کی نشستیں مختص ہیں۔

(d) غیر مسلم مختص نشستوں کا حلقہ انتخاب پورے ملک کیلئے ایک ہی ہوگا۔

(e) خواتین کے لئے مختص نشستیں شق(2) کے تحت صوبائی سطح پر مناسب نمائیندگی کی بنیاد پر سیاسی جماعتوں کی جمع کرائی گئی فہرستوں کے مطابق ہوگا جسکی وضاحت آرٹیکل 8F کے مطابق قومی اسمبلی میں جماعتی سطح پر جیتی ہوئی نشستوں پر (ہر جماعت کی جیتی ہوئی) ہوگی۔

[8]شرط یہ ہے کہ اس مقصد کے حصول کی خاطر ذیلی شق کے مطابق کسی سیاسی جماعت کی جیتی ہوئی نشستوں میں وہ آزاد جیتی گئی نشستیں بھی شامل ہونگی جنھوں نے انتخاب کے سرکاری نتائج کے نوٹیفکیشن کے بعد تین دن کے اندر اس سیاسی جماعت میں شمولیت کا اعلان کردیا ہو۔

(f) غیر مسلم مختص نشستوں کو پر کرنے کیلئے شق(3) کے تحت انتخاب سیاسی جماعتوں کی جمع کرائی گئی فہرستوں کے مطابق مناسب نمائیندگی کے نظام کے تحت ہوگا جسکا تعین ہر سیاسی جماعت کی قومی اسمبلی کی جیتی ہوئی نشستوں پر ہوگا[9]

شرط یہ ہے اس ذیلی شق کے مطابق کسی سیاسی جماعت کی عام جیتی ہوئی نشستوں میں وہ نشستیں بھی شامل ہونگی جو انتخابی اعلان کے سرکاری نوٹیفکیشن کے بعد تین دن کے اندر اس سیاسی جماعت میں شمولیت کا اعلان کردیں۔(آزاد جیتی گئی نشستیں)[1]

(g) [2][x x x x x]

8- اسکا اضافہ سی ای او نمبر 30 آف 2002 مورخہ 17-10-2002 کی رو سے ہوا۔

9- الفاظ اور سی ای او نمبر 30 آف 2002 مورخہ 17-10-2002 کے مطابق خذف کردئے گئے۔

1- سی ای او نمبر 30 آف 2002 مورخہ 17-10-2002 کی رو سے متعارف ہوا۔

2- ذیل شق (2) سی ای او نمبر 30 آف 2002 مورخہ 17-10-2002 کی رو سے خذف ہوں۔

(2) ذیلی شق (g) سی ای او نمبر 30 آف 2002 مجریہ 17-10-2002 کی رو سے حذف ہوئی۔

6 [3] صوبائی اسمبلیوں میں نشستوں کی تعداد:

(Number of seats in provincial Assemblies):

(1) ہر صوبائی اسمبلی کی عام نشستیں بشمول خواتین، غیر مسلم نشستیں حسب ذیل ہونگی

نام صوبہ	عام نشستیں	خواتین	غیر مسلم	میزان
بلوچستان	51	11	3	65
شمال مغربی سرحدی صوبہ	99	22	3	124
پنجاب	297	66	8	371
سندھ	130	29	9	168
میزان	577	128	23	728

(2) صوبائی اسمبلی کے انتخاب کی خاطر:۔

(a) عام نشستوں کی حلقہ بندی یک رکنی بنیاد پر ہوگی۔

(b) عام نشستوں کے لئے انتخاب براہ راست رائے دہی نظام کے مطابق ہوگا۔

(c) ہر صوبہ میں شق (1) کے مطابق خواتین اور غیر مسلم نشستوں کا انتخاب مکمل صوبہ ایک نشست کی بنیاد پر ہوگا جسکا تعین ہر صوبہ کیلئے شق(1) کے تحت ہوچکا ہے

(d) ہر صوبہ کے لئے مختص خواتین اور غیر مسلم نشستوں کا انتخاب ہر صوبہ کو مقرر کی گئی نشستیں بمطابق شق(1) سیاسی جماعتوں کے متناسب نمائندگی کے نظام کی بنیاد پر ہوگا اسکا انحصار سیاسی جماعت کی جیتی ہوئی نشستوں کی تعداد پر ہوگا [4] شرط یہ ہے کہ سیاسی جماعت کی جیتی ہوئی نشستوں میں وہ آزاد جیتی گئی نشستیں بھی شامل تصور ہونگی جو انتخابی اعلان کے سرکاری نوٹیفکیشن کے بعد تین دن کے اندر اندر اپنی اس جماعت میں شمولیت کا اعلان کردیں گی۔ [5]

3- سی ای او نمبر 21 آف 2002 مجریہ 31-7-2002 کی رو سے تبدیل ہوا۔

4- سی ای او نمبر 30 آف 2002 مجریہ 17-10-2002 کی رو سے تبدیل ہوا۔

5- سی ای او نمبر 30 آف 2002 مجریہ 17-10-2002 کی رو سے تبدیل ہوا۔

(e) [x x x x][6]

7- انتخابات کا نظام(System of Elections):

قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب مشترکہ رائے دہندگی کے نظام کے مطابق ہونگے۔

7A[7] رائے دھندگان کی عمر(Age of voters):

قطع نظر اسکے کہ آئین ،نافذالعمل قانون اور الیکٹرول ایکٹ 1974 (xxi of 1974) انتخاب میں ارکان سینٹ ،قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کیلئے ہر وہ شخص جو18 سال کا ہوگیا ہوحق رائے دہی استعمال کرسکتا ہے (18 سال کی عمر یکم جنوری2002 تک ہو) وہ رائے دینے کا اہل ہے اور چیف الیکشن کمشنر اسکے مطابق فہرست رائے دھندگان الیکٹرول رولز 1974 کے حکامات کے مطابق مندرجہ بالا ترمیم کے ساتھ کئے جانے کا نتظام کرے گا۔

کسی غلطی کی اصلاح یا اندراج رہ جانے کی صورت میں نئی فہرستوں کی اشاعت کے بعد 15 دن کے اندر ایوائزنگ اتھارٹی سے رابطہ کرنے پر معاملہ درست کیا جاسکتا ہے۔[1]

7B[2] احمدی کی حیثیت کے معاملہ میں کوئی تبدیلی نہیں:

(Status of Ahmadis etc to remain unchanged):

ہر چیز کے قطع نظر جو الیکٹرورل رولز ایکٹ 1974 (xxi of 1974) (Electoral Act 1974) اور الیکٹرورل رولز 1974، (Electoral Rules 1974) یا فی الوقت نافذالعمل کسی قانون میں شامل ہو، انتخاب کی غرض سے چھپے فارموں اور انتخابی دستاویزات میں بھی طبع شدہ ہو آرٹیکل 7 کے تسلسل کے سلسلہ میں عام انتخاب کے انعقاد کے حکم 2002 (سی ای اور نمبر7 آف2002) کے مطابق قادیانی گروپ یالاہور گروپ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی نہ مانتا ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہ مانتا ہو اسکی حیثیت وہ ہی ہے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 میں واضح ہے۔

7C اگر کوئی شخص اپنانام بطور ووٹر (رائے دھندہ) درج کرالیتا ہے اور الیکٹرول رولز ایکٹ 1974 کے مطابق دس دن کے اندر اسکے اعتراض ووٹر کردیا جاتاہے اور عام انتخابات کے

6- ذیلی شق(e) سی ای اونمبر30 آف2002 مجریہ2002-10-17 کی رو سے خدف ہوئی۔

7- سی ای اونمبر 14 آف 2002 مجریہ2002-5-4؛ کے ذریعہ متعارف ہوا۔

1- سی ای اونمبر 21 آف 2002 مجریہ2002-7-31 کے ذریعہ سے متعارف ہوا

2- سی ای اونمبر 15 آف2002 مجریہ2002-6-17 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

حکم 2002 دوسری ترمیم کے جاری ہونے سے 10 روز قبل یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ وہ ووٹر مسلمان نہیں ہے تو ریوائزنگ اتھارٹی ایسے ووٹر کو ایک نوٹس جاری کرے گی کہ وہ 15 دن کے اندر اندر اتھارٹی کے سامنے پیش ہوکر اپنے عقیدے کے مطابق اظہار کرے اور فارم IV جو الیکٹورل رولز 1974 کے تحت چھپا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں پر دستخط کرے اگر وہ ووٹر اس فارم پر دستخط کرنے سے انکار کرے تو اسکو غیر مسلم تصور کیا جائیگا اور اس کا نام انتخابی فہرست سے خارج کر دیا جائے گااور اسکا نام غیر مسلم ووٹرز کی علاقی فہرست میں درج کر دیا جائے گا۔

اور اگر وہ شخص نوٹس کی تعمیل نہ کرتے ہوئے پیش ہی نہیں ہوتا تو اسکے خلاف یکطرفہ کاروائی عمل میں آتی ہے۔

حلف نامہ اقرار نامہ:

میں حلفیہ اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ میں خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا/رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا /کی پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو اورنہ ہی میں ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا/مانتی ہوں نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہور گروپ سے تعلق رکھتا/رکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا/کہتی ہوں۔

8- الیکشن کے متعلق قوانین برائے اطلاق:

(Laws relating to Election etc, to apply):

قطع نظر کوئی چیز جو آئین 1973 الیکٹورل رولز ایکٹ 1974 (xxi of 1974) (Electoral Rolls Act -1974) انتخابی حلقہ بندیوں کا ایکٹ 1974 (xxxiv of 1974) دی سینٹ[3] الیکشن ایکٹ 1975 (Li of 1975) اورعوامی نمائندگی کا ایکٹ 1976 (Lxxxv of 1976) انکے تحت مرتبہ دیگر ضابطے جو فی الوقت نافذالعمل ہیں اور وہ نئی تیار ہونے والی رائے دہندگان کی فہرستوں اور حلقہ بندیوں سے متصادم نہ ہیں اسی کے تحت وفاقی درالحکومت سے رکن کا چناؤ ،الیکشن ٹربیونلز کی تشکیل اورقومی ،صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا انعقاد کے بارے قوانین ہیں۔

3- سی ای او نمبر 21 آف 2002 مجریہ 31-7-2002 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

8A[4] قومی اسمبلی مجلس شوریٰ اور صوبائی اسمبلی کے رکن کی تعلیمی قابلیت:

(Eductional qualification for a member of Majils-e-Shoora Parliament and a Provincial Assembly):

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 دی سینٹ الیکشن ایکٹ 1975 (Li of 1975) عوامی نمائندگی کے ایکٹ 1976 (Lxxxxv of 1976) اور کوئی نافذالعمل قانون جو رائج ہو کے باوجود کوئی بھی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب نہیں ہو سکے گا جب تک کہ اس نے بی،اے (اسکے برابر) کی ڈگری یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی منظور شدہ یونیورسٹی سے حاصل نہ ہو کی(University grants,Act Commssion) یا کسی اور قانون کے تحت بننے والی یونیورسٹی سے ڈگری حاصل نہ کی ہو[5]۔

8AA[6] سینٹ کے رکن کی نااہلیت:

(Disqualification from being a member of Senate):

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 سینٹ الیکشن ایکٹ 1975 عوامی نمائندگی کا ایکٹ 1976 یا کوئی اور فی الوقت نافذالعمل قانون کے تحت ہر وہ شخص جو قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) صوبائی اسمبلی کی رکنیت حاصل کرنے کا مجاز نہ ہووہ سینٹ کی رکینت کے لئے بھی نااہل تصور ہوگا۔

8B[7] سینٹ کے ممبران کی تعداد(Number of seats in senate):

(1) سینٹ 100 ممبران پر مشتمل ہوگا جن میں:۔

(a) 14 ممبران کا انتخاب ہر صوبائی اسمبلی سے ہوگا۔

[8](b) 8 ممبران کا انتخاب وفاقی انتظامیہ کے تحت قبائلی علاقہ جات ،صدر مملکت کے جاری کردہ احکامات کے تحت عمل میں آئیگا۔

(c) دو عام نشستیں ،ایک خاتون ممبر ،اور ایک فنی ماہر/ عالم کاانتخاب وفاقی دارلحکومت سے سینٹ الیکشن آف ممبرز فرام فیڈرل کیپٹل حکم 1988 (پی او

4- سی ای اونمبر 17 آف 2002 مورخہ 24-6-2002 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

5- سی ای اونمبر 21 آف 2002 مورخہ 31-7-2002 کے ذریعہ متعارف ہوا

6- سی ای اونمبر 34 آف 2002 مورخہ 29-1-2002 کے ذریعہ متعارف ہوا

7- سی ای اونمبر 21 آف 2002 مورخہ 31-7-2002 کے ذریعہ متعارف ہوا۔

8- سی ای اونمبر 38 آف 2002 مورخہ 21-11-2002 کے ذریعہ تبدیل ہوا۔

نمبر3 آف1988) کے مطابق ہوگا۔

(d) چار خواتین ممبران کا انتخاب ہر ایک صوبائی اسمبلی سے ہوگا۔

(e) چارممبران کا انتخاب ہرصوبائی اسمبلی فنی ماہرین/علما سے کریگی۔

وضاحت(Explanation):

اس آرٹیکل کے مقصد کے مطابق فنی ماہرین (technocrats) کی تعریف آرٹیکل 2 کی شق (d) میں لفظ علما بھی شامل ہے۔

(2) سینٹ میں نشستوں کو پورا کرنے کیلئے انتخاب ہرصوبہ میں مقررہ نشستوں کیلئے متناسب نمائیندگی کے نظام کے تحت واحد متبادل رائے کی بنیاد پر ہوگا۔

(3) سینٹ کوتوڑا نہ جانے کے باوجود اسکے ممبران کی مدت جو مندرجہ ذیل طریقہ سے ریٹائر ہونگے 6 سال ہے۔

(a) ایسے ممبران جو شق (1) کے پیراگراف (a) کی ضمن میں آتے ہیں سات ممبران پہلی 3 سالہ مدت کے اختتام پر رٹیائر ہوجائینگے اور دیگر سات ممبران اگلی تین سال کی مدت کے اختتام پر ریٹائر ہو جائینگے۔

(b) اور شق (1) کے پیراگراف (b) کی ضمن میں آنے والےممبران 4 ممبران پہلی 3 سالہ مدت کے اختتام پر اور دیگر 4 ممبران اگلی تین سالہ مدت کے اختتام پر ریٹائر ہوجائیں گے۔

(c) اورشق (1) کے پیراگراف (c) کی ضمن میں آنے والےممبران۔

(i) عام نشست پر ایک منتخب ممبر پہلی تین سالہ مدت کے اختتام پر اوردوسرا اگلی تین سالہ مدت کے اختتام پر ریٹائر ہوجائیگا۔

(ii) ایک رکن مختص بطورفنی ماہر/عالم جیسی بھی صورت حال ہو پہلی تین سالہ مدت کے اختتام پر اور دوسرا ممبر جو خاتون رکن کی حیثیت سے ہے وہ اگلی تین سالہ مدت کے اختتام پر ریٹائر ہوجائے گی۔

(d) اورشق (2) کے پیراگراف (d) کی ضمن میں آنے والے دوممبران پہلی 3 سالہ مدت کے اختتام پر اور دیگر دوممبران اگلی تین سالہ مدت کے اختتام پر

ریٹائر ہونگے۔

(e) اور شق (2) کے پیراگراف (سی) کی ضمن میں آنے والے دو ممبران پہلی تین سالہ مدت کے اختتام پر اور دیگر دو ممبران اگلی تین سالہ مدت کے اختتام پر ریٹائر ہونگے۔

البتہ ایسا ممبر جو کسی اتفاقیہ خالی ہونے والی نشست پر رکن منتخب ہوا وہ ایسی نشست کی باقی ماندہ مدت کے اختتام پر ریٹائر ہوجائیگا۔

8-C [x x x x][9]

8-D مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) صوبائی اسمبلی کے ممبران کی اہلیت اور نااہلیت:

(Qualifications and disqualifications of members of Majlis-e-Shoora Parliament and provincial Assemblie):

تعلیمی قابلیت آرٹیکل 8A- وہ شخص جو مندرجہ شرائط پر پورا نہ اترے وہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلی کی رکنیت کا اہل نہ ہوگا۔

(a) وہ ایک پاکستانی شہری ہے۔

(b) قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) کی صورت میں اسکی عمر 25 سال ہے اور رائے دہندگان کی فہرست میں اسکے نام کا اندراج ہے۔

(i) کوئی انتخابی فہرست برائے عام نشست یا غیر مسلم امیدواروں کی مختص نشست۔

(ii) صوبہ میں کسی علاقہ سے خواتین کی مختص نشستوں میں سے کوئی نشست حاصل کرتا ہے۔

(c) سینٹ کی صورت میں اسکی عمر 35 سال سے کم نہ ہو اور یہ کے کسی بھی علاقہ میں بطور رائے دہندہ کا اندراج رکھتا ہو یا جیسی بھی صورت جو کہ وفاقی دارلحکومت ،وفاقی انتظام کے تحت قبائلی علاقہ جات جہاں سے بھی وہ نشست حاصل کرتا ہے۔

(d) صوبائی اسمبلی کی صورت میں اسکی عمر پچیس سال سے کم نہیں ہے اور وہ اپنے صوبے میں کسی علاقہ سے بطور رائے دہندہ مندرج ہے جہاں سے اس نے

9- سی ای او نمبر 38 آف 2002 مورخہ 21-11-2002 کی رو سے ذیلی شق 8-c حذف کردی گئی۔

نشست حاصل کی۔

(e) وہ اچھے چال چلن اور کردار کا مالک ہو اور اسے اسلامی اقدار اور اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے نہ دیکھا گیا ہو۔

(f) اسکو اسلامی تعلیمات کا کافی علم ہو اور اسلام کے مجوزہ فرائض سے آگاہ ہو اور گناہ کبیرہ سے باز رہنے والا ہو

(g) وہ دانشمند،فہیم ،راست باز ہے اور اوباش نہیں ہے اور ایماندار اور امین ہے۔

(h) وہ کسی جھوٹی گواہی دینے پر یا کسی اخلاقی جرم میں سزا یافتہ نہ ہے۔

(i) پاکستان کے قیام کے بعد اس نے کبھی پاکستان کی سالمیت کے خلاف کام نہ کیا ہو اور پاکستان کے نظریے کی مخالفت نہ کی ہو۔

البتہ ان شرائط کا اطلاق غیرمسلم افراد پر نہیں ہوگا لیکن ان کا اچھی شہرت کا حامل ہونا چاہیے۔

(j) اسکے پاس وہ تمام خوبیاں اور اچھائیاں ہوں جو مجلس شوریٰ(پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے مطابق اہلیت کی ضرورت ہوں۔

(-2) وہ شخص قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) صوبائی اسمبلی کے انتخاب کیلئے نااہل قرار دے دیا جائیگا اگر:۔

(a) وہ جو ذہنی طور پر مفلوج ہو اور کسی بااختیار عدالت نے اسے ذہنی مریض قرار دے دیا ہو۔یا

(b) وہ دوالیہ ہو چکا ہو۔یا

(c) اسکی پاکستانی شہریت ختم ہوگئی ہو اور کسی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کررہا ہو۔یا

(d) وہ پاکستان حکومت کی ملازمت میں منفعت بخش عہدیدار ہو بے شک قانون اسکی نفی نہ کرتا ہو۔

(e) وہ کسی قانونی ادارے سے منسلک ہے اوز یا کوئی ایسا ادراہ جسکی باگ ڈور حکومت کے ہاتھ میں ہو اور حکومت کا اس ادارے سے مفاد وابستہ ہو۔یا

(f) وہ پاکستان کے شہریت کے ایکٹ 1951 (11of 1951) کی دفعہ 14-B کے تحت پاکستان کا شہری تو ہے تاہم وقتی طور پر نافذالعمل قانون کے تحت نااہل ہو اور آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی کی رکنیت کیلئے بھی نااہل

ہوگا۔یا

(g) وہ ایسی رائے کا پروپیگنڈا اور تشہیر کر رہا ہے اور اسکا طرز عمل ایسا ہے جس سے نظریہ پاکستان کے متعلق بغض وعناد مترشح ہو پاکستان کی سالمیت اور اقتدار اعلیٰ ،پاکستان کے تحفظ ،اسکی اخلاقی اقدار اور پبلک عوام میں امن سکون کو پامال کرنا چاہتا ہو عدالتی تقدس اور پاکستان کی افواج کے خلاف زہر فشانی کرتا ہو۔یا

(h) وہ کسی بااختیار عدالت سے بدعنوانی کے ارتکاب ،اخلاقی جرم اپنے عہدے اور طاقت کے غلط استعمال کے الزام میں سزا یافتہ ہو یا کسی اور نافذالعمل قانون کے تحت سزا یافتہ ہو۔یا

[10](i) اسکو حکومت پاکستان نے وفاقی حکومت ،صوبائی حکومت کے ماتحت چلنے والے ادارے سے یا مقامی حکومت سے یا کسی سرکاری کارپوریشن سے بدکرداری یا اخلاقی جرم میں برخاست کردیا ہو۔

(j) اسکو کسی اخلاقی جرم ،بدکرداری یا بدعنوانی کے جرم میں حکومت پاکستان ،صوبائی حکومت یا مقامی حکومت نے ملازمت سے برخاست کردیا ہو یا جبری طور پر ریٹائر کردیا ہو۔یا

(k) وہ پاکستان کے کسی ایسے قانونی ادارے سے یا کسی اور ایسے ادارے کی ملازمت میں رہا ہو جس سے حکومت پاکستان کا مفاد وابستہ ہو یا حکومت اسکی نگرانی کررہی ہو اور اسکو یہ ملازمت چھوڑے ابھی 2 سال کا عرصہ نہ گزرا ہو۔

(l) وہ خود یا کسی اور شخص یا جمعیت سے اپنے مفاد کیلئے یا غیر منقسم ہندو فیملی سے بطور حصہ دار کام کرتا رہا ہو۔اور جسکا حکومت یا کسی امداد باہمی کی سوسائٹی سے کوئی تعلق نہ ہو اور جعلسازی سے حکومت کے نام پر کاروبار کررہا ہو۔

تاہم یہ نااہلیت اس پیراگراف کے مطابق اس شخص پر لاگو نہیں ہوگی:۔

(i) جہاں اسکا حصہ اور مفاد اسکو وراثت یا قانونی وارث کے طور پر حاصل ہو۔اسکا نظم ونسق ختم ہوئے ابھی 6 ماہ نہ گزرے ہوں۔

10- سی ای او نمبر 35 آف 2002 مجریہ 6-11-2002 کی رو سے تبدیل ہوا۔

(ii) یہ کوئی معاہدہ اسکی طرف سے بطور پرئیویٹ کمپنی جسکی تعریف کمپنیز آرڈیننس 1984 (xlvii of 1984) میں واضح ہے جسمیں وہ حصہ دار تو ہے لیکن ڈائریکٹر نہیں ہے جسکے پاس کوئی کمپنی کا عہدہ یا مضب ہو۔یا

(iii) جبکہ وہ کسی ہندو غیر منقسم خاندان کا رکن ہے اور معاہدہ اسکی فیملی کے کسی اور فرد نے کیا ہے اور اس معاہدہ کے کاروبار میں اسکا کوئی مفاد نہ ہے

وضاحت(Explanation):

اس آرٹیکل کی رو سے سامان میں زرعی پیداوار یا استعمال کی ایسی چیزیں شامل ہیں یا ایسا سامان جو اس نے حکومت کی ہدایت یا کسی نافذالعمل قانون کے تحت کسی ٹیکس کے تحت سپلائی کرتا ہو۔

(m) اسکے پاس مندرجہ ذیل عہدوں میں سے کوئی منفعت بخش سرکاری عہدہ ہے۔

(i) کوئی ایسا عہدہ جوکل وقتی خدمت کا ہو اور اسکا معاوضہ یا تنخواہ ہو۔

(ii) لوئی نمبرداری کا عہدہ یا کوئی چوہدراہٹ۔

(iii) قومی رضا کار۔

(iv) کوئی ایسا عہدہ جسکے ذریعہ اسے ملٹری کی تربیت یا ملٹری میں خدمت کیلئے طلب کرلیا جائے جو آئین کے مطابق قانون کی منشا کی خاطر فوجی قوت بڑھاتا ہو۔

(n) وہ کسی رائج الوقت قانون کے مطابق عدالت سے فرار ہونے کے جرم میں سزا یافتہ ہو۔

(o) اس نے کسی بنک ،مالیاتی ادارے،انجمن باہمی امداد کے شعبہ اور کسی ایسے ادارے سے 20 لاکھ یا اس سے زیادہ کی رقم قرض لی ہو اور یہ رقم اسکے اپنے نام یا کسی زیرکفالت کے نام لی گئی ہو یا بیوی کے نام لی گئی ہو اور وہ رقم واپس نہ کی گئی ہو اور اس معاملہ کو ایک سال یا زیادہ عرصہ گزرگیا ہو یا قرض معاف کرالیا گیا ہو۔یا

(p) اس نے اسکی بیوی یا کسی کفالت نے حکومت کے واجبات یوٹیلٹی بلز بابت ٹیلی فون بجلی ،گیس،پانی وغیرہ جنکی مالیت مبلغ دس ہزار روپے سے زائد ہوگی ادائیگی نہ کی ہو اور عرصہ 6 ماہ یا زیادہ گزر گیا ہو۔

(q) وہ فی الوقت کسی بھی انتخاب قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) صوبائی اسمبلی قانون کے مطابق جو رائج الوقت ہے کے تحت نااہل قرار پایا۔

8E درخواست گزار کی حیثیت پر اعتراض (Objection against Candidature):

رائج الوقت کسی قانون اور آئینی تقاضوں کے کوئی بھی شخص کسی درخواست گزار برائے انتخاب قومی اسمبلی (مجلس شوریٰ) صوبائی اسمبلی کی درخواست پر اعتراض کرسکتا ہے اور وہ شخص اپنے کاغذات نامزدگی جمع کراچکا ہے اور اسکا نام اس فہرست میں بھی موجود ہے جو اسکی سیاسی جماعت سے برائے انتخاب مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صوبائی اسمبلی کیلئے الیکشن کمیشن کے مقررکردہ وقت برائے جانچ پڑتال ریٹرننگ افسر کو پیش کردی ہے اور یہ اعتراض الیکشن کمیشن کے مقررکردہ مدت کاغذات جمع کرانے کے 10 دن کے اندر کردیا گیا ہے۔

8E[11] انتخابات کیلئے کاغذات نامزدگی (Nomination papers for Election):

قانون رائج الوقت اور تمام تر آئینی تقاضوں کے کوئی بھی امیدوار (درخواست گزار) برائے انتخاب مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) صوبائی اسمبلی اپنے کاغذات نامزدگی ریٹرننگ افسر کو بذات خود جمع کرا کے باقاعدہ رسید حاصل کرے گا جس پر تاریخ اور وقت لکھا ہوگا۔

8-F مختص نشستوں کیلئے سیاسی جماعتوں کی پیش کردہ فہرستیں:
(Party lists for reserved seats etc):

(1) ہر سیاسی جماعت اپنی خواتین اور غیرمسلم مختص نشستوں کے انتخاب کے متعلق بابت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) صوبائی اسمبلی میں انتخاب میں حصہ لینے بارے ایسی مختص نشستوں کی فہرست الیکشن کمیشن کو مقررہ وقت کے اندر نمایاں کو پیش کردے گی اس فہرست میں امیدواروں کو اوضح طور پر متعارف کرکے کردیا جائے گا جیسی بھی صورت ہوالیکشن کمشنر یا صوبائی الیکشن کمشنر ایسی فہرستوں کی طباعت کر کے عام اشاعت کردے گا تاکہ عوام کو علم ہو سکے۔

(2) سیاسی جماعتیں ایسی فہرستوں میں اپنی صوابدید پر اتنے نام متوقع امیدواروں کے دے

11- سی ای او نمبر 31 مجریہ 19-10-2002 کی رو سے آرٹیکل 88E متعارف ہوا۔

سکتی ہیں جتنے وہ مناسب سمجھیں تاکہ اگر کسی امیدوار کے کاغذات نامزدگی کسی وجہ سے جانچ پڑتال کے دوران مسترد ہوجائیں تو متبادل امیدوار کے کاغذات پر غور کیا جاسکے تاکہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صوبائی اسمبلی میں اگر کسی نشست کی جگہ خالی رہ جائے جیسی بھی صورت ہو پورا کیا جاسکے۔

(3) اگر کوئی مختص نشست برائے خواتین، غیر مسلم بوجہ وفات استعفیٰ یا نااہلیت کی بنا پر خالی ہوجائے تو سیاسی جماعت متعلقہ کی فہرست میں متذکرہ امیدوار (شق(1)) کے کاغذات جمع کرادیے جائینگے۔

(4) ہر امیدوار جو الیکشن میں بطور مختص نشست خواتین، غیر مسلم کے طور پر حصہ لے رہا ہو وہ اپنے کاغذات نامزدگی اور دیگر متعلقہ ضروری دستاویزات الیکشن کمیشن کے مقرر کردہ ریٹرننگ افسر کو جمع کرائیگا۔

(a) ایسی مختص نشستوں کی پیش کردہ سیاسی جماعت کی امیدواروں کی فہرست۔

(b) کاغذات نامزدگی کیلئے ضروری کاغذات بابت وضاحت اور ضروری کاغذات

(c) کاغذات نامزدگی جمع کرانے کی فیس کی رسید۔

8G انتخابات آئین کی روح کے مطابق ہونگے:

(Elections deemed to be held under the constitution):

انتخابات جو اس حکم کے مطابق ہورہے ہیں انکا انعقاد آئین کے مطابق ہوگا۔

9- ضابطے بنانے کا اختیار(Power to make Rules):

(1) صدر مملکت اس حکم کے مقاصد کے حصول کیلئے ضابطے بنانے اور جاری کرنے کے اختیارات رکھتے ہیں۔

(2) اس ضمن میں خصوصی طور پر بلا کسی بغض وعناد اختیارات کا استعمال مختص نشستوں کے انتخاب کے طریق کار وضع کرنا ہوگا۔

10- رکاوٹوں کا دور کرنا(Removal of Difficulties):

(1) اگر اس حکم کی بجاآوری کے دوران کوئی رکاوٹ سامنے آئے تو صدر اس رکاوٹ کو دور کرنے کیلئے مناسب احکامات جاری کرسکتے ہیں۔

(2) آئین کی تشریحات اور الیکشن سے متعلقہ قوانین بابت انعقاد انتخاب سینٹ المجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صوبائی اسمبلی کے بارے اس حکم کی تکمیل کیلئے صدر بذریعہ حکم مزید مطابقت تبدیلیوں یا اضافہ کرنے یا کسی تشریح کو ختم اور حذف کرنے کا مناسب حکم جاری کرسکتے ہیں

(3) کوئی عدالت بااختیار ٹریبونل یا اتھارٹی جسکو شق (2) کے احکامات نافذ کرنے کا اختیار ہے اگر محسوس کرے کہ اس کہ اس حکم میں کوئی اضافہ کمی وغیرہ نہ کی گئی ہے تو اس حکم کی منشا کی تکمیل کیلئے ایسی عدالت اتھارٹی ٹریبونل مناسب ردوبدل کے ساتھ ان احکامات کو نافذ کریں گی۔

[2](11) منسوخ۔ ایوان ہائے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن بارے حکم 1977 (P-P-O No-5 of 1977) فوری طور پر منسوخ کردیا گیا۔

سیاسی جماعتوں اور انتخاب میں حصہ لینے والے امیدواروں کے لئے عام انتخابات 2002 کے لئے ضابطہ کارکردگی اور طرزعمل:

(Code of conduct for political parties and contesting candidates):

سیاسی جماعتوں کے ساتھ انتہائی موثر اور بامعنی مشاورت کی خاطر ضابطہ طرزعمل برائے عام انتخابات 1977 کی 5- جولائی 2002 کو عام اشاعت کردی گئی تھی اور اسکی تشہیر کو ذرائع ابلاغ کے تمام تر ذرائع کے ذریعہ عام کیا گیا تھا۔تاکہ سیاسی پارٹیوں اور عوام کو اس کی قیمتی رائے اور تجاویز سے فائدہ اٹھایا جاسکے اور پھر یہ دیکھا جائے کہ آیا کہ ضابطہ عمل برائے عام انتخابات 1977 کو ہی قائم رکھا جائے یااسکی بعض تشریحات اور مفہوموں میں اضافہ ،ترمیم یا ردوبدل کردیا جائے تاکہ ضابطہ طرزعمل بابت انتخابات 2002 کو قطعی شکل دے دی جائے۔

الیکشن کمیشن کے مندرجہ بالا کئے گئے اقدام کے سلسلہ میں سیاسی جماعتوں کی طرف سے تجاویز موصول ہوئی ہیں اور ان پر قرار واقعی غور خوض کیا گیا ہے

اسلئے اب بمطابق آرٹیکل218 (2) آئین 1973 اسلامی جمہوریہ پاکستان بشمول خواندگی آرٹیکلز5 (3) اور6 بابت الیکشن کمیشن حکم 2002 (سی ای او نمبر1 آف2002) اور سیاسی جماعتوں کے حکم 2002 (سی ای او نمبر18 آف2002) اور اس سلسلہ میں تمام تراختیارات جو

1- سی ای او نمبر21 آف2002 مجریہ2002-7-31 کے ذریعہ متعارف ہوا

2- سی ای او نمبر21 آف2002 مجریہ2002-7-31 کے ذریعہ اضافہ ہوا

الیکشن کمیشن کو حاصل ہیں الیکشن کمیشن بخوشی مندرجہ ذیل ضابطہ طرز عمل برائے سیاسی جماعتوں اور انتخاب میں حصہ لینے والے امیدواروں کیلئے جو عام انتخابات 2002 میں حصہ لے رہے ہیں، جاری کرتا ہے۔

(1) سیاسی جماعتیں ایسی رائے کا پرچار نہیں کریں گی اور کسی ایسے طریقہ کو نہیں اپنائیں گی جو نظریہ پاکستان، پاکستان کی سالمیت اقتدار اعلیٰ اور پاکستان کے تحفظ اور بقا کے خلاف ہو یا جس سے امن وامان خودمختاری اور عدالتی تقدس پامال ہو یا جس سے افواج پاکستان اور عدلیہ کا کردار متاثر ہو جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 63 میں واضح ہے۔

(2) جب سیاسی جماعتیں تنقید کریں تو ان کو اپنی سیاسی پالیسیوں اور پروگرام تک ہی محدود رہنا چاہے اور اپنے ماضی کی کارکردگی اور ریکارڈ مدنظر رکھیں تمام جماعتیں اور امیدوار کسی کی نجی زندگی پر تنقید سے احتراز کریں جسکا ان کی عوامی سرگرمیوں اور امور کا تعلق نہ ہو۔

(3) متعلقہ سیاسی جماعتیں اور انتخاب میں حصہ لینے والے امیدوار اپنے ترقیاتی کاموں کا اعلان اور تشہیر کریں۔ انتخاب کے پروگرام کا اعلان ہونے اور جس دن انتخاب ہو رہا ہو اس دن تک کوئی امیدوار یا اس کا نمائندہ کھلے عام یا چھپ چھپا کر کسی بھی گروہ یا ادارے کو کسی قسم کی امداد یا امدادی رقم چندہ وغیرہ نہیں دے گا یا اس قسم کی امدادی رقم دینے کا وعدہ بھی نہیں کرے گا اور نہ ہی اپنے حلقہ میں کسی ادارے یا گروپ کو کسی نئے پروجیکٹ کی تکمیل وغیرہ کا وعدہ کرے گا۔

(4) تمام سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کو انتہائی احتیاط اور ذمہ داری ہر قسم کی بدعنوانی اور بگاڑ ڈالنے والی باتوں سے دور رہنا چاہئے اور رائے دہندگان کو بے جا امداد رشوت دینے سے گریز کرنا چاہئے۔ رائے دہندگان کو ڈرایا اور دھمکایا نہ جائے پولنگ کے دن سے 48 گھنٹے پہلے تمام جلسے جلوس اور کنولینگ کا عمل ختم کر دیا جائے۔

(5) ہر شخص کے گھریلو اطمینان وسکون کا احترام کیا جائے تاہم سیاسی پارٹیاں اور امیدوار بادل نخواستہ اس سے سیاسی رائے اور تجویز لے سکتے ہیں مظاہرے کرنے/کرانے اور لوگوں کے گھروں کے سامنے احتجاجی نعرہ بازی اور حد بندی یا باڑ وغیرہ لگا کر احتجاجی سرگرمیوں کو ہر حالت میں روکا جائے گا۔

(6) کوئی بھی سیاسی جماعت یا انتخابی امیدوار خود اپنے ہم خیالوں کو کسی شخص کی زمین، عمارت، صحن، بلڈنگ کی دیواریں بغیر اجازت حاصل کئے استعمال کرنے کی اجازت نہ

ہوگی اور نہ ہی بغیر اجازت ایسی جگہوں پر جھنڈے لگائے جائیں گے اور نہ ہی بینر وغیرہ وہاں اشتہار بھی نہ لگائے جائیں گے اور نہ ہی تحریرشدہ نعرے چسپاں کئے جائیں گے۔

(7) سیاسی جماعت اور امیدوار اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ان کے سپورٹرز مخالف امیدواروں کے جلسے جلوسوں میں کسی قسم کی مداخلت یا گڑبڑ نہ کریں گے۔

(8) جس جگہ ایک جماعت /امیدوار کا انتخابی جلسہ ہورہا ہو اس سے ملحق جگہ پر دوسری سیاسی جماعت/امیدوار اپنا جلسہ نہیں کرے گا ایک جماعت/امیدوار کے کارکن یا حمایتی دوسری جماعت/امیدوار کے اجلاس یا سیاسی سرگرمیوں میں مداخلت یا گڑبڑ نہ کریں گے۔

(9) سیاسی جماعت یا امیدوار اپنی متوقع میٹنگز اور اجلاس کے انعقاد بارے مقامی حکومت کو قبل ازوقت مطلع کریں گے تا کہ وہ ٹریفک اور دوسرے ضروری امور سے نپٹنے کے لئے اور امن و امان برقرار رکھنے کیلئے پولیس کا بندوبست کر سکے۔

(10) کوئی سیاسی جماعت/امیدوار پیشگی اس بات کو یقینی بنائیگا کہ جس جگہ جلسہ منعقد ہونا ہے وہاں جلسہ کرنے کی کوئی ممالغت نہیں ہے اگر کوئی ایسا حکم موجود ہو اس پر سختی سے عمل ہوگا۔تاہم اس سلسلہ میں بروقت اجازت کیلئے درخواست دیکر اجازت لی جاسکتی ہے۔

(11) کسی جلسے/اجلاس کے منتظمیں باقاعدہ طور پر پولیس کی معاونت حاصل کریں گے تا کہ امن و امان کی صورت حال اور خرابی پیدا کرنے والے غلط افراد کی نگرانی ہو سکے۔تا کہ جلسہ کسی خرابی کی بھینٹ نہ چڑھ جائے منتظمیں از خود کسی شخص سے متصادم نہ ہونگے۔

(12) کسی بھی سیاسی جماعت /امیدوار کے جلسے کے منتظمین اس بات کا فیصلہ پہلے کرلیں گے کہ جلوس کہاں سے شروع ہونا ہے اس پروگرام کی اطلاع قبل از وقت مقامی پولیس کو دی جائے گی تا کہ پولیس مناسب اور بروقت انتظام کرسکے۔

(13) مخطمین اس بات سے قبل ازوقت باور کرلیں گے کہ کس کس راستہ پر جلوس کے گزرنے کی ممالغت ہے اور اس پابندی پر منتظمین عمل کریں گے اور اگر اس راستہ سے گزرنا مقصود ہو تو مجاز اتھارٹی اجازت دے سکتی ہے ٹریفک اور امن و امان کی صورت حال کا پولیس مکمل خیال رکھے گی۔

(14) منتظمین جلوس ،جلوس گزرنے کے علاقوں میں سے گزرنے بارے پولیس کو پیشگی طور پر مطلع کریں گے اور اسکے گزرنے کے انتظام پہلے مرتب دینگے اور اگر جلوس بہت طویل

ہو تو اسکو الگ الگ ٹکڑوں میں منقسم کر لیا جاتا ہے تاکہ ٹریفک کی آمدورفت میں تعطل نہ پڑے سڑکوں کے چوراہوں اور اہم مقامات پر پولیس کے تعاون سے مناسب بندوبست کیا جاتا ہے۔

(15) جلوس کو حتی الامکان سڑک کے دائیں طرف چلنے کی تاکید کی جائیگی اور اس معاملہ میں پولیس کی ہدایت کو خاص طور پر فوقیت دی جائے گی اور ڈیوٹی پر موجود پولیس کی ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائیگا۔

(16) اگر دوبارہ سے زیادہ سیاسی جماعتیں یا امیدواران اپنے جلوس ایک ہی راستہ سے اور کم وبیش ملتے جلتے اوقات میں لے جانا چاہیں تو منتظمین مناسب طور پر قبل از وقت ایسے اقدامات کا انتظام کریں گے تاکہ کسی قسم کا تصادم بھی نہ ہوسکے اور ٹریفک میں بھی کسی قسم کی رکاوٹ یا تعطل پیدا نہ ہو اس مقصد کے حصول کیلئے جماعتیں اور امیدواران آپس میں باہمی رابطہ سے مقامی انتظامیہ سے بھی اولین فرصت میں رابطہ کریں گے۔

(17) سیاسی پارٹیاں اور امیدواران اپنے جلوسوں میں شریک اور مظاہرین پر زیادہ سے زیادہ کنٹرول کریں گے کہ مظاہرین کے پاس ایسا کوئی ہتھیار یا موادنہ ہو جونقص امن اور توڑ پھوڑ میں استعمال ہوسکے اور تمام مظاہرین کو تلقین کی جائے جوش و جذبہ سے مغلوب ہو کر کوئی غلط اقدام نہ کریں۔

(18) تمام سیاسی جماعتیں اور امیدوار:۔

(i) الیکشن ڈیوٹی پر متعین افسران سے تعاون کر کے امن وامان کی فضا رائے دہندگان کو آزادانہ طور پر حق رائے دہی استعمال کرنے کو یقینی بنائیں اور ہر قسم کی ناخوش گوار اور حرکات کا سدباب کیا جائے۔

(ii) اپنے بااختیار کارکنوں کو شناخت کی غرض سے بیج(Badge) اور شناختی کارڈ وغیرہ دئے جائیں۔

(iii) یہ مسلمہ امر ہے کہ ووٹرز کو ووٹنگ سلپس سفید کاغذ پر مہیا کی جائیں اور ان پر کسی قسم کا کوئی انتخابی نشان عیاں نہ ہو اور نہ ہی کسی امیدوار یا سیاسی جماعت کا نام لکھا ہو۔

(19) سیاسی جماعتوں کو ایک منظم اور جامع طریقہ سے ووٹروں کو حق رائے دہی کے متعلق تمام طریق کار موثر انداز میں سمجھانا چاہئیں تاکہ ووٹروں کو ووٹ ڈالنے میں پریشانی نہ ہو۔

(20) ووٹرز، امیدواران اور باضابطہ ،مستنداور بااختیار ایجنٹس کے علاوہ کسی اور شخص کو پولنگ کے اوقات میں پولنگ بوتھ میں جانے کی اجازت نہ ہوگی وہ حضرات جنکے پاس الیکشن کمیشن صوبائی الیکشن کمشنر یا ڈسٹرکٹ ریٹرننگ افسر کے جاری کردہ اجازت نامہ حاصل کر کے پولنگ بوتھ میں پہنچا جاسکتا ہے۔

(21) عوامی نمائیندگی کے ایکٹ 1976 کی دفعہ 83A میں مندرجہ ذیل درج ہے۔

(1) کوئی بھی شخص یا سیاسی جماعت کوئی بھی انتخابی مواد اشتہار یا بینر ذیل میں دئے گئے سائز سے بڑے سائز میں استعمال کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(a) پوسٹرز اشتہارات 2 × 3

(b) لکڑی وغیرہ کے بڑے بورڈ 3 × 5

(c) بینرز 3 × 9

مقامی حکومتیں اور ریٹرننگ افسران اسی دفعہ کے احکامات پر موثر طریقہ سے ذمہ دارانہ انداز میں عمل درآمد کو یقینی بنائیں گے۔

(22) "4X4" سائز کے سٹکرز اور "9X6" چھوٹے پمفلٹ اور ہینڈ بلز کی اجازت ہوگی۔

عوامی عہدوں کیلئے تعلیمی قابلیت کا حکم نمبر 2002

سی- ای- او نمبر 19 آف 2002

بڑے عہدے حاصل کرنے کے لئے تعلیم کی حد

Qualification to hold public offcies order 2002

Chief Executive's order No-19 of 2002

غیر معمولی گزٹ آف پاکستان حصہ اول- 6 جولائی 2002 - F No 2(4)2002pub

چیف ایگزیکٹو کا نافذ کردہ اعلان برائے اطلاع عام طباعت کے بعد شائع کر دیا گیا ہے
چیف ایگزیکٹو کے کئے گئے اقدام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اور اس اصولی مقصد کے حصول کی خاطر کہ ملک کے جمہوری اداروں کی تعمیر نوع کے لئے پختہ اور پرعزم ہونے کی ضرورت ہے تاکہ حکومتی باگ ڈور ملکی نظم ونسق کو چلانے کیلئے تمام تر اختیارات عوامی نمائندوں کو منتقل کئے جاسکیں۔

اور اب یہ اسی طرح ممکن ہے کہ جمہوری اداروں کو مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے اور عوامی نمائندوں کے بڑے عہدوں کیلئے تعلیمی قابلیت کے لئے متعینہ حدود پر عمل کیا جائے۔

اب 14-اکتوبر 1999ء اور اب چیف ایگزیکٹو حالات سے مطمئن ہیں کہ اس معاملہ کی تکمیل کیلئے مناسب قدم اٹھایا جائے کے حکمناء، بابت ہنگامی حالت کے تسلسل میں اور عبوری آئین کے حکم نمبر 1 آف 1999 چیف ایگزیکٹو ہر دو احکام کے جاری کردہ احکامات اور اپنے تمام تر اختیارات کے ساتھ بخوشی مندرجہ ذیل نیا حکم نافذ کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔

1- مختصر عنوان ،وسعت اور آغاز۔

(1) اس حکم کو عوامی عہدون کیلئے تعلیمی قابلیت اور استعداد کا حکم 2002 کہا جائیگا۔

(2) یہ پورے پاکستان میں اطلاق پذیر ہوگا۔

(3) یہ فوری طور پر نافذالعمل ہوگا۔

2- عوامی عہدوں کیلئے تعلیمی قابلیت۔

قطع نظر آئینی تشریحات اور رائج الوقت قانون کے کہ کوئی شخص جو کسی وقت وزیراعظم/صوبائی وزیراعلیٰ ،متواتر دو مرتبہ رہ چکا ہو وہ آئندہ تیسری مرتبہ وزیراعظم /صوبائی وزیراعلیٰ بننے کا اہل نہ ہو گا۔

وضاحت (Explanation)[1]:

اس آرٹیکل کی تصریحات کی وضاحت کیلئے وزیراعظم ،وزیراعلیٰ کی دو مدتوں میں نگران وزیراعظم /نگران صوبائی وزیراعلیٰ کی مدت شامل نہ ہے۔

1- سی ای او نمبر 33 آف 2002 مجریہ 26-10-2002 کی رو سے اس وضاحت کو شامل کیا گیا ہے۔

نیشنل سکیورٹی کونسل سیکرٹیریٹ

رولز 2004

ودیعت کردہ اختیارات بمطابق ایکٹ 2004 نیشنل سکیورٹی کونسل (1 of 2004) کی دفعہ 8 نیشنل سکیورٹی کونسل ،کونسل اپنا انتظام و انصرام کو متذکرہ ایکٹ کے مطابق قابل عمل بنانے کیلئے مندرجہ ضابطے وضع کرتی ہے۔

1- مختصر عنوان اور آغاز(Short title and commencement):

(1) ان ضابطوں کو نیشنل سکیورٹی کونسل سیکرٹیریٹ کے ضابطے 2004 کہا جائیگا۔

(2) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہونگے۔

2- تعریفات(Definition):

(1) ان ضابطوں کے سیاق و سباق میں جب تک کوئی الجھن یا رکاوٹ درپیش نہ ہو۔

(a) ایکٹ:۔ایکٹ سے مراد نیشنل سکیورٹی کونسل ایکٹ 2004 (1 of 2004) ہے۔

(b) حکومت سے مراد وفاقی حکومت ہے۔

(c) سیکرٹیریٹ سے مراد نیشنل سکیورٹی کونسل کی سیکریٹیریٹ ہے۔

(d) سیکرٹری سے مراد نیشنل سکیورٹی کونسل کا سیکرٹری ہے۔

(2) تمام الفاظ و بیاں (صراحتیں) جو اس ایکٹ میں استعمال ہوئیں اور ان کی ان ضابطوں میں تعریف نہ کی گئی ہو ان کی تشریحات اور تعریفات وہ ہی ہونگی جو اس ایکٹ کے مطابق درکار ہیں۔

3- سیکرٹیریٹ کے اختیارات اور وسعت(Strength of the Secretariat):

(1) چیئرمین نیشنل سکیورٹی کونسل ،وقتاً فوقتاً کونسل کی مجوزہ اور منظور شدہ مستقل اور عارضی اسامیوں کے علاوہ مزید اسامیاں مستقل یا عارضی جو اسکے مجوزہ جدول میں مختص ہیں

تعینات کرنے کا مجاز ہوگا۔

(2) چیئرمین اپنے تحریری حکم کے ذریعہ بمطابق ذیلی ضابطہ (1) اپنے اختیارات مخصوص ہدایات اور شرائط کے ساتھ جو وہ قابل عمل سمجھے ،کونسل کے سیکرٹری کو سونپ سکتا ہے۔

4- تنخواہ کی درجہ بندی(scale) اور دیگر مفادات ومراعات:

(Scale of pay and other emoluments):

(1) کونسل میں تعینات اسامیوں (عہدوں) کی تنخواہ کی درجہ بندی (سکیل)اور ان کے مبطی اختیارات اسی طرح سے ہونگے جس طرح کے وفاقی سیکریٹریٹ کے افسران کے اختیارات اور مضب جو انہیں فی الوقت حاصل ہیں ان کے اختیارات وفاقی سکیریٹریٹ کے افسران کے اختیارات کے مطابق ہونگے اور یہ ان سب مراعات کے اہل ہونگے جو وفاقی سکیریٹریٹ کے افسران کو حاصل ہیں۔

(2) کوئی ایسی اسامی یا عہدہ جو وفاقی حکومت کے عہدوں کے مطابق نہ ہو اگر اس کی خدمات کونسل کو درکار ہوں تو کونسل کا چیئرمین یا تفویض کردہ مجاز افسرایسی شرائط پر جو وہ مناسب سمجھتا ہو کسی اہل اور قابل شخص کی تعیناتی کرسکتا ہے۔

5- تقرری کے طریق کار(Methods of appointment):

کسی عہدے پر تقرری کا عمل یا کسی اورقسم کی اسامی پر تقرری کا عمل مندرجہ ذیل کسی ایک طور پر یا زیادہ طریقوں کے عمل میں لایا جاسکتا ہے

جیسا کہ:۔

(a) نیشنل سکیورٹی کونسل سیکریٹریٹ میں پہلے تقرر شدہ (تعینات) شخص کو ترقی دیکر۔

(b) ان اشخاص میں سے جو پہلے ہی سے مستقل یا باقاعدہ عہدوں پر فائز ہوں کو بذریعہ تبادلہ قائم مقام بناکر یا تعینات کرکے موجودہ مطلوبہ اسامیوں پر تعینات کرکے۔

(c) براہ راست تقرر کے ذریعہ۔

(d) نیشنل سکیورٹی کونسل صورت حال کے مطابق چیئرمین کی منظوری سے مناسب شرائط پر ماہرین کی خدمت مستعار (حاصل) کرسکتی ہے۔

6- تعلیمی قابلیت صلاحیت اور تقرری کیلئے تجربہ:

(Qualification and expereince for appointment):

مختلف قسم کی اسامیوں اور عہدوں پر تقرری کیلئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کا وہ ہی معیار ہے جو وفاقی حکومت کے افسران اہلکاران کی تعیناتی کیلئے درکار ہو۔

7- خدمت (سروس ملازمت) کی شرائط:

(Terms and conditions of servcie):

وہ تمام تر ضابطے اور احکامات جو فیڈرل (وفاقی حکومت) کے افسران اور ملازمین پر لاگو ہوتے ہیں وہ ہی شرائط ضابطے اور احکامات نیشنل سکیورٹی کونسل سکیریٹریٹ کے افسران ،ملازمین پر کارفرما ہونگے۔

8- کاروائی کا ضبط کار(Conduct and Discipline):

ملازمت سے برخاستگی کے (خصوصی اختیارات کے) حکمنامہ 2000 (xvii of 2000) اور سرکاری ملازمین (کی کارگزاری ،اہلیت کی دستعداد) کے طریق کار اور ضابطے 1973 (Govt Servants Efficiency-Descipline Rules, 1973) اور سرکاری ملازمین کے (کردار) کے بابت ضابطے 1964

(The Govt servants (conduct) Rules, 1964) اور دیگر تمام ضابطے اور احکامات معہ ترمیمات جو ان میں وقتاً فوقتاً عمل میں آئیں اور ملازمین پر کارفرما ہوں وہ سب کی سب سکیورٹی کونسل سکیریٹریٹ کے افسران اور ملازمین پر بھی قابل عمل ہونگی۔

9- اپیل اور دلالت و نمائیندگی کا حق(Right of appeal or representation):

تمام تر ہدایات اور ضابطے جو سرکاری ملازمین کے بارے نافذالعمل ہیں وہ تمام تر حقوق جو سرکاری ملازمین کو اپنے حقوق کی باریابی کیلئے بذریعہ اپیل ،قانونی عرضداشت معہ تازہ ترین ترمیمات کے جو سرکاری ملازمین اپنی نوکری اور ملازمت کے قائم رکھنے کیلئے کر سکتے ہیں وہ تمام تر ضابطے ہدایات قانونی عرضداشتیں معہ تازہ ترین ترامیم کے سکیریٹریٹ کے (نیشنل سکیورٹی کونسل) ملازمین کو استعمال کرنے کا حق حاصل ہے۔

10- ریٹائرمنٹ کے بعد ملازمت(Explayment after retirement):

نیشنل سکیورٹی کونسل کی سکیریٹریٹ میں کوئی بھی ریٹائرڈ ملازم دوبارہ ملازمت میں نہیں

لیا جائیگا جب تک قومی مفادات کے پیش نظر اسکی خدمات درکار ہوں ایسے شخص کی شرائط ملازمت چیئرمین کونسل کی صوابدید پر مشروط ہونگی اور ایسی ملازمت کے لئے سکیرٹری ،سکیرٹیریٹ قومی سکیورٹی کونسل چیئرمین کونسل کی پیشگی منظوری حاصل کرنا ہوگی۔

11- کونسل کی سکیرٹیریٹ کے ملازمین پر سرکاری قاعدے اور ضابطے لاگو ہونگے: (Application of Government rules and regulations to the employees of the secretriat):

وہ تمام تر مراعات اور ضابطے قانونی جواز جوسرکاری ملازمین کو بابت ڈیلی بھتہ جات ،چھٹی ، جنرل پراویڈنٹ فنڈ بنیی وولینٹ فنڈ،گروپ انشورش پنشین ،گریجویٹی ،میڈیکل مراعات ،فیس اور اعزازیہ اور رہائشی مکان کا حصول قرضہ جات ،پیشگی رقوم جوآئینی اور احکامات اور ترامیم کے ذریعہ حکومتی ملازمین کو حاصل ہیں ۔کونسل کی سکیرٹیریٹ کے ملازمین بعینہ ان مراعات مفادات کے مستحق ہونگے۔

12- تخمینہ۔مزانیہ(Budget):

کونسل کی سکیرٹیریٹ ہرسال مجوزہ تاریخ تک اپنے سال بھر کا تخمینہ ۔مزانیہ نظر ثانی شدہ مجوزہ فارم پر ہر مالی سال کیلئے وزارت خزانہ کو برائے منظوری ارسال کرے گی۔

13- صدر اکاؤنٹس افسر(Principal Accounting officer):

(1) کونسل کا سکرٹری ،سکریٹریٹ کے تمام تر اخراجات اور آمدنی کے جملہ کوائف کا تخمینہ (منظور شدہ) کے مطابق عمل میں لانے کا صدر اکاؤنٹ افسر تصور کیا جائیگا۔اس بارے پرنسپل اکاؤنٹنگ افسر کو وہ تمام تر اختیارات مالی اور انتظامی حاصل ہونگے جوکسی وزارت کے سکرٹری یا ڈوژن کے سکرٹری کو حاصل ہوتے ہیں۔

(2) پرنسپل اکاؤنٹنگ افسر سکریٹریٹ کی تمام ضروریات کو بمطابق اصول اور ضابطوں کے پورا ہونے کو یقینی بنائیگا اور ایسا کرنے میں تمام قانونی تقاضوں اور ضابطوں کو مدنظر رکھے گا اور حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری ہونے والی ہدایات کے مطابق اخراجات کی حد میں خرچ ہوئی رقوم کی رسیدات اخراجات کی تفصیل اور جملہ اخراجات پر مناسب نظر رکھے گا اور حساب کی تفصیل کا ریکارڈ محفوظ رکھے گا اور تمام تر کاروائی بابت اخرجات وغیرہ پر قانون کے مطابق تمام ضابطوں اور احکامات کے مطابق چلائے گا۔

14- اکاؤنٹس کو باقاعدہ قائم رکھنا(Maintinance of Accounts):

کونسل کی سکرئیٹریٹ اکاؤنٹ بکس کو مکمل کر کے بحفاظت رکھے گی اور تمام اصل اخراجات کی رسیدات اور اندراج کو یقینی بنایا جائیگا تاکہ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ تمام رقوم کو ان کی مدات میں صرف اور درج کیا گیا ہے۔

15- اکاؤنٹس کو دوبارہ ترتیب دینا(Reconciliation of accounts):

سکرئیٹریٹ ،آڈیٹر جنرل پاکستان کی ہدایات کے مطابق جملہ اکاؤنٹس ماہانہ انداز میں ترتیب دے گا۔

16- بداعتدالیوں کی اندرونی پڑتال:

(Internal check against irregularities):

سکرئیٹریٹ اپنے طور پر اپنے ادارے کیلئے ایسے مناسب احکامات اور ضابطے مرتب کرے گا جن کے ذریعہ محکمانہ مالی بداعتدالیوں کو روکا جائے کم کیا جائے اور اس قسم کی غلطیوں کو ختم کیا جائے تاکہ سکرئیٹریٹ کا سرمایہ ضائع نہ ہو اور دغا فریب دھوکہ دہی وغیرہ کا امکان نہ رہے اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری شدہ ضابطوں اور ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائیگا۔

17- اکاؤنٹس اور مالی بجٹ کے بارے حکومتی ضابطوں قانونی حوالہ جات اور ہدایات کو مدنظر رکھا جائے:

(Observation of Government rules ,regulations and instructions on financial budgetary and accounting matters):

تمام تر اکاؤنٹس ،مالی بجٹ کے معاملہ میں سکرئیٹریٹ حکومت کے جاری کردہ قانونی حوالہ جات ضابطوں اور ہدایات پر عمل کرے گا سکرئیٹریٹ ان تمام احکامات قوانین اور ضابطوں پر عمل کرے گا جو فیڈرل ٹریرر رولز (وفاقی رولز ضابطہ بابت خزانہ) جنرل فنانشیل ضابطہ رولز (General Financial Rules) اور خزانہ ڈویژن وقتاً فوقتاً کی جاری کردہ ہدایات کے طور پر درج ہیں۔

18- احتساب(Audit):

سکرئیٹریٹ کے تمام اکاؤنٹس کی پڑتال (احتساب) اڈیٹر جنرل پاکستان کرے گا۔

19- اختیارات کا تفویض کرنا(Delegation of prwers):

سکرٹری ،سکرئیٹریٹ ایسے اختیارات جو اسے چیئرمین نے تفویض کئے ہوں دیگر اختیارات اپنے عملہ کے کسی رکن کو مخصوص شرائط کے بمطابق تفویض کرسکتا ہے۔

20- تشریح ،وضاحت(Interpretation):

ان ضابطوں کی منشا کے مطابق کسی حکم کی وضاحت پر اگر کوئی سوال پیدا ہوجائے تو ایسی وضاحت کا فیصلہ چیئرمین کریں گے جو قطعی ہوگا۔

21- ضابطوں کے عمل درآمد میں نرمی اور رعایت(Relaxation of Rules):

جب چیئرمین یہ محسوس کرے کہ ان ضابطوں کے احکامات پر عمل سے کسی معاملہ میں شدت یا الجھن پیدا ہوتی ہے تو چیئرمین اپنی صوابدیدی فراست اور اختیار سے معاملہ کی ضرورت کے مطابق ایسی شرائط پر ضابطے کے عمل میں نرمی یا رعایت کرسکتا ہے جو معاملہ کو سنگینی سے بچاسکے۔

جدول Schedule

افسران بنیادی تنخواہ کے سکیل 17 اور 17 سے اوپر

نمبر شمار	نام عہدہ	سکیل	منظورشدہ اسامیوں تعداد	عارضی	مستقل
1	سیکرٹری	22	1	1	-
2	ایڈیشنل سیکرٹری	21	1	1	-
3	ڈائریکٹر جنرل	20	2	2	-
4	ڈائریکٹر	19	5	5	-
5	ڈپٹی ڈائریکٹر	18	2	2	-
6	پبلک ریلیشن افسر PRO	17/18	1	1	-
7	پرائیویٹ سیکرٹری P.S	17	2	2	-
	میزان	-	14	14	-

عملہ بنیادی تنخواہ کے سکیل 16 اور اس سے نیچے۔

نمبر شمار	نام عہدہ	تنخواہ کا سکیل	منظور شدہ اسامیوں تعداد	عارضی	مستقل
1	سپرنٹنڈنٹ	16	2	2	
2	کمپیوٹر اوپریٹر	16	2	2	
3	سٹینوگرافر پرائیویٹ اسٹنٹ	15	11	11	
4	ڈیٹا انٹری اوپریٹر	12	2	2	
5	اسٹنٹ	11	7	7	
6	اپرڈویژن کلرک	7	2	2	
7	لوئر ڈویژن کلرک	5	3	3	
8	ڈرائیور	4	9	9	
9	ڈسپیچ رائڈر	4	2	2	
10	قاصد، نائب قاصد	2/1	21	21	
11	فارش Farash	1	1	1	
12	باورچی Cook	1	1	1	
13	ویٹر	1	1	1	
	میزان		64	64	
	کل میزان		78	78	

FRAUD AND FORGERY LAWS

BY

EMMANUEL ZAFAR
Advocate

THE
Conciliation Courts
Ordinance, 1961
WITH
Rules, Notifications
&
Case-Law

By
Zafar Hussain Chaudhary
Advocate High Court

Revised Edition

CONSTITUTION OF ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

By

ZIA-UL-ISLAM JANJUA
M.A., LL.B., Advocate High Court

Nadeem Law Book House
7-Turner Road, High Court, Lahore.
[Phones: 7358175 - 7220799 - 7357262]